www.KitaboSunnat.com

# طہارت کے فقہی احکام

فاروق رفیع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

# محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

## تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

# طہارت کے فقہی احکام

فاروق رفیع

فصل الخطاب للنشر والتوزیع
0300-8074150

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصل الخطاب
FASL-UL-KHITAB

# طہارت کے فقہی احکام

فاروق رفیع

فصل الخطاب للنشر والتوزیع
0300-8074150

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

# طہارت کے فقہی احکام

تالیف

فاروق رفیع


ملنے کے پتے

**نعمانی کتب خانہ** : حق سٹریٹ، اُردو بازار لاہور فون: 042-37321865

**مکتبہ اسلامیہ** : ہادیہ حلیمہ سنٹر، اردو بازار لاہور فون: 042-37244973

**مکتبہ اسلامیہ** : بیرون امین پور بازار، کوتوالی روڈ، فیصل آباد فون: 041-2641204

**اسلامی اکیڈمی** : الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور فون: 042-37357587

**کتاب سرائے** : الحمد مارکیٹ، اردو بازار لاہور فون: 042-37320318

**دار الکتب السلفیہ**: ہادیہ حلیمہ سنٹر، اردو بازار لاہور فون: 042-37361505

**مکتبہ عائشہ** اقبال مارکیٹ، اقبال روڈ، کمیٹی چوک، راولپنڈی فون: 051-5551014

**اسلامک بک کمپنی**: امین پور بازار، فیصل آباد فون: 041-2647308

فصل الخطاب

للنشر والتوزیع

0300-8074150


محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

# طہارت کے فقہی احکام

تالیف

فاروق رفیع

ملنے کے پتے

**نعمانی کتب خانہ** : حق سٹریٹ، اُردو بازار لاہور فون:042-37321865

**مکتبہ اسلامیہ** : ہادیہ حلیمہ سنٹر، اردو بازار لاہور فون: 042-37244973

**مکتبہ اسلامیہ**: بیرون امین پور بازار، کوتوالی روڈ، فیصل آباد فون: 041-2641204

**اسلامی اکیڈمی** : الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور فون: 042-37357587

**کتاب سرائے** : الحمد مارکیٹ، اردو بازار لاہور فون: 042-37320318

**دار الکتب السلفیہ**: ہادیہ حلیمہ سنٹر، اردو بازار لاہور فون: 042-37361505

**مکتبہ عائشہ** اقبال مارکیٹ، اقبال روڈ، کمیٹی چوک، راولپنڈی فون: 051-5551014

**اسلامک بک کمپنی**: امین پور بازار، فیصل آباد فون: 041-2647308

فصل الخطاب
للنشر والتوزیع
0300-8074150

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

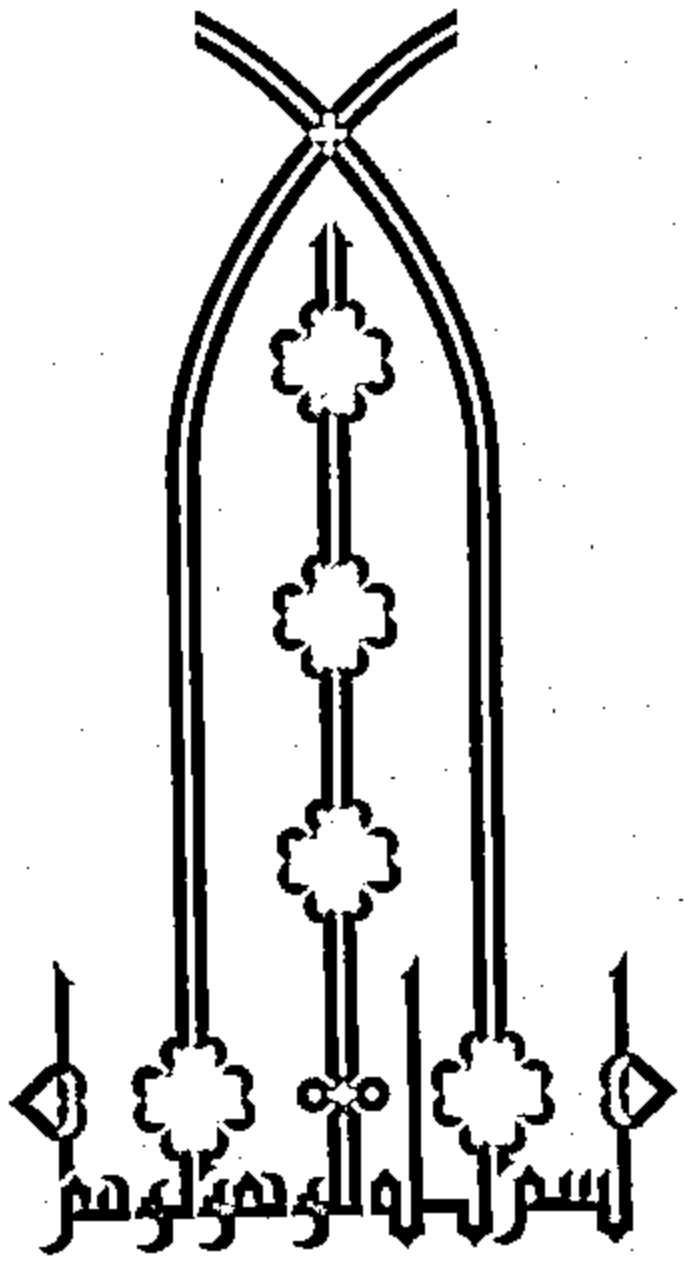


محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# پانیوں کا بیان


- مقدمۃ الکتاب ..... 21
- مطلق پانی کا حکم ..... 25
- کنوؤں اور تالابوں کا پانی ..... 26
- بئر بضاعۃ کے متعلق مروی روایات ..... 27
- سمندر کے پانی کا بیان ..... 29
- متغیر پانی کا بیان ..... 32
- جس پانی میں کوئی پاک چیز ملی ہو ..... 32
- نبیذ اور دیگر مشروبات سے وضو وطہارت ..... 34
- مستعمل پانی کا حکم ..... 45
- خاوند بیوی کے مستعمل پانی کا حکم ..... 54
- پانی کی قلیل وکثیر مقدار کا بیان ..... 57
- قلیل وکثیر پانی کب نجس ہوتا ہے؟ ..... 61
- کثیر پانی کب ناپاک ہوگا؟ ..... 72
- بلی کا جھوٹا پانی ..... 74
- انسان کا جھوٹا پانی ..... 80
- حلال جانوروں کا جھوٹا اور ان کا لعاب ..... 81
- خچر اور گدھے کا جھوٹا پانی ..... 83
- درندوں اور شکاری پرندوں کا جھوٹا پانی ..... 84


محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# نجاستوں کا بیان


- نجاست کی تعریف ..... 85
- نجاست کی درست تعبیر ..... 85
- نجاستوں کی تفصیل ..... 86
- انسان کا پیشاب اور پاخانہ ..... 86
- شیر خوار بچے کے پیشاب کا حکم ..... 88
- کپڑے پر معمولی گندگی لگی ہو تو؟ ..... 89
- مذی اور ودی ..... 92
- مذی لگے ہوئے لباس کا حکم ..... 93
- حیض ونفاس کا خون ..... 95
- گدھے اور خچر کی لید ..... 96
- کتا اور اس کا لعاب ..... 98
- مردار ..... 100
- نجاست سے مستثنیٰ مردار ..... 101
- مچھلی، ٹڈی اور سمندری جانور ..... 101
- ایسے حشرات جن میں خون نہیں ہوتا ..... 101
- مردار کے بال، سینگ، ہڈیاں اور پر وغیرہ ..... 103
- زندہ حلال جانور سے کاٹا ہوا گوشت ..... 103
- حرام جانوروں کا گوشت ..... 104
- خنزیر کا گوشت اور خون ..... 105
- کتے کا پیشاب اور پاخانہ ..... 107
- معروف مگر غیر ثابت نجاستیں ..... 108
- امنی ..... 108


محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




- ۲۔ شراب ..... 114
- قے ..... 119
- خون ..... 120
- حلال جانوروں کا پیشاب اور گوبر لید: ..... 127
- حرام جانوروں کے پیشاب کا حکم ..... 134
- مشرکین کی نجاست ..... 135
- نجاستوں کی تطہیر کا طریقہ کار ..... 137
- ا۔ حیض آلود کپڑے کی صفائی کا طریقہ ..... 137
- مذی کی تطہیر ..... 138
- مذی لگے ہوئے لباس کا حکم ..... 140
- ۳۔ زمین کی تطہیر ..... 142
- زمین کے خشک ہونے سے تطہیر ..... 145
- شیر خوار بچے کے پیشاب کی تطہیر ..... 147
- جوتوں کی تطہیر ..... 148
- عورت کی چادر اور برقع کی تطہیر ..... 150
- جس برتن میں کتا منہ ڈال دے ..... 150
- جس برتن میں چوہیا گر جائے ..... 156
- مردار کے چمڑے کی تطہیر ..... 158
- ایک تعارض اور اس کا حل ..... 161
- نجاستوں کی تطہیر کے لیے مؤثر چیز ..... 163


## طہارت، غسل اور وضو کے آداب


- قضائے حاجت کے آداب ..... 166
- ا۔ چھپ کر قضائے حاجت کرنا ..... 167


محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




❁ ۲۔ بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعا پڑھنا ..... 167

❁ ۳۔ پیشاب کے چھینٹوں سے بچنا ..... 168

❁ ۴۔ قبلہ رخ نہ ہونا ..... 169

❁ ۵۔ گفتگو نہ کرنا ..... 170

❁ ۶۔ قضائے حاجت کے وقت ممنوع کام ..... 171

❁ قضائے حاجت کے ممنوعہ مقامات ..... 171

❁ بیت الخلا سے نکلتے وقت کی دعا ..... 172

❁ استنجا کرنے کے آداب واحکام ..... 172

❁ ۱۔ بائیں ہاتھ سے استنجا کرنا ..... 173

❁ ۲۔ پانی اور ڈھیلوں سے استنجا کرنا ..... 173

❁ پانی سے استنجا کرنا ..... 174

❁ ڈھیلوں سے استنجا کرنا ..... 175

❁ کم از کم تین ڈھیلے استعمال کرنا ..... 175

❁ ہڈی، گوبر اور کوئلہ استعمال نہ کرنا ..... 176

❁ استنجا کرنے کے بعد مٹی یا صابن سے ہاتھ ملنا ..... 177


## غسل کے آداب واحکام


❁ پردے میں غسل کرنا ..... 178

❁ خلوت میں برہنہ ہو کر غسل کرنا ..... 179

❁ ۲۔ پانی کے استعمال میں احتیاط برتنا ..... 180

❁ جنبی شخص پانی میں غوطہ نہ لگائے ..... 182

❁ خاوند بیوی کا ایک ساتھ غسل کرنا ..... 182

❁ جنبی کے استعمال شدہ پانی سے غسل ..... 182


محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




- دوران غسل گفتگو کرنا ..... 183
- غسل کا معنی ومفہوم ..... 184
- ارکان غسل ..... 184
- ا۔ نیت کرنا ..... 184
- ۲۔ جسم کے تمام اعضا کو دھونا ..... 185
- غسل کا مسنون طریقہ ..... 186
- عورت کا غسل ..... 189
- غسل حیض ونفاس کے آداب ..... 190
- غسل میں صابن وغیرہ کا استعمال ..... 192
- غسل کے بعد تولیہ وغیرہ استعمال کرنا ..... 192
- فرض غسلوں کا بیان ..... 195
- ا۔ جنسی ملاپ سے غسل ..... 195
- جنابت کے آداب ..... 197
- جنبی کے لیے ممنوع امور ..... 197
- ۳۔ مسجد میں داخل ہونا ..... 197
- جنبی کے لیے مباح کام ..... 199
- ا۔ غسل جنابت میں تعجیل وتاخیر ..... 199
- سونے اور کھانے پینے سے پہلے وضو کرنا ..... 200
- کبھی تیمم بھی کیا جاسکتا ہے ..... 201
- جنبی اور حائضہ کا قرآن حکیم کو چھونا ..... 201
- جنبی اور حائضہ کا قرآن کی تلاوت کرنا ..... 202
- ۲۔ احتلام سے غسل ..... 202


محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




❁ ۳۔ حیض ونفاس سے غسل ..... 203
❁ ۴۔ جمعہ کے دن غسل کرنا ..... 204
❁ ۵۔ قبول اسلام پر غسل کرنا ..... 205
❁ ۶۔ میت کو غسل دینا ..... 206
❁ ۷۔ مشرک کو دفنانے پر غسل کرنا ..... 207
❁ مستحب غسل ..... 208
❁ ا۔ میت کو غسل دینے سے غسل کرنا ..... 208
❁ ۲۔ عیدین کا غسل ..... 209
❁ ۳۔ مکہ میں داخل ہوتے وقت غسل کرنا ..... 210
❁ ۴۔ بے ہوشی سے افاقہ پر غسل ..... 211
❁ ۵۔ مستحاضہ کا غسل کرنا ..... 212


## وضو کے آداب


❁ وضو صحت نماز کے لیے شرط ..... 214
❁ وضو کے فضائل ..... 215
❁ ا۔ وضو نصف ایمان ..... 215
❁ ۲۔ گناہوں کا کفارہ ..... 217
❁ ۲۔ درجات کی بلندی کا ذریعہ ..... 220
❁ ۳۔ اعضائے وضو کی روشنی امت مسلمہ کا خاصہ ..... 220
❁ شیطانی گرہ کھولنے کا سبب ..... 223
❁ باوضو ہو کر مسجد میں جانے کی فضیلت ..... 223
❁ وضو کا مختصر طریقہ ..... 225
❁ وضو کا تفصیلی طریقہ ..... 225
❁ ا۔ نیت کرنا ..... 225


محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




- وضو میں دائیں جانب کو مقدم کرنا ..... 226
- ۲۔ دونوں ہاتھوں کو پائچوں تک دھونا ..... 227
- ۳،۴۔ کلی کرنا، ناک میں پانی چڑھانا: ..... 227
- کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے کا طریقہ ..... 227
- ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا ..... 228
- ۵۔ ناک جھاڑنا ..... 229
- ناک بائیں ہاتھ سے جھاڑنا ..... 220
- نیند سے بیدار ہو کر تین مرتبہ ناک جھاڑنا ..... 231
- ۶۔ منہ دھونا ..... 231
- ۷۔ دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا ..... 232
- ۸۔ سر کا مسح کرنا ..... 232
- سر کے مسح کا طریقہ ..... 233
- تین مرتبہ سر کا مسح کرنا ..... 235
- پگڑی پر مسح کرنا ..... 235
- گردن کا مسح کرنا ..... 237
- ۹۔ ٹخنوں سمیت پاؤں دھونا ..... 241
- ۱۰۔ انگلیوں کا خلال کرنا ..... 241
- ایڑیاں دھونے میں احتیاط کرنا ..... 241
- دوران وضو جسم کا حصہ خشک رہ جائے تو: ..... 243
- وضو کے بعد کی دعائیں ..... 243
- وضو کے بعد کی غیر ثابت روایات ..... 244
- وضو کے بعد نظر آسمان کی طرف اٹھانا ..... 246
- دوران وضو گفتگو کرنا ..... 247


محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




- وضو کے بعد تولیے وغیرہ کا استعمال ..... 248
- خفین (بوٹوں) پر مسح ..... 252
- خف کی تعریف ..... 253
- خفین (بوٹوں پر) مسح کا بیان ..... 254
- جرابوں پر مسح ..... 256
- جرابوں پر مسح موزوں پر مسح کے قائم مقام ..... 259
- جراب کی لغوی واصطلاحی تعریف ..... 260
- حافظ ابن حزم رحمہ اللہ کا موقف ..... 263
- حنفی مذہب اور جرابوں کا مسئلہ ..... 264
- حافظ ابن حزم کا احناف کی غیر منصفانہ تقسیم پر تنقید ..... 265
- علامہ جمال الدین قاسمی کی منصفانہ رائے ..... 267
- موزوں اور جرابوں پر مسح کا طریقہ ..... 268
- مسح کی لغوی تعریف ..... 268
- مسح کے طریقہ کے متعلق مروی روایات ..... 270
- مسح کا محل ..... 271
- موزوں کے اوپر نیچے مسح کرنا ..... 275
- موزوں، جرابوں پر مسح کی شرط ..... 277
- مسح کی مدت ..... 279
- مدت کی تعیین کے بغیر مسح کرنا ..... 283
- مسح کا آغاز کب کیا جائے؟ ..... 284
- مقیم کا سفر کرنا ..... 285
- مسافر کا مقیم ہونا ..... 286


محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




- پھٹے موزوں اور جرابوں پر مسح کرنا ..... 287
- نواقض مسح امور ..... 290
- ۱۔ جنابت کا لاحق ہونا ..... 290
- ۲۔ مسح کی مدت کا پورا ہونا ..... 291
- ۳۔ موزے یا جرابیں اتارنے کے بعد بے وضو ہونا ..... 295
- کیا جرابوں اور موزوں کا اتارنا ناقض وضو ہے؟ ..... 295


## وضو کے ارکان وفرائض


- ۱۔ نیت کرنا ..... 299
- نیت کا محل دل یا زبان ..... 303
- نیت کے الفاظ بول کر ادا کرنا اور احناف کا موقف ..... 306
- ۲۔۳۔ کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا: ..... 308
- ۴۔ ناک جھاڑنا ..... 315
- ۵۔ ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا ..... 316
- ۶۔ منہ دھونا ..... 317
- بے ریش اور باریش چہرے کے دھونے کا حکم ..... 318
- ۷۔ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا ..... 321
- ۸۔ سر کا مسح کرنا ..... 327
- سر پر مہندی یا کلر لگا ہو ..... 341
- کانوں کا مسح کرنا ..... 342
- سر اور کانوں کے مسح کا شرعی طریقہ ..... 343
- طریقہ مسح کی غلط صورتیں ..... 345
- سر کے مسح کے لیے نیا پانی لینا ..... 347


محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




❁ ہاتھوں کے بچے پانی سے مسح کرنا ..... 349
❁ کانوں کے مسح کے لیے پانی لینا ..... 350
❁ کانوں کے مسح کے لیے نیا پانی لینا ..... 352
❁ ۱۰۔ ٹخنوں سمیت پاؤں دھونا ..... 354
❁ ۱۱۔ ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا ..... 359
❁ پاؤں کی انگلیوں کے خلال کا طریقہ ..... 362
❁ ۱۲۔ ترتیب ..... 363
❁ ہاتھوں اور پاؤں کی ترتیب ..... 379
❁ ضعیف روایت کا بیان ..... 380
❁ ۱۲۔ موالاۃ ..... 381


## وضو کی سنتیں اور مستحبات


❁ ۱۔ مسواک کرنا ..... 387
❁ ۱۔ وضو کے وقت مسواک کرنا ..... 388
❁ ۲۔ نماز کے وقت مسواک کرنا ..... 388
❁ قرآن حکیم کی تلاوت کے وقت مسواک کرنا ..... 390
❁ منہ بدبودار ہونے کی صورت میں مسواک کرنا ..... 391
❁ نیند سے بیدار ہونے پر مسواک کرنا: ..... 391
❁ مسواک نہ ہو تو کیا کرے؟ ..... 392
❁ جس شخص کے دانت گر گئے ہوں؟ ..... 395
❁ ۲۔ آغاز وضو میں دونوں ہاتھ دھونا ..... 396
❁ ۳۔۴۔۵۔ دو سے تین مرتبہ کلی کرنا، ناک میں پانی چڑھانا اور ناک جھاڑنا: ... 398
❁ ۶۔ بائیں ہاتھ سے ناک جھاڑنا ..... 399


محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




- ۷۔ ناک جھاڑنے میں دو یا تین مرتبہ مبالغہ کرنا ..... 400
- ۸۔ اعضائے وضو دو یا تین مرتبہ دھونا ..... 403
- تین کے عدد سے تجاوز مکروہ عمل ..... 408
- ۹۔ اعضائے وضو کو محل فرض سے زیادہ دھونا ..... 409
- ۱۰۔ پانی کے استعمال میں احتیاط برتنا ..... 412
- ۱۱۔ اعضائے وضو کا ملنا ..... 415
- ۱۲۔ وضو کے بعد دعا پڑھنا ..... 416
- ۱۳۔ وضو کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا ..... 419
- غیر ثابت فرض اور سنتیں ..... 422
- وضو کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنا ..... 422
- شرط اور رکن کے قائلین ..... 422
- وجوب کے قائلین ..... 423
- سنت کے قائلین ..... 423
- رکنیت، فرضیت اور سنیت کے قائلین کے دلائل ..... 423
- تسمیہ کی روایتوں کا ماحصل ..... 429
- ۲۔ ڈاڑھی کا خلال کرنا ..... 430
- وضو کے بعد شرمگاہ پر چھینٹے مارنا ..... 436
- وضو کرتے وقت کے اذکار ..... 440
- دوران وضو کی ایک اور دعا ..... 444


## وضو توڑنے والی چیزیں


- ۱۔ حدث اکبر سے طہارت ختم ہونا ..... 445
- ۲۔ پیشاب اور پاخانے سے فراغت پر ..... 445


محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




- ۳۔ ہوا خارج ہونے پر وضو کرنا ..... 447
- ۴۔ مذی سے وضو کرنا ..... 449
- ۵۔ نیند سے وضو کرنا ..... 450
- خاصہ رسول ..... 464
- ۶۔ بے ہوشی اور پاگل پن سے وضو کرنا ..... 465
- ۷۔ شرم گاہ کو چھونے سے وضو کرنا ..... 466
- وضو کب ٹوٹتا ہے؟ ..... 480
- کسی کی شرم گاہ چھونے سے وضو کا حکم ..... 482
- بچے کی شرم گاہ سے ہاتھ لگنے سے وضو کرنا ..... 482
- سعودی فتویٰ کمیٹی کا فتویٰ ..... 483
- دبر کو ہاتھ لگانے سے وضو کرنا ..... 483
- خصیتین کے چھونے سے وضو کرنا ..... 484
- اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کرنا ..... 485
- ایک وہم کا ازالہ ..... 486
- جن چیزوں سے وضو کرنا ثابت نہیں ..... 487
- ا۔ خون بہنے سے وضو کرنا ..... 493
- قے اور نکسیر سے وضو ..... 498
- نکسیر سے وضو کرنا ..... 503
- قہقہے سے وضو کرنا ..... 504
- عورت کو چھونے سے وضو کرنا ..... 507
- اونٹوں کے دودھ سے وضو کرنا ..... 513
- وضو میں شک پیدا ہونے سے وضو کرنا ..... 514
- آگ پر پکی چیز کھانے سے وضو کرنا: ..... 515


محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




- شلوار ٹخنے سے نیچے لٹکانے سے وضو کرنا: ..... 521
- جن چیزوں سے وضو کرنا مستحب ہے ..... 526
- سوتے وقت وضو کرنا ..... 526
- جنبی شخص کا کھانے پینے سے اور سونے سے پہلے وضو کرنا ..... 528
- دوبارہ ہم بستری سے پہلے وضو کرنا ..... 529
- غسل جنابت سے پہلے وضو کرنا ..... 529
- ہر فرض نماز کے لیے نیا وضو کرنا ..... 530
- جب وضو ٹوٹے وضو کرنا ..... 531
- قے سے وضو کرنا ..... 531
- میت کو اٹھانے سے وضو کرنا ..... 532


## تیمّم کا بیان


- تیمّم کی لغوی و اصطلاحی تعریف ..... 533
- تیمّم کی مشروعیت کا ثبوت ..... 534
- کتاب اللہ سے ثبوت ..... 534
- سنت سے ثبوت ..... 534
- اجماع امت ..... 535
- تیمّم کی مشروعیت کا پس منظر ..... 535
- تیمّم حدث اکبر و حدث اصغر کا بدل ..... 536
- تیمّم کس چیز سے مشروع ہے؟ ..... 538
- کن لوگوں کے لیے تیمّم مباح ہے؟ ..... 543
- ۱۔ نماز کے اوقات میں پانی نہ پانے والا ..... 543
- ۲۔ بیمار اور زخمی شخص ..... 544


محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




- ۳۔ پانی کے استعمال سے بیماری لگنے یا موت کا ڈر ہو ..... 546
- اگر فرض نماز کے فوت ہونے یا جماعت چھوٹنے کا ڈر ہو؟ ..... 547
- نواب صدیق الحسن خان کی رائے ..... 547
- علامہ البانی کی رائے ..... 548
- تیمّم کے ارکان ..... 550
- ۱۔ نیت کرنا ..... 550
- مٹی پر ایک مرتبہ ہاتھ مار کر چہرے اور ہاتھوں پر ملنا ..... 550
- تیمّم کا طریقہ کار اور اختلاف رائے ..... 552
- ۱۔ مسح میں ہاتھوں کی حد کا بیان ..... 552
- ۲۔ تیمّم کے لیے ایک مرتبہ زمین پر ہاتھ مارنا یا دو مرتبہ ..... 557
- پانی اور تیمّم کے ساتھ طہارت حاصل نہ کر سکنے والے کا حکم: ..... 560
- تیمّم کے وقت کی انتہا ..... 563
- تیمّم سے نماز پڑھنے والا نماز کے وقت میں پانی پالے ..... 564
- اگر میت کو غسل دینے کے لیے پانی نہ ہو: ..... 565
- تیمّم توڑنے والی چیزیں ..... 565
- زخمی شخص کا پٹیوں پر مسح کرنا ..... 567
- قول فیصل ..... 570


## حیض ونفاس کے احکام


- حیض کی تعریف ..... 571
- حیض عورتوں کی فطری جبلت ..... 571
- حیض کے خون کی رنگت ..... 572


محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




- حیض کی کم اور زیادہ مدت ..... 573
- حیض کے اختتام کی معرفت ..... 576
- حیض کے بعد آنے والا زرد خون ..... 577
- انقطاع حیض کے بعد جماع کا وقت ..... 577
- حالت حیض میں مباشرت کا کفارہ ..... 580
- ایام حیض میں وقفے وقفے سے خون آنا ..... 582
- نفاس کے احکام ..... 583
- نفاس کی تعریف ..... 583
- نفاس کی کم از کم مدت ..... 583
- نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت ..... 585
- مدت نفاس اور بے اعتدالی ..... 587
- چالیس دن کے بعد خون آئے تو ..... 587
- نفاس کے احکام اور احکام حیض ..... 588
- حیض ونفاس میں ممنوع کام ..... 588
- ۱۔نماز وروزہ کی ممانعت ..... 588
- ۲۔بیت اللہ کا طواف کرنا ..... 590
- ۳۔حیض ونفاس میں مباشرت کرنا ..... 591
- ۴۔مسجد میں داخل ہونا ..... 592
- حیض ونفاس میں مباح کام ..... 592
- ۱۔قرآن پکڑ کر تلاوت کرنا ..... 593
- تلاوت کرنا ..... 593
- ۲۔سجدہ تلاوت کرنا ..... 593
- ۳۔امور خانہ داری انجام دینا ..... 594
- ۴۔حائضہ کا جھوٹا ..... 594


محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com




- ۵۔ خاوند کی خدمت کرنا ..... 595
- ۶۔ حائضہ کا خاوند کے ساتھ لیٹنا بیٹھنا ..... 596
- ۷۔ حائضہ کی گود میں لیٹنا ..... 597
- ۸۔ جنسی ملاپ کے سوا ازدواجی تعلقات قائم کرنا ..... 598
- ۹۔ نماز عیدین میں شریک ہونا ..... 600
- استحاضہ کے احکام ..... 601
- استحاضہ کی تعریف ..... 601
- استحاضہ کا حکم ..... 601
- استحاضہ میں مبتلا عورتوں کی کیفیات ..... 601
- پہلی کیفیت ..... 601
- دوسری کیفیت ..... 602
- مستحاضہ عورت کے غسل کی کیفیات ..... 602
- پانچ نمازوں کے لیے تین غسل ..... 603
- ہر نماز کے لیے غسل کرنا: ..... 603
- ہر فرض نماز کے لیے وضو کرنا ..... 604
- مستحاضہ عورت کے لیے مباح امور ..... 605
- مستحاضہ کا اعتکاف کرنا ..... 606
- سلس البول اور بواسیر کا مریض ..... 606
- جنبی، حائضہ اور بے وضو شخص کا قرآن پڑھنا ..... 607
- جنبی اور حائضہ کا قرآن حکیم کو چھونا ..... 607
- مانعین کے دلائل اور غلط استدلال ..... 609
- لفظ طاہر کو مقید کرنا ..... 611
- جنبی اور حائضہ کا قرآن کی تلاوت کرنا ..... 612


محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# مقدمۃ الکتاب

طہارت، وضو، غسل، نجاستوں کی پہچان اور ان کی تطہیر اور جنابت، حیض اور نفاس کے مسائل سے آگاہی دین اسلام کا اہم رکن ہے کیونکہ عبادات کی ادائیگی کے لیے انسان کا نجاستوں سے پاک ہونا اور طہارت سے متصف ہونا ضروری ہے۔ ان مسائل کی اہمیت کے پیش نظر کتاب وسنت میں ان مسائل کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہے اور مسلمانوں کی رہنمائی لیے ہر مسئلہ کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ تاکہ ان مسائل سے آگاہی حاصل کر کے ان پر عمل کرنا آسان ہو جائے۔ اسلامی تشخص کو جداگانہ ثابت اور قائم رکھنے کے لیے قضائے حاجت تک کے آداب کے قواعد وضوابط بیان کیے گئے ہیں کہ ان مسائل کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے انھیں سیکھا جائے اور انھیں حیطۂ عمل میں لا کر اسلامی تشخص کو قائم رکھا جائے۔ نیز غسل اور وضو، مسلمانوں کے روزمرہ کے فرائض میں شامل ہیں انھیں شرعی دلائل کی روشنی میں سمجھ کر ان کی ادائیگی سے جہاں عبادات کی تکمیل ہوتی ہے وہاں کتاب وسنت پر عمل کی صورت میں ثواب کا وافر ذخیرہ بھی نامہ اعمال میں درج ہوتا ہے۔ لیکن جس قدر یہ مسائل اہم ہیں اور قبول عبادات کی شرائط پر مشتمل ہیں اسی قدر عوام میں ان مسائل سے بے پروائی اور غفلت پائی جاتی ہے۔ اس غفلت اور سستی کا سبب ایک تو عامۃ الناس میں صحیح دلائل تک رسائی کے جذبے کا شدید فقدان اور شریعت سے حد درجے کی بیزاری ہے اور دوسرا جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سرسری سا شرعی احکام سے آگاہی کا جذبہ ہے وہ سنی سنائی باتوں تک محدود ہے۔ اصل حقائق سے آگاہی امت کی سرشت ہی سے خارج ہو چکی ہے۔ دلائل سے بات کرنے اور سننے کا اور جو مسئلہ بیان کرے اس سے دلیل مانگنے کا رجحان ناپید ہے، جس کی وجہ سے ایسے مسائل جو شریعت میں ثابت نہیں وہ لوگوں کے ذہنوں میں شریعت کے نام سے راسخ ہیں اور کتاب و سنت کے دلائل سے ثابت احکام ماننے کے لیے لوگ تیار نہیں ہوتے اور یہ بات کہہ کر ان سے صرف نظر کیا جاتا ہے کہ آج تک ہم نے یہ مسئلہ سنا نہیں ہے اور کسی عالم نے یہ مسئلہ کبھی چھیڑا نہیں ہے، اس لیے مسائل چاہیں کتاب وسنت سے ثابت ہوں انھیں ماننے سے صاف انکار کر دیا جاتا ہے۔ یہ شرعی احکام سے بے اعتنائی ایسی خوفناک روش ہے کہ کتاب وسنت کا ٹھوس علم اٹھتا جا رہا ہے اور فقہ وتعبیر شریعت کے نام سے شریعت سے واضح متضاد اور بے سروپا مسائل کو شریعت کا نام دے کر اپنا اور عوام کا شدید دینی نقصان ہو رہا ہے۔ معاشرے میں نیم ملاؤں اور خود ساختہ مفتیوں اور اسکالروں کی بھرمار ہے جو بغیر دلائل اور شرعی معلومات کے فتووں اور مسائل کی الگ الگ منڈلیاں سجائے بیٹھے ہیں اور آئندہ حدیث کی رو سے خود کو اور عامۃ الناس کو تاریکیوں اور ظلمتوں میں دھکیلے جا رہے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوْسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوْا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوْا وَأَضَلُّوْا )) ①

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ علم کو بندوں کے (دلوں سے) چھین کر (اس کا) خاتمہ نہیں کرے گا بلکہ وہ علم کا خاتمہ علماء کو فوت کرنے سے کرے گا حتی کہ جب کوئی (مستند) علم باقی نہ چھوڑے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنا لیں گے۔ (ان جاہل

① صحیح بخاری: ۱۰۰۔ صحیح مسلم: ۲۶۷۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



علماء سے ) سوال پوچھے جائیں گے تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے اور خود گمراہ ہوں گے اور ( لوگوں کو ) گمراہ کریں گے۔"

پھر عقائد ونظریات اور عبادات ومعاملات سمیت تمام شرعی امور میں کتاب وسنت کے دلائل مرکزی حیثیت کے حامل ہیں۔ اگر کسی کا نظریہ یا طریقہ عبادت کتابت وسنت کے دلائل کے موافق ہے تو نظریات وعبادات کو سند قبولیت بخشا جاتا ہے، بصورت دیگر تمام عبادات مسترد قرار دی جاتی ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ﴾

[ النساء: ٣٣ ]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کا حکم مانو اور اپنے اعمال باطل نہ کرو۔"

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

« مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ »

"جس نے ایسا عمل کیا جس پر ہمارا امر ( حکم ) نہیں وہ مردود ہے۔"

سو اپنے اعمال کے حفاظت کے لیے ضروری ہے کہ ہر عمل کتاب وسنت کے موافق ہو اور ہر مسئلے کے ثبوت کے لیے کتابت وسنت کی ٹھوس دلیل موجود ہو۔ کسی مفتی کا فتویٰ، کسی عالم کا عمل اور کسی امام وفقیہ کا قول اس وقت تک کوئی شرعی حیثیت نہیں رکھتا جب تک وہ کتاب وسنت کی کسی دلیل سے ماخوذ نہ ہو۔ منہ زبانی باتیں اور بلا دلیل قیاسات واجتہادات گمراہی اور دین سے دوری کا باعث بنتے ہیں۔ سو ایسی بے سروپا باتوں اور فقہی موشگافیوں کے بجائے کتاب وسنت سے تعلق استوار کرنا چاہیے کیونکہ گمراہی اور ضلالت سے بچنے کا یہی پائیدار طریقہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صحیح اور ٹھوس دینی رہنمائی تک رسائی کے لیے کتاب وسنت کے ٹھوس اور مستند دلائل پر مشتمل فقہی احکام کا سلسلہ شروع کیا جارہا ہے، جس کا آغاز ہم مذکورہ کتاب ''طہارت کے فقہی احکام'' سے کر رہے ہیں۔ جس میں ہر مسئلے کے ثبوت کے لیے کتاب اللہ اور احادیث صحیحہ کو بنیاد بنایا گیا ہے، اس کے ساتھ فقہاء ومحدثین کی آراء اور جید علمائے کرام کے فتاویٰ جات اور شارحین کی تعبیرات سے مسائل کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ فقہی مذاہب کو دلائل کے ساتھ بیان کر کے راجح اور مرجوح موقف کی نشاندہی کی گئی ہے۔ نیز کسی مسئلہ کے لیے کسی مذہب کے لوگوں نے اگر ضعیف اور غیر ثابت روایات سے استدلال یا اجتہاد کیا ہے تو ان ضعیف احادیث کو مع سبب ضعیف بیان کیا گیا ہے تاکہ جو شخص مذہبی تنگ نظری اور مسلکی تعصب کے بغیر حق تک رسائی حاصل کرنا چاہے تو اس کے لیے آسانی ہو۔ کچھ مسائل عوام میں معروف اور زبان زد عام ہیں لیکن شرعی دلائل سے ثابت نہ ہونے کی وجہ سے وہ شرعی احکام کا درجہ حاصل نہیں کر پاتے، انھیں بھی پورے شرح وبسط سے بیان کیا گیا ہے، تاکہ خالص کتاب وسنت پر عمل کا ذوق اجاگر ہو، بلا دلیل احکام سے لوگوں کی شناسائی ہو اور بلاثبوت مسائل واحکام کا تدارک ہو سکے۔ مزید کتاب کی افادیت تو کتاب کی ورق گردانی سے حاصل گی جس کا قارئین دوران مطالعہ خود مشاہدہ کریں گے۔

آخر میں کتاب میں کوئی فنی، تکنیکی یا تحقیقی غلطی ہو تو ان غلطیوں پر اطلاع دینے والے کا بصد شکریے کے ساتھ جائز اعتراضات کا ضرور ازالہ کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ!

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے وہ اس کتاب کو عامۃ الناس کے لیے فائدہ مند اور رشد وہدایت کا سبب بنائے اور میرے لیے، میرے اہل خانہ، میرے والدین اور اساتذہ کرام کے لیے توشۂ آخرت بنائے۔ آمین، یارب العالمین!

فاروق رفیع

0300-8074150

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# پانیوں کا بیان

## مطلق پانی کا حکم:

بارش، برف، اولوں، نہروں، دریاؤں کا پانی پاک ہے اور ان پانیوں سے طہارت حاصل کی جاسکتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ﴾ [ الأنفال : ١١ ]

''اور وہ آسمان سے تم پر پانی اتارتا تھا تاکہ اس کے ساتھ تمھیں پاک کردے۔''

۲۔ دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا﴾ [ الفرقان : ٤٨ ]

''اور ہم نے آسمان سے پاک کرنے والا پانی اتارا۔''

## فوائد:

یہ آیات دلیل ہیں کہ بارش کا پانی پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے، پھر اولے اور برف بھی بارش ہی کی قسم ہیں اور ندی نالوں اور دریاؤں کا منبع بھی بارش کا پانی ہے سو یہ تمام پانی طہارت کے لیے مؤثر ہیں۔ نیز مطلق پانی، برف اور اولوں سے طہارت حاصل کرنے کا استدلال آئندہ حدیث سے بھی کیا جاتا ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ اور قراءت کے درمیان یہ کلمات کہتے تھے:

«اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وَالمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالبَرَدِ » ①

''اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنی دوری ڈال دے جتنی تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری کی ہے، اے اللہ! مجھے گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جیسے سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! میرے گناہوں کو پانی، برف اور اولوں سے دھو ڈال۔''

## کنوؤں اور تالابوں کا پانی:

کنوؤں اور تالابوں کا پانی بھی پاک ہے بشرطیکہ ان میں اتنی نجاست نہ گرے جس کے گرنے سے ان کا رنگ، بو اور ذائقہ تبدیل ہو۔ نجاست سے پاک کنوؤں، تالابوں اور جوہڑوں کا پانی پاک اور طہارت کے لیے مفید ہے۔

❁ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (قدرتی تالابوں جوہڑوں کے) پانی کے بارے میں اور وہاں چوپایاں اور درندوں کے وارد ہونے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

« إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ » ②

''جب پانی دو مٹکے ہو تو وہ نجاست قبول نہیں کرتا۔''

❁ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ فَإِنَّهُ لَا يَنْجُسُ » ③

---

① صحیح بخاری: ۷٤٤۔ صحیح مسلم: ۵۹۸۔

② صحیح: سنن أبی داؤد: ٦٣۔ جامع ترمذی: ٦٧۔ سنن نسائی: ۵۲۔ صحیح ابن خزیمہ: ۹۲۔ إرواء الغلیل: ۲۳۔

③ حسن: سنن أبی داؤد: ٦۵۔ المنتقیٰ لابن الجارود: ٤٦۔ سنن دارقطنی: ۲٦۔ عاصم بن منذر بن زبیر بن عوام صدوق راوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''جب پانی دو مٹکے ہو تو وہ ناپاک نہیں ہوتا۔''

یہ احادیث دلیل ہیں کہ تالابوں، جوہڑوں وغیرہ کا پانی پاک ہے، اس سے طہارت حاصل کرنا اور استعمال میں لانا درست ہے۔ بشرطیکہ ان میں اتنی نجاست نہ گری ہو جو ان کی رنگت، بو اور ذائقہ تبدیل کر دے۔

## بئر بضاعۃ کے متعلق مروی روایات:

گزشتہ بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ تالابوں، کنوؤں اور جوہڑوں کا پانی پاک ہے، ایسے پانیوں کو پینے کے لیے اور طہارت و غسل کے لیے استعمال کرنا جائز و مباح ہے۔ البتہ خاص بئر ہ بضاعہ (مدینہ منورہ کا معروف کنواں) کے بارے میں کچھ روایات مروی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

❖ ابو یحییٰ اسلمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم کچھ عورتوں کے ساتھ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے تو انھوں نے کہا:

« لَوْ أَنِّي سَقَيْتُكُمْ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ لَكَرِهْتُمْ ذَلِكَ، وَقَدْ وَاللّٰهِ سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَاءِهَا » ①

''اگر میں تمھیں بضاعہ کے کنویں سے پانی پلاؤں تو تم ناپسند کرو جب کہ اللہ کی قسم میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کا پانی پلایا ہے۔''

یہ حدیث دلیل ہے کہ بئر بضاعہ کے بارے میں لوگوں کی ناپسندیدگی کے تصور کے باوجود شرعی طور پر اس کا پانی پاک صاف ہی تھا۔ کیونکہ یہ کثیر پانی تھا اور نجاستوں کے گرنے سے اس کا رنگ، بو اور ذائقہ تبدیل نہیں ہوا تھا۔

---

① حسن: مسند أبي يعلىٰ: ٧٥١٩۔ طبراني كبير: ٦٠٢٦۔ سنن بيهقي: ١/٢٥٩۔ معرفة السنن و الآثار: ١٨٢٣۔ ابو یحییٰ سمعان صدوق راوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## ضعیف روایات کا بیان:

۱۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا: کیا ہم بئر بضاعہ سے وضو کر سکتے ہیں؟ جب کہ اس کنویں میں حیض کے چیتھڑے، کتوں کا گوشت اور گندگی پھینکی جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اَلْمَاءُ طَهُوْرٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ » ①

''پانی پاک ہے، پاک کرنے والا ہے، اسے کوئی چیز نجس نہیں کرتی۔''

۲۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا: آپ کو بئر بضاعہ سے پانی پلایا جاتا ہے جب کہ وہ ایسا کنواں ہے جس میں کتوں کا گوشت، حیض آلود کپڑے اور لوگوں کی گندگی پھینکی جاتی ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّ الْمَاءَ طَهُوْرٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ » ②

''بلاشبہ پانی پاک ہے اسے کوئی چیز گندہ نہیں کرتی۔''

---

① ضعیف: مسند أحمد : ۳/۳۱۔ سنن أبی داوٗد: ٦٦۔ جامع ترمذی: ٦٦۔ سنن نسائی: ۳۲۷۔ المنتقیٰ لابن الجارود: ٤٧۔ سنن دارقطنی: ٥٩۔ مصنف ابن أبی شیبة: ۱۵۰۵۔ سنن بیهقی: ٦۔ عبید اللہ بن عبد اللہ بن رافع بن خدیج مجہول راوی ہے۔ حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں اسے مستور کہا ہے۔ ابن قطان اور ابن مندہ اسے مجہول قرار دیتے ہیں۔ (تهذیب التهذیب)۔ علامہ البانی کہتے ہیں کہ یہ راوی عبید اللہ مجہول الحال ہے۔ (ارواء الغلیل: ۱/٤٥)۔ ابن قطان کہتے ہیں: عبید اللہ بن عبد الرحمٰن بن رافع بن خدیج کے نام کے بارے میں محدثین کے پانچ مختلف اقوال ہیں۔ یعنی عبد اللہ بن عبید اللہ بن رافع، وعبید اللہ بن عبد اللہ بن رافع، وعبد اللہ ابن عبد الرحمٰن بن رافع، وعبید اللہ بن عبد الرحمٰن بن رافع، وعبد الرحمٰن ابن رافع۔ (سو ایسے شخص کی روایت کیونکر صحیح ہو سکتی ہے) جس کا حال اور ذات غیر معروف ہے۔ [ بیان الوهم و الإیهام فی کتاب الأحکام: ۳/۳۰۹ ]

② ضعیف: مسند أحمد: ۳/۸٦۔ سنن أبی داوٗد: ٦٧۔ سنن دارقطنی: ٥٧۔ شرح معانی الآثار: ۲۔ سنن بیهقی: ۱۲۱۵۔ سلیط بن ایوب اور عبید اللہ بن عبد الرحمٰن بن رافع مجہول راوی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## سمندر کے پانی کا بیان:

سمندر کا پانی اپنے ذائقے، رنگت اور بو کے اختلاف کے باوجود پاک ہے اور طہارت، وضو اور غسل کے لیے مفید و کار آمد ہے۔ لیکن اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ جمہور علماء کہتے ہیں کہ سمندر کا پانی طہارت کے لیے مفید ہے۔

### جمہور علماء کا موقف:

جمہور علماء نے درج ذیل حدیث سے استدلال کیا ہے۔

۱۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: یارسول اللہ! ہم سمندر میں سوار ہوتے ہیں اور اپنے ساتھ معمولی سا پانی رکھتے ہیں، اگر ہم اس سے وضو کر لیں تو پیاسے رہتے ہیں۔ کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر لیں؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« هُوَ الطَّهُوْرُ مَاؤُهُ ، الْحِلُّ مَيْتَتُهُ » ①

''اس کا پانی پاک ہے، پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔''

۲۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سمندر کے پانی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

« هُوَ الطَّهُوْرُ مَاؤُهُ، الْحِلُّ مَيْتَتُهُ » ②

''اس کا پانی پاک ہے، پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔''

امام ترمذی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

«وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الفُقَهَاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

---

① صحيح : سنن أبي داوٗد: ۸۳۔ جامع ترمذی: ٦٩۔ سنن نسائی: ٥٩۔ سنن ابن ماجه: ٣٨٦۔ صحيح ابن خزيمة: ١١١۔ سلسلة الأحاديث الصحيحة: ٤٨٠۔

② صحيح : مسند أحمد: ٣/٣٧٣۔ سنن ابن ماجه: ٣٨٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## سمندر کے پانی کا بیان:

سمندر کا پانی اپنے ذائقے، رنگت اور بو کے اختلاف کے باوجود پاک ہے اور طہارت، وضو اور غسل کے لیے مفید و کارآمد ہے۔ لیکن اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ جمہور علماء کہتے ہیں کہ سمندر کا پانی طہارت کے لیے مفید ہے۔

### جمہور علماء کا موقف:

جمہور علماء نے درج ذیل حدیث سے استدلال کیا ہے۔

۱۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: یارسول اللہ! ہم سمندر میں سوار ہوتے ہیں اور اپنے ساتھ معمولی سا پانی رکھتے ہیں، اگر ہم اس سے وضو کر لیں تو پیاسے رہتے ہیں۔ کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر لیں؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( هُوَ الطَّهُوْرُ مَاؤُهُ ، الْحِلُّ مَيْتَتُهُ )) ①

''اس کا پانی پاک ہے، پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔''

۲۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سمندر کے پانی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

(( هُوَ الطَّهُوْرُ مَاؤُهُ، الْحِلُّ مَيْتَتُهُ )) ②

''اس کا پانی پاک ہے، پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔''

امام ترمذی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

((وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الفُقَهَاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

① صحيح : سنن أبي داوٗد: ۸۳۔ جامع ترمذی: ٦٩۔ سنن نسائی: ٥٩۔ سنن ابن ماجه: ۳۸٦۔ صحيح ابن خزيمة: ۱۱۱۔ سلسلة الأحاديث الصحيحة: ٤٨٠۔

② صحيح : مسند أحمد: ۳/۳۷۳۔ سنن ابن ماجه: ۳۸۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## سمندر کے پانی کا بیان:

سمندر کا پانی اپنے ذائقے، رنگت اور بو کے اختلاف کے باوجود پاک ہے اور طہارت، وضو اور غسل کے لیے مفید و کار آمد ہے۔ لیکن اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ جمہور علماء کہتے ہیں کہ سمندر کا پانی طہارت کے لیے مفید ہے۔

### جمہور علماء کا موقف:

جمہور علماء نے درج ذیل حدیث سے استدلال کیا ہے۔

۱۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: یارسول اللہ! ہم سمندر میں سوار ہوتے ہیں اور اپنے ساتھ معمولی سا پانی رکھتے ہیں، اگر ہم اس سے وضو کر لیں تو پیاسے رہتے ہیں۔ کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر لیں؟

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( هُوَ الطَّهُوْرُ مَاؤُهُ، الْحِلُّ مَيْتَتُهُ )) ①

''اس کا پانی پاک ہے، پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔''

۲۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سمندر کے پانی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

(( هُوَ الطَّهُوْرُ مَاؤُهُ، الْحِلُّ مَيْتَتُهُ )) ②

''اس کا پانی پاک ہے، پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔''

امام ترمذی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

((وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الفُقَهَاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

① صحيح : سنن أبي داوٗد: ۸۳۔ جامع ترمذی: ٦٩۔ سنن نسائی: ٥٩۔ سنن ابن ماجه: ٣٨٦۔ صحيح ابن خزيمة: ١١١۔ سلسلة الأحاديث الصحيحة: ٤٨٠۔

② صحيح : مسند أحمد: ٣/٣٧٣۔ سنن ابن ماجه: ٣٨٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وَسَلَّمَ، مِنْهُمْ: أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَابْنُ عَبَّاسٍ، لَمْ يَرَوْا بَأْسًا بِمَاءِ الْبَحْرِ » ①

"صحابہ میں سے اکثر فقہاء اس موقف کے قائل ہیں جن میں سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہم وغیرہ ہیں کہ سمندر کا پانی استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔"

## کراہت والا موقف:

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سمندر کے پانی سے وضو کرنے کو ناپسند کرتے ہیں اور سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: "سمندر کے پانی سے وضو اور طہارت اس لیے مکروہ ہے کہ سمندر کا پانی آگ ہے۔" ②

## دلائل:

سمندر کے پانی سے وضو اور طہارت کو مکروہ خیال کرنے والوں کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

۱۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا يَرْكَبُ الْبَحْرَ إِلَّا حَاجٌّ، أَوْ مُعْتَمِرٌ، أَوْ غَازٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَإِنَّ تَحْتَ الْبَحْرِ نَارًا، وَتَحْتَ النَّارِ بَحْرًا » ③

"سمندر میں حاجی، معتمر اور غازی فی سبیل اللہ کے سوا کوئی شخص سوار نہ ہو کیونکہ سمندر کے نیچے آگ ہے اور آگ کے نیچے سمندر ہے۔"

---

① جامع ترمذی تحت حدیث: ٦٩۔ ② جامع ترمذی تحت حدیث: ٦٩۔

③ ضعیف: سنن أبی داؤد: ٢٤٨٩۔ سنن سعید بن منصور: ٣٣٩٣۔ طبرانی کبیر: ١٤٤٩٩۔ البعث و النشور للبیهقی: ٤٥٣۔ سنن بیهقی: ٣٣٤/٤۔ بشیر بن مسلم مجہول راوی ہے اور سند میں اضطراب ہے۔ سلسلة الأحادیث الضعیفة: ٤٧٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وَسَلَّمَ، مِنْهُمْ : أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَابْنُ عَبَّاسٍ، لَمْ يَرَوْا بَأْسًا بِمَاءِ الْبَحْرِ » ①

''صحابہ میں سے اکثر فقہاء اس موقف کے قائل ہیں جن میں سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہم وغیرہ ہیں کہ سمندر کا پانی استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔''

## کراہت والا موقف:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سمندر کے پانی سے وضو کرنے کو ناپسند کرتے ہیں اور سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ''سمندر کے پانی سے وضو اور طہارت اس لیے مکروہ ہے کہ سمندر کا پانی آگ ہے۔'' ②

## دلائل:

سمندر کے پانی سے وضو اور طہارت کو مکروہ خیال کرنے والوں کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

۱۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا يَرْكَبُ الْبَحْرَ إِلَّا حَاجٌّ، أَوْ مُعْتَمِرٌ، أَوْ غَازٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، فَإِنَّ تَحْتَ الْبَحْرِ نَارًا، وَتَحْتَ النَّارِ بَحْرًا » ③

''سمندر میں حاجی، معتمر اور غازی فی سبیل اللہ کے سوا کوئی شخص سوار نہ ہو کیونکہ سمندر کے نیچے آگ ہے اور آگ کے نیچے سمندر ہے۔''

---

① جامع ترمذی تحت حدیث: ٦٩۔ ② جامع ترمذی تحت حدیث: ٦٩۔

③ ضعیف: سنن أبی داوٗد: ٢٤٨٩۔ سنن سعید بن منصور: ٣٣٩٣۔ طبرانی کبیر: ١٤٤٩٩۔ البعث و النشور للبیهقی: ٤٥٣۔ سنن بیهقی: ٣٣٤/٤۔ بشیر بن مسلم مجہول راوی ہے اور سند میں اضطراب ہے۔ سلسلة الأحادیث الضعیفة : ٤٧٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

« مَاءُ الْبَحْرِ لَا يُجْزِئُ مِنْ وُضُوْءٍ وَلَا مِنْ جَنَابَةٍ إِنَّ تَحْتَ الْبَحْرِ نَارًا ثُمَّ مَاءً ثُمَّ نَارًا حَتَّى عَدَّ سَبْعَةَ أَبْحُرٍ وَسَبْعَةَ أَنْيَارٍ » ①

''سمندر کا پانی وضو اور جنابت سے کفایت نہیں کرتا کیونکہ سمندر کے نیچے آگ ہے، پھر پانی ہے، پھر آگ ہے حتی کہ انھوں نے سات سمندر اور سات آگیں شمار کیں۔''

۳۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

« اَلتَّيَمُّمُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الْوُضُوْءِ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ » ②

''سمندر کے پانی سے وضو کے بجائے مجھے تیمّم کرنا زیادہ پسند ہے۔''

## راجح موقف:

دلائل کی رو سے جمہور فقہاء کا موقف راجح ہے کہ سمندر کے پانی سے وضو اور غسل درست ہے۔ حافظ عبد الرحمٰن مبارکپوری بیان کرتے ہیں: یہی جمہور کا موقف برحق ہے، احادیث الباب اس کے راجح ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ ③

سمندر کے پانی کے پاک ہونے اور طہارت کے لیے مفید ہونے کے بارے میں مروی روایات کے مخالف صحابہ کے آثار اور آراء کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ امام شوکانی بیان کرتے ہیں: جب صحابہ کے اقوال مرفوع حدیث اور اجماع کے خلاف ہوں تو یہ دلیل نہیں بنتے۔ ④

---

① صحيح: سنن بيهقي: ٣٣٤/٤: ٨٦٦٥۔

② صحيح: مصنف ابن أبي شيبة: ١٣٩٣۔

③ تحفة الأحوذي: ١٦٧/١۔

④ نيل الأوطار: ٢٦/١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## متغیر پانی کا بیان:

اگر پانی کسی جگہ زیادہ دیر رکنے کی وجہ سے اور درختوں کے پتے وغیرہ گرنے کی وجہ سے متغیر ہو چکا ہے تو ایسا پانی پاک ہے اور اس سے طہارت حاصل کرنا درست ہے۔ سید سابق بیان کرتے ہیں: پانی کے کسی جگہ زیادہ دیر رکے رہنے، یا اس میں درختوں کے پتے اور گرد و غبار وغیرہ پڑنے کی وجہ سے اس کا رنگ تبدیل ہو جائے تو بالاتفاق اس پر مائے مطلق کا اطلاق ہوتا ہے۔ پانی کے باب میں اصل اصول یہ ہے کہ ہر پانی جس پر کسی قید کے بغیر مطلق پانی کا لفظ صادق آئے تو اس سے طہارت حاصل کرنا درست ہے۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

''تم پانی نہ پاؤ تو تیمّم کرو۔''[1] (پانی کی عدم موجودگی میں تیمّم کی رخصت ہے)۔

## جس پانی میں کوئی پاک چیز ملی ہو:

جس پانی میں کوئی طاہر چیز مثلاً صابن، مٹی، آٹا یا شیمپو وغیرہ شامل ہو جائے اور ان کی اتنی مقدار پانی میں ملے جو اسے مطلق پانی کے حکم سے نہ نکالے تو ایسا پانی پاک ہے اور طہارت کے لیے مفید ہے۔ لیکن ان چیزوں کی کثیر مقدار میں آمیزش جو پانی کو مطلق پانی کے حکم سے خارج کر دے اور اس پانی پر کسی اور چیز کا اطلاق ہونے لگے تو ایسا مائع خود پاک ہے لیکن اس سے طہارت حاصل کرنا درست نہیں۔

---

۱۔ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جب کہ ہم آپ کی بیٹی (سیدہ زینب رضی اللہ عنہا) کو غسل دے رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا:

«اِغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا، أَوْ خَمْسًا، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، إِنْ رَأَيْتُنَّ ذَلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ، فَإِذَا

---

[1] فقه السنة: ۱/۱۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فَرَغْتُنَّ فَآذِنَنِي فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَلْقَى إِلَيْنَا حَقْوَهُ، فَقَالَ : أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ )) ①

''اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ تین مرتبہ، پانچ مرتبہ یا ضرورت محسوس کرو تو اس سے زیادہ مرتبہ غسل دو۔ اور آخری بار غسل دیتے وقت پانی میں کافور یا تھوڑا سا کافور ملا لو۔ پھر جب تم (غسل دینے سے) فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دینا۔ چنانچہ جب ہم فارغ ہوئیں اور ہم نے آپ کو اطلاع دی تو آپ نے ہماری طرف اپنا تہہ بند پھینکا اور فرمایا: اسے اس کے جسم سے متصل پہنا دو۔''

۲۔ سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

(( أَنَّهَا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَهُوَ يَغْتَسِلُ قَدْ سَتَرَتْهُ بِثَوْبٍ دُونَهُ فِي قَصْعَةٍ فِيهَا أَثَرُ الْعَجِينِ )) ②

''وہ فتح مکہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس داخل ہوئیں جب کہ آپ ایسے برتن میں غسل کر رہے تھے، جس میں آٹے کے نشان تھے۔ (سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے) آپ کو ایک کپڑے سے پردہ کیا ہوا تھا۔''

## فائدہ:

❖ حافظ ابن حزم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

((وَكُلُّ مَاءٍ خَالَطَهُ شَيْءٌ طَاهِرٌ مُبَاحٌ فَظَهَرَ فِيهِ لَوْنُهُ وَ رِيحُهُ وَطَعْمُهُ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَزُلْ عَنْهُ اسْمُ الْمَاءِ، فَالْوُضُوءُ بِهِ جَائِزٌ وَالْغُسْلُ بِهِ لِلْجَنَابَةِ جَائِزٌ ، بُرْهَانُ ذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً ﴾ [ النساء : ٤٣ ] وَهَذَا مَاءٌ، سَوَاءٌ كَانَ الْوَاقِعُ فِيهِ مِسْكًا أَوْ عَسَلًا أَوْ

---

① صحيح بخاری : ١٤٥٨۔ صحيح مسلم: ٩٣٩۔ سنن أبی داؤد: ٣١٤٢۔ جامع ترمذی: ٩٩٠۔ سنن نسائی: ١٨٨٢۔ سنن ابن ماجه: ١٤٥٨۔

② حسن: سنن نسائی: ٤١٥۔ محمد بن موسیٰ بن اعین صدوق راوی ہے اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



زَعْفَرَانًا أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ )) ①

"ہر وہ پانی جس میں طاہر وحلال چیز ملی ہو پھر اس کا رنگ، بو اور ذائقہ ظاہر ہو جائے بشرطیکہ اس سے پانی کا نام زائل نہ ہو تو ایسے (مخلوط) پانی سے وضو کرنا اور غسل جنابت کرنا جائز ہے۔ اس کے جواز کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ "تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا قصد کرو۔" یہ پانی ہی ہے خواہ اس میں کستوری، شہد، زعفران یا کوئی اور چیز ملی ہو۔"

## نبیذ اور دیگر مشروبات سے وضو وطہارت:

پانی میں ایسی پاک اور حلال چیزوں کی آمیزش جس سے پانی کے علاوہ اس کی کوئی الگ شناخت بن جائے اور اس پر مطلق پانی کے بجائے کوئی مقید وخاص پانی کا اطلاق ہو مثلاً زعفران کا پانی، گندم کا پانی، شربت صندل، بزوری، املی کا پانی، نبیذ (شہد، کھجور اور مٹے وغیرہ کا پانی) تو ایسے کسی بھی مشروب سے وضو کرنا اور طہارت حاصل کرنا درست نہیں۔ کیونکہ پانی کے ساتھ پاکی حاصل کرنے کا حکم اور پانی کی عدم دستیابی کی صورت میں تیمّم کی رخصت ہے۔ حافظ ابن حزم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"اگر کسی پانی سے مجموعی طور پر پانی کا نام ساقط ہو جائے، جیسے نبیذ وغیرہ ہے تو اس کے ساتھ وضو اور غسل جائز نہیں اور اس صورت میں تیمّم کا حکم ہے۔

اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: "پھر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا قصد کرو۔" (النساء: ۴۳) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب ہم پانی نہ پائیں تو مٹی کو ہمارے لیے طہارت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔" اور جب کسی پانی پر غیر پانی کا نام غالب آجائے حتی کہ اس سے پانی کی تمام صفات زائل ہو جائیں جو

---

① المحلی بالآثار لابن حزم: ۱/ ۱۶۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پانی کی تعریف میں شامل ہیں تو صحیح بات یہ ہے کہ یہ پانی نہیں ہے اور پانی کے علاوہ (کسی مشروب یا مائع) سے وضو کرنا جائز نہیں ہے۔ مالک، شافعی، احمد، داؤد ظاہری، حسن بصری، عطاء بن أبی رباح، سفیان ثوری، ابو یوسف، اسحاق بن راہویہ اور ابوثور وغیرہ اس موقف کے قائل ہیں۔ ①

## نبیذ سے وضو اور اختلاف رائے:

پانی میں کھجور، منقیٰ، شہد، گندم یا جو ملا دیے جائیں تو ان سے بننے والے مشروب کو نبیذ کہتے ہیں۔ ②

پانی کی عدم دستیابی کی صورت میں نبیذ کے ساتھ وضو کیا جائے گا یا تیمّم کرنا چاہیے اس بارے میں علماء کے تین اقوال ہیں:

## پہلا موقف:

سفیان ثوری، ابوحنیفہ اور احناف نبیذ کے ساتھ وضو کے جواز کے قائل ہیں۔ ③

فقہ حنفی کی معتبر ترین کتاب ''الہدایہ'' میں یہ عبارت تحریر ہے:

«فَإِنْ لَمْ يَجِدْ إِلَّا نَبِيْذَ التَّمْرِ قَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ : رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَى يَتَوَضَّأُ بِهِ وَلَا يَتَيَمَّمُ لِحَدِيْثِ لَيْلَةِ الْجِنِّ، فَإِنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ تَوَضَّأَ بِهِ حِيْنَ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ، وَقَالَ أَبُو يُوْسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ يَتَيَمَّمُ وَلَا يَتَوَضَّأُ بِهِ وَهُوَ رِوَايَةٌ عَنْ أَبِي حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ ، وَبِهِ قَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَمَلًا بِآيَةِ التَّيَمُّمِ لِأَنَّهَا أَقْوَى، أَوْ هُوَ مَنْسُوْخٌ بِهَا لِأَنَّهَا مَدَنِيَّةٌ، وَلَيْلَةُ الْجِنِّ كَانَتْ مَكِّيَّةً وَقَالَ مُحَمَّدٌ

---

① المحلّٰی بالآثار لابن حزم: ۱/۱۶۷۔

② تحفة الأحوذی: ۱/۲۱۲۔

③ تحفة الأحوذی: ۱/۲۱۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رَحِمَهُ اللّٰهُ : يَتَوَضَّأُ بِهِ وَيَتَيَمَّمُ لِأَنَّ فِي الْحَدِيْثِ اضْطِرَابًا وَفِي التَّارِيْخِ جَهَالَةً فَوَجَبَ الْجَمْعُ احْتِيَاطًا، قُلْنَا: لَيْلَةُ الْجِنِّ كَانَتْ غَيْرَ وَاحِدَةٍ فَلَا يَصِحُّ دَعْوَى النَّسْخِ، وَالْحَدِيْثُ مَشْهُوْرٌ عَمِلَتْ بِهِ الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، وَ بِمِثْلِهِ يُزَادُ عَلَى الْكِتَابِ، وَ أَمَّا الِاغْتِسَالُ بِهِ فَقَدْ قِيْلَ يَجُوْزُ عِنْدَهُ اعْتِبَارًا بِالْوُضُوْءِ، وَقِيْلَ لَا يَجُوْزُ لِأَنَّ فَوْقَهُ )) ①

''اگر کوئی شخص کھجور کی نبیذ کے علاوہ (طہارت کے لیے) کچھ نہ پائے تو ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ وہ اس کے ساتھ وضو کرے اور تیمّم نہ کرے۔ کیونکہ جنات سے ملاقات کی رات والی حدیث میں بیان ہے کہ نبی ﷺ کو جب پانی نہ ملا تو آپ نے نبیذ سے وضو کیا تھا۔ ابو یوسف کہتے ہیں کہ ایسا شخص آیت تیمّم پر عمل کرتے ہوئے تیمّم کرے گا، وضو نہیں کرے گا۔ کیونکہ یہ آیت حدیث سے زیادہ قوی ہے، یا یہ حدیث اس آیت کی وجہ سے منسوخ ہے کیونکہ آیت مدنی ہے اور جنات سے ملاقات والی روایت مکی ہے۔ ابو حنیفہ سے بھی یہ قول منقول ہے اور شافعی بھی اسی موقف کے قائل ہیں۔ امام محمد کہتے ہیں: ایسا شخص وضو بھی کرے گا اور تیمّم بھی کرے گا کیونکہ حدیث میں اضطراب اور تاریخ میں جہالت ہے سو احتیاطاً دونوں صورتوں کو جمع کرنا واجب ہے۔''

ہم (احناف) کہتے ہیں کہ جنات سے ملاقات کی راتیں کئی ہیں سو اس کے منسوخ ہونے کا دعویٰ درست نہیں اور یہ حدیث (جنات سے ملاقات میں نبیذ کے ساتھ تیمّم کرنا) مشہور ہے، جس پر صحابہ کا عمل ہے اور ایسی مشہور روایت کے ساتھ کتاب اللہ پر اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ البتہ نبیذ کے ساتھ غسل کرنا، اس کے

---

① الهداية في شرح بداية المبتدى : ۱/ ۲۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بارے میں ایک قول ہے کہ وضو پر قیاس کرتے ہوئے غسل کرنا جائز ہے اور دوسرا قول ہے کہ غسل کرنا جائز نہیں کیونکہ غسل وضو سے زائد عمل ہے۔"

## امام ابو حنیفہ کا موقف سے رجوع:

کتب احناف کا امام ابو حنیفہ کے اس موقف سے رجوع ثابت ہے جب کہ حنفی مسلک سے وابستگان اس موقف سے رجوع کے لیے تیار نہیں۔

ا۔ ملا علی قاری بیان کرتے ہیں:

« وَفِی خِزَانَةِ الْأَكْمَلِ قَالَ: التَّوَضُّؤُ بِنَبِيْذِ التَّمْرِ جَائِزٌ مِنْ بَيْنِ سَائِرِ الْأَشْرِبَةِ عِنْدَ عَدَمِ الْمَاءِ، وَيُتَيَمَّمُ مَعَهُ عِنْدَ أَبِی حَنِيْفَةَ، وَبِهِ أَخَذَ مُحَمَّدٌ، وَفِی رِوَايَةٍ عَنْهُ يَتَوَضَّأُ وَلَا يَتَيَمَّمُ، وَفِی رِوَايَةٍ يَتَيَمَّمُ وَلَا يَتَوَضَّأُ، وَبِهِ أَخَذَ أَبُو يُوسُفَ، وَرَوَى نُوحٌ الْجَامِعُ أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ رَجَعَ إِلَى هَذَا الْقَوْلِ » ①

"خزانۃ الاکمل میں ہے کہ پانی کی عدم موجودگی میں تمام مشروبات میں سے کھجور کی نبیذ سے وضو کرنا جائز ہے۔ ابو حنیفہ کے نزدیک یہ بھی جائز ہے کہ نبیذ کے ساتھ تیمّم بھی کیا جائے۔ امام محمد نے یہ موقف اختیار کیا ہے۔ امام ابو حنیفہ سے ایک یہ قول منقول ہے کہ اس صورت میں وضو کرے اور تیمّم نہ کرے اور ایک روایت منقول ہے کہ تیمّم کرے اور وضو نہ کرے۔ یہ (آخری قول) امام ابو یوسف نے اختیار کیا ہے اور نوح الجامع نے روایت کی ہے کہ امام ابو حنیفہ نے اس (آخری موقف کہ پانی کی عدم دستیابی کی صورت میں تیمّم کیا جائے نبیذ کے ساتھ وضو نہ کیا جائے) کی طرف رجوع کیا ہے۔"

---

① مرقاة المفاتيح: ٢/ ٤٥٣۔ تحفة الأحوذی: ١/ ٢١٣۔

www.KitaboSunnat.com



۲۔ قاضی خان فتاوی قاضی خان میں بیان کرتے ہیں:

''امام ابو حنیفہ سے دوسرا موقف منقول ہے کہ (پانی نہ ملنے کی صورت میں نبیذ سے وضو کے بجائے) تیمّم کیا جائے گا۔ امام صاحب سے یہ قول نوح بن اَبی مریم، اسد بن عمر اور حسن بن زیاد نے نقل کیا ہے۔ نیز یہی موقف درست ہے جس کی طرف امام صاحب نے رجوع کیا ہے، ابو یوسف اور اکثر علماء اسی کے قائل ہیں اور امام طحاوی نے اسے راجح قرار دیا ہے۔'' ①

## نبیذ سے وضو کے جواز کے دلائل:

۱۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات سے ملاقات کی رات مجھ سے سوال کیا کہ تیرے برتن میں کیا ہے؟ میں نے عرض کی: ''نبیذ ہے۔'' آپ نے فرمایا:

« تَمْرَةٌ طَيِّبَةٌ، وَمَاءٌ طَهُوْرٌ، فَتَوَضَّأَ مِنْهُ » ②

''(نبیذ) پاک کھجوریں ہیں اور پاک کرنے والا پانی ہے، پھر آپ نے اس سے وضو کیا۔''

---

① تحفة الأحوذی: ۱/۲۱۳۔

② ضعیف: الطهور للقاسم بن سلام: ۲٦٤۔ سنن أبی داوٗد: ۸٤۔ جامع ترمذی: ۸۸۔ سنن ابن ماجه: ۳۸٤۔ مسند أبی یعلی: ٥۰٤٦۔ طبرانی کبیر: ۹۹٦۷۔ سنن بیهقی: ۱/۹۔ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امام ترمذی بیان کرتے ہیں: ابو زید محدثین کے نزدیک مجہول راوی ہے۔ اس حدیث کے علاوہ اس کی کوئی بھی روایت معروف نہیں ہے۔ علامہ البانی بیان کرتے ہیں کہ یہ روایت ضعیف ہے، امام بخاری، امام ترمذی، ابو زرعہ، ابن عدی، ابن منذر اور ابن عبد البر نے اسے ضعیف کہا ہے۔ (ضعیف أبی داوٗد: ۱/۳۰۔ ابو طیب شمس الحق عظیم آبادی بیان کرتے ہیں: محدثین نے اس روایت کو تین علتوں کی بنیاد پر ضعیف کہا۔ ۱۔ ابو زید کا مجہول ہونا۔ ۲۔ ابو فزارہ راوی میں تردد کہ یہ راشد بن کیسان ہے یا کوئی اور راوی ہے۔ ۳۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں تھے۔ [عون المعبود: ۱/۹٦]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ سید عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے جنات سے ملاقات کی رات پوچھا: ''تمھارے پاس پانی ہے؟'' انھوں نے عرض کیا: ''مشکیزے میں نبیذ ہی ہے۔'' اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« تَمْرَةٌ طَيِّبَةٌ وَمَاءٌ طَهُوْرٌ، صُبَّ عَلَيَّ، قَالَ: فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ، فَتَوَضَّأَ بِهِ » ①

''پاک کھجوریں اور پاک کرنے والا پانی ہے، مجھ پر پانی بہایئے۔ وہ بیان کرتے ہیں: پھر میں نے آپ پر نبیذ انڈیلی اور آپ نے اس سے وضو کیا۔''

۳۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اَلنَّبِيْذُ وُضُوْءٌ لِمَنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ » ②

''نبیذ اس شخص کا وضو ہے جو پانی نہ پائے۔''

## خلاصۃ التحقیق:

محدثین نے ان تمام روایات کو ضعیف قرار دیا ہے جن میں پانی کی عدم دستیابی کی صورت میں نبیذ سے وضو کرنے کا حکم ہے۔

۱۔ ملا علی قاری کہتے ہیں کہ سید جمال الدین بیان کرتے ہیں:

---

① ضعیف: سنن ابن ماجه: ۳۸۵۔ شرح معانی الآثار: ۶۰۶۔ سنن دارقطنی: ۲۴۴۔ امام دارقطنی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد بیان کرتے ہیں: اس روایت کو بیان کرنے میں عبد اللہ بن لہیعہ منفرد ہے اور یہ ضعیف راوی ہے۔ علامہ بوصیری کہتے ہیں: یہ روایت ابن لہیعہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔ [ مصباح الزجاجة فی زوائد ابن ماجه: ۵۷/۱ ]

② ضعیف: سنن دار قطنی: ۲۳۴۔ سنن بیهقی: ۳۱۔ میتب بن واضح ضعیف راوی ہے اور یحییٰ بن ابی کثیر کی تدلیس ہے۔ امام دارقطنی کہتے ہیں: میتب بن واضح کو اس روایت میں دو مقام پر وہم ہوا ہے، ابن عباس سے بیان کرنے میں ( جب کہ راوی ابن مسعود ہیں ) دوسرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں ( کہ باقی راوی عکرمہ کا قول نقل کرتے ہیں اور انھوں نے اسے مرفوع بنا دیا ہے )۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



« أَجْمَعَ الْمُحَدِّثُوْنَ عَلَى أَنَّ هَذَا الْحَدِيْثَ ضَعِيْفٌ » ①

''محدثین کا اس حدیث کے ضعیف ہونے پر اجماع ہے۔''

۲۔ حافظ ابن حجر بیان کرتے ہیں:

« وَهَذَا الْحَدِيْثُ أَطْبَقَ عُلَمَاءُ السَّلَفِ عَلَى تَضْعِيْفِهِ » ②

''اس حدیث کے ضعیف ہونے پر علمائے سلف کا اتفاق ہے۔

۳۔ امام طحاوی حنفی بیان کرتے ہیں:

''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نبیذ سے وضو کے بارے میں مروی روایات ایسی اسناد سے ہیں جو اس شخص کے ہاں جو خبر واحد کو قبول کرتا ہے حجت نہیں ہیں۔'' ③

## موقف میں تضادات کا بیان:

گزشتہ موقف میں کئی تضادات ہیں، جن کی وجہ سے یہ موقف نا قابل اعتبار اور غیر معتبر ہے۔

### پہلا تضاد:

امام ابو حنیفہ کے موقف میں تضاد ہے کہ پہلے وہ نبیذ سے وضو کے قائل تھے پھر انھوں نے اس موقف سے رجوع کر لیا اور پانی کی عدم موجودگی میں نبیذ سے وضو کے بجائے تیمّم کے قائل ہو گئے۔ امام صاحب کے انھی اقوال کے تناظر میں علمائے احناف میں بھی اختلاف ہے۔ ہدایہ میں نبیذ سے وضو والا موقف راجح ہے اور فتاویٰ قاضی خان میں نبیذ سے وضو کے بجائے تیمّم کے موقف کو ترجیح دی گئی ہے۔

---

① مرقاة المفاتيح: ٤٥٣/٢۔ تحفة الأحوذی: ٢١٣/١۔

② فتح الباری: ٣٥٤/١۔ تحفة الأحوذی: ٢١٣/١۔

③ شرح معانی الآثار: ٩٥/١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## دوسرا تضاد:

قرآن حکیم میں پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمّم کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور فقہ حنفی کا معروف قاعدہ ہے کہ قرآن حکیم میں خبر واحد کے ذریعے اضافہ نہیں کیا جا سکتا۔ جب کہ اس مسئلہ میں یہ ضعیف اور غیر ثابت روایت کے ذریعے کتاب اللہ میں نبیذ سے وضو کا اضافہ کر رہے ہیں:

ابن عربی بیان کرتے ہیں:

« وَالْمَاءُ يَكُوْنُ فِي تَصْفِيَتِهِ وَلَوْنِهِ وَطَعْمِهِ فَإِذَا خَرَجَ عَنْ إِحْدَاهَا لَمْ يَكُنْ مَاءً وَ قَالَ : فَلَمْ يَجْعَلْ بَيْنَ الْمَاءِ وَالتَّيَمُّمِ وَاسِطَةً وَهَذِهِ زِيَادَةٌ عَلَى مَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالزِّيَادَةُ عِنْدَهُمْ عَلَى النَّصِّ نَسْخٌ وَنَسْخُ الْقُرْآنِ عِنْدَهُمْ لَا يَجُوْزُ إِلَّا بِقُرْآنٍ مِثْلِهِ أَوْ بِخَبَرٍ مُتَوَاتِرٍ وَلَا يَنْسَخُ الْخَبَرُ الْوَاحِدُ إِذَا صَحَّ فَكَيْفَ إِذَا كَانَ ضَعِيْفًا مَطْعُوْنًا فِيْهِ » ①

”پانی اپنے صاف ہونے، رنگ اور بو کی لحاظ سے پانی ہے (یہ پانی کے اوصاف ہیں) پھر جب یہ کسی ایک وصف سے نکل جائے تو یہ پانی نہیں رہتا۔ نیز (طہارت میں) پانی اور تیمّم کے درمیان کوئی واسطہ بیان نہیں ہوا (یعنی شریعت میں پانی کے ساتھ طہارت حاصل کرنے کا حکم ہے اور اگر پانی نہ ملے تو تیمّم کا حکم ہے۔ پانی نہ ملنے سے تیمّم سے پہلے نبیذ وغیرہ سے وضو کا حکم نہیں ہے) یہ (پانی نہ ملنے کی صورت میں نبیذ کے ساتھ وضو) کتاب اللہ پر اضافہ ہے جب کہ ان (احناف) کے نزدیک نص قرآن پر اضافہ قرآن کا نسخ ہے اور ان کے نزدیک نسخ قرآن قرآن یا خبر متواتر ہی سے جائز ہے۔ خبر واحد جب صحیح ہو تب بھی قرآن کو نسخ نہیں کر سکتی ہے لیکن

① تحفة الأحوذی: ۱/۲۱٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جب ضعیف اور طعن والی روایت ہو تو اس کی کیا کیفیت ہو گی (اس سے قرآن میں اضافہ اور تنسیخ کیونکر ممکن ہو سکتی ہے، جب کہ احناف نبیذ والی ضعیف اور کمزور خبر واحد سے قرآن میں اضافہ قبول کیے جا رہے ہیں، جس میں حنفی اصول سے ٹکراؤ اور تضاد ہے)۔"

## تیسرا تضاد:

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، جو نبیذ سے وضو والی روایات کے راوی ہیں وہ خود بیان کرتے ہیں کہ جس رات جنات سے ملاقات ہوئی وہ اس رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہیں تھے۔ اس انکار کے بعد نبیذ سے وضو کے جواز کا سرے سے کوئی جواز نہیں بنتا۔ یہ واضح تضاد ہے، جو حقیقت حال کو سمجھنے کے لیے نہایت مفید ہے۔

❁ عامر رحمہ اللہ (راوی) بیان کرتے ہیں کہ میں نے علقمہ رحمہ اللہ سے پوچھا کہ کیا سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جنات سے ملاقات والی رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھے؟ انھوں نے کہا: میں نے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا تم میں سے کوئی شخص جنات والی رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھا تو انھوں نے کہا: نہیں، بلکہ اس رات ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ ہم نے آپ کو گم پایا، چنانچہ ہم نے آپ کو وادیوں اور گھاٹیوں میں تلاش کیا اور ہم نے سمجھا کہ آپ اغوا کیے گئے ہیں یا دھوکے سے قتل کر دیے گئے ہیں۔ سو ہم نے بہت کرب میں رات بسر کی جس طرح کی کربناک رات لوگ گزارتے ہیں۔ پھر جب ہم نے صبح کی تو غار حراء کی طرف سے آپ آتے دکھائی دیے۔ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم نے آپ کو گم پایا اور آپ کی تلاش کی لیکن آپ نہیں مل سکے تو ہم نے بہت کرب میں رات بسر کی جس طرح کی کربناک رات لوگ گزارتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: جنات کی طرف سے ایک بلانے والا میرے پاس آیا تو میں اس کے ساتھ ہو لیا اور میں نے ان پر قرآن کی تلاوت کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



راوی (ابن مسعود) بیان کرتے ہیں کہ آپ ہمیں اپنے ساتھ لے گئے اور ہمیں ان (جنات) کے اور ان کی آگ کے نشانات دکھائے اور انھوں نے آپ سے خوراک کا مطالبہ کیا تو آپ نے فرمایا: تمھارے لیے ہر ہڈی جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو وہ تمھارے ہاتھوں میں پہلے سے زیادہ گوشت کے ساتھ آئے گی اور ہر مینگنی تمھارے چوپایوں کا چارہ ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« فَلَا تَسْتَنْجُوْا بِهِمَا فَإِنَّهُمَا طَعَامُ إِخْوَانِكُمْ » ①

''تم ان (ہڈی اور گوبر) کے ساتھ استنجا نہ کرو کیونکہ یہ چیزیں تمھارے بھائیوں (جنات) کی خوراک ہیں۔''

## فائدہ:

❁ امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث سنن أبی داؤد وغیرہ میں مروی روایت کا صریح رد ہے جس میں نبیذ کے ساتھ وضو کرنے اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا جنات سے ملاقات کی رات نبی ﷺ کے ساتھ موجود ہونے کا بیان ہے۔ (کیونکہ اس حدیث میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے ساتھ موجود ہونے کی نفی کی ہے) اور نبیذ سے وضو والی حدیث کی ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔ اس روایت کا انحصار ابو زید مولیٰ عمرو بن حریث پر ہے اور وہ مجہول راوی ہے۔ ②

## دوسرا موقف:

امام محمد اور اسحاق بن راہویہ کا موقف ہے کہ پانی نہ ملنے کی صورت میں نبیذ کے ساتھ وضو اور تیمّم دونوں عمل کر لینے چاہییں۔

۱۔ امام محمد کہتے ہیں:

« يَتَوَضَّأُ بِهِ وَيَتَيَمَّمُ لِأَنَّ فِي الْحَدِيْثِ اضْطِرَابًا وَفِي التَّارِيخِ جَهَالَةً

---

① صحيح مسلم: ٤٥٠۔ سنن أبي داؤد: ٨٥۔ جامع ترمذی: ٣٢٥٨۔

② شرح النووی: ١٧٠/٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فَوَجَبَ الْجَمْعُ احْتِيَاطًا » ①

''ایسا شخص وضو بھی کرے گا اور تیمّم بھی کرے گا کیونکہ حدیث میں اضطراب اور تاریخ میں جہالت ہے سو احتیاطاً دونوں صورتوں کو جمع کرنا واجب ہے۔''

۲۔ امام اسحاق بن راہویہ بیان کرتے ہیں:

« إِنْ ابْتُلِيَ رَجُلٌ بِهَذَا فَتَوَضَّأَ بِالنَّبِيْذِ وَتَيَمَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ » ②

''اگر کوئی شخص اس صورت حال ( کہ اس کے پاس پانی نہ اور نبیذ ہو ) سے دوچار ہو تو وہ نبیذ کے ساتھ وضو کر لے اور تیمّم بھی کر لے تو یہ عمل مجھے زیادہ پسندیدہ ہے۔''

## تیسرا موقف:

شافعی، احمد، اسحاق اور جمہور علماء کا موقف ہے کہ نبیذ کے ساتھ وضو کرنا جائز نہیں، ان کی دلیل یہ ہے کہ نبیذ پانی نہیں ہے اور پانی کی عدم موجودگی میں تیمّم کا حکم ہے نبیذ کے ساتھ وضو کرنے کا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا ﴾ [ النساء : ٤٣ ]

''پھر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا قصد کرو۔''

اور جن احادیث میں نبیذ کے ساتھ وضو کا حکم ہے ان احادیث کا جمہور علماء نے جواب یہ دیا ہے کہ وہ ضعیف اور نا قابل احتجاج ہیں۔ ③

---

① الهداية فی شرح بداية المبتدی : ۲۷/۱۔

② جامع ترمذی بعد از حدیث : ۸۸۔

③ تحفة الأحوذی: ۲۱٤/۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## راجح موقف:

دلائل کی رو سے جمہور علماء کا موقف راجح ہے کہ پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمّم مشروع ہے اور نبیذ سے وضو کرنا درست نہیں۔

۱۔ امام ترمذی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« وَقَوْلُ مَنْ يَقُوْلُ : لَا يُتَوَضَّأُ بِالنَّبِيذِ، أَقْرَبُ إِلَى الكِتَابِ وَأَشْبَهُ، لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالَى قَالَ : ﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾ » ①

''ان علماء کا موقف جو کہتے ہیں کہ نبیذ کے ساتھ وضو نہیں کیا جائے گا، کتاب وسنت کے زیادہ قریب اور موافق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا قصد کرو۔''

۲۔ امام طحاوی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« فَثَبَتَ بِذَلِكَ أَنَّهُ لَا يَجُوْزُ التَّوَضُّؤُ بِهِ فِي حَالٍ مِنَ الْأَحْوَالِ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي يُوْسُفَ، وَهُوَ النَّظَرُ عِنْدَنَا، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ » ②

''اس بحث (کہ سفر وحضر میں پانی نہ ملنے کی صورت میں نبیذ سے وضو نہ کرنے پر فقہاء کا اتفاق ہے) سے ثابت ہوا کہ کسی بھی حالت میں نبیذ سے وضو کرنا جائز نہیں، ابو یوسف کا یہی قول ہے اور ہمارے نزدیک یہ قول پسندیدہ ہے۔''

## مستعمل پانی کا حکم:

وضو اور غسل کے لیے استعمال شدہ پانی پاک ہے یا نجس اس بارے علماء کا اختلاف ہے۔

---

① جامع ترمذی بعد از حدیث: ۸۸۔

② شرح معانی الآثار: ۹۶/۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## پہلا موقف:

امام احمد، لیث، اوزاعی اور ابو حنیفہ کا مشہور موقف ہے کہ وضو وغیرہ کے لیے استعمال شدہ پانی پاک ہے، لیکن پاک کرنے والا نہیں ہے۔ مالک سے ایک روایت منقول ہے اور شافعی کا ظاہر موقف یہی ہے۔ ①

ان علماء کا استدلال ہے کہ وضو اور غسل کے لیے استعمال ہونے والا پانی دوبارہ پاک کرنے کی صلاحیت سے محروم ہو جاتا ہے۔ ②

## دوسرا موقف:

ابو یوسف کا موقف ہے کہ مستعمل پانی نجس ہے اور ابو حنیفہ سے بھی ایک قول منقول ہے۔ ③

صاحب ہدایہ علامہ مرغینانی لکھتے ہیں:

« وَقَالَ أَبُو حَنِيْفَةَ وَ أَبُوْ يُوْسُفَ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ : هُوَ نَجِسٌ لِقَوْلِه عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ : لَا يَبُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ فِى الْمَاءِ الدَّائِمِ الْحَدِيثَ، وَلِأَنَّهُ مَاءٌ أُزِيْلَتْ بِهِ النَّجَاسَةُ الْحُكْمِيَّةُ فَيُعْتَبَرُ بِمَاءٍ أُزِيْلَتْ بِهِ النَّجَاسَةُ الْحَقِيقِيَّةُ، ثُمَّ فِى رِوَايَةِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِى حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ أَنَّهُ نَجِسٌ نَجَاسَةً غَلِيْظَةً اعْتِبَارًا بِالْمَاءِ الْمُسْتَعْمَلِ فِى النَّجَاسَةِ الْحَقِيقَةِ، وَفِى رِوَايَةِ أَبِى يُوسُفَ عَنْهُ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَهُوَ قَوْلُهُ إِنَّهُ نَجِسٌ نَجَاسَةً خَفِيْفَةً لِمَكَانِ الِاخْتِلَافِ » ④

---

① المغنى لابن قدامة مع الشرح الكبير: ١/٤٧۔

② نيل الأوطار: ١/٣٢۔

③ المغنى لابن قدامة مع الشرح الكبير: ١/٤٨۔

④ الهداية فى شرح بداية المبتدى: ١/٢٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''ابو حنیفہ اور ابو یوسف کہتے ہیں: (وضو اور غسل کے لیے مستعمل پانی) نجس ہے کیونکہ آپ کا فرمان ہے: تم میں سے کوئی شخص کھڑے پانی میں پیشاب نہ کرے۔ (الحدیث) اور (مستعمل پانی اس لیے بھی نجس ہے کہ) اس کے ساتھ حکمی نجاست زائل کی گئی ہے تو اسے ایسا پانی اعتبار کیا جائے گا جس سے حقیقی نجاست زائل کی گئی ہے۔ پھر حسن شیبانی سے مروی ہے کہ ابو حنیفہ نے بیان کیا کہ مستعمل پانی میں نجاست حقیقی کے معنی کا اعتبار کرتے ہوئے اس کا حکم نجاست غلیظہ کا ہے اور ابو یوسف بیان کرتے ہیں: اس میں اختلاف کی وجہ سے یہ نجاست خفیفہ کے حکم میں ہے۔''

## دلائل:

پہلے اور دوسرے موقف کے حامل علما نے درج ذیل دلائل سے وضو اور غسل کے لیے استعمال شدہ پانی کے نجس ہونے کی دلیل لی ہے۔

## دلائل:

۱۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا يَغْتَسِلْ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ فَقَالَ: كَيْفَ يَفْعَلُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: يَتَنَاوَلُهُ تَنَاوُلًا » ①

''تم میں سے کوئی شخص جنبی حالت میں کھڑے پانی میں غسل نہ کرے۔'' راوی نے پوچھا: اے ابو ہریرہ! وہ کیسے غسل کرے؟ انھوں نے کہا: وہ اس پانی سے پانی لے لے (پھر وہاں سے الگ ہو کر غسل کر لے)۔''

---

① صحیح مسلم: ۲۸۳۔ سنن ابن ماجه: ۶۰۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## پہلا موقف:

امام احمد، لیث، اوزاعی اور ابو حنیفہ کا مشہور موقف ہے کہ وضو وغیرہ کے لیے استعمال شدہ پانی پاک ہے، لیکن پاک کرنے والا نہیں ہے۔ مالک سے ایک روایت منقول ہے اور شافعی کا ظاہر موقف یہی ہے۔ ①

ان علماء کا استدلال ہے کہ وضو اور غسل کے لیے استعمال ہونے والا پانی دوبارہ پاک کرنے کی صلاحیت سے محروم ہو جاتا ہے۔ ②

## دوسرا موقف:

ابو یوسف کا موقف ہے کہ مستعمل پانی نجس ہے اور ابو حنیفہ سے بھی ایک قول منقول ہے۔ ③

صاحب ہدایہ علامہ مرغینانی لکھتے ہیں:

« وَقَالَ أَبُو حَنِيْفَةَ وَ أَبُوْ يُوْسُفَ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ : هُوَ نَجِسٌ لِقَوْلِه عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ : لَا يَبُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الْحَدِيثَ، وَلِأَنَّهُ مَاءٌ أُزِيْلَتْ بِهِ النَّجَاسَةُ الْحُكْمِيَّةُ فَيُعْتَبَرُ بِمَاءٍ أُزِيْلَتْ بِهِ النَّجَاسَةُ الْحَقِيقِيَّةُ، ثُمَّ فِي رِوَايَةِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ أَنَّهُ نَجِسٌ نَجَاسَةً غَلِيْظَةً اعْتِبَارًا بِالْمَاءِ الْمُسْتَعْمَلِ فِي النَّجَاسَةِ الْحَقِيقَةِ، وَفِي رِوَايَةِ أَبِي يُوسُفَ عَنْهُ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَهُوَ قَوْلُهُ إِنَّهُ نَجِسٌ نَجَاسَةً خَفِيْفَةً لِمَكَانِ الِاخْتِلَافِ » ④

---

① المغنی لابن قدامة مع الشرح الکبیر: ۱/ ٤٧۔

② نیل الأوطار: ۱/ ۳۲۔

③ المغنی لابن قدامة مع الشرح الکبیر: ۱/ ٤٨۔

④ الهدایة فی شرح بدایة المبتدی: ۱/ ۲۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''ابو حنیفہ اور ابو یوسف کہتے ہیں: (وضو اور غسل کے لیے مستعمل پانی) نجس ہے کیونکہ آپ کا فرمان ہے: تم میں سے کوئی شخص کھڑے پانی میں پیشاب نہ کرے۔ (الحدیث) اور (مستعمل پانی اس لیے بھی نجس ہے کہ) اس کے ساتھ حکمی نجاست زائل کی گئی ہے تو اسے ایسا پانی اعتبار کیا جائے گا جس سے حقیقی نجاست زائل کی گئی ہے۔ پھر حسن شیبانی سے مروی ہے کہ ابو حنیفہ نے بیان کیا کہ مستعمل پانی میں نجاست حقیقی کے معنی کا اعتبار کرتے ہوئے اس کا حکم نجاست غلیظہ کا ہے اور ابو یوسف بیان کرتے ہیں: اس میں اختلاف کی وجہ سے یہ نجاست خفیفہ کے حکم میں ہے۔''

## دلائل:

پہلے اور دوسرے موقف کے حامل علما نے درج ذیل دلائل سے وضو اور غسل کے لیے استعمال شدہ پانی کے نجس ہونے کی دلیل لی ہے۔

## دلائل:

ا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا يَغْتَسِلْ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ فَقَالَ: كَيْفَ يَفْعَلُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: يَتَنَاوَلُهُ تَنَاوُلًا » ①

''تم میں سے کوئی شخص جنبی حالت میں کھڑے پانی میں غسل نہ کرے۔'' راوی نے پوچھا: اے ابو ہریرہ! وہ کیسے غسل کرے؟ انھوں نے کہا: وہ اس پانی سے پانی لے لے (پھر وہاں سے الگ ہو کر غسل کر لے)۔''

---

① صحیح مسلم: ۲۸۳۔ سنن ابن ماجه: ۶۰۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس حدیث یہ استدلال کیا گیا ہے کہ کھڑے پانی میں غسل کرنا ممنوع ہے اس لیے کہ استعمال شدہ پانی پاک کرنے کی اہلیت سے خارج ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہاں مجرد غسل کی ممانعت ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ محض نہانے سے پانی فاسد ہو جاتا ہے۔ (ایسے پانی سے ) وضو کا حکم غسل کے حکم کی مثل ہے کیونکہ اس سے مقصود نجس چیزوں سے تقرب الٰہی کے حصول کی ممانعت ہے۔ نیز جیسے غسل کرنا (استعمال شدہ ) پانی کو نجس کر دیتا ہے وضو بھی پانی ناپاک کر دیتا ہے۔ ①

۲۔ سیدنا عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

« نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَغْتَسِلَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ وَضُوْءِ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ، وَلَكِنْ يَشْرَعَانِ جَمِيْعًا » ②

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا کہ مرد عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے اور عورت مرد کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے۔ بلکہ وہ دونوں ایک ساتھ (غسل ) شروع کریں۔''

## استدلال کا رد:

❁ امام شوکانی اس موقف کا رد کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

''اس استدلال کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ (کھڑے پانی میں غسل جنابت کی ) ممانعت کی علت پانی کا مستعمل ہونا نہیں ہے بلکہ (ممانعت کی علت جنابت کے اثرات سے ) ایسے پانی کا ناپاک ہو جانا ہے جس کی وجہ سے پانی سے فائدہ لینا باطل قرار پائے گا۔ اس بات کی وضاحت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس قول میں ہے کہ جنبی شخص پانی لے کر وہاں سے ہٹ کر غسل کرے اور اس کے متن میں اضطراب

---

① نيل الأوطار: ۳۲/۱۔

② صحيح : سنن ابن ماجه: ۳۷٤۔ طبرانی کبیر: ۳۷٤۱۔ سنن دارقطنی: ٤۱۷۔ صحيح أبي داوٗد: ۱٤٤/۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے نیز (مستعمل پانی کے پاک نہ کرنے کی) اس دعوے سے خاص ہے کیونکہ دلیل کی انتہا یہ ہے کہ (زیادہ سے زیادہ اس حدیث سے یہ نتیجہ نکالا جائے کہ) غسل جنابت کے لیے استعمال شدہ پانی کو (مطہر پانیوں سے) خارج کیا جائے۔ جب کہ (مستعمل پانی کو ناقابل طہارت کا) دعویٰ کرنے والا ہر مستعمل پانی کو پاک کرنے کی صلاحیت سے خارج سمجھتا ہے (جو دعویٰ درست نہیں)۔

اس حدیث سے مستعمل پانی کے نجس یا طہارت کے لیے غیر مؤثر ہونے کا استدلال کرنا باطل ہے کیونکہ اس حدیث میں ایک تو صرف خاوند کو بیوی اور بیوی کو خاوند کے استعمال شدہ پانی سے منع کیا گیا ہے، اس سے یہ مفہوم کشیدہ کرنا کہ ہر شخص کا استعمال شدہ پانی نجس اور غیر مطہر ہے یہ استدلال باطل ہے۔ پھر خاوند بیوی کا ایک دوسرے کا استعمال شدہ پانی طہارت کے لیے استعمال کرنا حرام نہیں بلکہ یہ ایک دوسرے کا مستعمل پانی استعمال کر سکتے ہیں۔ اس کی اباحت آئندہ حدیث سے ثابت ہوتی ہے۔

❖ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

« أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ بِفَضْلِ مَيْمُوْنَةَ »[1]

''بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے بچے ہوئے پانی سے غسل کیا کرتے تھے۔''[2]

## تیسرا موقف:

حسن بصری، عطاء، نخعی، زہری اور اہل ظاہر کا موقف ہے کہ وضو وغیرہ کے لیے استعمال شدہ پانی طاہر بھی اور مطہر بھی۔ (یعنی خود پاک ہے اور پاک کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے)۔[3]

---

[1] صحيح مسلم: ٣٢٣۔ [2] نيل الأوطار: ١/٣٢۔
[3] المغني لابن قدامة مع الشرح الكبير: ١/٤٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## دلائل:

۱۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِي وَأَنَا مَرِيْضٌ لَا أَعْقِلُ، فَتَوَضَّأَ وَصَبَّ عَلَيَّ مِنْ وَضُوْءِهِ، فَعَقَلْتُ» ①

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری بیمار پرسی کے لیے آئے جب کہ میں بیمار تھا اور بے ہوش تھا۔ آپ نے وضو کیا اور مجھ پر اپنے وضو کا پانی بہایا تو میں ہوش میں آ گیا۔''

۲۔ سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ، فَأُتِيَ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَأْخُذُوْنَ مِنْ فَضْلِ وَضُوْئِهِ فَيَتَمَسَّحُوْنَ بِهِ، فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ، وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ» ②

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس دوپہر کے وقت تشریف لائے تو آپ کے لیے وضو کا پانی لایا گیا، چنانچہ آپ نے وضو کیا تو لوگ آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی لے کر (اپنے جسموں پر) ملنے لگے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر دو رکعت اور نماز عصر دو رکعت ادا کی جب کہ آپ کے سامنے (سترہ) نیزہ تھا۔''

۳۔ سیدنا محمود بن ربیع اور سیدنا مسور رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

«وَإِذَا تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلَى وَضُوْئِهِ» ③

---

① صحیح بخاری: ۱۹٤۔ صحیح مسلم: ۱٦۱٦۔

② صحیح بخاری: ۱۸۷۔

③ صحیح بخاری: ۱۸۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''جب نبی ﷺ نے وضو کیا تو قریب تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے وضو کے (بچے ہوئے پانی کی طلب میں) آپس میں لڑ پڑتے۔''

۴۔ سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری خالہ مجھے نبی ﷺ کے پاس لے کر حاضر ہوئی اور بولی: یارسول اللہ! میرے بھانجے کو تکلیف ہے۔

« فَمَسَحَ رَأْسِي وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ، فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْئِهِ » ①

''چنانچہ آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا کی۔ پھر آپ نے وضو کیا اور میں نے آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی نوش کیا۔''

یہ احادیث دلیل ہیں کہ وضو یا غسل کے لیے استعمال شدہ پانی پاک ہے اور پاک کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور امام بخاری نے ان احادیث سے یہی استدلال کیا ہے اور ان احادیث پر درج ذیل عنوان قائم کیا ہے:

« بَابُ اسْتِعْمَالِ فَضْلِ وَضُوْءِ النَّاسِ » ②

لوگوں کے بچے ہوئے پانی کو استعمال کرنے کا بیان۔'' یعنی وضو کے لیے مستعمل پانی کو استعمال، میں لا کر دوبارہ وضو کیا جا سکتا ہے اور دیگر کاموں میں بھی استعمال ہو سکتا ہے۔ نیز یہ حدیث واضح دلیل ہے کہ وضو یا غسل سے بچا ہوا پانی پاک ہے اور اس سے طہارت حاصل کی جا سکتی ہے۔

۵۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

« أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ بِفَضْلِ مَيْمُوْنَةَ » ③

''بلاشبہ رسول اللہ ﷺ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے بچے ہوئے پانی سے غسل کیا کرتے تھے۔''

---

① صحیح بخاری: ۱۹۰۔ صحیح مسلم: ۲۳۴۵۔ جامع ترمذی: ۳۶۴۳۔
② صحیح بخاری: کتاب الوضوء: بَابُ اسْتِعْمَالِ فَضْلِ وَضُوْءِ النَّاسِ۔
③ صحیح مسلم: ۳۲۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پھر مومن بے وضو وجنبی ہونے کی حالت میں ظاہری وحکمی طور پر نجس نہیں ہوتا تو ایسے شخص کے اعضا سے گرنے والے پانی کو نجس کیسے قرار دیا جا سکتا ہے یا اس کے استعمال شدہ پانی کو کسی ٹھوس اور واضح شرعی دلیل کے بغیر غیر مطہر کیسے کہا جا سکتا ہے۔

❖ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی جب کہ میں جنبی تھا۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور میں آپ کے ساتھ چل دیا حتی کہ آپ بیٹھ گئے تو میں چپکے سے کھسک گیا اور گھر آ کر غسل کیا پھر میں (آپ کی طرف) آیا تو آپ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے پوچھا: ابو ہریرہ! تم کہاں تھے؟ میں نے حقیقت حال بیان کی تو آپ نے فرمایا:

« سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا أَبَا هِرٍّ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ » ①

''ابو ہریرہ! تعجب ہے، بلاشبہ مومن نجس نہیں ہوتا۔''

فائدہ:

سید سابق بیان کرتے ہیں:

''جب مومن نجس ہی نہیں ہوتا تو اس کا پانی کو محض چھونا پانی سے پاکی کی صلاحیت ختم نہیں کرتا کیونکہ پاک چیز سے پاک چیز ملی ہے جو پانی (میں ناپاکی کی) تاثیر پیدا نہیں کرتی۔'' ②

راجح موقف:

دلائل کی رو سے ان علماء کا موقف راجح ہے جو وضو یا غسل کے لیے مستعمل پانی کو عام پانی کی طرح طاہر ومطہر مانتے ہیں۔ درج ذیل علماء نے اس موقف کو ترجیح دی ہے۔

---

① صحیح بخاری: ۲۸۵۔ صحیح مسلم: ۳۷۱۔

② فقه السنة: ۱۷/۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۱۔ سید سابق بیان کرتے ہیں:

"مستعمل پانی وہ ہے جو وضو کرنے اور غسل کرنے والے کے اعضاء سے الگ ہو۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اصل کا اعتبار کرتے ہوئے یہ ہر طرح سے مطلق پانی کی طرح پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے۔ نیز کوئی ایسی دلیل نہیں ملی جو مستعمل پانی کو پاک کرنے کے حکم سے خارج کرتی ہو۔" ①

۲۔ حافظ ابن حزم بیان کرتے ہیں:

"مستعمل پانی کے ساتھ وضو کرنا جائز ہے اور اسی طرح اس پانی کے ساتھ غسل جنابت بھی جائز ہے، خواہ اس کے علاوہ کوئی اور پانی ہو یا نہیں اور (مستعمل پانی سے طہارت جائز ہے) خواہ وضو کرنے والا مرد ہو یا عورت۔" ②

۳۔ نواب صدیق الحسن خان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"حق بات یہ ہے کہ اصل قاعدہ پر اور صحیح دلائل کہ پانی پاک ہے، پاک کرنے والا ہے پر عمل کرتے ہوئے مستعمل پانی طاہر و مطہر ہے۔

درست بات یہ ہے کہ محض طہارت کے لیے پانی استعمال کرنے سے یہ طاہر و مطہر ہونے کے حکم سے خارج نہیں ہوتا الا کہ اس کی بو، رنگ اور ذائقہ بدل جائے۔ نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کردہ پانی کے حصول کے لیے باہمی لڑائی کے قریب پہنچ جاتے اور وہ پانی لے کر اس سے برکت حاصل کرتے تھے اور برکت کا حصول وضو کے بعض قطرات سے ہوتا تھا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس پانی کو اللہ تعالیٰ نے طاہر و مطہر قرار دیا ہے اسے اس پاکی کے وصف سے کسی دلیل کے بغیر خارج نہیں کیا جا سکتا۔ ③

---

① فقه السنة: ۱/ ۱۷۔

② المحلیٰ بالآثار لابن حزم: ۱/ ۱۵۳۔

③ التعليقات الرضية على الروضة الندية: ۱/ ۱۰۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## خاوند بیوی کے مستعمل پانی کا حکم:

خاوند بیوی ایک دوسرے کے مستعمل پانی سے وضو اور غسل کر سکتے ہیں، ان کے لیے یہ شرعی جواز ثابت ہے۔ البتہ ان کا ایک برتن سے ایک ساتھ غسل کرنا اور ایک ساتھ وضو کرنا افضل ہے اور ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے غسل اور وضو کرنا مباح ہے۔

۱۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

«كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، تَخْتَلِفُ أَيْدِينَا فِيهِ» ①

''میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن میں غسل کیا کرتے تھے اور ہمارے ہاتھ اس (برتن) میں آگے پیچھے داخل ہوتے تھے۔''

۲۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ بیان کرتی ہیں:

«كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ مِنَ الجَنَابَةِ» ②

''میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل جنابت کیا کرتے تھے۔''

## ممانعت کے دلائل:

آئندہ احادیث میں خاوند اور بیوی کو ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرنے اور خاوند کو بیوی کے بچے ہوئے وضو کے پانی سے وضو کرنے سے منع کیا گیا ہے، یہ نہی تنزیہی کراہت کے حکم میں ہے۔ یعنی ان کے ایک دوسرے کا بچا ہوا پانی استعمال کرنا مکروہ ہے حرام نہیں۔

---

① صحیح بخاری: ۲۶۱۔ صحیح مسلم: ۳۲۱۔

② صحیح بخاری: ۳۲۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۱۔ حمید حمیری بیان کرتے ہیں کہ میں ایک شخص سے ملا جس نے نبی ﷺ کی صحبت میں چار برس گزارے، جیسے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی مصاحبت اختیار کی تھی، انھوں نے بیان کیا:

«نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَمْتَشِطَ أَحَدُنَا كُلَّ يَوْمٍ، أَوْ يَبُوْلَ فِي مُغْتَسَلِهِ، أَوْ يَغْتَسِلَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ وَلْيَغْتَرِفَا جَمِيْعًا» ①

''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں روزانہ کنگھی کرنے، غسل خانے میں پیشاب کرنے اور مرد کے عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرنے اور عورت کو مرد کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرنے سے منع کیا (اور فرمایا) وہ دونوں ایک ساتھ چلو بھریں۔''

۲۔ سیدنا عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَغْتَسِلَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ وَضُوْءِ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ، وَلَكِنْ يَشْرَعَانِ جَمِيْعًا» ②

''رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع کیا کہ مرد عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے اور عورت مرد کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے۔ بلکہ وہ دونوں ایک ساتھ (غسل) شروع کریں۔''

۳۔ سیدنا حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ وَضُوْءِ الْمَرْأَةِ» ③

---

① صحيح: ۱۱۱/٤۔ سنن أبي داوٗد: ۸۱۔ سنن نسائي: ۲۳۹۔ صحيح أبي داوٗد: ۷٤۔

② صحيح: سنن ابن ماجه: ۳۷٤۔ طبراني كبير: ۳۷٤۱۔ سنن دارقطني: ٤۱۷۔ صحيح أبي داوٗد: ۱٤٤/۱۔

③ صحيح: مسند أحمد: ٦٦/٥۔ سنن أبي داوٗد: ۸۲۔ جامع ترمذي: ٦٤۔ سنن ابن ماجه: ۳۷۳۔ إرواء الغليل: ۱۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



”رسول اللہ ﷺ نے مرد کو عورت کے وضو کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنے سے منع کیا۔“

## فائدہ:

گزشتہ احادیث میں ممانعت کو نہی تنزیہی پر محمول کیا جائے گا یعنی مرد کا عورت کے بچے ہوئے پانی کو طہارت کے لیے استعمال کرنا اور عورت کا مرد کے بچے ہوئے پانی کو استعمال کرنے مکروہ ہے حرام نہیں۔ حافظ عبد الرحمٰن مبارکپوری لکھتے ہیں:

”یہاں وارد نہی کو نہی تنزیہی پر محمول کرنا زیادہ بہتر ہے۔“ واللہ اعلم! ①

## اباحت کی دلیل:

گزشتہ احادیث میں ممانعت کو کراہت پر محمول کیا جائے گا کیونکہ عورت کے بچے ہوئے پانی کو استعمال کرنے کی اباحت ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

« أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ بِفَضْلِ مَيْمُوْنَةَ » ②

”بلاشبہ رسول اللہ ﷺ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے بچے ہوئے پانی سے غسل کیا کرتے تھے۔“

## فائدہ:

❖ امیر یمانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

”(یہ حدیث دلیل ہے کہ) عورت کے بچے ہوئے پانی سے مرد کا غسل کرنا جائز ہے اور اس کے برعکس (عورت کا مرد کے غسل کے بچے ہوئے پانی کو استعمال کرنا جائز ہے) کیونکہ دونوں کا حکم یکساں ہے۔ ان دو صورتوں میں علماء کا

---

① تحفة الأحوذی: ۱/۱۴۶۔ ② صحیح مسلم: ۳۲۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اختلاف ہے، لیکن راجح بات دونوں صورتوں کا جواز ہے اور اس بارے میں وارد نہی کو نہی تنزیہی پر محمول کیا جائے گا۔'' ①

## پانی کی قلیل وکثیر مقدار کا بیان:

پانی کی قلیل وکثیر مقدار کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ اس بارے علماء کے تین مذاہب ہیں۔

### پہلا موقف:

ہادویہ کا قلیل پانی کی تحدید میں یہ موقف ہے کہ پانی کی قلیل مقدار وہ ہے کہ پانی کو استعمال کرنے والا یہ گمان کرے کہ پانی کے استعمال سے نجاست کا استعمال ہو رہا ہے، یہ قلیل مقدار ہے اور اس کے علاوہ کثیر مقدار ہے۔ ②

### دوسرا موقف:

احناف کے نزدیک کثیر پانی کی تحدید میں دو مختلف اقوال ہیں۔ا۔ اتنا بڑا جوہڑ کے اس کے ایک کنارے کو حرکت دینے سے حرکت دوسرے کنارے تک نہ پہنچے تو یہ کثیر پانی ہے اور ابو یوسف اور محمد کے نزدیک کثیر پانی وہ تالاب اور جوہڑ ہے جو دہ در دہ ہو (یعنی جس کی چوڑائی اور لمبائی دس دس ہاتھ ہو) یہ کثیر پانی ہے اور اس سے کم مقدار قلیل پانی ہے۔ ③

احناف کی معتبر ترین کتاب ''ہدایہ'' میں یہ عبارت درج ہے:

«وَالْغَدِيرُ الْعَظِيمُ الَّذِيْ لَا يَتَحَرَّكُ أَحَدُ طَرَفَيْهِ بِتَحْرِيْكِ الطَّرَفِ الْآخَرِ إِذَا وَقَعَتْ نَجَاسَةٌ فِي أَحَدِ جَانِبَيْهِ جَازَ الْوُضُوءُ مِنْ الْجَانِبِ الْآخَرِ لِأَنَّ الظَّاهِرَ أَنَّ النَّجَاسَةَ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ إِذْ أَثَرُ التَّحْرِيْكِ فِي السِّرَايَةِ فَوْقَ أَثَرِ النَّجَاسَةِ، ثُمَّ عَنْ أَبِي حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ أَنَّهُ يَعْتَبِرُ

---

① سبل السلام: ۱/۲۱۔ ② سبل السلام: ۱/۱۱۔ ③ سبل السلام: ۱/۱۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



التَّحْرِيكَ بِالِاغْتِسَالِ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ، وَعَنْهُ التَّحْرِيْكُ بِالْيَدِ، وَعَنْ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ بِالتَّوَضُّؤِ وَوَجْهُ الْأَوَّلِ أَنَّ الْحَاجَةَ إِلَى الِاغْتِسَالِ فِي الْحِيَاضِ أَشَدُّ مِنْهَا إِلَى التَّوَضُّؤِ، وَبَعْضُهُمْ قَدَّرُوا بِالْمِسَاحَةِ عَشْرًا فِي عَشْرٍ بِذِرَاعِ الْكِرْبَاسِ تَوْسِعَةً لِلْأَمْرِ عَلَى النَّاسِ، وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى، وَالْمُعْتَبَرُ فِي الْعُمْقِ أَنْ يَكُوْنَ بِحَالٍ لَا يَنْحَسِرُ بِالِاغْتِرَافِ هُوَ الصَّحِيْحُ »[1]

''ایسا بڑا جوہڑ کے اس کا ایک کنارا دوسرے کو حرکت دینے سے حرکت میں نہ آئے، جب اس کے ایک کنارے میں نجاست گرے تو اس کے دوسرے کنارے سے وضو کرنا جائز ہے، کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ نجاست اس کے دوسرے کنارے تک نہیں پہنچی۔ کیونکہ حرکت دینے کا اثر نجاست کے اثر سے تیز ہے۔ پھر ابو حنیفہ سے منقول ہے کہ غسل کرنے کی حرکت کا اعتبار ہوگا، ابو یوسف سے بھی یہی منقول ہے اور ان (ابو یوسف) سے ہاتھ سے حرکت دینے کا قول بھی مروی ہے اور محمد سے وضو کرنے کے ساتھ حرکت دینا منقول ہے۔ پہلے قول (کہ غسل کرنے کی حرکت معتبر ہے) کی توجیہ یہ ہے کہ جوہڑوں میں وضو کرنے کی نسبت غسل کرنے کی ضرورت زیادہ ہے۔ بعض (حنفی علماء) نے لوگوں کی آسانی کی خاطر ہاتھ جس سے کپڑا ماپا جاتا ہے، سے دہ در دہ کی پیمائش کا اندازہ لگایا ہے۔ فتویٰ اسی پر ہے (کہ کثیر پانی کی مقدار دہ در دہ ہے) اور تالاب کی گہرائی میں معتبر پیمائش یہ ہے کہ وہ اس صورت میں ہو کہ اس میں چلو بھرنے سے سطح زمین ظاہر نہ ہو اور یہی قول راجح ہے۔''

---

[1] الهداية في شرح بداية المبتدي: ۲۱/۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## علماء کی تردید:

اس موقف کے ثبوت کے لیے کوئی شرعی دلیل نہیں ہے اس لیے علماء نے اس موقف کو نادرست تسلیم کیا ہے اور اس کی تردید کی ہے۔

۱۔ امام بغوی بیان کرتے ہیں:

''بعض اصحاب الرائے نے کثیر پانی جو ناپاک نہیں ہوتا اس کی مقدار دہ در دہ بیان کی ہے لیکن اس تحدید کا مرجع کو شرعی دلیل نہیں ہے اور بعض اصحاب نے کثیر پانی کی مقدار بہت بڑا جوہڑ قرار دیا ہے کہ اس کی ایک جانب کو حرکت دی جائے تو دوسری جانب متحرک نہ ہو۔ یہ قول انتہائی جہالت پر مبنی ہے کیونکہ حرکت دینے والوں کے احوال قوت اور ضعف میں مختلف ہوتے ہیں۔'' ①

۲۔ حافظ ابن حزم بیان کرتے ہیں:

''احناف کا یہ موقف کہ کثیر پانی وہ ہے کہ جب کسی بڑے جوہڑ کا ایک کنارہ حرکت دیا جائے تو اس کا دوسرا کنارہ متحرک نہ ہو۔ کاش اس حرکت کا پتا چلے کہ یہ حرکت کس چیز سے دی جائے گی؟ بچے کی انگلیوں سے، کسی دھاگے سے، چرخے کی لکڑی سے، تیراک کے تیرنے سے، ہاتھی کے گرنے سے، کسی چھوٹی کنکری سے، کسی منجنیق کے پتھر سے یا تالاب کا کنارہ گرنے سے؟ ہم ان کج فہمیوں سے سلامتی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔'' ②

## تیسرا موقف:

شافعیہ کا موقف ہے کہ کثیر پانی کی مقدار ہجر مقام کے دو مٹکے ہیں جو حدیث قلیتین کی رو سے تقریباً پانچ سو رطل پانی بنتا ہے اور دو مٹکوں سے کم پانی قلیل ہے۔

---

① المحلیٰ بالآثار لابن حزم: ۱/۱۲۳۔

② شرح السنة للبغوی: ۱/۵۹، ۶۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## دلیل:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الخَبَثَ » ①

''جب پانی دو مٹکے ہو تو وہ نجاست کو برداشت نہیں کرتا۔''

## راجح موقف:

دلیل کی رو سے شافعیہ کا موقف راجح اور قرین صواب ہے۔ پانی کی کثیر مقدار دو مٹکے ہے جن کا مجموعی وزن دوسو چالیس کلوگرام یا بعض کے نزدیک دوستائیس کلوگرام ہے۔

مولانا عطاء اللہ ساجد صاحب لکھتے ہیں:

''قلۃ'' بڑے مٹکے کو کہتے ہیں۔ عرب میں مقام ہجر کے بنے ہوئے مٹکے معروف تھے۔ یہ مٹکا اتنا بڑا ہوتا تھا کہ اس میں ڈھائی مشکیں پانی آتا تھا، اس لیے دو مٹکوں کے کی مقدار پانچ مشک پانی کے برابر ہے۔ علمائے کرام نے دو مٹکے پانی کی مقدار پانچ سو رطل بیان کی ہے۔ ایک رطل آدھے سیر، یعنی چالیس تولے کے برابر ہے۔ اس طرح پانچ مشک پانی کی مقدار تقریباً دوسو چالیس گرام یا بعض حضرات کے نزدیک دوستائیس کلوگرام بنتی ہے۔'' ②

پانی کی اتنی مقدار کثیر ہے اور اس سے کم مقدار قلیل متصور ہوتی ہے۔

---

① صحیح: سنن أبی داؤد: ٦٣۔ جامع ترمذی: ٦٧۔ سنن نسائی: ٥٢۔ صحیح ابن خزیمة: ٩٢۔ المنتقیٰ لابن الجارود: ٤٤۔ ارواء الغلیل: ٢٣۔ علامہ البانی بیان کرتے ہیں: اس حدیث کو ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور احمد سمیت دارمی، طحاوی، دارقطنی، حاکم، بیہقی اور طیالسی نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور طحاوی، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم، ذہبی، نووی اور عسقلانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بعض لوگوں کا اسے مضطرب قرار دینا مردود ہے۔ ارواء الغلیل: ١/ ٦٠۔

② سنن ابن ماجه مترجم از دار السلام: ١/ ٤٣٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## قلیل وکثیر پانی کب نجس ہوتا ہے؟

قلیل وکثیر پانی میں نجاست ملنے سے پانی ناپاک ہوتا ہے یا نہیں اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔

### پہلا موقف:

قلیل وکثیر پانی میں نجاست داخل ہونے سے پانی اس وقت تک نجس نہیں ہوتا جب تک اس کے اوصاف ثلاثہ، رنگ، بو اور ذائقہ تبدیل نہ ہو۔ ابن عباس، ابو ہریرہ، حسن بصری، سعید بن مسیب، عکرمہ، ابن ابی لیلیٰ، ثوری، داؤد ظاہری، نخعی، جابر بن زید، مالک، غزالی اور اہل بیت میں سے قاسم اور امام یحییٰ اس موقف کے قائل ہیں۔ ①

### دلائل:

اس موقف کے حامل علماء نے درج ذیل دلائل سے استدلال کیا ہے۔

۱۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: ''کیا ہم بئر بضاعہ سے وضو کر سکتے ہیں؟ جب کہ یہ ایسا کنواں ہے جس میں حیض کے کپڑے، کتوں کا گوشت اور گندگی پھینکی جاتی ہے۔'' اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اَلْمَاءُ طَهُوْرٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ » ②

''پانی پاک ہے، پاک کرنے والا ہے، اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔''

۲۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ان تالابوں کے بارے میں پوچھا گیا جن سے درندے، کتے اور گدھے پانی پیتے ہیں اور ان (تالابوں) کی پاکی کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

① نيل الأوطار: ۱/ ۳۹۔

② ضعيف جدا: سنن ابن ماجه: ۵۱۹۔ ضعيف الجامع الصغير: ۴۷۸۹۔ عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم متروک راوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



« لَهَا مَا حَمَلَتْ فِي بُطُوْنِهَا، وَلَنَا مَا غَبَرَ طَهُوْرٌ » ①

''جو انھوں نے اپنے پیٹوں میں ڈال لیا وہ ان کا ہے اور جو باقی بچا وہ ہمارے لیے پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے۔''

۳۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک تالاب پر پہنچے تو ناگہاں وہاں ایک گدھے کی لاش تھی، ہم نے اسے استعمال کرنے سے گریز کیا حتیٰ کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آ پہنچے اور فرمایا:

« إِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ، فَاسْتَقَيْنَا وَأَرْوَيْنَا وَحَمَلْنَا » ②

''بلاشبہ پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی، پھر ہم نے (اس تالاب سے) پانی پیا، جانوروں کو پلایا اور ساتھ لے لیا۔''

۴۔ سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ إِلَّا مَا غَلَبَ عَلَى رِيحِهِ وَطَعْمِهِ وَلَوْنِهِ » ③

''یقیناً پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتے سوائے اس کے جو اس کی بو، ذائقے اور

---

① ضعيف: مسند أحمد: ٣/ ٣١۔ سنن أبي داؤد: ٦٦، ٦٧۔ جامع ترمذي: ٦٦۔ سنن نسائي: ٣٢٧۔ المنتقىٰ لابن الجارود: ٤٧۔ سنن دارقطني: ٥٩۔ مصنف ابن أبي شيبة: ١٥٠٥۔ سنن بيهقي: ٦۔ عبید اللہ بن عبد اللہ بن رافع بن خدیج مجہول راوی ہے۔ حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں اسے مستور کہا ہے۔ ابن قطان اور ابن مندہ اسے مجہول قرار دیتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب)۔ علامہ البانی کہتے ہیں کہ یہ راوی عبید اللہ مجہول الحال ہے۔ (ارواء الغلیل: ١/ ٤٥)۔ ابن قطان کہتے ہیں: عبید اللہ بن عبد الرحمٰن بن رافع بن خدیج کے نام کے بارے میں محدثین کے پانچ مختلف اقوال ہیں۔ یعنی عبد الله بن عبيد الله بن رَافع، وَعبيد الله بن عبد الله بن رَافع، وَعبد الله ابْن عبد الرَّحْمَن بن رَافع، وَعبيد الله بن عبد الرَّحْمَن بن رَافع، وَعبد الرحمن ابن رَافع۔ (سو ایسے شخص کی روایت کیونکر صحیح ہو سکتی ہے) جس کا حال اور ذات غیر معروف ہے۔ [بيان الوهم و الإيهام في كتاب الأحكام: ٣/ ٣٠٩]

② ضعيف جدا: سنن ابن ماجه: ٥٢٠۔ شریک بن عبد اللہ کی تدلیس اور طریف بن شہاب متروک راوی ہے۔ ابن ملقن کہتے ہیں: اس میں طریف بن شہاب سعدی انتہائی ضعیف اور متروک راوی ہے۔ [البدر المنير: ١/ ٣٩٤]

③ ضعيف: سنن ابن ماجه: ٥٢١۔ سنن دار قطني: ٤٥۔ طبراني كبير: ٧٥٠٣۔ سلسلة الأحاديث الضعيفة: ٢٦٤٤۔ اس میں رشدین بن سعد ضعیف راوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رنگ پر غالب آجائے۔"

## دوسرا موقف:

سیدنا عبداللہ بن عمر، مجاہد، شافعیہ، احناف، احمد بن حنبل، اسحاق، اہل بیت میں سے ہادی، مؤید باللہ، ابو طالب اور ناصر کا موقف ہے کہ قلیل پانی محض نجاست کے ملنے ہی سے ناپاک ہو جاتا ہے اگرچہ پانی کے اوصاف ثلاثہ تبدیل نہ ہوں کیونکہ ایسے پانی کے استعمال سے نجاست کا استعمال ہوتا ہے۔ ①

امام شافعی کے موقف کے مطابق قلیل پانی کی مقدار دو مٹکے ہے، چنانچہ دو مٹکے سے کم پانی میں نجاست گرنے سے پانی ناپاک ہو جاتا ہے اور دو مٹکے سے زائد پانی میں نجاست گرنے سے اس وقت تک پانی ناپاک نہیں ہوتا جب تک نجاست کی وجہ سے اس کا رنگ، بو اور ذائقہ تبدیل نہ ہو۔ دلائل حسب ذیل ہیں:

۱۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، جب کہ آپ سے اس پانی کے بارے میں پوچھا جارہا تھا جو کھلے میدان میں ہوتا ہے اور اس پر درندے اور چوپائے وارد ہوتے ہیں (کیا ایسا پانی پاک ہے؟) اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ » ②

"جب پانی دو مٹکے ہو تو وہ نجاست کو برداشت نہیں کرتا۔"

۲۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ فَإِنَّهُ لَا يَنْجُسُ » ③

---

① نيل الأوطار: ۱/ ۳۹۔ التعليقات الرضية على الروضة الندية: ۱/ ۹۵۔

② صحيح: سنن أبي داوٗد: ٦٣۔ جامع ترمذي: ٦٧۔ سنن نسائي: ٥٢۔ صحيح ابن خزيمة: ٩٢۔ المنتقىٰ لابن الجارود: ٤٤۔ ارواء الغليل: ٢٣۔

③ حسن: سنن أبي داوٗد: ٦٥۔ سنن دارقطني: ٢٧۔ عاصم بن منذر صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''جب پانی دو مٹکے ہوتو وہ ناپاک نہیں ہوتا۔''

۳۔ عاصم بن منذر بیان کرتے ہیں کہ ہم اپنے باغ میں یا عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر کے باغ میں تھے کہ نماز کا وقت ہو گیا اور عبید اللہ بن عبداللہ بن عمر باغ میں موجود ایک جوہڑ کی طرف گئے جب کہ اس میں اونٹ کا چمڑا تھا، وہ اس سے وضو کرنے لگے تو ہم نے کہا: آپ اس جوہڑ سے وضو کر رہے جب کہ اس میں یہ چمڑا ہے؟ انھوں نے بیان کیا کہ میرے والد (سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) نے مجھے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ فَإِنَّهُ لَا يَنْجُسُ » ①

''جب پانی دو مٹکے ہوتو وہ ناپاک نہیں ہوتا۔''

## فوائد:

یہ احادیث واضح دلیل ہیں کہ پانی کی قلیل و کثیر مقدار ہے اور قلیل و کثیر پانی کی پاکی اور ناپاکی میں فرق ہے۔ یعنی جب پانی دو مٹکے ہوتو یہ پانی کی کثیر مقدار ہے اور اس سے کم پانی قلیل ہے اور جب دو مٹکے یا اس سے زائد مقدار میں پانی ہوتو اس میں نجاست گرنے سے وہ ناپاک نہیں ہوتا بلکہ اس میں معمولی نجاست کو خود میں سمونے کی صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ معمولی نجاست کا اثر زائل کر دیتا ہے اور اس میں پاک رہنے اور پاک کرنے کا عنصر غالب رہتا ہے۔ جب کہ دو مٹکوں سے کم پانی میں یہ صلاحیت نہیں ہوتی بلکہ محض نجاست کے گرنے ہی سے وہ خود نجس ہو جاتا ہے۔ مذکورہ احادیث کا سیاق اسی مفہوم کو واضح کرتا ہے۔ نیز درج ذیل ائمہ نے اس سے یہی مفہوم کشید کیا ہے۔

۱۔ امام ابوداؤد نے سنن أبي داؤد میں اس حدیث پر یہ عنوان قائم کیا ہے:

---

① حسن: المنتقیٰ لابن الجارود: ٤٦۔ شرح معانی الآثار: ٢٨۔ سنن دارقطنی: ٢٥۔ سنن بیهقی: ١/ ٢٦٢۔ عاصم بن منذر صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



« بَابُ مَا يُنَجِّسُ الْمَاءَ »

''پانی کی اس مقدار کا بیان جو اسے ناپاک کر دیتی ہے۔''

انھوں نے اسی مفہوم کی طرف اشارہ کیا ہے کہ پانی کی دو مٹکوں سے کم مقدار میں نجاست گرنے سے پانی نجس ہو جاتا ہے اور اس سے زیادہ مقدار میں پانی محض نجاست گرنے سے وہ ناپاک نہیں ہوتا۔ ایسا پانی تب نجس ہوگا جب اس پر نجاست غالب آجائے۔

۲۔ امام ابن ماجہ نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان قائم کر کے اسی مفہوم کی طرف اشارہ کیا ہے۔

« بَابُ مِقْدَارِ الْمَاءِ الَّذِي لَا يُنَجَّسُ »

''پانی کی اس مقدار کا بیان جو ناپاک نہیں ہوتا۔''

## معترضین کے اعتراضات اور اضطراب کا شوشہ:

اس موقف کے مخالفین نے اس حدیث قلتین کو مضطرب ہونے کی وجہ سے کمزور اور ناقابل احتجاج قرار دیا ہے۔ ذیل میں ان اعتراضات کا جائزہ اور پانی کے قلوں کے بارے میں مروی مختلف روایات کا بیان ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ » ①

---

① شاذ: سنن ابن ماجه: ٥١٨۔ سنن دارقطني: ٢٢، ٢٣۔ مستدرك حاكم: ١/ ١٣٤: ٤٧٥۔ الطهور للقاسم بن سلام: ١٦٦۔ یہ روایت شاذ ہے کیونکہ حماد بن سلمہ کے اکثر شاگرد بیان کرتے ہیں کہ جب پانی دو مٹکے ہو تو وہ نجس نہیں ہوتا۔ ان شاگردوں کی اکثریت دو یا تین مٹکوں کے شک کے بغیر حدیث بیان کرتے ہیں جو محفوظ ہے جب کہ بعض شاگرد دو یا تین مٹکوں والی روایت بیان کرتے ہیں جو ثقات کی مخالفت کی وجہ سے شاذ ہے۔ درج ذیل محدثین نے اس روایت کو جس میں دو یا تین مٹکوں کا بیان ہے، اسے شاذ کہا ہے۔

۱۔ امام دارقطنی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد بیان کرتے ہیں: ''اس (قلتین والی) روایت کو عفان بن مسلم، یعقوب بن اسحاق، بشر بن سری، علاء بن عبدالجبار مکی، موسیٰ بن اسماعیل، عبیداللہ بن محمد عیشی ☜

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''جب پانی دو یا تین مٹکے ہو تو اسے کوئی چیز نجس نہیں کرتی۔''

۲۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ أَرْبَعِينَ قُلَّةً فَإِنَّهُ لَا يَحْمِلُ الْخَبَثَ » ①

''جب پانی چالیس مٹکے ہو تو گندگی کو برداشت نہیں۔''

اس بحث سے ثابت ہوا کہ اس حدیث کو مضطرب قرار دینا درست نہیں کیونکہ حدیث قلتین سند کے لحاظ سے صحیح حدیث ہے اور تین قلوں اور چالیس قلوں والی روایات شاذ اور منکر ہیں لہٰذا حدیث قلتین کو مضطرب نہیں کہا جا سکتا کیونکہ یہاں اضطراب والی کیفیت نہیں بنتی۔

---

☜ نے حماد بن سلمہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حماد بیان سلمہ والی سند سے بیان کیا ہے کہ جب پانی دو مٹکے ہو تو ناپاک نہیں ہوتا، (حماد بن سلمہ کے ان شاگردوں نے تین مٹکوں والے الفاظ بیان نہیں کیے (جو دلیل ہے کہ تین مٹکوں کے بغیر دو مٹکوں والی روایت محفوظ ہے)۔[سنن دارقطنی تحت حدیث : ٢٤]

۲۔ امام حاکم نے بھی گزشتہ روایت کے شاذ ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ بیان کرتے ہیں: عفان بن مسلم اور دیگر حفاظ حدیث نے یہی روایت حماد بن سلمہ سے بیان کی ہے لیکن انھوں نے اس میں او ثلاثا کے الفاظ بیان نہیں کیے۔[مستدرك حاكم : ١٣٤/١]

۳۔ امام بیہقی بیان کرتے ہیں: " وَرِوَايَةُ الْجَمَاعَةِ الَّذِينَ لَمْ يَشُكُّوا أَوْلَى " (جن محدثین نے شک کے کلمات بیان نہیں کیے (یعنی دو یا تین مٹکوں کے بجائے محض دو مٹکوں کا ذکر کیا ہے) ان کی روایت محفوظ اور قوت کے لحاظ سے بہتر ہے)'' [سنن بيهقي: بعد حديث : ١٢٤٤]

۴۔ علامہ بوصیری نے بھی اسی موقف کو ترجیح دی ہے۔[مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجه: ٧٥/١]

① موضوع: سنن دارقطني:٣٨۔ سنن بيهقي: ٢٦٢/١۔ الضعفاء الكبير للعقيلي: ٣٦١۔ الكامل في ضعفاء الرجال: ٢٦٥/٢۔ سلسلة الأحاديث الضعيفة : ١٦٢٢۔ قاسم بن عبداللہ بن عمر العمری کذاب اور وضاع راوی ہے۔ حافظ ذہبی بیان کرتے ہیں کہ امام احمد کہتے ہیں: یہ کچھ بھی نہیں، یہ جھوٹ بولتا اور احادیث گھڑا کرتا تھا، یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ یہ کچھ بھی نہیں ہے اور انھوں نے اسے کذاب بھی کہا ہے۔ ابو حاتم اور نسائی نے اسے متروک کہا ہے اور دارقطنی کہتے ہیں: یہ ضعیف راوی ہے اور امام بخاری نے بیان کیا کہ محدثین نے اس سے خاموشی اختیار کی ہے۔[ميزان الاعتدال: ٦٨١٨]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## دوسرا اعتراض: قلوں کی تعیین میں اختلاف:

معترضین کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ یہاں مٹکوں سے مراد کس علاقے کے مٹکے ہیں کیونکہ عرب میں ہجر مقام کے مٹکوں کے ساتھ مدینہ کے مٹکے بھی معروف تھے۔ نیز جس روایت سے ہجر مقام کے مٹکے مراد لیے جاتے ہیں وہ روایت ضعیف ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ مِنْ قِلَالِ هَجَرَ لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ » ①

''جب ہجر مقام کے مٹکوں میں سے دو مٹکے پانی ہو تو اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔''

## اعتراض کا جواب:

مذکورہ حدیث ضعیف ہونے کے باوجود راجح بات یہی ہے کہ ان مٹکوں سے مراد ہجر مقام کے مٹکے ہی ہیں کیونکہ احادیث میں، عربوں میں ان کے کلام اور اشعار میں ہجر مقام کے مٹکوں ہی کا بیان ہے۔ اس لیے معتبر بات ہجر مقام کے مٹکوں والی ہی ہے۔

۱۔ حدیث معراج میں نبی ﷺ واقعہ معراج کی تفصیل میں بیان کرتے ہیں:

« وَ رُفِعَتْ لِي سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى، فَإِذَا نَبِقُهَا كَأَنَّهُ قِلَالُ هَجَرَ وَوَرَقُهَا، كَأَنَّهُ آذَانُ الْفُيُوْلِ » ②

''میرے لیے سدرۃ المنتہیٰ کو بلند کیا گیا تو ناگہاں اس کے بیر ہجر مقام کے مٹکوں جیسے اور اس کے پتے ہاتھیوں کے کانوں جتنے تھے۔''

---

① ضعیف: الکامل فی ضعفاء الرجال: ۸/ ۸۲۔ ارواء الغلیل: ۱/ ۶۰۔ حافظ ابن حجر بیان کرتے ہیں: اس میں مغیرہ بن سقلاب منکر الحدیث راوی ہے۔ (التلخیص الحبیر: ۱/ ۱۳۷) اور محمد بن اسحاق کی تدلیس ہے۔

② صحیح بخاری: ۳۲۰۷، ۳۸۸۷۔ صحیح مسلم: ۱۶۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''جب پانی دو یا تین مٹکے ہو تو اسے کوئی چیز نجس نہیں کرتی۔''

۲۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ أَرْبَعِيْنَ قُلَّةً فَإِنَّهُ لَا يَحْمِلُ الْخَبَثَ » ①

''جب پانی چالیس مٹکے ہو تو گندگی کو برداشت نہیں۔''

اس بحث سے ثابت ہوا کہ اس حدیث کو مضطرب قرار دینا درست نہیں کیونکہ حدیث قلتین سند کے لحاظ سے صحیح حدیث ہے اور تین قلوں اور چالیس قلوں والی روایات شاذ اور منکر ہیں لہٰذا حدیث قلتین کو مضطرب نہیں کہا جا سکتا کیونکہ یہاں اضطراب والی کیفیت نہیں بنتی۔

---

☜ نے حماد بن سلمہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حماد بیان سلمہ والی سند سے بیان کیا ہے کہ جب پانی دو مٹکے ہو تو ناپاک نہیں ہوتا، (حماد بن سلمہ کے ان شاگردوں نے تین مٹکوں والے الفاظ بیان نہیں کیے (جو دلیل ہے کہ تین مٹکوں کے بغیر دو مٹکوں والی روایت محفوظ ہے)۔[سنن دارقطنی تحت حدیث: ٢٤]

۲۔ امام حاکم نے بھی گزشتہ روایت کے شاذ ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ بیان کرتے ہیں: عفان بن مسلم اور دیگر حفاظ حدیث نے یہی روایت حماد بن سلمہ سے بیان کی ہے لیکن انھوں نے اس میں او ثلاثا کے الفاظ بیان نہیں کیے۔[مستدرك حاكم: ١/١٣٤]

۳۔ امام بیہقی بیان کرتے ہیں: "وَرِوَايَةُ الْجَمَاعَةِ الَّذِينَ لَمْ يَشُكُّوا أَوْلَى" (جن محدثین نے شک کے کلمات بیان نہیں کیے (یعنی دو یا تین مٹکوں کے بجائے محض دو مٹکوں کا ذکر کیا ہے) ان کی روایت محفوظ اور قوت کے لحاظ سے بہتر ہے)" [سنن بيهقي: بعد حديث: ١٢٤٤]

۴۔ علامہ بوصیری نے بھی اسی موقف کو ترجیح دی ہے۔[مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجه: ١/٧٥]

① موضوع: سنن دارقطني: ٣٨۔ سنن بيهقي: ١/٢٦٢۔ الضعفاء الكبير للعقيلي: ٣٦١۔ الكامل في ضعفاء الرجال: ٢/٢٦٥۔ سلسلة الأحاديث الضعيفة: ١٦٢٢۔ قاسم بن عبداللہ بن عمر العمری کذاب اور وضاع راوی ہے۔ حافظ ذہبی بیان کرتے ہیں کہ امام احمد کہتے ہیں: یہ کچھ بھی نہیں، یہ جھوٹ بولتا اور احادیث گھڑا کرتا تھا، یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ یہ کچھ بھی نہیں ہے اور انھوں نے اسے کذاب بھی کہا ہے۔ ابو حاتم اور نسائی نے اسے متروک کہا ہے اور دارقطنی کہتے ہیں: یہ ضعیف راوی ہے اور امام بخاری نے بیان کیا کہ محدثین نے اس سے خاموشی اختیار کی ہے۔[ميزان الاعتدال: ٦٨١٨]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## دوسرا اعتراض: قلوں کی تعیین میں اختلاف:

معترضین کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ یہاں مٹکوں سے مراد کس علاقے کے مٹکے ہیں کیونکہ عرب میں ہجر مقام کے مٹکوں کے ساتھ مدینہ کے مٹکے بھی معروف تھے۔ نیز جس روایت سے ہجر مقام کے مٹکے مراد لیے جاتے ہیں وہ روایت ضعیف ہے۔

❖ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ مِنْ قِلَالِ هَجَرَ لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ » ①

''جب ہجر مقام کے مٹکوں میں سے دو مٹکے پانی ہو تو اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔''

## اعتراض کا جواب:

مذکورہ حدیث ضعیف ہونے کے باوجود راجح بات یہی ہے کہ ان مٹکوں سے مراد ہجر مقام کے مٹکے ہی ہیں کیونکہ احادیث میں، عربوں میں ان کے کلام اور اشعار میں ہجر مقام کے مٹکوں ہی کا بیان ہے۔ اس لیے معتبر بات ہجر مقام کے مٹکوں والی ہی ہے۔

۱۔ حدیث معراج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم واقعہ معراج کی تفصیل میں بیان کرتے ہیں:

« وَ رُفِعَتْ لِي سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى، فَإِذَا نَبِقُهَا كَأَنَّهُ قِلَالُ هَجَرَ وَوَرَقُهَا، كَأَنَّهُ آذَانُ الْفُيُوْلِ » ②

''میرے لیے سدرۃ المنتہیٰ کو بلند کیا گیا تو ناگہاں اس کے بیر ہجر مقام کے مٹکوں جیسے اور اس کے پتے ہاتھیوں کے کانوں جتنے تھے۔''

---

① ضعیف: الکامل فی ضعفاء الرجال: ۸/ ۸۲۔ ارواء الغلیل: ۱/ ۶۰۔ حافظ ابن حجر بیان کرتے ہیں: اس میں مغیرہ بن سقلاب منکر الحدیث راوی ہے۔ (التلخیص الحبیر: ۱/ ۱۳۷) اور محمد بن اسحاق کی تدلیس ہے۔

② صحیح بخاری: ۳۲۰۷، ۳۸۸۷۔ صحیح مسلم: ۱۶۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ قاسم بن سلام خزاعی کہتے ہیں:

« وَقَدْ تَكَلَّمَ النَّاسُ فِي الْقِلَالِ، فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: هِيَ الْجِرَارُ، وَقَالَ آخَرُونَ: هِيَ الْحُبَابُ، وَهَذَا الْقَوْلُ الَّذِي أَخْتَارُهُ وَأَذْهَبُ إِلَيْهِ إِنَّهَا الْحُبَابُ وَهِيَ قِلَالُ هَجَرٍ مَعْرُوفَةٌ عِنْدَهُمْ وَعِنْدَ الْعَرَبِ مُسْتَفِيضَةٌ وَقَدْ سَمِعْنَا ذِكْرَهَا فِي أَشْعَارِهِمْ وَقَدْ يَكُونُ بِالشَّامِ أَيْضًا وَالْجَزِيرَةِ وَتِلْكَ النَّاحِيَةِ » ①

''لوگوں نے قلال (مٹکوں کی تعیین) کے بارے میں گفتگو کی ہے، چنانچہ بعض علماء کہتے ہیں کہ قلال سے مردمٹی کے گھڑے ہیں اور بعض دیگر علماء کہتے ہیں کہ مٹکے (مشکیزے) ہیں۔ میں اس موقف کو پسند کرتا ہوں اور اسی کا قائل ہوں کے کہ یہ (قلال) مٹکے ہیں اور ہجر بستی کے مٹکے ہیں، جو علماء کے ہاں معروف اور اہلِ عرب کے عام پائے جاتے ہیں۔ ہم نے ان مٹکوں کا ذکر عرب شعراء کے اشعار میں سنا ہے۔ نیز یہ مٹکے شام، جزیرہ عرب وغیرہ میں پائے جاتے ہیں۔''

۳۔ حافظ عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« وَلَمَّا كَانَتْ قِلَالُ هَجَرَ مَشْهُورَةً مَعْرُوفَةَ الْمِقْدَارِ عِنْدَ الْعَرَبِ كَثِيرَةَ الِاسْتِعْمَالِ فِي أَشْعَارِهِمْ وَلِذَلِكَ شَبَّهَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِقَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى بِقِلَالِ هَجَرَ تَعَيَّنَ أَنْ تَكُونَ هِيَ مُرَادَةً فِي الْحَدِيثِ » ②

''جب ہجر بستی کے مٹکے اہل عرب کے ہاں ان کی مقدار معروف اور مشہور ہے اور ان مٹکوں کا استعمال ان کے اشعار میں بہت زیادہ ہوتا ہے اسی وجہ سے

---

① الطهور للقاسم بن سلام: ۱/۲۳۸۔

② تحفة الأحوذي: ۱/۱۶۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رسول اللہ ﷺ نے سدرۃ المنتہیٰ کے بیروں کو ہجر مقام کے مٹکوں سے تشبیہ دی ہے اس سے اس بات کی تعیین ہوگئی کے حدیث میں ان مٹکوں سے مراد یہی ( ہجر بستی کے ) مٹکے ہی ہیں۔"

## فائدہ:

ہجر بستی سے مراد مدینہ کے قریب ایک معروف بستی ہے جہاں مٹکے بنائے جاتے تھے، یہاں ہجر وہ بستی نہیں ہے جو بحرین کے قریب ہے۔ ①

## خلاصہ بحث:

گزشتہ بحث کا ماحصل ہے کہ حدیث قلتین سند کے لحاظ سے صحیح اور مقدار کے لحاظ سے واضح حدیث ہے اور قلیل وکثیر پانی کے فرق میں بنیادی حیثیت کی حامل ہے اور شافعیہ کے موقف کو درست ثابت کرتی ہے کہ دو مٹکوں کے برابر یا اس سے زائد پانی میں محض نجاست گر جائے تو وہ ناپاک نہیں ہوتا جب تک اس کے اوصاف ثلاثہ: رنگ، بو اور ذائقہ تبدیل نہیں ہوتے اور دو مٹکوں سے کم پانی محض نجاست گرنے سے ناپاک ہو جاتا ہے۔ اس موقف کے ثبوت کے مزید دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« لَا يَبُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِي لَا يَجْرِي، ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيهِ » ②

"تم میں سے کوئی شخص کھڑے پانی میں پیشاب نہ کرے جو بہتا نہ ہو، پھر اس میں غسل کرے۔"

---

① تحفة الأحوذی: ۱/ ۱۶۰۔

② صحیح بخاری: ۲۳۹۔ صحیح مسلم: ۲۸۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## راجح موقف:

گزشتہ دلائل اور محدثین کی تصریحات کی رو سے دوسرا موقف راجح ہے کہ قلیل (دو مٹکوں سے کم) پانی میں نجاست گرنے سے پانی ناپاک ہو جاتا ہے، خواہ اس کے اوصاف میں سے کوئی وصف تبدیل ہو یا نہ ہو اور پانی کی کثیر مقدار (دو مٹکے یا اس سے زائد پانی) محض نجاست کے گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا۔ اس میں نجاست کو سمونے اور اسے غالب نہ آنے دینے کی صلاحیت موجود ہے۔ البتہ کثیر پانی میں اتنی نجاست گرے جو اس کے تینوں اوصاف یا کسی ایک وصف کو تبدیل کر دے تو یہ پانی تب ناپاک ہوتا ہے۔ نیز پہلے موقف کے قائل علماء نے جن مطلق روایات سے استدلال کیا ہے کہ ''پانی پاک ہے اسے کوئی چیز نجس نہیں کرتی'' ایک تو اس مطلق مفہوم کی تمام روایات ضعیف ہیں۔ بالفرض صحیح بھی ہوں تو حدیث قلتین ان کی تخصیص کرتی ہے۔

## کثیر پانی کب ناپاک ہوگا؟

کثیر پانی میں نجاست گر جائے تو یہ نجاست گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا، البتہ نجاست اتنی زیادہ مقدار میں گرے کہ اس کے اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی وصف یا تینوں اوصاف: رنگ، بو اور ذائقہ تبدیل کر دے تب کثیر پانی ناپاک ہو جاتا ہے۔ اس بارے مروی روایات تو ضعیف ہیں۔

۱۔ سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ إِلَّا مَا غَلَبَ عَلَى رِيحِهِ وَطَعْمِهِ وَلَوْنِهِ »[1]

''یقیناً پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتے سوائے اس کے جو اس کی بو، ذائقے اور رنگ پر غالب آ جائے۔''

---

[1] ضعيف : سنن ابن ماجه: ٥٢١۔ سنن دار قطني: ٤٥۔ طبراني كبير: ٧٥٠٣۔ سلسلة الأحاديث الضعيفة: ٢٦٤٤۔ اس میں رشدین بن سعد ضعیف راوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّ الْمَاءَ طَاهِرٌ إِلَّا أَنْ تَغَيَّرَ رِيحُهُ أَوْ طَعْمُهُ أَوْ لَوْنُهُ بِنَجَاسَةٍ تَحْدُثُ فِيهَا » ①

''بلاشبہ پانی پاک ہے الا کہ اس کی بو، ذائقہ یا رنگ اس میں نجاست واقع ہونے کی وجہ سے متغیر ہو جائے۔''

۳۔ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اَلْمَاءُ طَهُوْرٌ إِلَّا مَا غَلَبَ عَلَى رِيْحِهِ أَوْ عَلَى طَعْمِهِ » ②

''پانی پاک ہے الا کہ اس کی بو یا ذائقے پر (نجاست) غالب آ جائے۔''

اس مفہوم کے بارے میں مروی مرفوع روایات تو ضعیف ہیں لیکن حدیث قلتین کے سیاق سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جب کثیر پانی میں کثیر نجاست گر جائے اور اسے پانی کے اوصاف سے محروم کر دے تو وہ پانی پاک نہیں رہتا۔ نیز تمام علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ کثیر پانی میں نجاست کی زیادہ مقدار داخل ہو کر اسے اوصاف ثلاثہ سے محروم کر دے تو وہ پانی ناپاک ہو جاتا ہے۔

❁ حافظ ابن منذر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''علماء کا اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ قلیل و کثیر پانی میں جب نجاست گر جائے اور پانی کا ذائقہ، رنگ یا بو تبدیل کر دے تو وہ پانی جب تک اس حالت میں رہے

---

① ضعیف: سنن بیهقی: ۱/ ۲۵۹: ۱۲۲۸۔ بقیہ بن ولید کی تدلیس ہے اور عطیہ بن بقیہ بن ولید کے بارے میں حافظ ابن حجر بیان کرتے ہیں: یہ روایات میں خطا کرتا اور غریب حدیثیں بیان کرتا ہے اور اس کی وہ حدیث معتبر ہے جو یہ اپنے والد سے غیر مدلس روایات نقل کرے۔ لسان المیزان: ۵۲۳۷۔ یہاں چونکہ یہ اپنے والد سے مدلس روایت بیان کر رہا ہے سو اس کی یہ روایت غیر معتبر ہے۔

② ضعیف: سنن دارقطنی: ٤٥۔ سلسلة الأحاديث الضعيفة: ٦/ ١٥٥۔ رشدین بن سعد ضعیف راوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ناپاک ہے اور اس سے وضو اور غسل کرنا ناجائز ہے۔ نیز علماء کا اس مسئلہ پر بھی اجماع ہے کہ کثیر پانی کی حیثیت انسان کے لیے سمندر وغیرہ کے پانی کی مثل ہے، جب اس (کثیر پانی میں) نجاست گرے اور اس کے رنگ، ذائقے یا بو کو تبدیل نہ کرے تو وہ اسی طرح پاک متصور ہوتا ہے جیسے نجاست گرنے سے پہلے پاک تھا۔ علماء کا قلیل پانی میں اختلاف ہے کہ جب اس میں نجاست گرے اور اس کے ذائقے، رنگ اور بو کو تبدیل نہ کرے (تو ایسا پانی پاک ہوگا یا ناپاک)۔ علماء کی ایک جماعت کا موقف ہے کہ جب پانی دو مٹکے ہو تو وہ گندگی برداشت نہیں کرتا (یعنی دو مٹکوں سے کم پانی میں نجاست گرے تو وہ ناپاک ہو جاتا ہے خواہ اس کا رنگ، بو اور ذائقہ تبدیل نہ ہو)۔ سیدنا عبداللہ بن عمر، سعید بن جبیر، مجاہد، شافعی، احمد، اسحاق، ابوعبید اور ابوثور اس موقف کے قائل ہیں۔"[1]

## بلی کا جھوٹا پانی:

بلی کا جھوٹا پاک ہے یا مکروہ اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔

### پہلا موقف:

جمہور علماء کا موقف ہے کہ بلی کا جھوٹا پاک ہے اور اس کے جھوٹے پانی سے وضو اور غسل وغیرہ کیا جا سکتا ہے۔ امام ترمذی بیان کرتے ہیں: صحابہ و تابعین اور مابعد علماء مثلاً شافعی، احمد اور اسحاق کا موقف ہے کہ بلی کے جھوٹے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ یعنی ان ائمہ کے نزدیک بلی کا جھوٹا بغیر کسی کراہت کے پاک ہے۔ اہل مدینہ سے مالک اور دیگر علماء، اہل مصر سے لیث اور باقی علماء، اہل شام سے اوزاعی وغیرہ، اہل عراق سے ثوری اور ان کے موافقین، شافعی اور ان کے اصحاب، احمد، اسحاق، ابوثور، ابوعبید، علقمہ، ابراہیم نخعی،

---

[1] الأوسط لابن المنذر: ١: ٢٦٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عطاء بن یسار اور حسن بصری اسی موقف کے قائل ہیں۔ ①

## دلائل:

۱۔ عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بلی کے لیے برتن جھکا دیتے اور وہ اس سے پانی پیتی تھی اور وہ (سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ) کہتے:

"إِنَّمَا هُوَ مِنْ مَتَاعِ الْبَيْتِ" ②

"یہ گھر کی اشیاء میں سے ہے۔"

۲۔ ابو قلابہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بلی کے قریب برتن کرتے، وہ اس میں منہ ڈال کر پانی پیتی پھر وہ اس کے جھوٹے پانی سے وضو کرتے اور کہتے:

"إِنَّمَا هُوَ مِنْ مَتَاعِ الْبَيْتِ" ③

"یہ گھر کی اشیاء میں سے ہے۔"

۳۔ حسن بن عمر فزاری بیان کرتے ہیں کہ میمون بن مہران (تابعی) سے بلی کے جھوٹے کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کے استعمال میں کچھ مضائقہ خیال نہ کرتے، بعض اوقات وہ اس کے لیے برتن جھکا دیتے اور کہتے:

"إِنَّمَا هُوَ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ" ④

"یہ تو اہل خانہ میں سے ہے۔"

۴۔ عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بلی کے بارے میں کہا:

"هِيَ مِنْ مَتَاعِ الْبَيْتِ" ⑤

---

❶ تحفة الأحوذی : ۱/ ۲۲۶۔
❷ صحیح: الطهور للقاسم بن سلام : ۲۰۸۔
❸ صحیح: مصنف ابن أبی شیبة : ۳۲٤۔
❹ صحیح: الطهور للقاسم بن سلام : ۲۰۹۔
❺ الطهور للقاسم بن سلام : ۲۱۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''یہ گھر کی اشیاء میں سے ہے۔''

## غیر ثابت روایات کا بیان:

بلی کے جھوٹے کا پاک ہونے کے متعلق مروی مرفوع روایات ضعیف ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ کبشہ بنت کعب بن مالک جو سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے کی زوجیت میں تھیں، بیان کرتی ہیں کہ سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے تو انھوں نے ان کے لیے وضو کا پانی بہایا (کہ وہ وضو کرلیں) چنانچہ بلی آئی اور اس نے اس سے پانی پیا تو انھوں نے اس کے لیے برتن جھکا دیا حتی کہ اس نے اس سے خوب پانی پیا۔ کبشہ کہتی ہیں کہ میں ان کی طرف تعجب سے دیکھنے لگی تو انھوں نے کہا: ''بھتیجی! کیا تو تعجب کر رہی ہے؟'' میں نے عرض کی: ہاں، انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ، إِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ وَالطَّوَّافَاتِ » ①

''بلا شبہ یہ نجس نہیں ہے، یہ تو تم پر آنے جانے والے افراد میں سے ہے۔''

۲۔ داؤد بن صالح بن تمار کی والدہ بیان کرتی ہیں کہ ان کی مالکہ نے انھیں ہریسہ دے کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا۔ (وہ ان کے پاس آئیں تو) انھیں (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو) نماز پڑھتے پایا۔ انھوں نے میری طرف اشارہ کیا کہ اسے رکھ دے۔ اس دوران بلی آئی اور اس نے اس سے کھا لیا۔ پھر جب انھوں نے سلام پھیرا تو برتن کے اس جگہ سے کھایا جہاں سے بلی نے کھایا تھا اور انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

① ضعیف: سنن أبی داؤد: ۷۵۔ جامع ترمذی: ۹۲۔ سنن نسائی: ۶۸۔ سنن ابن ماجہ: ۳۶۷۔ صحیح ابن خزیمة: ۱۰۴۔ صحیح ابن حبان: ۱۲۹۹۔ مستدرک حاکم: ۱/ ۱۶۰۔ سنن دارقطنی: ۲۱۹۔ سنن دارمی: ۷۹۹۔ حمیدہ بنت عبید بن رفاعہ مجہولہ راویہ ہے۔ کسی بھی محدث نے اس کی توثیق نہیں کی۔ [حاشیہ تحریر تقریب التهذیب]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



« إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ إِنَّمَا هِيَ مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ بِفَضْلِهَا » ①

"بے شک یہ (بلی) نجس نہیں ہے۔ یہ تو تمھارے پاس آنے والے افراد میں سے ہے اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ اس کے بچے ہوئے پانی سے وضو کیا کرتے تھے۔"

۳۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

«كُنْتُ أَتَوَضَّأُ أَنَا وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، قَدْ أَصَابَتْ مِنْهُ الْهِرَّةُ قَبْلَ ذَلِكَ » ②

"میں اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے وضو کر لیا کرتے تھے جب کہ اس سے پہلے اس برتن سے بلی نے پیا ہوتا تھا۔"

۴۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اَلْهِرَّةُ لَا تَقْطَعُ الصَّلَاةَ، لِأَنَّهَا مِنْ مَتَاعِ الْبَيْتِ » ③

"بلی نماز نہیں توڑتی کیونکہ یہ گھر کی اشیاء سے ہے (یعنی پاک ہے)۔"

## دوسرا موقف:

## ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ بلی دیگر درندوں کی طرح نجس ہے لیکن اس کی نجاست میں تخفیف

① ضعیف: سنن أبی داؤد: ۷۶۔ مسند اسحاق بن راهویه: ۱۰۳۰۔ شرح مشکل الآثار: ۲۶۵۳۔ داؤد بن صالح بن تمار کی والدہ مجہولہ ہے۔

② ضعیف: سنن ابن ماجه: ۳۶۸۔ سنن دارقطنی: ۲۱۵۔ علامہ بوصیری کہتے ہیں: یہ حدیث ضعیف ہے، کیونکہ اس میں حارثہ بن ابی الرجال ضعیف راوی ہے۔ مصباح الزجاجة فی زوائد ابن ماجه: ۱/۵۵۔

③ ضعیف: سنن ابن ماجه: ۳۶۹۔ صحیح ابن خزیمة: ۸۲۸۔ مسند بزار: ۸۶۴۶۔ مستدرك حاكم: ۱/۲۵۴۔ عبدالرحمٰن بن أبی الزناد ضعیف راوی ہے، بغداد میں آ کر ان کا حافظہ خراب ہو گیا اور ان سے بیان کرنے والے راوی عبید اللہ بن عبد المجید بصری ہیں۔ نیز جمہور علماء نے عبد الرحمٰن بن ابی الزناد کو ضعیف کہا ہے۔ (تحریر تقریب التهذیب)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کی گئی ہے سو اس کا جھوٹا مکروہ ہے۔ ①

## دلائل:

۱۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ②

« إِنَّ السِّنَّوْرَ سَبُعٌ »

"بلاشبہ بلی درندہ ہے۔"

یہ روایت ضعیف ہے، لہٰذا اس سے بلی کے نجس ہونے کا مفہوم لینا درست نہیں۔ پھر اگر یہ روایت صحیح بھی ہو تب یہ مفہوم کشید کرنا درست نہیں کیونکہ درندہ ہونا کسی جاندار کے نجس ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ علامہ شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"صرف درندہ ہونے کی وجہ سے بلی پر ناپاک ہونے کا حکم لگانا درست نہیں کیونکہ درندگی اور نجاست آپس میں لازم وملزوم نہیں۔" ③

۲۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ④

« يُغْسَلُ الْإِنَاءُ مِنَ الْهِرِّ كَمَا يُغْسَلُ مِنَ الْكَلْبِ »

---

① نيل الأوطار: ۱/ ٤٦۔

② ضعيف : مسند أحمد : ۲/ ۳۲۷۔ سنن دارقطني: ۱۷۹۔ مستدرك حاكم: ۱/ ۱۸۳۔ سنن بيهقي: سنن بيهقي: ۱۱۷٦۔ سلسلة الأحاديث الضعيفة۔ حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ عیسی بن میتب کو یحییٰ، نسائی اور دارقطنی نے ضعیف کہا ہے۔ ابو حاتم اور ابو زرعہ نے اسے کمزور کہا ہے، ابن حبان نے اس پر کلام کیا ہے اور ابو داؤد کہتے ہیں: یہ کوفہ کے قاضی ہیں اور ضعیف ہیں۔ [ ميزان الاعتدال: ٦٦١٣ ]

③ نيل الأوطار: ۱/ ٤٦۔

④ ضعيف: سنن دارقطني: ۲۰۸۔ امام دارقطنی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد بیان کرتے ہیں: یہ روایت مرفوعاً غیر ثابت ہے اور محفوظ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور اس قول میں بھی اختلاف ہے (ان سے کچھ اقوال بلی کے جوٹھے برتن کو ایک یا دو مرتبہ دھونے کے ہیں اور کچھ اقوال سات مرتبہ دھونے کے ہیں) نیز اس میں ابن جریج کی تدلیس ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''بلی کا جوٹھا برتن اس طرح دھویا جائے گا جیسے کتے کا جوٹھا برتن دھویا جاتا ہے۔''

۳۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« يُغْسَلُ الإِنَاءُ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الكَلْبُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أُولَاهُنَّ أَوْ أُخْرَاهُنَّ بِالتُّرَابِ، وَ إِذَا وَلَغَتْ فِيهِ الهِرَّةُ غُسِلَ مَرَّةً » ①

''جس برتن میں کتا منہ ڈالے اسے سات مرتبہ دھویا جائے گا، پہلی مرتبہ یا آخری مرتبہ مٹی کے ساتھ اور جب اس میں بلی منہ ڈالے تو اسے ایک مرتبہ دھویا جائے گا۔''

## راجح موقف:

جمہور علماء کا موقف راجح ہے کہ بلی کا جوٹھا پاک ہے اور بلی کے بچے ہوئے پانی سے وضو اور غسل کرنا درست ہے۔ آثار صحابہ سے یہی ثابت ہوتا ہے نیز بلی کے نجس ہونے کوئی کو شرعی نص ثابت نہیں۔ سو بلی کو ناپاک قرار نہیں دیا جا سکتا۔ حافظ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

---

① جامع ترمذی: ۹۱۔ شرح مشکل الآثار: ۲۶۵۰۔ اس میں بلی کے کسی برتن میں منہ ڈالنے سے ایک مرتبہ دھونے کے الفاظ مدرج ہیں۔ یہ مرفوع الفاظ نہیں بلکہ سیدنا ابو ہریرہ کا قول ہے۔ امام ترمذی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: یہ روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور سندوں کے ساتھ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے لیکن ان میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ جب بلی کسی برتن میں منہ ڈالے تو اسے ایک مرتبہ دھویا جائے۔ (جامع ترمذی بعد حدیث: ۹۱) اور امام طحاوی اس روایت کے بعد لکھتے ہیں: اس حدیث پر اعتراض کرنے والا یہ اعتراض کرتا ہے: تم یہ الفاظ ابو ہریرہ عن النبی کیسے قبول کر سکتے ہو جب کہ ہشام بن حسان نے محمد بن سیرین کے طریق سے روایت نقل کی ہے اور اسے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر موقوف بیان کیا ہے اور اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہیں کی۔ (شرح مشکل الآثار للطحاوی بعد ح: ۲۶۵۰)۔ نیز ابو داؤد نے سنن أبی داؤد: ۷۲۔ میں اسے موقوف بیان کیا ہے۔ حافظ عبدالرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ''جب بلی برتن میں ڈالے تو اسے ایک مرتبہ دھویا جائے گا۔'' یہ مرفوع حدیث میں مدرج الفاظ ہیں۔ [ تحفة الأحوذي: ۱/ ۲۱۸ ]۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"پہلے موقف کے قائلین نے احادیث الباب اور آثار صحابہ سے دلیل لی ہے اور ان کا موقف برحق اور قرین صواب ہے۔" ①

## انسان کا جھوٹا پانی:

مسلمان، کافر یہودی اور عیسائی بحیثیت انسان تمام لوگ پاک ہیں اور ان کا بچا ہوا پانی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مسلمان مرد اور عورت خواہ جنبی ہو اس کے پاک ہونے کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے:

« إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ » ②

"بلاشبہ مومن نجس نہیں ہوتا۔"

مشرکین کے پاک ہونے کی دلیل یہ ہے کہ مشرکین انفرادی و اجتماعی طور پر رسول اللہ ﷺ کے پاس مسجد نبوی میں آتے رہے ہیں، مسلمانوں کے ساتھ ان کا میل جول رہا۔ اس ساری صورت حال کے باوجود مشرکین کو کہیں بھی نجس نہیں کہا گیا نیز قرآن حکیم کی یہ آیت:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ ﴾ [ التوبة : ٢٨ ]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یقیناً مشرک ناپاک ہیں۔"

اس کا مفہوم یہ ہے کہ مشرکین عقیدہ کے لحاظ سے پلید اور ناپاک ہیں، نہ کہ جسمانی لحاظ سے۔ سید سابق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"اس آیت سے مراد مشرکین کا اعتقادی نجس ہونا ہے اور ان کا نجاستوں سے عدم احتراز ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ بدنی اور جسمانی لحاظ سے ناپاک ہیں۔ کیونکہ مشرکین مسلمانوں سے ملتے رہے ہیں، ان کے وفود اور سفیران نبی ﷺ

---

① تحفة الأحوذی : ۲۲۶/۱۔

② صحیح بخاری : ۲۸۵۔ صحیح مسلم : ۳۷۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے پاس مسجد نبوی میں حاضر ہوتے رہے ہیں جب کہ آپ نے ان کے بدنوں نے (مسجد کے) جن حصوں کو چھوا ہے انھیں دھونے کا حکم نہیں دیا۔" [فقه السنة : ۱/۱۹] نیز آپ نے یہودی عورت کا پکا ہوا کھانا تناول فرمایا ہے۔ ①

نیز آپ نے مشرکہ عورت کے مشکیزے کا پانی استعمال کیا ہے۔ ②

جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ مشرکین کی رطوبت اور ان کا بدن پاک ہے کیونکہ مشکیزہ بھرتے وقت اس کے ہاتھ اس پانی اور برتن کو لگے ہیں اور حائضہ عورت کا جھوٹا بھی پاک ہے، اس کی دلیل درج ذیل حدیث ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

« كُنْتُ أَشْرَبُ وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ، فَيَشْرَبُ، وَأَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ » ③

"میں حالت حیض میں پانی پیتی پھر وہ برتن نبی ﷺ کو دیتی تو آپ اس جگہ منہ رکھتے جہاں میں نے منہ رکھا ہوتا پھر آپ (اس برتن سے) نوش کرتے اور میں حالت حیض میں گوشت کی ہڈی سے گوشت نوچتی تو پھر وہ گوشت والی ہڈی نبی ﷺ کو دیتی تو جہاں میں نے منہ رکھا ہوتا آپ وہاں منہ رکھتے۔"

## حلال جانوروں کا جھوٹا اور ان کا لعاب:

حلال جانوروں کا جھوٹا اور لعاب پاک ہے، لہٰذا حلال جانور کسی پانی کے برتن میں منہ ڈالے یا اس کا لعاب داخل ہو جائے تو ایسا پانی بالاتفاق پاک ہے۔ اس سے طہارت حاصل کی جا سکتی ہے۔

---

① صحیح بخاری: ۲۶۱۷۔ صحیح مسلم: ۲۱۹۰۔
② صحیح بخاری: ۳۴۴۔ صحیح مسلم: ۶۸۲۔
③ صحیح مسلم: ۳۰۰۔ سنن نسائی: ۲۸۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



❁ سیدنا عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ اس خطاب میں حاضر تھے جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اپنی سواری پر (اونٹنی پر بیٹھ) کر ارشاد کیا، جب کہ وہ سواری خوب جگالی کر رہی تھی اور اس کا لعاب (میرے کندھوں کے درمیان پشت پر) گر رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا:

« إِنَّ اللّٰهَ قَدْ قَسَمَ لِكُلِّ إِنْسَانٍ قِسْمَهُ مِنَ الْمِيرَاثِ، فَلَا تَجُوزُ لِوَارِثٍ وَصِيَّةٌ » ①

''اللہ تعالیٰ نے ہر (وارث) انسان کے لیے وراثت سے اس کا ترکہ تقسیم کر دیا ہے، سو وارث کے لیے وصیت نہیں ہے۔''

## فوائد:

۱۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ حلال جانور کا لعاب پاک ہے۔ سید سابق کہتے ہیں: حلال جانوروں کا جھوٹا پاک ہے کیونکہ ان کا لعاب پاکیزہ گوشت سے پیدا ہوتا ہے اور اس (لعاب) کا حکم اس کے گوشت والا ہے۔ ②

۲۔ ابن منذر بیان کرتے ہیں:

« أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ أَنَّ سُؤْرَ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ طَاهِرٌ يَجُوزُ شُرْبُهُ وَالتَّطَهُّرُ بِهِ » ③

''اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے اور کوئی اختلاف نہیں کہ حلال جانوروں کا جھوٹا پاک ہے، اسے پینا اور اس سے طہارت حاصل کرنا جائز ہے۔''

---

① حسن: سنن نسائی: ۳۶۷۲۔ شہر بن حوشب صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

② فقه السنة: ۱/ ۲۰۔

③ الأوسط لابن المنذر: ۱/ ۲۹۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## خچر اور گدھے کا جھوٹا پانی:

خچر اور گدھا حرام چوپائے ہیں لیکن ان کا بدن، منہ اور لعاب پاک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو سواری کے لیے منتخب کیا ہے۔ ان کا سواری کے لیے منتخب ہونا اور انھیں زینت قرار دینا ان کے پاک اور طاہر ہونے کی دلیل ہے۔

۱۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَّ الْخَيْلَ وَ الْبِغَالَ وَ الْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَ زِيْنَةً ۭ وَ يَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ [ النحل: ۸ ]

''اور گھوڑے اور خچر اور گدھے (اللہ نے پیدا کیے ہیں) تاکہ تم ان پر سوار ہو اور زینت کے لیے اور وہ پیدا کرے گا جو تم نہیں جانتے۔''

۲۔ ابن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''میرے نزدیک راجح مسئلہ خچر اور گدھے کا پاک ہونا ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سواری کرتے تھے اور آپ کے زمانہ میں اور عہد صحابہ میں ان پر سواری ہوتی رہی ہے۔ چنانچہ اگر یہ ناپاک ہوتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی وضاحت ضرور کرتے نیز چونکہ انھیں استعمال کرنے والے کا ان (کے پسینے اور لعاب سے) بچنا مشکل ہے اس لیے ان کا حکم بلی والا ہے۔ نیز آپ کا گدھے کے گوشت کو نجس کہنے سے مراد اس کا حرام ہونا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب، جوئے، استھان اور پانسے کے تیروں کو نجس کہا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ گدھوں کا وہ گوشت نجس تھا جو ہنڈیوں میں پک رہا تھا کیونکہ حرام جانور کو ذبح کرنے سے اس کا گوشت پاک نہیں ہوتا۔''①

---

① المغنی مع الشرح الکبیر: ۱/ ۷۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## درندوں اور شکاری پرندوں کا جھوٹا پانی:

درندوں اور شکاری پرندوں کا جھوٹا پاک ہے کیونکہ کتے اور خنزیر کے علاوہ باقی درندوں اور حرام جانوروں کے نجس ہونے کی کوئی شرعی نص ثابت نہیں ہے۔

۱۔ سید سابق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"خچر، گدھے، درندوں اور شکاری پرندوں کا جھوٹا پاک ہے۔" ①

۲۔ امام خطابی رحمہ اللہ بلی کی طہارت کا مسئلہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"اس حدیث کی فقاہت میں سے ہے کہ بلی کا جھوٹا پاک اور اس سے پینا اور وضو کرنا مکروہ نہیں ہے۔ نیز اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ درندوں، چوپایوں اور پرندوں میں ہر وہ جانور جو فی ذاتہ پاک ہے اگرچہ وہ ماکول اللحم نہ ہو اس کا جھوٹا پاک ہے۔" ②

---

① فقه السنة: ۱/ ۲۰۔

② عون المعبود: ۱/ ۸۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# نجاستوں کا بیان

## نجاست کی تعریف:

❁ سید سابق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''نجاست ہر وہ گندگی ہے جس سے بچنا اور اس کے (کپڑے اور جسم پر) لگ جانے کی صورت میں اسے دھونا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾ [المدثر: ٤] ''اپنے کپڑے پاک رکھ۔''

اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ [البقرة: ٢٢٢]

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور خوب پاکی اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔'' ①

## نجاست کی درست تعبیر:

کسی بھی چیز کے نجس ہونے کے لیے اس کی نجاست پر کتاب وسنت سے کوئی دلیل مطلوب ہے۔ اگر کسی چیز کے نجس ہونے پر کوئی شرعی دلیل میسر ہو تو وہ نجس ہے اور اگر کوئی شرعی دلیل موجود نہ ہو تو محض اس کے مشہور ہونے یا کسی مسلک میں مروّج ہونے کی وجہ

① فقه السنة: ١/ ٢١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سے اسے نجاست قرار نہیں دیا جا سکتا۔ نجاست کے معتبر ہونے کے لیے امام شوکانی کی یہ بحث نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ بیان کرتے ہیں:

''براءت اصلیہ اور ہر چیز اصل میں طاہر ہے، اس قاعدہ کی رو سے یہ لازم قرار پاتا ہے کہ جو شخص کسی چیز کے نجس ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس سے دلیل کا مطالبہ کیا جائے۔ اگر تو اس کے نجس ہونے کی دلیل مل جائے جیسے انسان کے پیشاب، پاخانے اور لید کے نجس ہونے کی دلیل موجود ہے تو یہ چیز نجس ہو گی۔ لیکن اگر وہ دلیل پیش کرنے سے عاجز ہو یا وہ کوئی ٹھوس دلیل نہ لا سکے تو ہم پر واجب ہے کہ اس صورت میں اصل طہارت اور براءت اصلیہ والے قاعدہ پر توقف کریں (ان قواعد کی روشنی میں اسے پاک اور طاہر تسلیم کریں)۔''①

## نجاستوں کی تفصیل:

ذیل میں نجاستوں کی تفصیل کا بیان ہے، شرعی دلائل سے جن کا نجس ہونا ثابت ہے۔

## انسان کا پیشاب اور پاخانہ:

انسان کا پیشاب اور پاخانہ ناپاک ہے اور انھیں صاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پاخانے کے نجس ہونے کے دلائل درج ذیل ہیں۔

۱۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو نماز پڑھا رہے تھے کہ دوران نماز آپ نے اپنے جوتے اتارے اور اپنے بائیں طرف رکھ دیے۔ جب لوگوں نے یہ دیکھا تو انھوں نے بھی اپنے جوتے اتار دیے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز مکمل کی تو پوچھا: ''تمھیں جوتے اتارنے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟'' انھوں نے عرض کیا: ''ہم نے آپ کو جوتے اتارتے دیکھا تو ہم نے بھی

---

① السیل الجرار: ۳۱/۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جوتے اتار دیے۔'' اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور بتایا کہ ان جوتوں میں گندگی یا پاخانہ لگا ہے (سو میں نے جوتے اتار دیے)۔'' مزید فرمایا:

« إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلْيَنْظُرْ فَإِنْ رَأَى فِي نَعْلَيْهِ قَذَرًا أَوْ أَذًى فَلْيَمْسَحْهُ وَلْيُصَلِّ فِيهِمَا » ①

''جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں آئے تو (وہ اپنے جوتے) دیکھے، چنانچہ اگر ان میں گندگی اور نجاست دیکھے تو انھیں زمین پر رگڑے اور ان میں نماز پڑھے۔''

پیشاب کے پلید ہونے کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی کھڑا ہوا اور مسجد میں پیشاب کر دیا، اس پر لوگوں نے اسے پکڑ لیا تو نبی ﷺ نے انھیں فرمایا:

« دَعُوهُ وَهَرِيقُوا عَلَى بَوْلِهِ سَجْلًا مِنْ مَاءٍ، أَوْ ذَنُوبًا مِنْ مَاءٍ، فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ، وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ » ②

''اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر ایک ڈول پانی بہاؤ۔ تم تو آسانی دینے والے بنا کر بھیجے گئے ہو، تم تنگی دینے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے۔''

۲۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی شخص نے مسجد کے ایک کونے میں پیشاب کر دیا تو لوگوں نے اسے ڈانٹا۔ چنانچہ نبی ﷺ نے انھیں اس سے روک دیا، پھر جب وہ پیشاب سے فارغ ہوا تو نبی ﷺ نے پانی کے ایک ڈول کا حکم دیا اور وہ اس پر بہا دیا گیا۔'' ③

---

① صحيح: سنن أبي داوٗد: ٦٥٠۔ مستدرك حاكم: ١/ ٢٦٠۔ سنن بيهقي: ٢/ ٤٣١۔ ارواء الغليل: ٢٨٤۔

② صحيح بخاري: ٢٢٠۔

③ صحيح بخاري: ٢٢١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## فوائد:

یہ احادیث دلیل ہیں کہ انسان کا پیشاب نجس ہے اور دیگر نجاستوں کی طرح اسے بھی پانی سے دھونا مشروع ہے۔

❁ امیر یمانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''یہ حدیث دلیل ہے کہ انسان کا پیشاب نجس ہے اور اس کے نجس ہونے پر اجماع ہے۔ نیز زمین جب ناپاک ہو جائے تو باقی نجس زدہ چیزوں کی طرح زمین کو بھی پانی سے پاک کیا جائے گا۔''①

## شیر خوار بچے کے پیشاب کا حکم:

ایسا شیر خوار بچہ جس کی غذا کا اکثر انحصار دودھ پر ہے، مدت رضاعت میں اس کا پیشاب بھی نجس ہی ہے البتہ اس نجاست کی تطہیر میں تخفیف ہے کہ اسے دھونا لازم نہیں بلکہ پانی کے چھینٹے مارنے ہی سے اس کی تطہیر ہو جاتی ہے۔ شیر خوار بچی اور باقی مرد و زن کے پیشاب کو دھونا واجب ہے۔

۱۔ سیدہ لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں پیشاب کر دیا تو میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ! اپنا کپڑا مجھے دیجیے اور آپ کوئی اور کپڑا پہن لیجیے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّمَا يُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الذَّكَرِ وَيُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْأُنْثَى »②

''لڑکے کے پیشاب سے تو چھینٹے مارے جاتے ہیں اور لڑکی کے پیشاب سے (کپڑا) دھویا جاتا ہے۔''

۲۔ سیدہ ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

---

① سبل السلام: ۲۶/۱۔ نیل الأوطار: ۵۳/۱۔

② حسن: سنن أبی داؤد: ۳۷۵۔ سنن ابن ماجه: ۵۲۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## فوائد:

یہ احادیث دلیل ہیں کہ انسان کا پیشاب نجس ہے اور دیگر نجاستوں کی طرح اسے بھی پانی سے دھونا مشروع ہے۔

❁ امیر یمانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''یہ حدیث دلیل ہے کہ انسان کا پیشاب نجس ہے اور اس کے نجس ہونے پر اجماع ہے۔ نیز زمین جب ناپاک ہو جائے تو باقی نجس زدہ چیزوں کی طرح زمین کو بھی پانی سے پاک کیا جائے گا۔''①

## شیر خوار بچے کے پیشاب کا حکم:

ایسا شیر خوار بچہ جس کی غذا کا اکثر انحصار دودھ پر ہے، مدت رضاعت میں اس کا پیشاب بھی نجس ہی ہے البتہ اس نجاست کی تطہیر میں تخفیف ہے کہ اسے دھونا لازم نہیں بلکہ پانی کے چھینٹے مارنے ہی سے اس کی تطہیر ہو جاتی ہے۔ شیر خوار بچی اور باقی مرد و زن کے پیشاب کو دھونا واجب ہے۔

۱۔ سیدہ لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ کی گود میں پیشاب کر دیا تو میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ! اپنا کپڑا مجھے دیجیے اور آپ کوئی اور کپڑا پہن لیجیے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا:

« إِنَّمَا يُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الذَّكَرِ وَيُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْأُنْثَى »②

''لڑکے کے پیشاب سے تو چھینٹے مارے جاتے ہیں اور لڑکی کے پیشاب سے (کپڑا) دھویا جاتا ہے۔''

۲۔ سیدہ ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

---

① سبل السلام: ۱/ ۲۶۔ نیل الأوطار: ۱/ ۵۳۔

② حسن: سنن أبی داوٗد: ۳۷۵۔ سنن ابن ماجه: ۵۲۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



« أَنَّهَا أَتَتْ بِابْنٍ لَهَا صَغِيْرٍ، لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَجْلَسَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجْرِهِ، فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ، فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ » ①

''وہ اپنے چھوٹے بیٹے کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائی جو کھانا نہیں کھاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنی گود میں بٹھایا تو اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا، آپ نے پانی منگوایا، کپڑے پر چھینٹے مارے اور اسے دھویا نہیں۔''

یہ (شیر خوار بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارنے کا) حکم اس وقت تک ہے جب بچے کی خوراک دودھ ہو، جب خوراک دودھ نہ رہے یا رضاعت کی مدت ختم ہو جائے تو اس کے پیشاب کو دھونا واجب ہو جائے گا۔ اس کی توضیح قتادہ بن دعامہ معروف تابعی یوں بیان کرتے ہیں:

« هٰذَا مَا لَمْ يَطْعَمَا الطَّعَامَ، فَإِذَا طَعِمَا غُسِلَا جَمِيْعًا » ②

''یہ (شیر خوار بچے کے پیشاب سے چھینٹے مارنا اور بچی کے پیشاب سے دھونا) اس وقت تک ہے جب یہ دونوں خوراک نہ کھاتے ہوں اور جب یہ دونوں خوراک کھانے لگیں تو دونوں کے پیشاب سے دھویا جائے گا۔''

نیز شیر خوار بچے کا پیشاب نجس ہے یا نہیں اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے اور اکثر علماء کا موقف ہے کہ بچے کا پیشاب نجس ہے لیکن شارع نے اس کی تطہیر میں تخفیف کی ہے۔ ③

## کپڑے پر معمولی گندگی لگی ہو تو؟

کپڑے یا جسم پر معمولی گندگی بھی گوارا نہیں اور ہر قسم کی گندگی کو دھونے اور صاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

---

① صحیح بخاری: ۲۲۳۔ صحیح مسلم: ۲۸۷۔
② سنن أبی داوٗد: بعد از حدیث: ۳۷۸۔ ③ سبل السلام: ۱/ ۵٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۱۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝٤ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ﴾ [ المدثر: ٤، ٥ ]

''اور اپنے کپڑے پاک رکھ اور پلیدگی سے دور رہ۔''

۲۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: ''ہم میں سے کسی عورت کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو وہ کیا کرے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« تَحُتُّهُ، ثُمَّ تَقْرُصُهُ بِالْمَاءِ، ثُمَّ تَنْضَحُهُ، ثُمَّ تُصَلِّي فِيهِ » ①

''وہ اسے ناخنوں سے کھرچے، پھر اسے پانی کے ساتھ ملے، پھر اس پر پانی بہائے پھر اس میں نماز پڑھے۔''

یہ دلائل بین ثبوت ہیں کہ نجاستوں کی خوب تطہیر کرنی چاہیے اور ان کا معمولی اثر بھی جسم یا کپڑے پر نہیں ہونا چاہیے اور شریعت میں معمولی سے نجاست سے نرمی یا تخفیف برداشت نہیں ہے۔ ان شرعی دلائل کی حقانیت اور نجاست میں بے پروائی پر سنگین نتائج کی دھمکی کے باوجود فقہ حنفی میں نجاستوں کی کچھ مقدار میں تخفیف بیان کی گئی ہے، جو شریعت سے انحراف اور شریعت سازی میں سینہ زوری کا شاخسانہ ہے۔ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

« وَقَدْرُ الدِّرْهَمِ وَمَا دُونَهُ مِنَ النَّجِسِ الْمُغَلَّظِ كَالدَّمِ وَالْبَوْلِ وَالْخَمْرِ وَخُرْءِ الدَّجَاجِ وَبَوْلِ الْحِمَارِ جَازَتْ الصَّلَاةُ مَعَهُ وَإِنْ زَادَ لَمْ تَجُزْ) وَقَالَ زُفَرُ وَالشَّافِعِيُّ: قَلِيلُ النَّجَاسَةِ وَكَثِيرُهَا سَوَاءٌ لِأَنَّ النَّصَّ الْمُوجِبَ لِلتَّطْهِيرِ لَمْ يُفَصِّلْ وَلَنَا أَنَّ الْقَلِيلَ لَا يُمْكِنُ التَّحَرُّزُ عَنْهُ فَيُجْعَلُ عَفْوًا، وَقَدَّرْنَاهُ بِقَدْرِ الدِّرْهَمِ أَخْذًا عَنْ مَوْضِعِ الِاسْتِنْجَاءِ ثُمَّ يُرْوَى اعْتِبَارُ الدِّرْهَمِ مِنْ حَيْثُ الْمِسَاحَةِ وَهُوَ قَدْرُ

---

① صحیح بخاری: ۲۲۷۔ صحیح مسلم: ۲۹۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عَرْضِ الْكَفِّ فِي الصَّحِيْحِ، وَيُرْوَى مِنْ حَيْثُ الْوَزْنِ وَهُوَ الدِّرْهَمُ الْكَبِيْرُ الْمِثْقَالُ وَهُوَ مَا يَبْلُغُ وَزْنُهُ مِثْقَالًا » ①

''نجاست مغلظہ جیسے خون، پیشاب، شراب، مرغی کی بیٹ اور گدھے کا پیشاب وغیرہ میں سے درہم یا اس سے کم مقدار (نجاست کپڑے یا جسم پر لگی ہو تو) اس کے ساتھ نماز جائز ہے اور اگر اس (درہم) سے زیادہ مقدار ہو تو نماز جائز نہیں۔ زفر اور شافعی کہتے ہیں کہ قلیل و کثیر نجاست کا حکم یکساں ہے کیونکہ نجاستوں کی تطہیر کو واجب قرار دینے والی نص میں (قلیل و کثیر کی) تفصیل نہیں ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ معمولی نجاست سے بچنا ممکن نہیں اس لیے اس سے درگزر کیا گیا ہے۔ ہم نے قلیل نجاست کی مقدار درہم کے برابر استنجاء والی جگہ (دبر) پر قیاس کرتے ہوئے مقرر کی ہے۔ پھر پیمائش کے لیے صحیح موقف کے نزدیک ہتھیلی کی چوڑائی کا اعتبار کیا گیا ہے اور وزن کے بارے میں درہم کبیر جس کا وزن ایک مثقال ہے اس کا اعتبار کیا گیا ہے۔''

ایک طرف فقہ حنفی کی نجاستوں میں یہ رخصت ہے تو دوسری طرف رسول اللہ ﷺ نے پیشاب کے قطرات سے نہ بچنے والے کا ہولناک انجام بیان کیا ہے جب کہ پیشاب کرتے وقت جسم یا لباس پر پڑنے والے چھینٹے پیمائش اور وزن کے لحاظ سے درہم سے کہیں کم ہوتے ہیں۔

❁ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ دو قبروں کے قریب سے گزرے تو فرمایا:

« إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيْرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيْمَةِ » ②

---

① الهداية في شرح المبتدى: ۱/ ۳۷۔ العناية شرح الهداية: ۱/ ۲۰۲۔

② صحيح بخاري: ۲۱۸۔ صحيح مسلم: ۲۹۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



”بلاشبہ یہ دونوں (قبر والے) عذاب دیے جا رہے ہیں اور یہ کسی بڑے کام کی وجہ سے عذاب نہیں دیے جا رہے (یعنی لوگ اسے معمولی گناہ سمجھتے ہیں حالانکہ یہ دونوں کبیرہ گناہ ہیں)۔ ان میں سے ایک تو پیشاب سے نہ بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھایا کرتا تھا۔“

## مذی اور ودی:

مذی ایک نجس مادہ ہے یہ جسم کے جس حصے مثلاً شرم گاہ اور خصیتین وغیرہ کو لگا ہو تو انھیں دھونا فرض ہے اور اگر کپڑوں کو لگا ہو انھیں دھونے یا ان پر پانی چھڑکنے کا حکم ہے۔ اس طریقے سے پاکی حاصل ہو جاتی ہے۔ یعنی مذی سے متاثرہ جسم اور لباس کو پاک کرنا ضروری ہے اور پاکی کی دو صورتیں ہیں: جسم کے جس حصے پر مذی لگی ہے اسے دھونا اور کپڑے پر مذی لگی ہے تو اسے دھونا یا اس پر پانی چھڑکنا۔ دلائل حسب ذیل ہیں:

۱۔ سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے مذی کے بارے میں سوال کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ » ①

”وضو کر اور شرم گاہ کو دھو۔“

۲۔ سیدنا عبداللہ بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کے بارے میں پوچھا جو غسل واجب کرتی اور پانی کے بعد پانی (یعنی مذی کے بارے میں سوال کیا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« ذَاكَ الْمَذْيُ، وَكُلُّ فَحْلٍ يَمْذِيْ، فَتَغْسِلُ مِنْ ذَلِكَ فَرْجَكَ وَأُنْثَيَيْكَ، وَتَوَضَّأْ وُضُوْئَكَ لِلصَّلَاةِ » ②

”یہ مذی ہے اور ہر مذکر مذی سے دوچار ہوتا ہے۔ سو تو اس سے اپنی شرم گاہ اور

---

① صحیح بخاری: ۲۶۹۔ صحیح مسلم: ۳۰۳۔

② صحیح: سنن أبی داوٗد: ۲۱۱۔ المنتقی لابن الجارود: ۷۔ ۴۱۳۱۔ صحیح أبی داوٗد: ۲۰۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



خصیتین دھو لے اور نماز والا وضو کرے۔"

۳۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تو انھوں نے مذی جو انسان سے خارج ہوتی ہے کے بارے میں پوچھا کہ وہ اس کا کیا کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« تَوَضَّأْ وَانْضَحْ فَرْجَكَ » ①

"وضو کر اور شرم گاہ کو دھو۔"

فوائد:

۱۔ امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"وَانْضَحْ فَرْجَكَ" کا معنی ہے شرم گاہ دھوئیے، کیونکہ نضح کا معنی دھونا بھی ہوتا ہے اور پانی چھڑکنا بھی اور دوسری روایت میں عضو خاص کو دھونے کا حکم ہے سو نضح کو اس دھونے پر محمول کیا جائے گا۔

۲۔ مذی کے خارج ہونے سے غسل واجب نہیں ہوتا، اس سے وضو واجب ہوتا ہے، نیز یہ نجس ہے اسی لیے تو عضو خاص کو دھونا واجب قرار دیا ہے۔ ②

## مذی لگے ہوئے لباس کا حکم:

اگر لباس پر مذی لگی ہے تو اسے دھو کر یا پانی چھڑک کر صاف کرنا ضروری ہے۔

❁ سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے مذی کی وجہ سے سخت مشقت جھیلنا پڑتی تھی اس لیے کہ میں اس سے کثرت سے غسل کرتا تھا۔ چنانچہ میں نے اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّمَا يُجْزِيْكَ مِنْ ذَلِكَ الْوُضُوْءُ ، قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَكَيْفَ

---

① صحيح مسلم: ۳۰۳۔ سنن نسائي: ۴۳۹۔ صحيح ابن خزيمة: ۲۲۔

② شرح النووي: ۲۱۳/۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سو (مذی لگے ہوئے کپڑے) پر پانی چھڑکنے پر کفایت کرنا صحیح اور (طہارت کے لیے) کافی ہے۔ (اس بحث کو نقل کرنے کے بعد شمس الحق عظیم آبادی کہتے ہیں:) شوکانی کی رائے برحق ہے اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مذی نجس ہے، اس سے شرم گاہ کو دھویا جائے گا اور جس کپڑے کو لگی ہے اس پر پانی چھڑکا جائے گا اور (کپڑے پر پانی چھڑکنا) دھونے کی طرح کفایت کرتا ہے۔'' ①

## حیض ونفاس کا خون:

حیض ونفاس کا خون ناپاک ہے، ان کے نجس ہونے کی دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی: ''ہم میں سے کسی عورت کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو وہ کیا کرے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« تَحُتُّهُ، ثُمَّ تَقْرُصُهُ بِالْمَاءِ، ثُمَّ تَنْضَحُهُ، ثُمَّ تُصَلِّي فِيهِ » ②

''وہ اسے ناخنوں سے کھرچے، پھر اسے پانی کے ساتھ ملے، پھر اس پر پانی بہائے پھر اس میں نماز پڑھے۔''

۲۔ سیدہ ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کپڑے پر لگے ہوئے حیض کے خون کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

« حُكِّيهِ بِضِلْعٍ، وَاغْسِلِيهِ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ » ③

''اسے ٹیڑھی لکڑی سے کھرچو اور پانی اور بیری کے پتوں سے دھوؤ۔''

---

① عون المعبود: ۱/۲۱۷۔

② صحیح بخاری: ۲۲۷۔ صحیح مسلم: ۲۹۱۔

③ صحیح: سنن أبی داؤد: ۳۶۳۔ سنن نسائی: ۲۹۳۔ سنن ابن ماجه: ۶۲۸۔ سلسلة الأحاديث الصحيحة: ۳۰۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## فوائد:

۱۔ امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''یہ حدیث دلیل ہے کہ نجاست کو پانی کے ساتھ دھونا واجب ہے اور سرکہ یا دیگر مائع چیزوں کے ساتھ نجاست کو دھونا کفایت نہیں کرتا کیونکہ ان کے ساتھ نجاست دھونے کا حکم متروک ہے۔ حیض کا خون بالاجماع نجس ہے نیز نجاست کے ازالہ کے لیے دھونے کی تعداد کی کوئی شرط نہیں بلکہ صفائی مقصود ہے۔'' ①

۲۔ امیر یمانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''یہ حدیث دلیل ہے کہ حیض کا خون پلید ہے، اسے دھونا واجب ہے اور اس کے ازالہ کے لیے اسے ناخنوں سے کھرچنا، انگلیوں سے ملنا اور پھر پانی سے دھونے میں مبالغہ کرنا چاہیے تاکہ اس کے اثرات زائل ہو جائیں۔'' ②

## گدھے اور خچر کی لید:

گدھے اور خچر کی لید نجس ہے، لہٰذا اس سے گریز کرنا چاہیے۔

❖ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے گئے اور مجھے تین پتھر لانے کا حکم دیا۔ مجھے دو پتھر ملے اور تیسرا تلاش کیا لیکن نہ ملا تو میں نے لید پکڑ لی اور آپ کے پاس لایا تو آپ نے دو پتھر لے لیے اور لید پھینک دی اور فرمایا:

« هَذَا رِكْسٌ » ③

''یہ گندگی ہے۔''

---

① شرح النووی: ۳/۲۰۰۔

② سبل السلام: ۱/۵۶۔

③ صحیح بخاری: ۱۵۔ جامع ترمذی: ۱۷۔ سنن ابن ماجہ: ۳۱۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فوائد:

تیمی بیان کرتے ہیں کہ ''روث'' گھوڑے، گدھے اور خچر کی لید کے ساتھ خاص ہے (یعنی ان جانوروں کی لید ہی کو روث کہا جاتا ہے)۔ ①

۲۔ امام شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''لید سے استنجاء کی ممانعت کا سبب اس کا نجس ہونا ہے اور نجاست سے نجاست زائل نہیں ہوتی۔'' ②

نیز جس روایت میں گدھے کی لید کی تخصیص ہے، وہ کمزور روایت ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قضائے حاجت کا ارادہ کیا تو فرمایا:

« اِئْتِنِی بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ فَوَجَدْتُ لَهُ حَجَرَيْنِ وَرَوْثَةَ حِمَارٍ، فَأَمْسَكَ الْحَجَرَيْنِ وَطَرَحَ الرَّوْثَةَ، وَقَالَ: هِيَ رِجْسٌ » ③

''میرے پاس تین پتھر لاؤ۔ چنانچہ مجھے دو پتھر اور گدھے کی لید ملی تو آپ نے پتھر رکھ لیے اور لید پھینک دی اور فرمایا: یہ نجس ہے۔''

گھوڑا چونکہ ماکول اللحم جانور ہے اس لیے اس کی لید خچر اور گدھے کی لید سے خارج ہے۔ کیونکہ گھوڑے کا گوشت پاک ہے اور گدھے کا گوشت ناپاک ہے، اس لیے قیاساً گدھے اور خچر کی لید ہی نجس قرار پاتی ہے۔ حلال جانوروں کا گوبر اور پیشاب پاک ہے اس کی تفصیل آئندہ صفحات پر ملاحظہ کریں۔

---

① نیل الأوطار: ۱/ ۱۱۱۔

② نیل الأوطار: ۱/ ۱۰۹۔

③ ضعیف: صحیح ابن خزیمة: ۷۰۔ طبرانی کبیر ۹۹۶۰۔ معجم ابن عساکر: ۴۹۳۔ زیاد بن حسن بن فرات ضعیف راوی ہے۔ ابو حاتم رازی نے اس منکر الحدیث کہا ہے۔ تحریر تقریب التهذیب۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## کتا اور اس کا لعاب:

کتے کا لعاب پلید ہے۔

۱۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيُرِقْهُ ثُمَّ لِيَغْسِلْهُ سَبْعَ مِرَارٍ »[1]

''جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈالے تو اسے انڈیل دے پھر اسے سات مرتبہ دھوئے۔''

۲۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« طَهُورُ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ، أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أُولَاهُنَّ بِالتُّرَابِ »[2]

''تم میں سے کسی کے برتن کی صفائی جب اس میں کتا منہ ڈالے تو اسے سات مرتبہ دھونا ہے، پہلی مرتبہ مٹی کے ساتھ۔''

### فوائد:

کتے کا طاہر اور نجس ہونے کے بارے میں علماء کے تین اقوال ہیں۔۱۔ کتا نجس العین ہے حتی کہ اس کے بال بھی نجس ہیں۔ یہ شافعی کا قول ہے اور احمد سے ایک روایت منقول ہے۔۲۔ مالک کا مشہور موقف ہے کہ کتا پاک ہے حتیٰ کہ اس کا لعاب بھی پاک ہے۔۳۔ اس کا لعاب نجس اور اس کے بال پاک ہیں۔ یہ ابو حنیفہ کا مذہب ہے اور احمد سے بھی ایک قول منقول ہے۔۴۔ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ کتے کے بال پاک ہیں اور اس کا لعاب اور باقی جسم نجس ہے۔[3]

---

[1] صحیح بخاری: ۱۷۲۔ صحیح مسلم: ۲۷۹۔

[2] صحیح مسلم: ۲۷۹۔

[3] الفتاویٰ الکبریٰ لابن تیمیة: ۱/ ۲٦٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## امام شوکانی رحمہ اللہ کا موقف:

امام شوکانی رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ دلائل کی رو سے کتے کا لعاب ہی نجس ہے باقی اعضاء کے نجس ہونی کی کوئی نص موجود نہیں اس لیے انھیں طہارت پر محمول کیا جائے گا۔ بیان کرتے ہیں:

یہ حدیث کہ ''جس برتن میں کتا منہ ڈالے اسے سات مرتبہ دھویا جائے'' یہاں برتن کو دھونے کا حکم محض کتے کے منہ ڈالنے کے ساتھ مخصوص ہے (یعنی اس کا منہ ہی ناپاک ہے باقی اعضاء ناپاک نہیں) اور اس میں ایسے الفاظ نہیں ہیں جو کتے کی ذات: گوشت، ہڈی، خون، بال اور پسینے کے پلید ہونے پر دلالت کرتے ہوں اور اس کے باقی اعضاء کو قیاساً اس کے لعاب کے ساتھ ملانا بعید از قیاس ہے۔ بالخصوص اس حدیث کے پیش نظر تو یہ قیاس نہیں بنتا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

« كَانَتِ الكِلَابُ تَبُوْلُ، وَتُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِي المَسْجِدِ، فِي زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرُشُّوْنَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ » ①

''عہد رسالت میں کتے پیشاب کرتے اور مسجد میں آتے جاتے تھے لیکن وہ اس پر کچھ بھی چھڑکاؤ نہیں کرتے تھے۔''

یہ روایت محض کتے کے منہ اور لعاب کی نجاست کے موقف کو قوت دیتی ہے اور یہ (کتے کے منہ اور لعاب کا نجس ہونا) شارع کی حکمت پر موقوف ہے اس حکمت کو سمجھنے سے عقل قاصر ہے۔ سو ہم پر واجب ہے کہ ہم نص شرعی پر عمل کریں خواہ اس کی عقلی توجیہ سمجھ نہ ہی آئے۔ ②

---

① صحیح بخاری: ۱۷٤۔ سنن أبی داوٗد: ۳۸۲۔

② السیل الجرار: ۱/ ۳۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## راجح موقف:

دلائل کی رو سے امام شوکانی کا موقف راجح معلوم ہوتا ہے۔

## مردار:

جو حلال جانور طبعی موت مرے یا ذبح کیے بغیر کسی حادثے یا چوٹے لگنے سے مر جائے تو ایسا جانور حرام بھی ہے اور نجس بھی ہے، اسی طرح تمام حرام جانور مرنے کے بعد نجس قرار پاتے ہیں۔ مردار کے نجس ہونے کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ عبداللہ بن عکیم جہنی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کا یہ خط سنایا گیا جب کہ ہم جہینہ علاقے میں تھے (جس میں یہ عبارت تحریر تھی):

« أَنْ لَا تَنْتَفِعُوْا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ، وَلَا عَصَبٍ » ①

''مردار کے کچے چمڑے اور پٹھے سے فائدہ نہ اٹھاؤ۔''

امام شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث سے علماء نے مردار کے چمڑے کے نجس ہونے کی دلیل لی ہے۔ (کیونکہ مردار کے بغیر دباغت کے چمڑے اور اس کے پٹھوں سے فائدہ نہ لینے کی علت اس کا نجس ہونا ہے)۔ ②

۲۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ » ③

''جب (مردار کے) چمڑا کو دباغت دی جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔''

امام شوکانی کہتے ہیں کہ یہ حدیث اس موقف کو قوت دیتی ہے کہ مردار نجس ہے۔ ④

---

① صحیح: صحیح ابن حبان: ۱۲۷۸۔ سنن بیهقی: ۱/۱۸۔ مسند احمد: ۴/۳۱۱۔

② السیل الجرار: ۱/۴۰۔

③ صحیح مسلم: ۳۶۶۔ سنن أبی داوٗد: ۴۱۲۳۔ جامع ترمذی: ۱۷۲۸۔ سنن ابن ماجه: ۳۶۰۹۔

④ السیل الجرار: ۱/۴۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## نجاست سے مستثنیٰ مردار:

درج ذیل مردار نجاست سے مستثنیٰ اور پاک ہیں:

## مچھلی، ٹڈی اور سمندری جانور:

مچھلی، ٹڈی اور تمام آبی جانور جن کی زندگی کا انحصار پانی پر ہے، حلال ہیں اور حلال ہونے کی وجہ سے پاک قرار پاتے ہیں۔

۱۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

« أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ: الْجَرَادُ وَالْحِيتَانِ وَالْكَبِدُ وَالطِّحَالُ » ①

''ہمارے لیے دو مردار اور دو خون حلال قرار دیے گئے ہیں۔ (دو مردار) ٹڈی اور مچھلی اور (دو خون) جگر اور تلی ہے۔''

۲۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمندر کے پانی کے بارے میں فرمایا:

« هُوَ الطَّهُوْرُ مَاؤُهُ، الْحِلُّ مَيْتَتُهُ » ②

''اس کا پانی پاک ہے، پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔''

## ایسے حشرات جن میں خون نہیں ہوتا:

ایسے حشرات جن میں بہنے والا خون نہ ہو، مثلاً: مکھی، شہد کی مکھی، چیونٹی اور بھڑ وغیرہ۔ یہ حشرات اگر پانی میں گر کر مر جائیں تو پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ ③

---

❶ صحيح: سنن بيهقي: ۱/ ۲۵٤۔ سلسلة الأحاديث الصحيحة: ۳/ ۱۱۲۔ امام بیہقی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: اس کی سند صحیح ہے اور یہ مرفوع حدیث کے حکم میں ہے۔

❷ صحيح: سنن أبي داوٗد: ۸۳۔ جامع ترمذي: ٦۹۔ سنن نسائي: ۵۹۔ سنن ابن ماجه: ۳۸٦۔ صحيح ابن خزيمة: ۱۱۱۔ سلسلة الأحاديث الصحيحة: ٤۸۰۔

❸ فقه السنة: ۱/ ۲۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ان کے پاک ہونے کی دلیل درج ذیل حدیث ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي شَرَابِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ ثُمَّ لِيَنْزِعْهُ، فَإِنَّ فِي إِحْدَى جَنَاحَيْهِ دَاءً وَالأُخْرَى شِفَاءً » ①

''جب کسی کے مشروب میں مکھی گر جائے تو اسے ڈبو دے پھر اسے باہر پھینک دے کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہے۔''

فائدہ:

❁ امیر یمانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''یہ حدیث واضح دلیل ہے کہ مکھی کے نقصان سے بچنے کے لیے اسے قتل کرنا جائز ہے، اسے مارنے کے بعد پھینک دینا چاہیے اور اسے کھایا نہیں جائے گا۔ نیز مکھی کسی مائع چیز میں گر جائے تو اسے ناپاک نہیں کرتی، کیونکہ آپ نے اسے ڈبونے کا حکم دیا ہے اور یہ بات مسلمہ ہے کہ ڈبونے سے اس کی موت واقع ہو جائی گی بالخصوص جب کھانا (یا مشروب) گرم ہو (تو ڈبونے سے اس کی موت یقینی ہے)۔ اگر مکھی اسے نجس کرتی تو آپ کھانے کے فاسد ہونے کا حکم دیتے جب کہ آپ اس کے قابل استعمال ہونے کا حکم دے رہے ہیں (جو دلیل ہے کہ مکھی کھانے اور مشروب کو نجس نہیں کرتی)۔ پھر اس حکم میں ہر وہ جانور شامل ہے جس میں بہنے والا خون نہیں، مثلاً شہد کی مکھی، بھڑ، مکڑی اور ان جیسے دیگر حشرات وغیرہ۔ (یہ تمام حشرات پاک ہیں اور ان کے کسی ماکول و مشروب میں گرنے سے وہ چیز نجس نہیں ہوتی)۔'' ②

---

① صحیح بخاری: ۳۳۲۰۔

② سبل السلام: ۳۰/۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## مردار کے بال، سینگ، ہڈیاں اور پر وغیرہ:

مردار کے بال، سینگ، ہڈیاں اور پر وغیرہ پاک ہیں کیونکہ ان کے نجس ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔ امام بخاری نے صحیح بخاری میں "باب ما یقع من النجاسات فی السمن والماء" کے تحت درج ذیل عبارت درج کر کے مردار کے ان اعضاء کے پاک ہونے کا استدلال کیا ہے:

«وَقَالَ حَمَّادٌ : لَا بَأْسَ بِرِيْشِ الْمَيْتَةِ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي عِظَامِ الْمَوْتَى، نَحْوِ الْفِيلِ وَغَيْرِهِ : أَدْرَكْتُ نَاسًا مِنْ سَلَفِ الْعُلَمَاءِ، يَمْتَشِطُوْنَ بِهَا، وَيَدَّهِنُوْنَ فِيْهَا، لَا يَرَوْنَ بِهِ بَأْسًا، وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ وَإِبْرَاهِيْم : وَلَا بَأْسَ بِتِجَارَةِ الْعَاجِ »[1]

"حماد کہتے ہیں کہ مردار کے پر استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں، زہری نے ہاتھی اور دیگر مردار جانوروں کی ہڈیوں کے بارے میں کہا: میں نے سلف علماء کو پایا وہ مردہ جانوروں کی ہڈیوں کو بطور کنگھی استعمال کرتے رہے ہیں، وہ ان کے استعمال میں کچھ مضائقہ نہیں سمجھتے تھے اور ابن سیرین اور ابراہیم نخعی نے بیان کیا کہ ہاتھی دانت کی تجارت میں کوئی حرج نہیں۔"

## زندہ حلال جانور سے کاٹا ہوا گوشت:

زندہ حلال جانور سے گوشت کاٹنا حرام ہے اور ایسا اتارا ہوا گوشت نجس ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَا قُطِعَ مِنَ الْبَهِيْمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ فَهُوَ مَيْتَةٌ »[2]

"زندہ چوپائے سے جو گوشت کاٹا جائے وہ مردار ہے۔"

---

[1] صحیح بخاری : کتاب الوضوء، باب ما یقع من النجاسات فی السمن والماء۔

[2] حسن : سنن دارقطنی: ۴۷۹۳۔ حمید بن ربیع صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## فائدہ:

❁ امام شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''یہ حدیث دلیل ہے کہ زندہ چوپائے سے کاٹا جانے والا گوشت اس کا حکم حرمت اور نجاست میں مردار کی طرح ہے۔''①

## حرام جانوروں کا گوشت:

حرام جانوروں بالخصوص گدھے کا گوشت نجس ہے اور علماء نے درج ذیل دلائل سے حرام جانوروں کے گوشت کے نجس ہونے کی دلیل لی ہے۔

۱۔ سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح خیبر کی شام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بہت زیادہ آگ جلائی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''یہ اتنی آگ کیا ہے اور کس چیز کے لیے جلائی گئی ہے؟'' انھوں نے بتایا کہ یہ آگ گوشت پکانے کے لیے جلائی گئی ہے۔ آپ نے پوچھا: ''کس گوشت کے لیے؟'' انھوں نے بتایا کہ گھریلو گدھوں کے گوشت کے لیے۔'' اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« أَهْرِيْقُوْهَا وَاكْسِرُوْهَا، فَقَالَ رَجُلٌ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَوْ نُهَرِيْقُهَا وَنَغْسِلُهَا؟ قَالَ : أَوْ ذَاكَ »②

''ان ہانڈیوں کو انڈیل دو اور انھیں توڑ دو۔'' ایک شخص نے عرض کی: ''یا رسول اللہ! ہم انھیں انڈیل کر ان کو دھو لیں؟'' آپ نے فرمایا: ''ایسے کر لو۔''

۲۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ خیبر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ یہ منادی کریں:

« إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ، فَإِنَّهَا رِجْسٌ أَوْ

---

① نيل الأوطار : ۱۵۳/۸۔

② صحيح بخاری: ٤١٩٦۔ صحيح مسلم: ۱۸۰۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نَجِسٌ، قَالَ: فَأُكْفِئَتِ الْقُدُوْرُ بِمَا فِيهَا » ①

''بلاشبہ اللہ اور اس کا رسول تمھیں گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع کرتے ہیں کہ کیونکہ یہ ناپاک ہے۔ راوی کہتے ہیں: اس پر ہانڈیاں گوشت سمیت انڈیل دی گئیں۔''

## فائدہ:

❁ امام شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''مصنف کتاب نے ان احادیث سے حرام جانوروں کے گوشت کے نجس ہونے کی دلیل لی ہے کیونکہ ان احادیث میں اولاً برتنوں کو توڑنے، ثانیاً انھیں دھونے کا حکم ہے اور ثالثاً انھیں نجس قرار دیا ہے، جو حرام جانوروں کے گوشت کی پلید ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ لیکن یہ گھریلو گدھوں کے گوشت کے بارے میں نص اور دیگر حرام جانوروں کے بارے میں قیاس ہے۔'' ②

## خنزیر کا گوشت اور خون:

شرعی نصوص کی رو سے خنزیر کا گوشت اور خون نجس ہے۔

ابو مالک کمال بن سید سالم بیان کرتے ہیں:

خنزیر کے گوشت کی نجاست پر علماء کا اتفاق ہے اور اس کی حرمت پر یہ آیت صریح دلالت کرتی ہے:

﴿قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ﴾ [ الأنعام : ١٤٥ ]

''کہہ دے میں اس وحی میں، جو میری طرف کی گئی ہے، کسی کھانے والے پر کوئی

---

① صحیح بخاری : ٥٥٢٨۔ صحیح مسلم : ١٩٤٠۔

② نیل الأوطار : ١/ ٧٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قیاس کرتے ہوئے پاخانہ بھی نجس قرار پائے گا۔ کیونکہ کتے کے پیشاب کی نسبت پاخانے میں گندگی زیادہ پائی جاتی ہے۔

## معروف مگر غیر ثابت نجاستیں:

کسی بھی چیز کے نجس و پلید ہونے کے لیے شرعی دلیل درکار ہے اور اگر کوئی شرعی نص کسی چیز کو نجس قرار دے تو وہ چیز نجس ہے۔ اگر کسی چیز کے نجس ہونے پر کوئی نص موجود نہیں تو محض قیاس و اجتہاد سے اسے نجس نہیں کہا جا سکتا۔ ذیل میں ان چیزوں کا بیان ہے جن کے نجس ہونے پر کوئی شرعی دلیل ثابت نہیں لیکن کچھ مذاہب یا عوام میں ان کا نجس ہونا معروف ہے۔

### ا۔ منی:

منی کے طاہر و نجس ہونے پر علماء کا اختلاف ہے۔ کچھ علماء اسے نجس اور کچھ اسے طاہر قرار دیتے ہیں۔

### منی کے نجس ہونے کے قائلین:

عترہ، ابو حنیفہ اور مالک کا موقف ہے کہ منی ناپاک ہے، البتہ ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ جب منی خشک ہو تو اسے کھرچنا کافی ہے۔ لیکن عترہ اور مالک کہتے ہیں کہ تر اور خشک منی کو دھونا لازم ہے۔ ①

### دلائل:

ا۔ سلیمان بن یسار تابعی بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کپڑے پر لگی ہوئی منی کے بارے میں پوچھا (کہ اس کی صفائی کا کیا طریقہ ہے) تو انھوں نے بیان کیا:

---

① نیل الأوطار: ۱/۶۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



« كُنْتُ أَغْسِلُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ، وَأَثَرُ الغَسْلِ فِي ثَوْبِهِ بُقَعُ المَاءِ » ①

''میں اسے رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے دھوتی پھر آپ نماز کے لیے جاتے جب کہ آپ کے کپڑے میں منی دھونے کے نشان دھبوں کی صورت میں ہوتے تھے۔''

اس حدیث کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ کسی بھی حدیث میں نبی ﷺ نے منی کو دھونے کا حکم نہیں دیا۔ یہ کام سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا از خود کرتی تھیں، پھر اگر آپ کو اس کام کا پتا بھی ہو تو اس سے منی کا نجس ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس سے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ منی کو کپڑے سے دھونا جائز ہے اور اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ ان چیزوں کو بھی دھونا جائز ہے جن کی طہارت پر اتفاق ہے، جیسے خوشبو اور مٹی وغیرہ ہے۔'' ②

۲۔ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« يَا عَمَّارُ، مَا نُخَامَتُكَ وَلَا دُمُوْعُ عَيْنَيْكَ إِلَّا بِمَنْزِلَةِ الْمَاءِ الَّذِيْ فِي رِكْوَتِكَ، إِنَّمَا تَغْسِلُ ثَوْبَكَ مِنَ الْبَوْلِ، وَالْغَائِطِ، وَالْمَنِيِّ، وَالدَّمِ، وَالْقَيْءِ » ③

''اے عمار! تمھارا کھنگار اور آنکھوں کے آنسو اس پانی کی مانند ہیں جو آپ کے برتن میں ہے۔ اپنا کپڑا محض پیشاب، پاخانے، منی، خون اور قے سے دھویا کر۔''

---

① صحيح بخاری: ۲۳۰۔ صحيح مسلم: ۲۸۹۔

② نيل الأوطار: ۱/ ۶۵۔

③ ضعيف جداً: طبرانی اوسط: ۵۹۶۳۔ مسند أبی يعلیٰ: ۱۶۱۱۔ امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں۔ اس کی سند میں علی بن زید بن جدعان ضعیف اور ثابت بن حماد متہم بالوضع ہے۔ [ سنن بيهقی: ۴۰ ]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۳۔ منی کے نجس ہونے کی یہ بھی دلیل لی جاتی ہے کہ یہ فضلہ ہے جو نجاست میں بدل جاتا ہے نیز جس طرح باقی احداث (پیشاب اور پاخانہ) نجس اور ناقض وضو ہیں، منی بھی انھی میں سے ہے اور یہ پیشاب کے راستے خارج ہوتی ہے سو یہ بھی نجس ہے۔ ①

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ محض قیاسات اور مفروضوں سے کسی چیز کی نجاست ثابت نہیں ہوتی اس کے لیے کسی شرعی نص کا ہونا ضروری ہے۔ پھر ابو حنیفہ کے نزدیک شرم گاہ سے نکلنے والی رطوبت پاک ہے۔

« وَأَمَّا رُطُوْبَةُ الْفَرْجِ فَهِيَ طَاهِرَةٌ عِنْدَ أَبِي حَنِيْفَةَ كَسَائِرِ رُطُوْبَاتِ الْبَدَنِ وَعِنْدَهُمَا نَجِسَةٌ » ②

''ابو حنیفہ کے نزدیک شرم گاہ کی رطوبت بدن کی تمام رطوبات کی طرح پاک ہے اور ان دونوں (ابو یوسف اور محمد) کے نزدیک نجس ہے۔''

جب کہ یہ بھی شرم گاہ سے اور پیشاب کی نالی ہی سے خارج ہوتی ہے۔

## منی کے پاک ہونے کے قائلین:

شافعی، داؤد ظاہری اور احمد کا مشہور موقف کہ منی پاک ہے اور امام نووی نے بیان کیا ہے کہ علماء کی اکثریت اور محدثین اسی موقف کے قائل ہیں۔ ③

## دلائل:

۱۔ اسود اور ہمام بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منی کے متعلق سوال ہوا تو انھوں نے کہا:

« كُنْتُ أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ » ④

''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے اسے کھرچا کرتی تھی۔''

---

① نيل الأوطار: ۱/ ٦٦۔ ② الجوهرة النيرة على مختصر القدوري: ۱/ ۳۸۔
③ نيل الأوطار: ۱/ ٦٥۔ ④ صحيح مسلم: ۲۸۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ علقمہ اور اسود بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس مہمان ٹھہرا (رات کو اسے احتلام ہو گیا) تو صبح کے وقت وہ کپڑا دھونے لگا۔ اس پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

« إِنَّمَا كَانَ يُجْزِئُكَ إِنْ رَأَيْتَهُ أَنْ تَغْسِلَ مَكَانَهُ، فَإِنْ لَمْ تَرَ نَضَحْتَ حَوْلَهُ وَلَقَدْ رَأَيْتُنِي أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْكًا فَيُصَلِّي فِيهِ » ①

"اگر تو اس (کپڑے پر منی کے نشان) دیکھتا تو تجھے یہی کافی تھا کہ تو وہ جگہ دھو دیتا اور اگر (منی کے نشان) دکھائی نہ دیتے تو اس کے اردگرد پانی چھڑک دیتا۔ مجھے معلوم ہے میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی اچھی طرح کھرچتی تھی پھر آپ اس میں نماز پڑھتے تھے۔"

## فوائد:

❁ امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

منی کی طہارت کے قائلین کی دلیل یہ حدیث ہے جس میں منی کے کھرچنے کا بیان ہے کیونکہ اگر منی نجس ہوتی تو اسے حیض کے خون اور دیگر نجاستوں کی طرح کھرچنا کافی نہ ہوتا اور منی کو دھونے والی روایت کا ان علماء نے یہ جواب دیا ہے کہ منی کو دھونا مستحب اور زیادہ پاکی کا باعث ہے (اس سے منی کی نجاست ثابت نہیں ہوتی)۔" ②

۳۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

« كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْلُتُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِهِ بِعِرْقِ الْإِذْخِرِ، ثُمَّ يُصَلِّي فِيهِ وَيَحُتُّهُ مِنْ ثَوْبِهِ يَابِسًا، ثُمَّ يُصَلِّي فِيهِ » ③

---

① صحیح مسلم: ۲۸۸۔ ② شرح النووی: ۱۹۸/۳۔

③ صحیح: صحیح ابن خزیمة: ۲۹٤۔ سنن بیهقی: ٤۱۸/۲۔ ارواء الغلیل: ۱۹۷/۱۔ عکرمہ بن عمار ثقہ راوی ہیں۔ تحریر تقریب التهذیب۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''رسول اللہ ﷺ اپنے کپڑے سے (تر) منی کو اذخر گھاس کی جڑ سے صاف کرتے پھر اس میں نماز پڑھتے اور خشک منی کو اپنے کپڑے سے کھرچتے پھر اس میں نماز پڑھتے تھے۔''

یہ حدیث منی کے طاہر ہونے کی واضح نص ہے کہ تر منی کو بھی دھونا ضروری نہیں۔ کیونکہ نجاستوں کی ذات کو تلف کرنا لازم ہے اور یہاں تو تر اور خشک دونوں صورتوں میں منی کپڑے پر موجود ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ منی نجس نہیں ہے۔

۴۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کپڑے پر لگی ہوئی منی کے بارے میں بیان کیا:

« أَمِطْهُ عَنْكَ بِعُوْدٍ أَوْ إِذْخِرَةٍ، فَإِنَّمَا هُوَ بِمَنْزِلَةِ الْبُصَاقِ وَالْمُخَاطِ» ①

''اسے لکڑی یا اذخر گھاس سے صاف کر دے۔ یہ تو تھوک اور رینٹ کی مثل ہے۔''

۵۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ سے کپڑے پر لگی ہوئی منی کے بارے میں سوال ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّمَا هُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُخَاطِ وَالْبُزَاقِ، وَإِنَّمَا يَكْفِيْكَ أَنْ تَمْسَحَهُ بِخِرْقَةٍ أَوْ بِإِذْخِرَةٍ» ②

''یہ تو ناک کی آلائش اور تھوک کے مرتبہ پر ہے۔ تجھے یہی کافی ہے کہ تو اسے کسی کپڑے یا اذخر گھاس سے صاف کر دے۔''

---

① صحیح: مسند شافعی: ۲۶۔ سنن بیهقی: ۴۱۸/۲۔ معرفة السنن و الآثار: ۵۰۱۵۔ سفیان بن عیینہ سے امام شافعی روایت کر رہے ہیں اور امام شافعی کا سفیان بن عیینہ سے روایت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ سفیان بن عیینہ نے اپنے استاد سے حدیث سنی ہے۔ لہذا اس سند میں ان کا عنعنہ قادح نہیں بلکہ اتصال پر مبنی ہے۔ (الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین للشیخ زبیر علیزئی ص: ۴۲)۔ نیز عمرو بن دینار مکی تدلیس سے بری ہے۔ (الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین للشیخ زبیر علیزئی ص: ۲۶)

② ضعیف: سنن دارقطنی: ۴۴۷۔ سنن بیهقی: ۴۱۸/۲۔ سلسلة الاحادیث الضعیفة: ۹۴۸۔ شریک بن عبداللہ قاضی کی تدلیس اور محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ضعیف راوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## راجح موقف:

منی کے طہارت کا قائلین کا موقف راجح اور درست ہے کیونکہ کوئی ایسی شرعی نص میسر نہیں ہے جس کی رو سے منی کو نجس قرار دیا جا سکے۔

۱۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"منی کو نجس کہنے والوں کے قول کا جو چیز قطعی خاتمہ کرتی ہے وہ یہ ہے کہ نبی ﷺ کو معلوم تھا کہ امت کو ان کے جسموں، کپڑوں، بستروں اور لحافوں میں منی سے شدید دو چار ہونا پڑتا ہے لیکن اس کے باوجود آپ نے کبھی بھی انھیں جسموں اور کپڑوں پر لگی ہوئی منی دھونے کا حکم نہیں دیا۔ اسے پیشاب کی مثل سمجھنا محال ہے کیونکہ منی کو دھونے کے بارے میں ایک صیغہ بھی امر کا وارد نہیں ہوا۔ پھر یہ مسلمہ اصول ہے کہ بوقت ضرورت حکم میں تاخیر ممنوع ہے۔"①

۲۔ سید سابق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"بعض علماء کا موقف ہے کہ منی نجس ہے لیکن درست بات یہ ہے کہ منی پاک ہے۔ البتہ تر منی کو دھونا اور خشک منی کو کھرچنا مستحب ہے۔"②

۳۔ علامہ البانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"منی کی طہارت کا حکم درست ہے اور اس بارے میں ہمیں یہی دلیل کافی ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بالجزم اسے رینٹ اور تھوک کی مثل قرار دیا ہے اور اس مسئلہ میں نہ کوئی صحابی ان کا مخالف ہے اور نہ یہ بات کتاب وسنت سے متعارض ہے۔"③

---

① بدائع الفوائد: ۳/۱۲۲۔

② ۱/۲۵۔

③ سلسلة الأحاديث الضعيفة : ۲/۳۶۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ [ المائدة : ٩٠ ]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور شرک کے لیے نصب کردہ چیزیں اور فال کے تیر سراسر گندے ہیں، شیطان کے کام سے ہیں، سو اس سے بچو، تا کہ تم فلاح پاؤ۔''

## استدلال کا ابطال:

اس آیت میں لفظ رجس سے شراب کی نجاست کی دلیل لینا کئی اعتبار سے نادرست ہے۔

۱۔ لفظ رجس کا اطلاق کئی معانی پر ہوتا ہے۔

ابن اثیر بیان کرتے ہیں:

''رجس کا اطلاق گندگی، حرام، برے فعل، عذاب، لعنت اور کفر پر ہوتا ہے۔''①

۲۔ مولانا وحید الزماں قاسمی لکھتے ہیں:

''الرجس: گندگی، نجاست، گندی اور ناپاک چیز، گندا فعل، بدکاری، گناہ، حرام، لعنت، کفر، عذاب۔''②

۳۔ اس آیت سے شراب کی نجاست کی دلیل لینا اس لیے بھی درست نہیں کہ اس آیت میں شراب کے علاوہ باقی چیزیں: جوا، آستانے اور فال کے تیر، انھیں کوئی بھی نجس نہیں کہتا۔ جب کہ انصاف والی بات یہ ہے کہ اگر رجس سے مراد نجاست لینا ہو تو تمام چیزیں اس نجاست میں شامل ہونی چاہییں۔ اکیلی شراب کو نجاست کے لیے مخصوص کرنا درست نہیں۔

۴۔ قرآن حکیم میں کئی اور مقامات پر بھی لفظ رجس استعمال ہوا ہے جہاں اس سے مراد حقیقی نجاست کے بجائے حکمی و اعتقادی نجاست لیا گیا ہے۔ ان مقامات کو ملحوظ رکھتے

---

① النهاية فی غريب الحديث و الأثر: ٢/ ٢٠٠۔

② القاموس الوحيد ص: ٦٠١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہوئے شراب کے لیے مستعمل لفظ رجس سے حرمت مراد لینا زیادہ مناسب ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے بتوں کی شناعت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ ﴾ [ الحج : ۳۰ ]

''پس بتوں کی گندگی سے بچو۔''

۲۔ اللہ تعالیٰ نے منافقین کی مذمت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَّمَأْوٰهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴾

''بے شک وہ گندے ہیں اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے، اس کے بدلے جو وہ کماتے رہے ہیں۔'' [ التوبة : ۹۵ ]

۳۔ مشرکین کی تذلیل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ ﴾ [ التوبة : ۲۸ ]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! مشرک سراسر ناپاک ہیں۔''

ان تمام آیات میں لفظ رجس اور نجس سے مجازی معنیٰ مراد ہے، حقیقی معنی مراد نہیں۔ سو جب ان آیات میں مجازی معنی مقصود ہے تو گزشتہ آیت میں بھی شراب کی حرمت کا مجازی معنی لینا حقیقی معنی مراد لینے سے زیادہ مناسب ہے۔

## دوسرا موقف:

ربیعہ، لیث بن ربیعہ، مزنی اور بعض متاخر علماء کا موقف ہے کہ شراب پاک ہے اور اسے پینا حرام ہے۔ ①

## دلائل:

۱۔ شراب کے نجس ہونے کی کوئی واضح دلیل نہیں۔ قرآن حکیم کی جس آیت سے شراب کی نجاست کی دلیل لی ہے یہ استدلال درست نہیں۔ جیسا کہ اس کی پیچھے قریب ہی اس

① تفسیر قرطبی : ۲۸۸/۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

۲۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں لوگوں کو شراب پلا رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منادی کو یہ اعلان کرنے کا حکم دیا کہ شراب حرام کر دی گئی ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (یہ اعلان سن کر) سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا:

« اُخْرُجْ، فَأَهْرِقْهَا، فَخَرَجْتُ فَهَرَقْتُهَا، فَجَرَتْ فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ »[1]

"باہر نکلو اور اسے بہا دو۔ سو میں نے باہر نکل کر اسے بہا دیا اور یہ (شراب) مدینہ کی گلیوں میں بہنے لگی۔"

فائدہ:

سعید بن حداد قروی نے مدینہ کی گلیوں میں شراب بہانے کے واقعہ سے شراب کے پاک ہونے کی دلیل لی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ اگر شراب نجس ہوتی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گلیوں میں شراب نہ بہاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں اس عمل سے اس طرح روک دیتے جیسے آپ نے انھیں راستوں میں قضائے حاجت سے منع کیا تھا۔"[2]

۳۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شراب کا مٹکا تحفہ دیا تو آپ نے فرمایا: کیا تمھیں پتا نہیں کہ شراب حرام ہے؟" اس نے عرض کی: نہیں، اس پر ایک شخص نے اس سے سرگوشی کی تو آپ نے پوچھا: "تو نے اس سے کیا سرگوشی کی ہے؟ اس نے کہا: میں نے اسے شراب بیچنے کا کہا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا:

---

[1] صحیح بخاری: ۲٤٦٤۔ صحیح مسلم: ۱۹۸۰۔

[2] تفسیر قرطبی: ۲۸۸/٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



« إِنَّ الَّذِي حَرَّمَ شُرْبَهَا حَرَّمَ بَيْعَهَا، قَالَ: فَفَتَحَ الْمَزَادَةَ حَتَّى ذَهَبَ مَا فِيهَا » ①

"بلاشبہ جس نے اس کا پینا حرام کیا ہے اس نے اس کی خرید وفروخت بھی حرام کی ہے۔ راوی کہتے ہیں: (یہ سن کر) اس نے مشکے کا منہ کھول دیا حتی کہ ساری شراب بہہ گئی۔"

## فائدہ:

اس حدیث سے بھی شراب کے پاک ہونے کی دلیل لی گئی ہے کیونکہ اگر شراب ناپاک ہوتی تو آپ صحابہ کو اس کی تطہیر کے لیے اس پر پانی بہانے کا حکم دیتے جیسے آپ نے دیہاتی شخص کے مسجد میں پیشاب کرنے پر وہاں پانی بہانے کا حکم دیا تھا۔

## راجح موقف:

دلائل کی رو سے شراب کی طہارت کے قائل علماء کا موقف درست اور قرین صواب ہے اور درج ذیل علماء نے اسے راجح قرار دیا ہے۔

۱۔ امام شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"آیت میں لفظ رجس سے مراد نجس نہیں بلکہ حرام ہے جیسا کہ آیت کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے۔" ②

۲۔ علامہ البانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"راجح یہی ہے کہ شراب طاہر ہے اور مخالف علماء کے پاس شراب کے ناپاک ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔" ③

---

① صحیح مسلم: ۱۵۷۹۔

② السیل الجرار: ۳۶/۱۔

③ تمام المنة ص: ۵۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۳۔ امیر یمانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"راجح بات یہ ہے کہ اشیاء میں اصل طہارت ہے اور کسی چیز کے حرام ہونے سے اس کا نجس ہونا لازم نہیں آتا۔ چنانچہ بھنگ حرام ہے لیکن پاک ہے اس طرح دیگر نشہ آور چیزیں اور زہر حرام ہے لیکن ان کے نجس ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ البتہ کسی چیز کے نجس ہونے سے اس کی حرمت لازم آتی ہے، سو ہر نجس حرام ہے لیکن ہر حرام نجس نہیں۔ چنانچہ ریشم اور سونا حرام ہیں لیکن ضرورت شرعی اور اجماع کی رو سے یہ پاک ہیں۔ اس قاعدہ کو جاننے کے بعد یہ ثابت ہوا کہ گدھے اور شراب کی حرمت پر جو چیزیں دلالت کرتی ہیں ان سے ان دونوں چیزوں کا پلید ہونا لازم نہیں آتا۔ بلکہ ان کے پلید ہونے کے لیے الگ دلیل درکار ہے، ورنہ یہ اپنی اصل طہارت پر باقی ہیں۔ جو اس کے برعکس شراب اور گدھے کی نجاست کا دعویٰ کرتا ہے اس پر دلیل لازم ہے۔"[1]

## قے:

قے نجس نہیں ہے اور سید سابق کا فقہ السنۃ میں قے کی نجاست پر اجماع کا دعویٰ بلا دلیل ہے۔ نیز اس بارے مروی روایت ضعیف ہے۔

۱۔ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« يَا عَمَّارُ إِنَّمَا يُغْسَلُ الثَّوْبُ مِنْ خَمْسٍ: مِنَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَالْقَيْءِ وَالدَّمِ وَالْمَنِيِّ، يَا عَمَّارُ! مَا نُخَامَتُكَ وَدُمُوعُ عَيْنَيْكَ وَالْمَاءُ الَّذِي فِي رَكْوَتِكَ إِلَّا سَوَاءٌ » [2]

---

[1] سبل السلام: ۱/ ۴۸، ۴۹۔

[2] ضعیف جدا: سنن دارقطنی: ۴۵۸۔ سلسلة الأحاديث الضعيفة: ۴۸۴۹۔ امام دارقطنی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: لَمْ يَرْوِهِ غَيْرُ ثَابِتِ بْنِ حَمَّادٍ وَهُوَ ضَعِيفٌ جِدًّا، وَإِبْرَاهِيمُ وَثَابِتٌ ضَعِيفَانِ (اس حدیث کو ثابت بن حماد ہی روایت کرتا ہے اور یہ سخت ضعیف راوی ہے اور ابراہیم بن زکریا اور ثابت بن حماد ضعیف راوی ہیں) نیز علی بن زید بن جدعان بھی ضعیف ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''اے عمار! کپڑا محض پانچ چیزوں: پاخانے، پیشاب، قے، خون اور منی سے دھویا جاتا ہے۔ اے عمار! تیرا رینٹ، آنکھوں کے آنسو اور تیرے برتن کے پانی کا حکم یکساں ہے۔''

۲۔ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« يَا عَمَّارُ، مَا نُخَامَتُكَ وَلَا دُمُوْعُ عَيْنَيْكَ إِلَّا بِمَنْزِلَةِ الْمَاءِ الَّذِيْ فِي رِكْوَتِكَ، إِنَّمَا تَغْسِلُ ثَوْبَكَ مِنَ الْبَوْلِ، وَالْغَائِطِ، وَالْمَنِيِّ، وَالدَّمِ، وَالْقَيْءِ » ①

''اے عمار! تمھارا کھنگار اور آنکھوں کے آنسو اس پانی کی مانند ہیں جو تیرے برتن میں ہے۔ اپنا کپڑا محض پیشاب، پاخانے، منی، خون اور قے سے دھویا کر۔''

## راجح موقف:

راجح موقف یہی ہے کہ قے نجس نہیں ہے کیونکہ اس کی نجاست پر کوئی دلیل ثابت نہیں۔ نیز علامہ البانی نے تمام المنہ ص: ۵۳، ابن حزم نے المحلی: ۸۳/۱، شوکانی نے الدرر البہیۃ میں اور نواب صدیق الحسن خان نے روضۃ الندیہ: ۱۸/۱۔۲۰۔ میں اسے طاہر قرار دیا ہے اور علامہ البانی کہتے ہیں یہی موقف برحق ہے۔ ②

## خون:

حیض ونفاس کا خون بالاتفاق نجس ہے، لیکن حیض ونفاس کے علاوہ انسانی جسم سے بہنے والا خون اور ماکول اللحم جانوروں کا خون نجس ہے یا پاک؟ اس کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔

---

① ضعیف جداً: طبرانی اوسط: ۵۹۶۳۔ مسند أبی یعلیٰ: ۱۶۱۱۔ امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں۔ اس کی سند میں علی بن زید بن جدعان ضعیف اور ثابت بن حماد متہم بالوضع ہے۔[ سنن بیہقی: ۴۰۲/۱

② تمام المنة ص: ۵۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## پہلا موقف:

سفیان ثوری، عبد اللہ بن مبارک اور احناف کے نزدیک مطلق خون نجس ہے۔ البتہ ایک درہم کے برابر خون کپڑے پر لگا ہو تو اس کی رخصت ہے۔ ①

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

« وَقَدْرُ الدِّرْهَمِ وَمَا دُونَهُ مِنَ النَّجِسِ الْمُغَلَّظِ كَالدَّمِ وَالْبَوْلِ وَالْخَمْرِ وَخُرْءِ الدَّجَاجِ وَبَوْلِ الْحِمَارِ جَازَتْ الصَّلَاةُ مَعَهُ وَ إِنْ زَادَ لَمْ تَجُزْ » ②

''نجاست مغلظہ مثلاً: خون، پیشاب، شراب، مرغی کی بیٹ اور گدھے کا پیشاب درہم یا اس سے کم مقدار میں (جسم یا کپڑے کو لگا ہو) تو اس کے ساتھ نماز جائز ہے اور اگر اس مقدار سے زیادہ ہو تو نماز جائز نہیں۔''

## دلائل:

اس موقف کے قائلین نے درج ذیل دلائل سے استدلال کیا ہے:

۱۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰي طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ﴾ [الأنعام: ١٤٥]

''کہہ دے میں اس وحی میں، جو میری طرف کی گئی ہے، کسی کھانے والے پر کوئی چیز حرام نہیں پاتا جسے وہ کھائے، سوائے اس کے کہ وہ مردار ہو، یا بہایا ہوا خون ہو، یا خنزیر کا گوشت ہو کہ بے شک وہ (خنزیر کا گوشت) گندگی ہے۔''

---

① تحفة الأحوذی: ۱/۳۰۸۔

② الهداية فی شرح بداية المبتدی: ۱/ ۳۷۔ العناية شرح الهداية: ۱/۲۰۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## استدلال کا ردّ:

۱۔ علامہ شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''کسی صحیح حدیث میں مطلق خون کا نجس ہونا ثابت نہیں ہے اور درج بالا آیت سے خون کے نجس ہونے کی دلیل لینا درست نہیں کیونکہ آیت ان چیزوں کی حرمت کے لیے بیان ہوئی ہے۔ مزید بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت ان اشیاء کی طہارت ونجاست کے لیے نہیں بلکہ حلت وحرمت کے لیے بیان ہوئی ہے۔''①

۲۔ آیت مذکورہ '' فَاِنَّهٗ رِجْسٌ'' میں ضمیر کا مرجع لحم خنزیر ہے، کیونکہ ضمیر واحد ہے اور نحو کا معروف قاعدہ کہ ضمیر کا مرجع قریب ترین لفظ ہوتا ہے۔ ضمیر کا مفرد ہونا اور نحو کے اس قاعدہ کی رو سے صرف خنزیر کا گوشت نجس قرار پاتا ہے، مردار اور بہتا ہوا خون حرمت میں شامل ہیں لیکن ان کے نجس ہونے کی کوئی شرعی نص نہیں۔ نواب صدیق الحسن خان بیان کرتے ہیں:

'' اگر گزشتہ آیت میں '' فَاِنَّهٗ رِجْسٌ'' کی ضمیر کا مرجع پیچھے بیان کردہ تمام چیزوں: مردار، بہتا ہوا خون اور خنزیر کے گوشت کی طرف لوٹنا ثابت ہو جائے تو یہ مردار اور بہتے ہوئے خون کی نجاست میں مفید ہے۔ لیکن امر واقع ایسا نہیں ہے کیوں کہ اس چیز میں نزاع ہے کہ آیا ضمیر کا مرجع ماقبل تمام چیزوں کی طرف ہے یا قریب ترین لفظ (لحم خنزیر) کی طرف ہے؟ کیونکہ ضمیر مفرد ہے۔ (لیکن چونکہ ضمیر مفرد ہے اور اس کا مرجع ماقبل تمام چیزیں جو جمع ہیں وہ نہیں ہے بلکہ ضمیر کا مرجع تین چیزوں میں سے ایک مر ہے اور وہ اقرب لفظ لحم خنزیر ہے ) سو ہم نے بالجزم مردار اور حیض کے خون کے ماسوا خون کے علاوہ خنزیر کے گوشت کی نجاست کا موقف اختیار کیا ہے۔'' ②

---

① السیل الجرار: ۱/ ٤٤۔ ② التعلیقات الرضیة علی الروضة الندیة : ۱/ ۱۱۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۱۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« تُعَادُ الصَّلَاةُ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ مِنَ الدَّمِ »

''درہم کی مقدار خون سے نماز دہرائی جائے گی۔''

نیز یہ روایت اسی سند سے ان الفاظ میں بھی منقول ہے:

« إِذَا كَانَ فِي الثَّوْبِ قَدْرُ الدِّرْهَمِ مِنَ الدَّمِ غُسِلَ الثَّوْبُ وَأُعِيدَتِ الصَّلَاةُ » ①

''جب کپڑے پر درہم کے برابر خون ہو تو کپڑا دھویا جائے گا اور نماز لوٹائی جائے گی۔''

دوسرا موقف:

کچھ علماء مطلق خون کی طہارت کے قائل ہیں اور حیض ونفاس کے علاوہ خون اگر درہم سے زیادہ بھی کپڑوں پر لگا ہو تو اس سے نماز پڑھنا درست ہے اور نماز دہرانے کی ضرورت نہیں۔ احمد اور اسحاق بن راہویہ اس موقف کے قائل ہیں۔ ②

اس موقف کے علماء کے دلیل یہ ہے کہ ہر چیز کی اصل طہارت ہے جب تک اس کی نجاست کی کوئی نص موجود نہ ہو۔ چنانچہ حیض ونفاس کے علاوہ باقی انسانی خون اور جانوروں کے جسم سے بہنے والے خون کی نجاست کی کوئی ٹھوس دلیل نہیں ہے، اس لیے حیض ونفاس سے ہٹ کر باقی تمام خون پاک ہیں۔

---

① موضوع: سنن دارقطني: ١٤٩٤، ١٤٩٥۔ سنن بيهقي: ٤٠٤/٢۔ سلسلة الأحاديث الضعيفة: ١٤٨۔ الموضوعات لابن الجوزي: ٧٦/٢۔ زیلعی حنفی بیان کرتے ہیں: امام بخاری نے بیان کیا کہ یہ حدیث باطل ہے اور روح بن غطیف منکر الحدیث ہے، حافظ ابن حبان کہتے ہیں کہ بلا ریب یہ حدیث من گھڑت ہے، یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ یہ اہل کوفہ کی اختراع ہے۔ روح بن غطیف ثقہ راویوں سے موضوع روایات بیان کیا کرتا تھا۔ [ نصب الراية : ٢١٢/١ ]

② تحفة الأحوذي : ٣٠٨/١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



❁ ابو مالک کمال بن سید سالم بیان کرتے ہیں:

''متاخرین میں سے شوکانی، صدیق حسن خان، البانی اور ابن عثیمین کا موقف ہے کہ (حیض و نفاس کے ماسوا) خون پاک ہے اور انھوں نے درج ذیل دلائل سے اس کی طہارت کا استدلال کیا ہے۔

۱۔ جب تک کسی چیز کی نجاست ثابت نہ ہو اس کی اصل طہارت ہے اور باوجود اس کے کہ انسان زخموں اور پھنسی پھوڑوں سے دو چار رہتا ہے نبی ﷺ نے حیض کے خون کے علاوہ کسی خون کو دھونے کا حکم نہیں دیا۔ اگر حیض کے خون کے سوا اور خون نجس ہوتے تو ضرورت شرعیہ کے تحت آپ اس کی وضاحت ضرور کرتے۔

۲۔ مسلمان ہمیشہ سے زخموں میں نمازیں پڑھتے آرہے ہیں اور بعض اوقات تو زخموں سے شدید خون بہہ رہا ہوتا ہے، جس سے صرف نظر کی گنجائش نہیں ہوتی۔ لیکن اس کے باوجود یہ ثابت نہیں کہ نبی ﷺ نے خون کو دھونے کا حکم دیا ہو اور نہ یہ ثابت ہے کہ لوگ اس سے سخت پرہیز کرتے آئے ہیں۔ ①

خون کے پاک ہونے کے مزید دلائل حسب ذیل ہیں:

۱۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ غزوۂ خندق میں سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے بازو کی بڑی رگ میں تیر لگا تو نبی ﷺ نے ان کا خیمہ مسجد میں لگوا دیا تاکہ آپ قریب سے ان کی عیادت کرلیا کریں۔ مسجد میں بنوغفار کے لوگوں کا خیمہ بھی تھا۔ پس انھیں جس چیز نے گھبراہٹ میں ڈالا وہ ان کی طرف بہنے والا خون تھا۔ انھوں نے (بہتے ہوئے خون کو دیکھ کر) کہا: اے خیمہ والو! یہ تمھاری طرف سے کیا آرہا ہے؟ ناگہاں سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے زخم سے خون ابل رہا تھا اور وہ اس سے فوت ہو گئے۔'' ②

---

① صحیح فقه السنة: ۱/ ۷۸۔

② صحیح بخاری: ۴۶۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فائدہ:

یہ حدیث دلیل ہے کہ زخموں سے بہنے والا خون نجس نہیں ہے۔ اگر یہ خون ناپاک ہوتا تو آپ اسے دھونے کا حکم دیتے جیسے آپ نے پیشاب پر پانی بہانے کا حکم دیا تھا۔

۲۔ سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ اس رات سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے جس دن وہ زخمی ہوئے تھے اور انھیں نماز فجر کے لیے بیدار کیا تو انھوں نے کہا:

«نَعَمْ، وَلَا حَظَّ فِي الْإِسْلَامِ لِمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ، فَصَلَّى عُمَرُ وَجُرْحُهُ يَثْعَبُ دَماً» ①

''ٹھیک ہے، جو نماز چھوڑ دے اس کا اسلام میں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی جب کہ ان کے زخم سے خون بہہ رہا تھا۔''

۳۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے قریب کھڑے نماز پڑھ رہے تھے جب کہ قریش کی جمعیت مجلس نشیں تھی۔ اس پر ان میں سے ایک شخص نے کہا:

« أَلَا تَنْظُرُوْنَ إِلَى هَذَا الْمُرَائِيْ أَيُّكُمْ يَقُومُ إِلَى جَزُوْرِ آلِ فُلَانٍ، فَيَعْمِدُ إِلَى فَرْثِهَا وَدَمِهَا وَسَلَاهَا، فَيَجِيْءُ بِهِ، ثُمَّ يُمْهِلُهُ حَتَّى إِذَا سَجَدَ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، فَانْبَعَثَ أَشْقَاهُمْ، فَلَمَّا سَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ؟ وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا » ②

''تم اس ریاکار کی طرف دیکھ نہیں رہے؟ تم میں سے کون شخص ہے جو فلاں قبیلے

① صحیح: مؤطا امام مالك : ۱۱۷۔
② صحیح بخاری : ۵۲۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے اونٹ کی طرف اٹھ کر جائے اور اس کی لید، خون اور اس کی جیلی کا قصد کرے اور اسے لے کر آئے۔ پھر جب آپ سجدہ کریں وہ اسے آپ کے کندھوں کے درمیان رکھ دے۔ چنانچہ ان میں سے سب سے بد بخت انسان اٹھا اور جب رسول اللہ ﷺ سجدہ میں گئے تو اس نے اسے آپ کے کندھوں کے درمیان رکھ دیا اور نبی ﷺ سجدہ کی حالت میں رہے۔''

## راجح موقف:

دلائل کی رو سے خون کی طہارت کے قائلین کا موقف درست ہے۔

❁ شمس الحق عظیم آبادی کہتے ہیں:

''زخموں کا خون پاک ہے اور زخمیوں کے لیے اس میں تخفیف کی گئی ہے۔ مالکیہ اس مذہب کے قائل ہیں اور یہی درست ہے۔ اس مسئلہ میں تواتر سے احادیث منقول ہیں کہ مجاہدین فی سبیل اللہ جہاد کرتے رہے ہیں، انھیں بے تحاشا زخم سہنا پڑے ہیں اور کوئی بھی شخص ان زخموں سے خون بہنے اور اس خون سے ان کے کپڑے لتھڑنے کا انکار نہیں کر سکتا، اس کے باوصف ( کہ ان کے بدن اور کپڑے خون آلود ہوتے تھے ) وہ اس حالت میں نماز ادا کرتے تھے۔ پھر آپ سے یہ منقول نہیں ہے کہ آپ نے انھیں نماز کی حالت میں خون آلود کپڑے اتارنے کا حکم دیا ہو۔ نیز سیدنا سعد رضی اللہ عنہ خندق کے دن زخمی ہو گئے اور ان کے لیے مسجد میں خیمہ نصب کیا گیا جس میں وہ ٹھہرے اور ان کا خون مسجد میں بہتا تھا اور خون ان کی وفات تک بہتا رہا۔ خون کے طاہر ہونے کی دلیل سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ اثر بھی ہے کہ انھوں نے نماز فجر اس حالت میں ادا کی کہ ان کا خون بہہ رہا تھا اور یہ بات عیاں ہے کہ جس زخم سے خون بہہ رہا ہو اس سے یقیناً کپڑے بھی خون آلود ہوتے ہیں۔ یہ بھی ناممکن ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا عمل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کیا ہو جو شرعاً ناجائز ہو پھر تمام صحابہ اس پر بغیر نکیر کے خاموش رہے ہوں۔ یہ واقعات زخموں کے پاک ہونے کی دلیل ہیں۔'' ①

## حلال جانوروں کا پیشاب اور گوبر لید:

حلال جانوروں کا پیشاب اور گوبر لید پاک ہے یا پلید؟ اس مسئلہ میں علمائے کرام کا اختلاف ہے۔

### پہلا موقف:

عترہ، نخعی، اوزاعی، زہری، مالک، احمد، محمد، زفر، سلف کی ایک جماعت کا موقف ہے کہ ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب پاک ہے اور شافعیہ میں سے ابن خزیمہ، ابن منذر، ابن حبان، اصطخری اور رویانی نے ان کی موافقت کی ہے۔ ②

### دلائل:

اس موقف کے قائلین نے درج ذیل دلائل سے حلال جانوروں کے پیشاب اور گوبر لید کو پاک قرار دیا ہے۔

ا۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

« قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَرٌ مِنْ عُكْلٍ، فَأَسْلَمُوْا، فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَأْتُوْا إِبِلَ الصَّدَقَةِ، فَيَشْرَبُوْا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَفَعَلُوْا فَصَحُّوْا » ③

''عکل قبیلہ کے کچھ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر مشرف بہ اسلام ہوئے تو انھیں مدینہ کی فضا موافق نہ آئی تو آپ نے انھیں حکم دیا کہ صدقہ کے اونٹوں میں چلے جائیں

---

① عون المعبود، ۱/ ۱۰۳، ۲۰۴۔
② نيل الأوطار: ۱/ ۵۹، ۶۰۔
③ صحيح بخاری: ۶۸۰۲۔ صحيح مسلم: ۱۶۷۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور ان کا پیشاب اور دودھ پئیں۔ انھوں نے یہ کیا تو تندرست ہو گئے۔''

فائدہ:

امام بخاری نے اس روایت سے حلال جانوروں کے پیشاب اور گوبر لید کی طہارت پر استدلال کیا ہے۔ بیان کرتے ہیں:

«بَابُ أَبْوَالِ الإِبِلِ، وَالدَّوَابِّ، وَالغَنَمِ وَمَرَابِضِهَا،وَصَلَّى أَبُو مُوسَى فِي دَارِ البَرِيْدِ وَالسِّرْقِيْنِ، وَالبَرِّيَّةُ إِلَى جَنْبِهِ، فَقَالَ: هَاهُنَا وَثَمَّ سَوَاءٌ» ①

''اونٹوں، چوپایوں اور بکریوں کے پیشاب اور بکریوں کے باڑوں کا بیان ( کہ یہ پاک ہیں ) اور سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے پیغام رسانی کے مقام ( جہاں گھوڑے وغیرہ باندھے ہوتے اور ان کا پیشاب اور لید ہوتی ) اور لید گوبر والی جگہ پر نماز پڑھی جب کہ کشادہ جگہ ان کے پہلو میں تھی اور کہا: یہ جگہ ( جانوروں کے پیشاب اور گوبر لید والی ) اور وہ ( صاف جگہ ) ایک جیسی ہے۔''

بعض لوگ اسے صرف عرینہ قبیلہ کے لوگوں کے لیے خاص کرتے ہیں کہ اونٹوں کی پیشاب پینے کی رخصت انھی کے لیے خاص تھی۔ یہ دعویٰ بلا دلیل ہے، ابن منذر اس دعویٰ کی تردید میں لکھتے ہیں:

''جو شخص یہ زعم رکھتا ہے کہ یہ رخصت ان لوگوں کے لیے خاص تھی تو اس کی بات درست نہیں کیونکہ خصائص دلیل سے ثابت ہوتے ہیں ( جب کہ اس کی تخصیص کی کوئی دلیل نہیں ہے، بلکہ یہ رخصت عام تھی اس کی دلیل یہ ہے کہ ) جو لوگ بازاروں میں بکریوں کی مینگیاں بیچتے رہے ہیں اور لوگ ادویات میں اونٹوں کا پیشاب استعمال کرتے رہے ہیں ان کے اس عمل پر علماء کا خاموشی اختیار کرنا اور

① صحیح بخاری: کتاب الوضوء، بَابُ أَبْوَالِ الإِبِلِ، وَالدَّوَابِّ، وَالغَنَمِ وَمَرَابِضِهَا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اسے درست ماننا (اونٹوں کے پیشاب کے طاہر ہونے کے موقف) کو تقویت دیتا ہے۔ نیز جب تک کسی چیز کی نجاست ثابت نہ ہو اس وقت تک وہ طاہر قرار پاتی ہے۔'' ①

۲۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

« كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَبْلَ أَنْ يُبْنَى الْمَسْجِدُ فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ » ②

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کی تعمیر سے قبل بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھا کرتے تھے۔''

۳۔ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا:

« أُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أُصَلِّي فِي مَبَارِكِ الْإِبِلِ؟ قَالَ: لَا » ③

''میں بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں، اس نے پوچھا: میں اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھ لوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔''

## فائدہ:

❁ امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''اس حدیث سے مالک، احمد اور دیگر علماء نے دلیل لی ہے کہ حلال جانوروں کا پیشاب اور گوبر پاک ہے۔'' ④

## دوسرا موقف:

شافعیہ اور احناف کا موقف ہے کہ انسانوں سمیت تمام جانوروں کا پیشاب اور پاخانہ

① نیل الأوطار: ۱/ ۶۰۔
② صحیح بخاری: ۲۳۴۔ صحیح مسلم: ۵۲۴۔
③ صحیح مسلم: ۳۶۰۔ ④ شرح النووی: ۸/۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور گوبر لید نجس ہیں اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اسے جمہور علماء کی طرف منسوب کیا ہے۔ ①

## دلائل:

اس موقف کے حاملین نے درج ذیل دلائل سے استدلال کیا ہے۔

ا۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے ایک باغ کے قریب سے گزرے تو آپ نے دو آدمیوں کی آواز سنی، جنھیں ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« يُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، وَإِنَّهُ لَكَبِيرٌ، كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ، وَكَانَ الْآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ » ②

''یہ دونوں عذاب دیے جا رہے ہیں اور انھیں کسی بڑے جرم کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا (جسے یہ بڑا سمجھتے ہوں) جب کہ یہ جرم بہت بڑا ہے۔ ان میں سے ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھایا کرتا تھا۔''

## استدلال کا ابطال:

اس روایت سے ہر چیز کے پیشاب کو نجس قرار دینا درست نہیں، کیونکہ اس میں لفظ ''البول'' کا الف لام عہد کا ہے جو اس بات کو واضح کرتا ہے کہ اس پیشاب سے مراد عام پیشاب نہیں بلکہ خاص انسان کا پیشاب مراد ہے، نیز دوسری روایت میں یہ وضاحت ہے کہ وہ اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔

❖ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان دو آدمیوں جنھیں قبروں میں عذاب ہو رہا تھا کا احوال بیان کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

① نيل الأوطار: ٦١/١۔

② صحيح بخاری: ٦٠٥٥۔ مسلم: ٢٩٢۔ سنن أبي داوٗد: ٢٠۔ جامع ترمذی: ٧٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



« كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ، وَكَانَ الآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ »[1]

''ان میں سے ایک اپنے پیشاب سے نہیں بچا کرتا تھا اور دوسرا چغلی کھاتا تھا۔''

## فوائد:

۱۔ یہ حدیث واضح دلیل ہے کہ عذاب قبر کا باعث انسانی پیشاب تھا، اس سے مراد غیر انسانی پیشاب لینا درست نہیں۔ امام بخاری نے اس حدیث پر درج ذیل باب قائم کر کے اسی موقف کی طرف اشارہ کیا ہے۔

« بَابٌ : مِنَ الكَبَائِرِ أَنْ لَا يَسْتَتِرَ مِنْ بَوْلِهِ »

''اس مسئلہ کا بیان کہ (انسان کا) اپنے پیشاب سے نہ بچنا کبیرہ گناہ ہے۔''

دوسری جگہ مزید وضاحت کی کہ صاحب قبر کو جس پیشاب سے عذاب ہو رہا تھا وہ انسانی پیشاب ہی تھا، بیان کرتے ہیں:

« وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَاحِبِ القَبْرِ : كَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ، وَلَمْ يَذْكُرْ سِوَى بَوْلِ النَّاسِ »[2]

''نبی ﷺ نے صاحب قبر کے لیے فرمایا کہ وہ اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا (اس حدیث میں) آپ نے صرف انسانوں کے پیشاب ہی کا ذکر کیا ہے (اس میں دوسرے حیوانات کے پیشاب کا ذکر نہیں ہے)۔''

۲۔ امام شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''ابن بطال بیان کرتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہاں پیشاب سے مراد تمام حیوانات کے بجائے انسانی پیشاب مراد لیا ہے، اس حدیث میں ان لوگوں کے موقف کی دلیل نہیں ہے جو اسے عموم یعنی تمام حیوانات کے پیشاب پر محمول

---

[1] صحیح بخاری: ۲۱۶۔ صحیح مسلم: ۲۹۲۔

[2] صحیح بخاری: کتاب الوضوء، باب ما جاء فی غسل البول۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کرتے ہیں۔ گویا انھوں نے امام خطابی کا رد کیا ہے، جنھوں نے اس حدیث سے ہر قسم کے پیشاب کی نجاست کی دلیل لی ہے۔ حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں: امام خطابی کے موقف کی تردید یوں ہے کہ حدیث میں بیان کردہ عام لفظ (البول) سے مراد مخصوص پیشاب (انسانوں کا پیشاب) ہے کیونکہ حدیث میں ''من بولہ'' کے الفاظ ہیں یا وہاں الف لام ضمیر کی جگہ استعمال ہوا ہے (جو واضح دلیل ہے کہ اس مراد انسانی پیشاب ہے، عام پیشاب نہیں)۔''①

## راجح موقف:

دلائل کی رو سے اول الذکر علماء کا موقف راجح ہے کہ محض انسانی پیشاب اور پاخانہ نجس ہے، ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب اور گوبر لید پاک ہے۔

۱۔ امام شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''ہر چیز کی اصل طہارت ہے اور برائت اصلیہ کے قاعدہ کی رو سے راجح بات یہ ہے کہ تمام حلال جانوروں کا پیشاب اور گوبر لید پاک ہے۔''②

۲۔ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا: کیا حلال جانوروں کا پیشاب نجس ہے؟ انھوں اس سوال کا جواب دیتے ہوئے بیان کیا:

''اکثر سلف کا موقف ہے کہ حلال جانوروں کا پیشاب اور گوبر پلید نہیں ہے۔ یہ مالک، احمد اور دیگر علماء کا موقف ہے اور کہا جاتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی حلال جانوروں کے پیشاب اور گوبر کے نجس ہونے کا قائل نہیں تھا۔ بلکہ اس کی نجاست کا قول نیا ایجاد کردہ ہے، کوئی صحابی اس کا قائل نہیں تھا۔ اس مسئلہ کو ہم نے ایک الگ کتاب میں تفصیل سے بیان کیا ہے) جس میں ہم نے

---

① نیل الأوطار: ۱/ ۶۱۔

② نیل الأوطار: ۱/ ۶۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دس سے زیادہ دلائل سے ثابت کیا ہے کہ حلال جانوروں کا گوبر اور پیشاب نجس نہیں ہے۔"

"حلال جانوروں کے پیشاب اور گوبر کو نجس کہنے والوں کے پاس ان کی نجاست پر بالکل کوئی شرعی دلیل نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ وہ جس دلیل پر اعتماد کرتے ہیں، نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے: "پیشاب سے بچو۔" وہ گمان کرتے ہیں یہ حدیث عام ہے اور ہر پیشاب کو شامل ہے، جب کہ حقیقت یوں نہیں ہے کیونکہ یہاں لفظ "البول" پر الف لام تعریف کا ہے جو دلیل ہے کہ اس سے مراد انسانی پیشاب ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "پیشاب سے بچو کیونکہ قبر میں اکثر عذاب اس کی وجہ سے ہوتا ہے۔" یہ بات مسلمہ ہے کہ عذاب قبر انسان کے اپنے پیشاب سے ہوتا ہے جس سے اکثر وہ دو چار رہتا ہے جانوروں کے پیشاب سے عذاب قبر نہیں ہوتا جس سے اسے شاذ و نادر واسطہ پڑتا ہے۔"

(حلال جانوروں کے پیشاب اور گوبر کے پاک ہونے کے دلائل درج ذیل ہیں)

۱۔ بخاری اور مسلم میں روایت ہے کہ نبی ﷺ نے عرینہ قبیلہ کے لوگوں کو حکم دیا کہ "وہ صدقہ کے اونٹوں میں چلے جائیں اور ان کا پیشاب اور دودھ پئیں۔" لیکن آپ نے ان کے نو مسلم ہونے کے باوجود نہ انھیں منہ اور ہاتھ دھونے کا حکم دیا اور نہ وہ برتن ہی دھونے کا حکم دیا جن میں اونٹوں کا پیشاب تھا۔ چنانچہ اگر جانوروں کے پیشاب کا حکم انسان کے پیشاب جیسا ہوتا تو اس کی وضاحت کرنا واجب تھا کیونکہ وقت ضرورت بیان سے تاخیر جائز نہیں ہے۔ بالخصوص پیشاب کو حلال دودھ سے ملانا جب کہ خبیث چیزوں سے علاج کے بارے نبی ﷺ سے ممانعت کی کئی احادیث منقول ہیں۔ (یہ ساری چیزیں اس حلال جانوروں پیشاب کے پاک ہونے کی دلیل ہیں)۔

۲۔ صحیح مسلم میں روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھی اور ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



باڑوں میں نماز پڑھنے کی غیر مشروط اجازت دی۔ سو اگر بکری کی مینگنیاں (اور پیشاب) نجس ہوتا تو ان باڑوں کا حکم انسانی لیٹرینوں کی مثل ہوتا اور آپ مطلق طور پر ان میں نماز پڑھنے سے روک دیتے یا ان میں نماز پڑھتے وقت ایسی چیز کا استعمال کرتے جو ان مینگنیوں اور نمازی کے درمیان رکاوٹ ہوتی۔ چنانچہ جب سنت میں یہ رخصت آ چکی ہے تو انسانوں کے پیشاب اور بکریوں کے پیشاب کو یکساں قرار دینے والا سنت کی خلاف ورزی کرتا ہے۔

۳۔ یہ بھی ثابت ہے کہ نبی نے بیت اللہ کا طواف اونٹ پر کیا ہے اس امکان کے ساتھ کہ اونٹ پیشاب کر سکتا تھا۔ (حلال جانوروں کے پیشاب اور گوبر کے پاک ہونے کی یہ بھی دلیل ہے) کہ مسلمان ہمیشہ سے گائے اور بیلوں کے ساتھ غلہ گاہتے رہے ہیں جب کہ غلہ گاہنے سے ان کا پیشاب اور گوبر بکثرت غلے میں پایا جاتا ہے۔

۴۔ اشیاء کی اصل طہارت ہے اور کسی بھی چیز کو دلیل کے بغیر نجس قرار نہیں دیا جا سکتا۔ حلال جانوروں کے پیشاب اور گوبر، لید کے نجس ہونے کی کوئی دلیل نہ کتاب وسنت میں ہے، نہ اجماع میں اور نہ قیاس صحیح کی رو سے یہ ثابت ہے۔" ①

## حرام جانوروں کے پیشاب کا حکم:

حرام جانوروں کے پیشاب اور گوبر لید کے بارے میں شرعی نص کی رو سے جس جانور کا پیشاب اور لید نجس قرار پائے گا وہ نجس ہے اور باقی پیشاب اور گوبر لید پاک ہیں کہ اشیاء میں اصل طہارت ہے اور براءت اصلیہ کی رو سے انھیں پاک ہی تسلیم کیا جائے گا۔

❁ امام شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"بول و براز کے بارے میں حتمی قول یہ ہے کہ انسان کے پیشاب، پاخانے اور خچر گدھے کی لید کی نجاست پر اکتفا کیا جائے گا۔ باقی تمام حرام جانوروں کے

① مجموع فتاوىٰ ابن تيمية : ٢١/ ٦١٣، ٦١٤، ٦١٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پیشاب اور گوبر لید کے متعلق قاعدہ یہ ہے کہ اگر کسی جانور کے پیشاب اور گوبر لید کی طہارت کے بارے میں دلیل مل جائے تو اسے طاہر مانا جائے گا اگر نجاست کی دلیل مل جائے تو اسے نجس تسلیم کیا جائے گا اور طہارت ونجاست پر کوئی دلیل نہ ملے تو اسے ہر چیز کی اصل اور براءت اصلیہ کے قاعدہ کی رو سے طاہر مانا جائے گا۔'' ①

## مشرکین کی نجاست:

مشرکین عقیدہ اور نظریے کے لحاظ سے اعتقادی نجس ہیں، جسمانی لحاظ سے نجس نہیں اور قرآن حکیم میں ان کو جو نجس قرار دیا گیا ہے، وہ اسی تناظر میں ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ ﴾ [ التوبة : ٢٨ ]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! مشرک تو محض نجس ہی ہیں۔''

## فائدہ:

اس آیت سے مراد مشرکین کا اعتقادی وحکمی نجس ہونا ہے۔ فی ذاتہ ان کے جسموں اور ذاتوں کا نجس ہونا مراد نہیں۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''یہ آیت اور صحیح بخاری کی یہ حدیث کہ مومن نجس نہیں ہوتا دلیل ہیں کہ مشرک نجس ہے، لیکن جمہور علماء کا موقف ہے کہ مشرک جسم اور ذات کے لحاظ سے نجس نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کا کھانا حلال کیا ہے۔'' ②

مشرکین جسمانی طور پر نجس نہیں، ان کی نجاست حکمی ہے، اس کے مزید دلائل درج

---

① نیل الأوطار: ١/ ٦١، ٦٢۔ نیز نواب صدیق الحسن خان نے بھی نجاستوں کے بارے میں یہی موقف اختیار کیا ہے۔ التعليقات الرضية على الروضة الندية: ١/ ١٠٧۔

② تفسیر ابن کثیر: ٤/ ١١٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ذیل ہیں۔

۱۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۭ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۠ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۡ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ ﴾ [ المائدة : ٥ ]

"آج تمھارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئی ہیں اور ان لوگوں کا کھانا تمھارے لیے حلال ہے جنھیں کتاب دی گئی اور تمھارا کھانا ان کے لیے حلال ہے اور مومن عورتوں میں سے پاک دامن عورتیں اور ان لوگوں کی پاک دامن عورتیں جنھیں تم سے پہلے کتاب دی گئی۔"

۲۔ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکہ عورت کے مشکیزوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پانی پینے اور جانوروں کو پلانے کا حکم دیا اور جنبی شخص کو غسل کروایا۔" ①

یہ حدیث مشرکین کے جسمانی لحاظ سے پاک ہونے کی دلیل ہے کیونکہ مشکیزے بھرتے وقت لازمی عورت کے ہاتھ مشکیزوں سے لگے ہیں اور ہاتھوں کو لگا ہوا پانی بھی مشکیزوں میں داخل ہے۔ ایسے پانی کو استعمال کرنے کی اجازت دینا مشرکین کے جسمانی طہارت کی دلیل ہے۔

۳۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

« كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُصِيْبُ مِنْ آنِيَةِ الْمُشْرِكِيْنَ، وَأَسْقِيَتِهِمْ فَنَسْتَمْتِعُ بِهَا، فَلَا يَعِيْبُ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ » ②

"ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑائی میں حصہ لیتے اور مشرکین کے برتن اور

---

① صحيح بخاری : ٣٤٤۔ صحيح مسلم : ٦٨٢۔

② صحيح: مسند أحمد: ٣٧٩/٣۔ سنن أبی داوٗد: ٣٨٣٨۔ سنن بيهقی: ٣٢/١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مشکیزے حاصل کر کے ان سے فائدہ اٹھاتے تھے اور کوئی بھی شخص ان پر نکتہ چینی نہیں کرتا تھا۔"

نیز امام شوکانی نے اور نواب صدیق الحسن نے مشرکین کی جسمانی طہارت والا موقف اختیار کیا ہے۔ ①

## نجاستوں کی تطہیر کا طریقہ کار:

مختلف نجاستوں کی تطہیر وصفائی کے طریقے مختلف ہیں، سو جس نجاست کی تطہیر کے لیے جو شرعی طریقہ کار طے ہے وہی استعمال کرنا چاہیے۔ نواب صدیق الحسن خان بیان کرتے ہیں:

"نجاستوں کی تطہیر وصفائی کا خلاصہ یہ ہے کہ شارع نے نجاستوں کی تطہیر کی جس کیفیت کی ہمیں تعلیم دی ہے اس کیفیت پر اکتفا کرنا ہم پر واجب ہے اور جس چیز کے نجس ہونے کی شرعی دلیل وارد ہے لیکن اس کی تطہیر کا طریقہ بیان نہیں ہوا تو ہم پر اس نجاست کو سرے سے ختم کرنا لازم ہے حتی کہ اس کی اصل، رنگ، بو اور ذائقہ ختم ہو جائے۔" ②

### ا۔ حیض آلود کپڑے کی صفائی کا طریقہ:

حیض اور نفاس آلود کپڑے کو انگلیوں سے اچھی طرح کھرچ کر، پھر اسے خوب اچھی طرح مل کر دھونا چاہیے اور صفائی میں مبالغہ کرنا چاہیے حتیٰ کہ اس کے اثرات کپڑے پر باقی نہ رہیں۔

ا۔ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر

---

① السیل الجرار: ۱/ ۳۸، ۳۹۔ التعلیقات الرضیة علی الروضة الندیة: ۱/ ۱۲۰۔
② التعلیقات الرضیة علی الروضة الندیة: ۱/ ۱۲۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہوئی اور عرض کی: ''ہم میں سے کسی عورت کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو وہ کیا کرے؟'' آپ نے فرمایا:

(( تَحُتُّهُ، ثُمَّ تَقْرُصُهُ بِالْمَاءِ، ثُمَّ تَنْضَحُهُ، ثُمَّ تُصَلِّي فِيهِ )) ①

''وہ اسے ناخنوں سے کھرچے، پھر اسے پانی کے ساتھ ملے، پھر اس پر پانی بہائے پھر اس میں نماز پڑھے۔''

۲۔ سیدہ ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کپڑے پر لگے ہوئے حیض کے خون کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

(( حُكِّيهِ بِضِلْعٍ، وَاغْسِلِيهِ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ )) ②

''اسے ٹیڑھی لکڑی سے کھرچ اور پانی اور بیری کے پتوں سے دھو دے۔''

## فوائد:

❁ امیر یمانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''یہ حدیث دلیل ہے کہ حیض کا خون پلید ہے، اسے دھونا واجب ہے اور اس کے ازالہ کے لیے اسے ناخنوں سے کھرچنا، انگلیوں سے ملنا اور پھر پانی سے دھونے میں مبالغہ کرنا چاہیے تاکہ اس کے اثرات زائل ہو جائیں۔'' ③

## مذی کی تطہیر:

مذی ایک نجس مادہ ہے یہ جسم کے جس حصے مثلاً شرم گاہ اور خصیتین وغیرہ کو لگا ہو تو انھیں دھونا فرض ہے اور اگر کپڑوں کو لگا ہو انھیں دھونے یا ان پر پانی چھڑکنے کا حکم ہے۔ اس طریقے سے پاکی حاصل ہو جاتی ہے۔ یعنی مذی سے متاثرہ جسم اور لباس کو پاک کرنا ضروری

---

① صحیح بخاری: ۲۲۷۔ صحیح مسلم: ۲۹۱۔

② صحیح: سنن أبی داوٗد: ۳۶۳۔ سنن نسائی: ۲۹۳۔ سنن ابن ماجه: ۶۲۸۔

③ سبل السلام: ۵۶/۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے اور پاکی کی دو صورتیں ہیں: جسم کے جس حصے پر مذی لگی ہے اسے دھونا اور کپڑے پر مذی لگی ہے تو اسے دھونا یا اس پر پانی چھڑکنا۔ دلائل حسب ذیل ہیں:

۱۔ سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے مذی کے بارے میں سوال کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ » ①

''وضو کر اور شرم گاہ کو دھو۔''

۲۔ سیدنا عبداللہ بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کے بارے میں پوچھا جو غسل واجب کرتی اور پانی کے بعد پانی (یعنی مذی کے بارے میں سوال کیا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« ذَاكَ الْمَذْيُ، وَكُلُّ فَحْلٍ يَمْذِيْ، فَتَغْسِلُ مِنْ ذَلِكَ فَرْجَكَ وَأُنْثَيَيْكَ، وَتَوَضَّأْ وُضُوْئَكَ لِلصَّلَاةِ » ②

''یہ مذی ہے اور ہر مذکر مذی سے دوچار ہوتا ہے۔ سو تو اس سے اپنی شرم گاہ اور خصیتین دھو لے اور نماز والا وضو کر۔''

۳۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تو انھوں نے مذی جو انسان سے خارج ہوتی ہے کے بارے میں پوچھا کہ وہ اس کا کیا کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« تَوَضَّأْ وَانْضَحْ فَرْجَكَ » ③

''وضو کر اور شرم گاہ کو دھو۔''

---

① صحیح بخاری: ۲۶۹۔ صحیح مسلم: ۳۰۳۔

② صحیح: سنن أبی داؤد: ۲۱۱۔ المنتقی لابن الجارود: ۷۔ ۴۱۳۱۔ صحیح أبی داؤد: ۲۰۶۔ اس کی سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ حرام بن حکیم بن خالد دمشقی ثقہ راوی ہے۔ حافظ ابن حجر بیان کرتے ہیں کہ ابن حزم کا اسے ضعیف کہنا اور ابن قطان الفاسی کا اسے مجہول الحال قرار دینا درست نہیں بلکہ یہ ثقہ راوی ہے جیسا کہ عجلی اور دیگر محدثین نے اسے ثقہ کہا ہے۔ تہذیب التہذیب: ۱/ ۶۸۴: ۱۳۷۵۔

③ صحیح مسلم: ۳۰۳۔ سنن نسائی: ۴۳۹۔ صحیح ابن خزیمة: ۲۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے اور پاکی کی دو صورتیں ہیں: جسم کے جس حصے پر مذی لگی ہے اسے دھونا اور کپڑے پر مذی لگی ہے تو اسے دھونا یا اس پر پانی چھڑکنا۔ دلائل حسب ذیل ہیں:

۱۔ سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے مذی کے بارے میں سوال کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ » ①

''وضو کر اور شرم گاہ کو دھو۔''

۲۔ سیدنا عبداللہ بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کے بارے میں پوچھا جو غسل واجب کرتی اور پانی کے بعد پانی (یعنی مذی کے بارے میں سوال کیا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« ذَاكَ الْمَذْيُ، وَكُلُّ فَحْلٍ يَمْذِيْ، فَتَغْسِلُ مِنْ ذَلِكَ فَرْجَكَ وَأُنْثَيَيْكَ، وَتَوَضَّأْ وُضُوْئَكَ لِلصَّلَاةِ » ②

''یہ مذی ہے اور ہر مذکر مذی سے دوچار ہوتا ہے۔ سو تو اس سے اپنی شرم گاہ اور خصیتین دھو لے اور نماز والا وضو کر۔''

۳۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تو انھوں نے مذی جو انسان سے خارج ہوتی ہے کے بارے میں پوچھا کہ وہ اس کا کیا کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« تَوَضَّأْ وَانْضَحْ فَرْجَكَ » ③

''وضو کر اور شرم گا کو دھو۔''

---

① صحیح بخاری: ۲۶۹۔ صحیح مسلم: ۳۰۳۔

② صحیح: سنن أبی داؤد: ۲۱۱۔ المنتقی لابن الجارود: ۷۔ ۴۱۳۱۔ صحیح أبی داؤد: ۲۰۶۔ اس کی سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ حرام بن حکیم بن خالد دمشقی ثقہ راوی ہے۔ حافظ ابن حجر بیان کرتے ہیں کہ ابن حزم کا اسے ضعیف کہنا اور ابن قطان الفاسی کا اسے مجہول الحال قرار دینا درست نہیں بلکہ یہ ثقہ راوی ہے جیسا کہ عجلی اور دیگر محدثین نے اسے ثقہ کہا ہے۔ تہذیب التہذیب: ۱/ ۶۸۴: ۱۳۷۵۔

③ صحیح مسلم: ۳۰۳۔ سنن نسائی: ۴۳۹۔ صحیح ابن خزیمة: ۲۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## فوائد:

❁ امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

۱۔ "وانضح فرجك" کا معنی ہے شرم گاہ دھوئیے، کیونکہ نضح کا معنی دھونا بھی ہوتا ہے اور پانی چھڑکنا بھی اور دوسری روایت میں عضو خاص کو دھونے کا حکم ہے سو نضح کو اس دھونے پر محمول کیا جائے گا۔

۲۔ مذی کے خارج ہونے سے غسل واجب نہیں ہوتا، اس سے وضو واجب ہوتا ہے نیز یہ نجس ہے اسی لیے تو عضو خاص کا دھونا واجب قرار دیا ہے۔ ①

## مذی لگے ہوئے لباس کا حکم:

اگر لباس پر مذی لگی ہے تو اسے دھو کر یا پانی چھڑک کر صاف کرنا ضروری ہے۔

سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے مذی کی وجہ سے سخت مشقت جھیلنا پڑتی تھی اس لیے کہ میں اس سے کثرت سے غسل کرتا تھا۔ چنانچہ میں نے اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّمَا يُجْزِيْكَ مِنْ ذَلِكَ الْوُضُوْءُ، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَكَيْفَ بِمَا يُصِيْبُ ثَوْبِيْ مِنْهُ؟ قَالَ: يَكْفِيْكَ بِأَنْ تَأْخُذَ كَفًّا مِنْ مَّاءٍ فَتَنْضَحَ بِهَا مِنْ ثَوْبِكَ حَيْثُ تَرَى أَنَّهُ أَصَابَهُ» ②

"تجھے اس سے وضو کافی ہے۔" میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ! جو (مذی) میرے کپڑے کو لگ جائے اس کا کیا کروں؟" آپ نے فرمایا: "تجھے کافی ہے کہ تو پانی کا ایک چلو لے اور اسے اپنے کپڑے پر چھڑک دے جہاں تو خیال

---

① شرح النووی: ۲۱۳/۳۔

② حسن: سنن أبی داؤد: ۲۱۰۔ جامع ترمذی: ۱۱۵۔ سنن ابن ماجه: ۵۰۶۔ صحیح ابن حبان: ۱۱۰۳۔ صحیح أبی داؤد: ۲۰۵۔ محمد بن اسحاق صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کرے کہ وہ لگی ہے۔"

## فوائد:

۱۔ امام ترمذی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ العِلْمِ فِي المَذْيِ يُصِيبُ الثَّوْبَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا يُجْزِئُ إِلَّا الغَسْلُ، وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ، وَإِسْحَاقَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: يُجْزِئُهُ النَّضْحُ، وقَالَ أَحْمَد: أَرْجُو أَنْ يُجْزِئَهُ النَّضْحُ بِالمَاءِ » ①

"کپڑوں پر لگی مذی کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ اسے دھونا ہی کفایت کرتا ہے، یہ شافعی اور اسحاق کا موقف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اسے پانی چھڑکنا ہی کفایت کرتا ہے اور احمد کہتے ہیں: میں امید کرتا ہوں کہ اس پر پانی چھڑکنا کافی ہے۔"

۲۔ امام شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مذی کو دھونے کا حکم عضو خاص کے لیے ہے، کپڑے کے دھونے کا حکم نہیں، جو علماء میں محل نزاع ہے۔ مذکورہ روایت جس میں مذی لگے ہوئے کپڑے پر پانی چھڑکنے کا حکم ہے، کوئی بھی روایت اس کے معارض نہیں ہے۔ سو ( مذی لگے ہوئے کپڑے ) پر پانی چھڑکنے پر کفایت کرنا صحیح اور ( طہارت کے لیے ) کافی ہے۔ (اس بحث کو نقل کرنے کے بعد شمس الحق عظیم آبادی کہتے ہیں: ) شوکانی کی رائے برحق ہے اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مذی نجس ہے، اس سے شرم گاہ کو دھویا جائے گا اور جس کپڑے کو لگی ہے اس پر پانی چھڑکا جائے گا اور ( کپڑے پر پانی چھڑکنا ) دھونے کی طرف کفایت کرتا ہے۔" ②

---

① جامع ترمذی: بعد از حدیث: ۱۱۵۔

② عون المعبود: ۱/۲۱۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## ۳۔ زمین کی تطہیر:

اگر زمین پر نجاست لگی ہو اور اسے دھونا ممکن ہو تو اسے دھونا لازم ہے، لیکن اگر زمین پر پیشاب وغیرہ کی صورت میں ایسی نجاست لگی ہے جسے دھونا ممکن نہیں تو پانی کی زیادہ مقدار بہانے سے اس کی تطہیر ہو جاتی ہے۔ اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

۱۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی کھڑا ہوا اور مسجد میں پیشاب کر دیا اور لوگوں نے اسے پکڑا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا:

« دَعُوْهُ وَهَرِيْقُوْا عَلَى بَوْلِهِ سَجْلًا مِنْ مَاءٍ، أَوْ ذَنُوْبًا مِنْ مَاءٍ، فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ، وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ » ①

''اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر ایک ڈول پانی بہاؤ۔ تم آسانی دینے کے لیے بھیجے گئے ہو، تنگی دینے کے لیے نہیں۔''

۲۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں تھے کہ ایک دیہاتی شخص آیا اور کھڑا ہو کر مسجد میں پیشاب کرنے لگا۔ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: رک جا، رک جا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے پیشاب کرنے سے نہ روکو، اسے چھوڑ دو تو انھوں نے اسے چھوڑ دیا حتی کہ اس نے پیشاب کر لیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا اور فرمایا:

« إِنَّ هَذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِنْ هَذَا الْبَوْلِ وَلَا الْقَذَرِ، إِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَالصَّلَاةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ » ②

''یہ مساجد پیشاب اور گندگی کے لیے موزوں نہیں ہیں۔ یہ تو اللہ عزوجل کے ذکر، نماز اور تلاوت قرآن کے لیے ہیں۔'' پھر آپ نے ایک شخص کو حکم دیا، وہ پانی کا ڈول لے کر آیا اور اس پر بہا دیا۔'' ③

---

① صحیح بخاری: ۲۲۰۔ ② صحیح بخاری: ۲۲۰۔ ③ صحیح مسلم: ۲۸۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## فوائد:

۱۔ امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''یہ حدیث دلیل ہے کہ زمین پر پانی بہانے سے زمین پاک ہو جاتی ہے، زمین کی تطہیر کے لیے اسے کھودنے کی شرط لگانا درست نہیں۔ شافعیہ اور جمہور علماء اس موقف کے قائل ہیں۔''①

۲۔ امام شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''اس حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے کہ نجس زمین کی تطہیر پانی سے ہوتی ہے، سورج اور ہوا کے زمین کو خشک کرنے سے نہیں۔ کیونکہ اگر زمین کے خشک کرنے سے اس کی تطہیر کفایت کرتی تو پانی طلب کرنے کی تکلیف کی ضرورت پیش نہ آتی۔ عترہ، شافعی، مالک اور زفر اس موقف کے قائل ہیں جب کہ ابوحنیفہ اور ابو یوسف کہتے ہیں: ہوا اور دھوپ نجاست کو پاک کر دیتی ہیں کیونکہ یہ نجاست کا حکم تبدیل کر دیتی ہیں۔'' ②

## احناف کا موقف:

❁ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''ہمارے اصحاب (احناف) بیان کرتے ہیں: اگر زمین کو گندگی لگے تو اگر زمین نرم ہے تو اس پر پانی بہایا جائے گا حتی کہ وہ زمین کی تہہ میں چلا جائے اور زمین پر نجاست بالکل باقی نہ رہے تو اس کی طہارت کا حکم لگایا جائے گا اور اس میں دھونے کی تعداد کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ یہ دھونے والے کے اجتہاد اور ظن غالب پر موقوف ہے۔''

---

① شرح النووی: ۱۹۱/۳۔
② نیل الأوطار: ۵۳/۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لیکن اگر زمین سخت ہے اور بلند ہے تو اس کے نیچے ایک گڑھا کھودا جائے گا اور اس پر تین مرتبہ پانی بہایا جائے گا اور اسے اس کی طرف نیچے دھکیل دیا جائے گا پھر اس گڑھے کو مٹی سے دبا دیا جائے گا۔ پھر اگر زمین ہموار ہو کہ اس سے پانی زائل نہ ہو سکے تو اسے دھویا نہ جائے کیونکہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ بلکہ ایسی زمین کو کھودا جائے گا۔ ابوحنیفہ کہتے ہیں: نجس زمین اس وقت تک پاک نہیں ہوتی جب تک اسے اس جگہ تک کھودا نہ جائے جہاں تک نجاست پہنچی ہے اور وہ نجس زدہ مٹی منتقل نہ کی جائے۔" ①

## دلائل:

احناف نے درج ذیل دلائل سے استدلال کیا ہے۔

۱۔ عبداللہ بن معقل بن مقرن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی نے مسجد کے ایک کونے میں پیشاب کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا:

« خُذُوْا مَا بَالَ عَلَيْهِ مِنَ التُّرَابِ فَأَلْقُوْهُ، وَأَهْرِيْقُوْا عَلَى مَكَانِهِ مَاءً » ②

"جس جگہ اس نے پیشاب کیا ہے وہاں مٹی پھینک دو اور اس جگہ پانی بہا دو۔"

۲۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

« جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَانِهِ فَاحْتُفِرَ فَصُبَّ عَلَيْهِ دَلْوٌ مِنْ مَاءٍ » ③

---

① عمدة القاری: ۱۲۶/۳۔ تحفة الأحوذی: ۳۳۳/۱۔

② مرسل: سنن أبی داؤد: ۳۸۱۔ المراسیل لأبی داؤد: ۱۱۔ سنن دارقطنی: ۴۷۹۔ معرفة السنن و الآثار: ۵۰۶۰۔ امام ابوداؤد اور امام دارقطنی اس روایت کو بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ یہ روایت مرسل ہے، عبداللہ بن معقل بن مقرن تابعی ہے اور ان کا نبی ﷺ سے سماع ثابت نہیں۔

③ ضعیف: سنن دارقطنی: ۴۷۷۔ مسند أبی یعلی: ۳۶۲۶۔ سمعان بن مالک کمزور راوی ہے۔ امام ذہبی کہتے ہیں: ابو زرعہ نے اس کمزور کہا ہے اور ابن خراش اسے مجہول کہتے ہیں۔ [ میزان الاعتدال: ۳۲۸/۳ ]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''ایک دیہاتی آیا اور اس نے مسجد میں پیشاب کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ کے بارے میں حکم دیا، اسے کھودا گیا پھر اس پر پانی کا ایک ڈول بہایا گیا۔''

۳۔ طاؤس تابعی بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے مارنے لگے تو نبی ﷺ نے فرمایا:

« اِحْفُرُوْا مَكَانَهُ، وَاطْرَحُوْا عَلَيْهِ دَلْوًا مِنْ مَاءٍ » ①

''یہ جگہ کھود دو اور اس پر پانی کا ایک ڈول بہاؤ۔''

## راجح موقف:

دلائل کی رو سے جمہور علماء کا موقف راجح ہے کہ زمین پر پیشاب وغیرہ کی صورت میں پھیلی ہوئی نجاست کو دھونا لازم نہیں، اگر دھونے کی سہولت میسر ہے تو اسے دھونا افضل ہے، لیکن اگر دھونا ممکن نہ ہو تو زیادہ پانی بہا دینے سے اس کی تطہیر ہو جاتی ہے۔

## زمین کے خشک ہونے سے تطہیر:

گھر، مسجد یا زیر استعمال رہائشی جگہوں پر نجاست دیکھنے والے پر اسے زائل کرنا لازم ہے، اس غرض سے چھوڑنا کہ ہوا یا دھوپ سے خشک ہو کر یہ زائل ہو جائے، یہ طریقہ درست نہیں۔ کیونکہ یہ طریقہ گزشتہ احادیث کے خلاف ہے۔ نیز اس بارے میں جو احادیث بیان کی جاتی ہیں، وہ غیر ثابت ہیں۔

۱۔ ابو قلابہ بیان کرتے ہیں:

« جُفُوْفُ الْأَرْضِ طُهُوْرُهَا » ②

''زمین کا خشک ہونا اس کی صفائی ہے۔''

---

① مرسل ضعیف: مصنف عبد الرزاق: ۱۶۵۹۔ یہ روایت مرسل ہے اور اس میں عبد الرزاق اور سفیان بن عیینہ کی تدلیس ہے۔

② ضعیف: مصنف عبد الرزاق: ۵۱۴۳۔ عبد الرزاق بن ہمام کی تدلیس ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ ابو جعفر محمد بن علی باقر بیان کرتے ہیں:

« زَكَاةُ الْأَرْضِ يُبْسُهَا » ①

''زمین کی پاکی اس کا خشک ہونا ہے۔''

حافظ ابن حجر بیان کرتے ہیں کہ احناف نے (اس طرح کے آثار سے) دلیل لی ہے کہ (نجاست زدہ زمین کو دھونا لازم نہیں بلکہ اسے نجاست ہی کی حالت میں رہنے دیا جائے تاوقتیکہ وہ خشک ہو کر زائل ہو جائے درست ہے) جب کہ اس موقف کی کوئی مرفوع حدیث سرے سے ثابت نہیں ہے۔ ②

علامہ زیلعی حنفی گزشتہ آثار کو بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں: (ایک طرف احناف کا یہ موقف کہ نجاست زدہ زمین کو اسی حالت میں رہنے دینا کہ وہ خشک ہو کر زائل ہو جائے) لیکن مخالف موقف کے حامل لوگوں نے صحیح مسلم کی اس روایت سے استدلال کیا ہے (کہ نجاست زدہ زمین کو اسی حالت میں رہنے دینا درست نہیں بلکہ پانی کے ذریعے اس کی تطہیر لازم ہے اور دلیل کے طور پر یہ حدیث پیش کی ہے)۔ سیدنا انس بن مالک بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں مسجد میں تھے کہ ایک دیہاتی آیا اور کھڑے ہو کر مسجد میں پیشاب کرنے لگا تو آپ نے فرمایا: اسے پیشاب سے نہ روکو، چنانچہ انھوں نے اسے چھوڑ دیا حتی کہ اس نے پیشاب کیا۔ پھر آپ نے ایک شخص کو حکم دیا تو پانی کا ایک ڈول لایا اور اس پر بہا دیا۔ ③

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ نجاست زدہ زمین سے نجاست کو زائل کرنا لازم ہے، اسے اس خاطر صاف نہ کرنا کہ خشک ہو کر زائل ہو جائے گی، یہ طریقہ درست نہیں، خلاف سنت ہے۔ البتہ اگر بغیر کسی کوتاہی اور سستی کے نجاست زدہ زمین دھوپ اور ہوا سے خشک ہو

---

① حسن: مصنف ابن أبی شیبة: ٦٢٤۔ مطلب بن زیاد صدوق راوی ہے۔

② التلخیص الحبیر: ١/١٨٣۔

③ نصب الرایة: ١/٢٧٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جائے اور نجاست کے اثرات تحلیل ہو جائیں تو اس صورت میں زمین پاک متصور ہو گی۔ دلیل حسب ذیل ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

« كَانَتِ الكِلَابُ تَبُوْلُ، وَتُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِي المَسْجِدِ فِي زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرُشُّوْنَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ » ①

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں کتے مسجد میں پیشاب کرتے اور آتے جاتے تھے لیکن وہ اس سے کچھ بھی نہیں دھوتے تھے۔''

## فوائد:

۱۔ امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ زمین خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے اور یہ عنوان قائم کیا ہے:

« بَابٌ فِي طُهُوْرِ الْأَرْضِ إِذَا يَبِسَتْ »

اس مسئلہ کا بیان کہ زمین جب خشک ہو تو پاک ہو جاتی ہے۔''

۲۔ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''یہ حدیث دلیل ہے کہ اگر زمین پر نجاست لگے اور وہ دھوپ یا ہوا سے خشک ہو جائے اور اس کا اثر ختم ہو جاتے تو پاک ہو جاتی ہے کیونکہ صحابہ کا کتوں کے پیشاب پر پانی نہ چھڑکنا زمین کے خشک ہونے اور پاک ہونے پر دلالت کرتا ہے۔'' ②

## شیر خوار بچے کے پیشاب کی تطہیر:

ایسا شیر خوار بچہ جس کی غذا کا اکثر انحصار دودھ پر ہے، مدت رضاعت میں اس کا پیشاب

① صحیح بخاری : ۔ سنن أبی داؤد : ۳۸۲۔

② عون المعبود : ۲/ ۵۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بھی نجس ہی ہے البتہ اس نجاست کی تطہیر میں تخفیف ہے کہ اسے دھونا لازم نہیں بلکہ پانی کے چھینٹے مارنے ہی سے اس کی تطہیر ہو جاتی ہے۔ شیر خوار بچی اور باقی مرد و زن کے پیشاب کو دھونا واجب ہے۔

❁ سیدہ لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی گود میں پیشاب کر دیا تو میں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ! اپنا کپڑا مجھے دیجیے اور آپ کوئی اور کپڑا پہن لیجیے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا:

« إِنَّمَا يُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الذَّكَرِ وَيُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْأُنْثَى » ①

''لڑکے کے پیشاب سے تو چھینٹے مارے جاتے ہیں اور لڑکی کے پیشاب سے (کپڑا) دھویا جاتا ہے۔''

یہ (شیر خوار بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارنے کا) حکم اس وقت تک ہے جب بچے کی خوراک دودھ ہو، جب خوراک دودھ نہ رہے یا رضاعت کی مدت ختم ہو جائے تو اس کے پیشاب کو دھونا بھی واجب ہو جائے گا۔ اس کی توضیح قتادہ بن دعامہ معروف تابعی یوں بیان کرتے ہیں:

« هَذَا مَا لَمْ يَطْعَمَا الطَّعَامَ، فَإِذَا طَعِمَا غُسِلَا جَمِيعًا » ②

''یہ (شیر خوار بچے کے پیشاب سے چھینٹے مارنا اور بچی کے پیشاب سے دھونا) اس وقت تک ہے جب یہ دونوں خوراک نہ کھاتے ہوں اور جب یہ دونوں خوراک کھانے لگیں تو دونوں کے پیشاب سے دھویا جائے گا۔''

## جوتوں کی تطہیر:

نجس زدہ جوتوں کی تطہیر کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں، جن کی تفصیل درج

---

① حسن: سنن أبي داوٗد: ۳۷۵۔ سنن ابن ماجه: ۵۲۲۔

② سنن أبي داوٗد: بعد از حديث: ۳۷۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ذیل ہے۔ ا۔ عترہ، شافعی اور محمد کا موقف ہے کہ جوتوں پر لگی خشک اور تر نجاست زمین پر رگڑنے سے پاک نہیں ہوتی۔ ۲۔ اکثر علماء کا موقف ہے کہ جوتوں پر لگی خشک نجاست زمین پر رگڑنے سے صاف ہو جاتی ہے لیکن تر نجاست نہیں۔ ۳۔ اوزاعی، ابو حنیفہ، ابو یوسف، ظاہریہ، ابوثور، اسحاق اور احمد کا موقف ہے کہ تر اور خشک نجاست زدہ جوتے زمین پر رگڑنے سے پاک ہو جاتے ہیں۔ ①

## راجح موقف:

نجاست زدہ جوتے رگڑنے سے پاک ہو جاتے ہیں، نجاست خواہ تر ہو یا خشک، دلائل کی رو سے یہ موقف راجح ہے۔ اس موقف کے برحق ہونے کی دلیل درج ذیل ہے:

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلْيَنْظُرْ، فَإِنْ رَأَى فِي نَعْلَيْهِ قَذَرًا أَوْ أَذًى فَلْيَمْسَحْهُ وَلْيُصَلِّ فِيهِمَا » ②

''جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں آئے تو وہ دیکھے، اگر اس کے جوتوں میں نجاست یا گندگی ہے تو اسے رگڑ کر صاف کرے اور ان میں نماز پڑھ لے۔''

## فائدہ:

علامہ شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''راجح بات یہ ہے کہ نجاست کی اقسام (تر اور خشک) میں کوئی فرق نہیں، بلکہ ہر وہ نجاست جو جوتوں کے ساتھ چپکی ہو اور اس پر نجاست کا اطلاق ہوتا ہو، زمین پر جوتا رگڑنے سے اس کی صفائی ہو جاتی ہے۔'' ③

---

① نيل الأوطار: ١/ ٥٥۔

② صحيح: سنن أبي داوٗد: ٦٥٠۔ صحيح ابن خزيمة: مستدرك حاكم: ١/ ٢٦٠۔ سنن بيهقي: ٢/ ٤٣١۔ إرواء الغليل: ٢٨٤۔

③ نيل الأوطار: ١/ ٥٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## عورت کی چادر اور برقع کی تطہیر:

عورتیں پردے کے لیے عموماً لمبی چادریں اور برقعے پہنتی ہیں، جن کے پلو زمین سے لگتے ہیں۔ ایسی صورت میں اگر کسی نجس زدہ زمین سے گزرنا پڑے اور پلو پر نجاست لگ جائے تو بعد والی پاک زمین اس کی تطہیر کا ذریعہ ہے۔

❁ بنو عبد الاشہل قبیلے کی ایک عورت (صحابیہ) بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ!

« إِنَّ لَنَا طَرِيْقًا إِلَى الْمَسْجِدِ مُنْتِنَةً فَكَيْفَ نَفْعَلُ إِذَا مُطِرْنَا؟ قَالَ: أَلَيْسَ بَعْدَهَا طَرِيْقٌ هِيَ أَطْيَبُ مِنْهَا؟ قَالَتْ : قُلْتُ : بَلَى، قَالَ : فَهَذِهِ بِهَذِهِ »[1]

''بلاشبہ مسجد کی طرف جانے والا ہمارا راستہ گندا ہے، سو جب بارش ہو تو ہم کیا کریں؟'' آپ نے فرمایا: ''اس کے بعد صاف راستہ بھی ہے؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: ''اس سے اس کی تلافی ہو جائے گی۔''

## جس برتن میں کتا منہ ڈال دے:

جس برتن میں کتا منہ ڈال دے اس برتن اور اس میں موجود ماکول و مشروب کی نجاست پر تو سبھی کا اتفاق ہے۔ البتہ اس برتن کو کتنی مرتبہ دھویا جائے؟ دھونے کی تعداد کے بارے میں اختلاف ہے۔

## پہلا موقف:

سیدنا عبد اللہ بن عباس، عروہ بن زبیر، محمد بن سیرین، طاؤس، عمرو بن دینار، اوزاعی، مالک، شافعی، احمد بن حنبل، اسحاق، ابوثور، ابوعبید اور داؤد ظاہری کا موقف ہے کہ جس برتن

---

[1] صحيح: سنن أبي داؤد : ٣٨٤۔ سنن ابن ماجه : ٥٣٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں کتا منہ ڈالے اسے سات مرتبہ دھونا واجب ہے۔ ①

اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيُرِقْهُ ثُمَّ لِيَغْسِلْهُ سَبْعَ مِرَارٍ » ②

''جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈالے تو اسے انڈیل دے پھر اسے سات مرتبہ دھوئے۔''

۲۔ محمد بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اس کا کیا حکم ہے؟ انھوں نے کہا:

« يُهَرَاقُ وَيُغْسَلُ سَبْعَ مَرَّات » ③

''ایسے برتن کو انڈیل دیا جائے اور اسے سات مرتبہ دھویا جائے۔''

## دوسرا موقف:

ابو حنیفہ کا موقف ہے کہ جس برتن میں کتا منہ ڈالے اسے تین مرتبہ دھونا کافی ہے۔

اس موقف کے قائلین کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

« إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَاهْرِقْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ » ④

''جب کتا برتن میں منہ ڈالے تو اسے انڈیل دے پھر اسے تین مرتبہ۔''

۲۔ عطاء رحمہ اللہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں:

---

① نيل الأوطار: ۱/ ٤٤۔ تحفة الأحوذی: ۱/ ۲۱۹۔

② صحيح بخاری: ۱۷۲۔ صحيح مسلم: ۲۷۹۔

③ صحيح: سنن دارقطنی: ۱۸۳۔ امام دارقطنی کہتے ہیں کہ یہ روایت موقوف صحیح ہے۔

④ منكر: سنن دارقطنی: ۱۹٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں کتا منہ ڈالے اسے سات مرتبہ دھونا واجب ہے۔ ①

اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيُرِقْهُ ثُمَّ لِيَغْسِلْهُ سَبْعَ مِرَارٍ » ②

''جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈالے تو اسے انڈیل دے پھر اسے سات مرتبہ دھوئے۔''

۲۔ محمد بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اس کا کیا حکم ہے؟ انھوں نے کہا:

« يُهَرَاقُ وَيُغْسَلُ سَبْعَ مَرَّات » ③

''ایسے برتن کو انڈیل دیا جائے اور اسے سات مرتبہ دھویا جائے۔''

## دوسرا موقف:

ابو حنیفہ کا موقف ہے کہ جس برتن میں کتا منہ ڈالے اسے تین مرتبہ دھونا کافی ہے۔

اس موقف کے قائلین کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

« إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَاهْرِقْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ » ④

''جب کتا برتن میں منہ ڈالے تو اسے انڈیل دے پھر اسے تین مرتبہ۔''

۲۔ عطاء رحمہ اللہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں:

---

① نيل الأوطار: ۱/ ٤٤۔ تحفة الأحوذی: ۱/ ۲۱۹۔

② صحيح بخاری: ۱۷۲۔ صحيح مسلم: ۲۷۹۔

③ صحيح: سنن دارقطنی: ۱۸۳۔ امام دارقطنی کہتے ہیں کہ یہ روایت موقوف صحیح ہے۔

④ منكر: سنن دارقطنی: ۱۹٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



« أَنَّهُ كَانَ إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ أَهْرَاقَهُ وَغَسَلَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ » ①

''جب کتا برتن میں منہ ڈالتا تو وہ اسے انڈیل دیتے اور اسے تین مرتبہ دھوتے تھے۔''

## راجح موقف:

جس برتن میں کتا منہ ڈالے دے اس کی تطہیر کی صحیح صورت یہ ہے کہ برتن میں ماکولات ومشروبات میں جو بھی چیز ہے، اسے گرا دیا جائے، اس برتن کو سات مرتبہ دھویا جائے اور پہلی مرتبہ مٹی مل کر دھویا جائے، احادیث نبویہ میں یہی تفصیل منقول ہے۔

## دلائل:

۱۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«طُهُورُ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ، أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أُولَاهُنَّ بِالتُّرَابِ » ②

''تم میں سے کسی کے برتن کی صفائی جب اس میں کتا منہ ڈالے تو اسے سات مرتبہ دھونا ہے، پہلی مرتبہ مٹی کے ساتھ۔''

---

① منکر: سنن دارقطنی: ۱۹۶۔ سلسلة الأحاديث الضعيفة: ۱۳۰۷۔ ان دونوں روایات کی اسناد میں عبد الملک بن أبی سلیمان ہے۔ یہ ثقہ راوی ہے لیکن ثقہ رایوں کی مخالفت کی صورت میں محدثین کے نزدیک اس کی روایت منکر اور غیر ثابت قرار پاتی ہے: یہاں یہ ثقات راویوں کی مخالفت کر رہا ہے کیونکہ ثقہ راوی سے مروی مرفوع اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوف روایات میں ایسے برتن کو سات مرتبہ دھونے کا بیان ہے جس میں کتا منہ ڈال دے، جب کہ عبد الملک بن أبی سلیمان کی روایت میں تین مرتبہ برتن دھونے کا حکم ہے۔ چنانچہ مخالفت کی صورت میں عبد الملک کی روایت منکر قرار پاتی ہے، سو تین مرتبہ برتن دھونے والی موقوف روایات منکر ہیں۔ حافظ ابن حبان کہتے ہیں: یہ ثقہ ثبت ہے، اس کی جن روایات میں تثبت ہے انھیں قبول کیا جائے گا اور جن روایات میں وھم ہے، انھیں چھوڑ دیا جائے گا، بشرطیکہ وہم شدید نہ ہو، پھر جب خطا درستی پر غالب ہوگی تو یہ صورت قابل ترک ہے۔ [ كتاب الثقات لابن حبان۔ الضعيفة : ۱۲۸/۳ ] امام بیہقی یہ روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: اس روایت کو روایت کرنے میں عبد الملک بن أبی سلیمان متفرد ہے اور جب یہ ثقات کی مخالفت کرے تو اس کی روایت مردود ہوتی ہے۔ [ معرفة السنن و الآثار: ۵۸/۲ ]

② صحیح مسلم: ۲۷۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَاغْسِلُوْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ، وَعَفِّرُوْهُ الثَّامِنَةَ فِي التُّرَابِ » ①

''جب کتا برتن میں منہ ڈالے تو اسے سات مرتبہ دھوو اور آٹھویں مرتبہ مٹی سے ملو۔''

فائدہ:

❁ نواب صدیق الحسن خان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''جس برتن میں کتا منہ ڈال دے اس کی تطہیر کی درست صورت وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا ہے کہ اسے مٹی ملی جائے اور سات مرتبہ دھویا جائے۔ راجح بات یہ ہے کہ جن عبادات کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے، ان کی علتوں پر اطلاع پانا شرط نہیں ( بلکہ انھیں تسلیم کرنا اور ان پر عمل کرنا شرط ہے )۔ چنانچہ ہمارے لیے صحیح صورت یہ ہے کہ ہم کتے کے نجس زدہ برتن کی تطہیر کے لیے احادیث صحیحہ میں مذکور طریقہ کار کو اختیار کریں اور اس کے مخالف دلائل کی طرف مائل نہ ہوں۔ کیونکہ علمائے امت کے اقوال سے ثابت شدہ شریعت کو تبدیل کرنا حلال نہیں ہے، خواہ مخالف شریعت کی بات تمام علمائے امت کی طرف منسوب ہو یا بعض کی طرف۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے سنت مطہرہ کو علماء کے اقوال سے محفوظ رکھا ہے، جیسا کہ فقہ کی کتب اور شروحات میں یہ بات معروف ہے۔'' ②

## احادیث کی تطبیق:

کتا جس برتن میں منہ ڈالے اس کی تطہیر کے متعلق مروی روایات میں کچھ احادیث

---

① صحيح مسلم : ٢٨٠۔ سنن أبي داوٗد : ٧٤۔

② التعليقات الرضية على الروضة الندية : ١/ ١١٢، ١١٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں بظاہر اختلاف نظر آتا ہے، جب کہ حقیقت میں یہ اختلاف نہیں ہے، علماء نے ان تعارض کو احسن انداز سے حل کیا ہے، لہٰذا ایسے حل شدہ تعارض کو بنیاد بنا کر حقیقت سے اعراض اور انحراف درست نہیں۔

## پہلا تعارض:

کتے کے نجس زدہ برتن کو مٹی سے دھونے کا حکم ہے، لیکن مٹی کے ساتھ پہلی مرتبہ برتن دھویا جائے یا آخری مرتبہ، اس میں تعارض ہے اور دو طرح کی روایات منقول ہیں۔ ایک روایت میں پہلی مرتبہ دھونے کا حکم ہے اور دوسری روایت میں پہلی یا آخری مرتبہ مٹی سے ملنے کا اختیاری حکم ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« طُهُوْرُ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ، أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أُوْلَاهُنَّ بِالتُّرَابِ » ①

''تم میں سے کسی کے برتن کی صفائی جب اس میں کتا منہ ڈالے تو اسے سات مرتبہ دھونا ہے، پہلی مرتبہ مٹی کے ساتھ۔''

۲۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« يُغْسَلُ الإِنَاءُ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الكَلْبُ سَبْعَ مَرَّاتٍ، أُولَاهُنَّ أَوْ أُخْرَاهُنَّ بِالتُّرَابِ » ②

''جب برتن میں کتا منہ ڈالے تو اسے سات مرتبہ دھویا جائے گا، پہلی مرتبہ یا آخری مرتبہ مٹی کے ساتھ۔''

---

① صحيح مسلم : ۲۷۹۔ سنن أبی داؤد : ۷۱۔ سنن نسائی: ۳۳۹، ۳٤۰۔

② صحيح : جامع ترمذی: ۹۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں بظاہر اختلاف نظر آتا ہے، جب کہ حقیقت میں یہ اختلاف نہیں ہے، علماء نے ان تعارض کو احسن انداز سے حل کیا ہے، لہٰذا ایسے حل شدہ تعارض کو بنیاد بنا کر حقیقت سے اعراض اور انحراف درست نہیں۔

## پہلا تعارض:

کتے کے نجس زدہ برتن کو مٹی سے دھونے کا حکم ہے، لیکن مٹی کے ساتھ پہلی مرتبہ برتن دھویا جائے یا آخری مرتبہ، اس میں تعارض ہے اور دو طرح کی روایات منقول ہیں۔ ایک روایت میں پہلی مرتبہ دھونے کا حکم ہے اور دوسری روایت میں پہلی یا آخری مرتبہ مٹی سے ملنے کا اختیاری حکم ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« طُهُوْرُ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ، أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أُوْلَاهُنَّ بِالتُّرَابِ » ①

''تم میں سے کسی کے برتن کی صفائی جب اس میں کتا منہ ڈالے تو اسے سات مرتبہ دھونا ہے، پہلی مرتبہ مٹی کے ساتھ۔''

۲۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« يُغْسَلُ الإِنَاءُ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الكَلْبُ سَبْعَ مَرَّاتٍ، أُولَاهُنَّ أَوْ أُخْرَاهُنَّ بِالتُّرَابِ » ②

''جب برتن میں کتا منہ ڈالے تو اسے سات مرتبہ دھویا جائے گا، پہلی مرتبہ یا آخری مرتبہ مٹی کے ساتھ۔''

---

① صحيح مسلم: ٢٧٩۔ سنن أبي داوٗد: ٧١۔ سنن نسائي: ٣٣٩، ٣٤٠۔

② صحيح: جامع ترمذي: ٩١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## تعارض کا حل:

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان روایات میں تعارض کا حل یوں پیش کیا ہے، بیان کرتے ہیں:

"صحیح مسلم کی روایت ہے کہ پہلی مرتبہ مٹی سے دھویا جائے۔ ابن سیرین سے روایت کرنے والے اکثر راوی یہ الفاظ بیان کرتے ہیں اور پہلی مرتبہ مٹی کے ساتھ برتن دھویا جائے یہ روایت زیادہ راجح ہے کیونکہ اسے روایت کرنے والے راوی اکثر ہیں اور حافظے میں زیادہ قوی ہیں اور مفہوم کے لحاظ سے بھی یہ روایت زیادہ درست ہے کیونکہ آخری مرتبہ مٹی ملنے سے مزید دھونے کی ضرورت باقی رہتی ہے (جب کہ پہلی مرتبہ دھونے سے سات کی گنتی پوری ہو جاتی ہے)۔ نیز امام شافعی نے نص بیان کی ہے کہ پہلی مرتبہ مٹی سے دھونا زیادہ مناسب ہے۔"[1]

## دوسرا تعارض:

دوسرا تعارض یہ ہے کہ عام روایات میں برتن کو سات مرتبہ دھونے کا حکم ہے، لیکن صحیح مسلم میں سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَاغْسِلُوْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ، وَعَفِّرُوْهُ الثَّامِنَةَ فِي التُّرَابِ »[2]

"جب کتا برتن میں منہ ڈالے تو اسے سات مرتبہ دھوو اور آٹھویں مرتبہ مٹی سے ملو۔"

یہ حدیث بظاہر دیگر روایات جن میں برتن کو سات مرتبہ دھونے کا حکم ہے، ان سے متعارض محسوس ہوتی ہے، جب کہ حقیقت ایسے نہیں ہے۔ اس روایت میں بھی سات مرتبہ دھونے کا حکم ہے، البتہ مٹی ملنے کے حکم کو ایک الگ گنتی سے تعبیر کیا گیا ہے۔

---

[1] نيل الأوطار: ١/ ٤٨۔ تحفة الأحوذي: ١/ ٢١٨۔

[2] صحيح مسلم: ٢٨٠۔ سنن أبي داوٗد: ٧٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## تعارض کا حل:

❁ امام نووی رحمہ اللہ اس تعارض کا حل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''نیز جس روایت میں آٹھویں مرتبہ مٹی کے ساتھ برتن ملنے کا بیان ہے، اس کے بارے میں ہمارا اور جمہور علماء کا موقف یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ سات مرتبہ برتن دھوئیے جن میں سے ایک مرتبہ مٹی مل کر پانی سے دھویا جائے۔ گویا اس روایت میں مٹی ملنے کو دھونے کے قائم مقام قرار دیا گیا ہے، اس مناسبت سے اسے آٹھویں بار سے تعبیر کیا گیا ہے۔''[1]

## جس برتن میں چوہیا گر جائے:

جس برتن میں چوہیا یا کوئی اور نجاست گر جائے تو برتن میں اگر گھی، شہد یا کوئی اور جامد چیز ہے تو اس نجاست کو اور اس کے ارد گرد جامد چیز کو گرا دینا چاہیے اور باقی ماندہ چیز کا استعمال جائز ہے۔ لیکن اگر چوہیا یا کوئی اور نجاست کسی مائع چیز میں گر جائے تو برتن میں موجود مائع چیز ناپاک ہو جاتی ہے اور اسے استعمال کرنا ناجائز قرار پاتا ہے۔ دلائل حسب ذیل ہیں:

۱۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چوہیا کے بارے میں سوال ہوا، جو گھی میں گر گئی تھی۔ اس پر آپ نے فرمایا:

« أَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا فَاطْرَحُوْهُ، وَكُلُوْا سَمْنَكُمْ »[2]

''اس چوہیا کو اور اس کے ارد گرد کے گھی کو پھینک دو اور اپنا (باقی) گھی کھا لو۔''

---

[1] شرح النووی: ۱۸۵/۳۔

[2] صحیح بخاری: ۲۳۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## فوائد:

۱۔ جمہور علماء کا موقف ہے کہ جامد چیز میں نجاست گرنے سے نجس کردہ چیز اور اس کے ارد گرد کی چیز نجس ہوتی ہے، ساری جامد چیز نجس نہیں ہوتی لیکن جامد کے برعکس مائع چیز میں نجاست گرنے سے تمام مائع چیز نجس ہو جاتی ہے۔ ①

۲۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''حدیث کے یہ الفاظ کہ چوہیا کے ارد گرد گھی پھینک دو۔'' سے استدلال کیا گیا ہے کہ یہ اس صورت میں ہے جب گھی جامد ہو اور جب مائع ہو تو سارا گھی ہی اس کا ارد گرد قرار پاتا ہے۔ نیز ابن عربی نے اس روایت سے دلیل لی ہے کہ وہ گھی جامد تھا، کیونکہ اگر مائع ہو تو اس کا کوئی ارد گرد نہیں بنتا۔ اس لیے کہ مائع گھی کو اگر کسی جانب سے نکالا جائے تو فوراً ہی دوسرا گھی اس جگہ آ جاتا ہے اور وہ اس کے ارد گرد کا حصہ بن جاتا ہے۔ چنانچہ سارے مائع گھی کو گرانے کی ضرورت پیش آتی ہے۔'' ②

یہی مفہوم درست اور قرین صواب ہے۔ البتہ اس مفہوم کے بارے میں مروی روایت کمزور ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا وَقَعَتِ الْفَأْرَةُ فِي السَّمْنِ فَإِنْ كَانَ جَامِدًا فَأَلْقُوهَا، وَمَا حَوْلَهَا، وَإِنْ كَانَ مَائِعًا فَلَا تَقْرَبُوهُ » ③

''جب چوہیا گھی میں گر جائے تو اگر وہ جامد ہو تو چوہیا کو اور اس کے ارد گرد کے گھی کو پھینک دو اور اگر پگھلا ہوا ہو تو اس کے قریب نہ جاؤ۔''

---

① عون المعبود: ۱۱ : ۷٤۔ ② عون المعبود: ۱۱/ ۷۲۔

③ ضعیف: سنن أبي داود: ۳۸٤۲۔ سنن نسائی: ٤۲٦٥۔ صحیح ابن حبان: ۱۳٦۲۔ اس میں زہری کی تدلیس ہے اور معمر نے ثقہ راویوں کی مخالفت ہیں۔ امام بخاری کہتے ہیں: اس میں معمر کی خطا ہے۔ درست سند: زہری عن عبید اللہ عن ابن عباس عن میمونہ ہے۔ [ جامع ترمذی: تحت ح:۱۷۹۸ ]۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## فائدہ:

❁ امیر یمانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''حدیث کے ان الفاظ کے صحیح ہونے میں اختلاف ہے لیکن اس کا حکم ثابت ہے کیونکہ چوہیا اور اس کے اردگرد کے گھی کو پھینکنا اور بقیہ گھی کو استعمال کرنا جامد گھی ہی میں ہوسکتا ہے اور یہ مفہوم صحیح بخاری کی اس حدیث سے ثابت ہے کہ ''اس چوہیا اور اس کے اردگرد کے گھی کو لے کر پھینک دو اور اپنا باقی گھی کھالو'' اس سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ پگھلے ہوئے تمام گھی کو پھینک دیا جائے گا۔ کیونکہ گھی کو پھینکنے کی علت اس کے ساتھ مردار کا ملنا ہے اور پگھلے ہوئے گھی میں مردہ چیز کے ملنے اور بعض کو بعض سے الگ کرنے کی تخصیص ناممکن ہے۔ ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مائع گھی (جس میں چوہیا یا نجاست گری ہے) کے قریب نہیں جانا چاہیے چاہے وہ کافی مقدار میں ہو۔'' ①

## مردار کے چمڑے کی تطہیر:

مردار جانور کا چمڑا دباغت کے بعد پاک ہو جاتا ہے، اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے اور امام نووی رحمہ اللہ نے علماء کے اس بارے میں سات مختلف اقوال نقل کیا ہے، جنھیں اختصار کے ساتھ بیان کیا جائے گا۔

۱۔ یہ مذہب امام شافعی سے منقول ہے کہ تمام چمڑے دباغت سے پاک ہو جاتے ہیں سوائے کتے اور خنزیر اور ان کی نسل کے چمڑے کے، (یہ دباغت سے پاک نہیں ہوتے) اور دباغت سے چمڑا اندر باہر سے پاک ہوجاتا اور اسے جامد اور مائع ہر چیز کے لیے استعمال کرنا درست ہے۔ یہ موقف سیدنا علی اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما

---

① سبل السلام: ۳/ ۷۵۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سے بھی منقول ہے۔

۲۔ دباغت سے کوئی چمڑا بھی پاک نہیں ہوتا۔ یہ سیدنا عمر، سیدنا عبد اللہ بن عمر، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم کا موقف ہے، احمد کا مشہور موقف یہی ہے اور مالک سے ایک روایت منقول ہے۔

۳۔ حلال جانور کا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے اور حرام جانور کا چمڑا پاک نہیں ہوتا۔ اوزاعی، عبد اللہ بن مبارک، ابوثور اور اسحاق بن راہویہ اس موقف کے قائل ہیں۔

۴۔ خنزیر کے سوا تمام مردہ جانوروں کے چمڑے پاک ہو جاتے ہیں۔ یہ ابو حنیفہ کا موقف ہے۔

۵۔ دباغت سے تمام چمڑوں کی بیرونی سطح پاک ہوتی، اندرونی سطح پاک نہیں ہوتی اور ایسے چمڑوں میں خشک چیز استعمال کی جاسکتی ہیں، مائع نہیں۔ یہ مالک کا مشہور مذہب ہے۔

۶۔ دباغت سے کتے اور خنزیر سمیت ہر چمڑا اندر باہر سے پاک ہوجاتا ہے۔ یہ داؤد ظاہری، اہل ظاہر اور ابو یوسف کا مذہب ہے۔

۷۔ مردہ جانور کا چمڑا دباغت کے بغیر بھی پاک ہے اور اسے خشک اور تر تمام چیزوں کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔[1]

## راجح موقف:

ہر طرح کے مردار کا چمڑے رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے، اس حکم میں حلال جانور جو طبعی موت مریں یا ذبح کیے بغیر مر جائیں وہ بھی شامل ہیں اور ہر قسم کا مردہ حرام جانور بھی شامل ہے، حتی کہ کتا اور خنزیر بھی اسی حکم میں شامل ہیں کہ مردہ جانور کا چمڑا دباغت کے بعد پاک ہو جاتا ہے اور اسے استعمال کرنا جائز ہے۔ جمہور علماء: ابن مسعود، سعید بن مسیّب، عطاء بن ابی رباح، حسن بن أبی الحسن، شعبی، سالم بن عبد اللہ، ابراہیم نخعی، قتادہ، ضحاک،

[1] شرح النووی: ٤/٥٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سعید بن جبیر، یحی بن سعید انصاری، مالک، لیث، اوزاعی، ثوری، عبداللہ بن مبارک، اسحاق حنظلی اور ظاہریہ اس موقف کے قائل ہیں۔ ①

## دلائل:

اس موقف کے قائلین کی دلائل حسب ذیل ہیں:

۱۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ » ②

''جب چمڑا رنگا جائے تو پاک ہو جاتا ہے۔''

۲۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« أَيُّمَا إِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ » ③

''جو بھی چمڑا رنگا جائے پاک ہو جاتا ہے۔''

## فوائد:

۱۔ امیر یمانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« وَالْحَدِيْثُ دَلِيْلٌ عَلَى أَنَّ الدِّبَاغَ مُطَهِّرٌ لِجِلْدِ مَيْتَةِ كُلِّ حَيَوَانٍ ، كَمَا يُفِيْدُهُ عُمُوْمُ كَلِمَةِ أَيُّمَا وَأَنَّهُ يَطْهُرُ بَاطِنُهُ وَظَاهِرُهُ » ④

''یہ حدیث دلیل ہے کہ دباغت ہر مردہ حیوان کے چمڑے کی پاکی کا ذریعہ ہے، جیسا کہ کلمہ ''أَيُّمَا'' کا عموم اس کا فائدہ دیتا ہے اور (دباغت سے) چمڑا اندرونی و بیرونی دونوں لحاظ سے پاک ہو جاتا ہے۔''

---

① نیل الأوطار: ۱/۷۳۔
② صحیح مسلم: ۳٦٦۔ سنن أبی داوٗد: ٤۱۲۳۔
③ صحیح: مسند حمیدی: ٤۹۔ جامع ترمذی: ۱۷۲۸۔ صحیح ابن حبان: ۱۲۸۷۔
④ سبل السلام: ۱/۳۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''یہ حدیث دلیل ہے کہ دباغت ہر مردہ حیوان کے چمڑے کی پاکی کا ذریعہ ہے، جیسا کہ کلمہ ''أَيُّمَا'' کا عموم اس مفہوم کا فائدہ دیتا ہے۔ اسی طرح لفظ ''إِهَاب'' اپنے عموم کے ساتھ حلال اور حرام ہر جانور کے چمڑے کو شامل ہے۔'' ①

۳۔ امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث جمہور علماء کے موقف کی دلیل ہے کہ دباغت سے چمڑا اندر باہر سے پاک ہو جاتا ہے اور ایسے چمڑے کو مائع چیزوں کے لیے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔'' ②

۴۔ امام شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''داؤد ظاہری، اہل ظاہر اور ابو یوسف کا موقف ہے کہ دباغت سے تمام چمڑوں سمیت کتے اور خنزیر کا چمڑا اندر باہر سے پاک ہو جاتا ہے۔ یہی موقف راجح ہے کیونکہ اس موضوع کے متعلقہ احادیث میں کتے اور خنزیر کے چمڑے میں اور دوسرے جانوروں کے چمڑے میں کوئی فرق نہیں ہے۔'' ③

## ایک تعارض اور اس کا حل:

بعض علماء دباغت سے چمڑے کی طہارت کے قائل نہیں ہے اور یہ دباغت سے چمڑے کی طہارت کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔ گزشتہ اقوال میں سے دوسرا قول یہی ہے۔ سیدنا عمر، سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدہ عائشہ اور احمد بن حنبل اس موقف کے قائل ہیں۔ ④

اس موقف کے قائلین نے درج ذیل حدیث سے استدلال کیا ہے۔

❁ عبداللہ بن عکیم بیان کرتے ہیں:

---

❶ عون المعبود: ۱۱/ ۱۲۱۔ ❷ شرح النووی: ٤/ ٥٤۔

❸ نیل الأوطار: ۱/ ۷۳۔ ❹ شرح النووی: ٤/ ٥٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



« قُرِئَ عَلَيْنَا كِتَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِأَرْضِ جُهَيْنَةَ ، أَنْ لَا تَنْتَفِعُوْا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ » ①

"ہم پر رسول اللہ ﷺ کا خط پڑھا گیا جب کہ ہم جہینہ کے علاقہ میں تھے کہ مردار کے کچے چمڑے اور پٹھوں سے فائدہ حاصل نہ کرو۔"

## فوائد:

۱۔ اس حدیث سے گزشتہ احادیث کو منسوخ قرار دینا، جن میں دباغت سے چمڑے کی پاکی کا بیان ہے قطعاً درست نہیں۔ کیونکہ اس میں تاریخ کا تعین نہیں کہ یہ دباغت کی اجازت سے پہلے کی تحریر ہے یا بعد کی۔ اس لیے جن روایات میں بیان ہے کہ یہ تحریر آپ کی وفات سے مہینا یا دو مہینے پہلے پہنچی ہے، ان میں سے کوئی بھی روایت ثابت نہیں ہے۔

۲۔ احادیث کی تطبیق کی درست صورت یہ ہے کہ مذکورہ حدیث میں لفظ "إِهَاب" کچے چمڑے پر بولا جاتا ہے، جسے دباغت نہ دی گئی ہو۔ دباغت کے بعد والے چمڑے پر لفظ "إِهَاب" کا اطلاق نہیں ہوتا۔ سو تطبیق کی صورت واضح ہو جاتی ہے کہ بغیر دباغت کے چمڑہ کو استعمال میں لانا ناجائز ہے اور دباغت کے بعد چمڑہ پاک ہو جاتا ہے سو اسے استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔ نضر بن شمیل بیان کرتے ہیں:

« يُسَمَّى إِهَابًا مَا لَمْ يُدْبَغْ، فَإِذَا دُبِغَ لَا يُقَالُ لَهُ إِهَابٌ، إِنَّمَا يُسَمَّى شَنًّا وَقِرْبَةً » ②

"إِهَاب" اس چمڑے کو کہتے ہیں جسے دباغت نہ دی گئی ہو۔ جب چمڑے کو دباغت دی جائے تو اسے "إِهَاب" نہیں کہا جاتا۔ رنگے ہوئے چمڑے کو شناً یا قربہ کہا جاتا ہے۔"

---

① صحيح : صحيح ابن حبان: ١٢٧٨۔ ② سنن أبي داود: ٤١٢٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس صراحت سے واضح ہو کہ گزشتہ حدیث میں بغیر دباغت کے چمڑے کے استعمال کی ممانعت ہے، دباغت شدہ چمڑے کے استعمال کی اجازت ہے۔

## نجاستوں کی تطہیر کے لیے مؤثر چیز:

نجاستوں کی تطہیر کے لیے پانی ہی استعمال کیا جائے گا یا کوئی اور مائع چیز بھی کفایت کرتی ہے۔ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔

### پہلا موقف:

مالک، شافعی، محمد بن حسن اور زفر کا موقف ہے نجاستوں کی تطہیر مطلق پانی سے مفید ہے جیسے حدث سے طہارت کے لیے پانی استعمال کیا جاتا ہے، اس عموم کے پیش نظر نجاستوں کی تطہیر کے لیے بھی پانی ہی مؤثر ہے۔ ①

### دلائل:

۱۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴾ [ الفرقان : ٤٨ ]

''اور ہم نے آسمان سے پاک کرنے والا پانی اتارا۔''

۲۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« طُهُوْرُ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَغَ فِيْهِ الْكَلْبُ، أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أُوْلَاهُنَّ بِالتُّرَابِ » ②

''تم میں سے کسی کے برتن کی صفائی جب اس میں کتا منہ ڈالے تو اسے سات مرتبہ دھونا ہے، پہلی مرتبہ مٹی کے ساتھ۔''

---

① المغنی مع الشرح الکبیر: ۱/۳۸۔

② صحیح مسلم: ۲۷۹۔ سنن أبی داوٗد: ۷۱۔ سنن نسائی: ۳۳۹، ۳٤۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۳۔ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی: ''ہم میں سے کسی عورت کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو وہ کیا کرے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا:

« تَحُتُّهُ، ثُمَّ تَقْرُصُهُ بِالْمَاءِ، ثُمَّ تَنْضَحُهُ، ثُمَّ تُصَلِّي فِيهِ » ①

''وہ اسے ناخنوں سے کھرچے، پھر اسے پانی کے ساتھ ملے، پھر اس پر پانی بہائے پھر اس میں نماز پڑھے۔''

## دوسرا موقف:

ابوحنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک پانی کے علاوہ سرکے، عرق گلاب اور دیگر مائع چیزوں سے نجاست کو زائل کیا جاسکتا ہے۔ فقہ حنفی کی معتبر کتب ''ہدایہ'' میں یہ عبارت درج ہے:

« وَ يَجُوزُ تَطْهِيرُهَا بِالْمَاءِ وَبِكُلِّ مَائِعٍ طَاهِرٍ يُمْكِنُ إِزَالَتُهَا بِهِ كَالْخَلِّ وَمَاءِ الْوَرْدِ وَنَحْوِهِ مِمَّا إِذَا عُصِرَ انْعَصَرَ وَهَذَا عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَ أَبِي يُوسُفَ » ②

''ابوحنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک پانی اور ہر پاک مائع چیز سے نجاستوں کی تطہیر جائز ہے، جس سے نجاستوں کا ازالہ ممکن ہو، جیسے سرکہ اور عرق گلاب وغیرہ ہے کہ جب اسے نچوڑا جائے تو وہ نچڑ جائے۔''

## راجح موقف:

دلائل کی رو سے راجح موقف جمہور علماء کا ہے کہ جن نجاستوں کی تطہیر کے لیے پانی کے متبادل چیزوں کا بیان ہے، مثلاً استنجاء کے لیے ڈھیلے، جوتوں کی صفائی کے لیے انھیں زمین

---

① صحیح بخاری: ۲۲۷۔ صحیح مسلم: ۲۹۱۔

② بداية المبتدی ص: ۱۰۔ الهداية فی شرح بداية المبتدی: ۱/ ۳۶۔ مختصر القدوری ص: ۲۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پر رگڑنا، عورتوں کی لمبی چادروں کی بعد والی صاف زمین سے تطہیر وغیرہ، یہ پانی کے متبادل پاکی کے ذرائع ہیں۔ ان کے علاوہ جہاں پانی سے تطہیر بیان ہوئی ہے، وہاں پانی سے تطہیر مؤثر ہوگی اور جن نجاستوں کی تطہیر کے لیے کچھ بھی بیان نہیں ہوا وہاں پانی ہی سے تطہیر ہوگی کیونکہ شریعت میں پانی ہی کو پاکی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ امام شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''یقیناً نجاستوں کی تطہیر میں پانی ہی اصل ہے کیونکہ شارع نے پانی ہی کا یہ وصف بیان کیا ہے کہ پانی پاک کرنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ سو نجاستوں کی تطہیر کے لیے پانی کو کسی شرعی دلیل کی تحت ہی چھوڑا جائے گا۔ ورنہ پانی ہی پر انحصار ہوگا۔ کیونکہ ایسی صورت میں ایسی چیز، جس کا پاک کرنا مسلمہ ہے، اسے چھوڑ کر ایسی چیز کی طرف جانا لازم آتا ہے جس میں پاک کرنے کا وصف معلوم نہیں ہے۔ (جو درست نہیں) اور یہ صورت مسالک شرعیہ کے مقتضیات سے بے اعتنائی کا باعث ہے۔''[1]

www.KitaboSunnat.com

[1] السیل الجرار: ۱/۴۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# طہارت، غسل اور وضو کے آداب

نیند سے بیدار ہونے کے بعد عموماً قضائے حاجت، غسل یا وضو وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے، اس لیے اس مناسبت سے ان آداب کو بالاختصار بیان کیا جائے گا۔ تاکہ عامۃ الناس ان ضروری آداب سیکھ کر ان سے مستفید ہوں۔

## قضائے حاجت کے آداب:

ذیل میں قضائے حاجت کے آداب واحکام بیان کیے جا رہے ہیں، جنھیں حیطۂ عمل میں لانا ضروری ہے۔ کیونکہ قضائے حاجت کے آداب واحکام بھی شرعی تعلیمات کا اہم حصہ ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان آداب کو سیکھ کر ان پر عمل کرتے اور انھیں اہمیت دیتے تھے۔

❁ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ مشرکین نے (بطور استہزا) ان سے کہا کہ تمھارا نبی تمھیں (ہر طرح کی) تعلیم دیتا ہے حتیٰ کہ تمھیں پاخانہ کرنے کی بھی تعلیم دیتا ہے۔ اس پر انھوں نے کہا: ”ہاں، یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پاخانے اور پیشاب کی حالت میں قبلہ رخ منہ کرنے، دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے، تین ڈھیلوں سے کم سے استنجا کرنے اور گوبر اور لید سے استنجا کرنے سے منع کیا ہے۔“ ①

---

① صحیح مسلم: ٢٦٢۔ سنن أبی داؤد: ٧۔ جامع ترمذی: ١٦۔ سنن نسائی: ٤١۔ سنن ابن ماجہ: ٣١٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اسلام ایک ہمہ جہت دین ہے جس کی زندگی کے ہر پہلو پر گہری چھاپ ہے اس لیے ان ضروری مسائل کی بھی مکمل رہنمائی کر دی گئی ہے تاکہ شرعی احکام کو کوئی پہلو تشنہ نہ رہے۔

## ۱۔ چھپ کر قضائے حاجت کرنا:

اسلام انتہائی شرم وحیا کا حامل دین ہے، یہ حاجات ضروریہ کے وقت بھی حیا کا درس دیتا اور جسمانی اعضا کی حفاظت اختیار کرنے کی تاکید کرتا ہے۔لہٰذا قضائے حاجت کے وقت اگر باپردہ بیت الخلاء کی سہولت موجود ہے تو ایسے بیت الخلا میں قضائے حاجت بیٹھنا درست ہے اور اگر بیت الخلا کی سہولت میسر نہیں تو دور کسی ویرانے میں ایسی نشیبی جگہ یا کسی اوٹ کا التزام کرنا چاہیے جہاں قضائے حاجت کے لیے بیٹھا شخص دوسرے لوگوں کو نظر نہ آئے۔اس کے لیے چاہے آبادی سے کافی دور جانا پڑے۔

❁ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کے لیے جاتے تو دور تشریف لے جاتے۔ ①

## ۲۔ بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعا پڑھنا:

بیت الخلا میں چونکہ شیاطین رہائش پذیر ہوتے ہیں، اذکار و اوراد کے عدم اہتمام کی اس حالت میں وہ انسان کو نظر یا مس کی صورت میں نقصان پہنچا سکتے ہیں یا ان پر تسلط قائم کر سکتے ہیں اس لیے ان شیطانی حملوں اور وسوسوں سے بچنے کے لیے بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت اور صحرا یا کھلی جگہ پر بول و براز والی جگہ پر بیٹھنے سے قبل آیندہ دعاؤں میں سے کسی ایک دعا کا اہتمام ضرور کریں۔

۱۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلا میں داخل ہوتے تو یہ کلمات کہتے:

---

① حسن : سنن أبي داوٗد : ۱۔سنن ابن ماجه : ۳۳۱۔ محمد بن عمرو بن علقمہ اللیثی صدوق راوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



« اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ » ①

''اے اللہ! میں ناپاک جنوں اور ناپاک جنیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

۲۔ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بلا شبہ یہ قضائے حاجت کے مقامات پر شیاطین آباد ہیں، چنانچہ تم میں سے کوئی شخص جب بیت الخلا میں داخل ہو تو وہ یہ کلمات کہے:

« أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ » ②

''میں خبیث جنوں اور خبیث جنیوں سے اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔''

## ۳۔ پیشاب کے چھینٹوں سے بچنا:

قضائے حاجت کے وقت پیشاب کی چھینٹوں سے بچنا از حد ضروری ہے۔ اس لیے بول و براز کے لیے نرم اور ہموار جگہ کا انتخاب کیا جائے۔ کیونکہ قضائے حاجت کے دوران پیشاب کے قطروں سے نہ بچنے پر سخت وعید وارد ہوئی ہے۔

❁ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے قریب سے گزرے اور فرمایا:

« إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِی كَبِيْرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِیْ بِالنَّمِيْمَةِ » ③

''یقیناً یہ دونوں (قبر والے) عذاب دیے جا رہے ہیں اور یہ کسی بڑے جرم کی وجہ سے عذاب نہیں دیے جا رہے۔ ان میں سے ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کیا کرتا تھا۔''

---

① صحیح بخاری: ۱۴۲۔ صحیح مسلم: ۳۷۵۔ سنن أبی داوٗد: ۵۔

② صحیح: سنن أبی داوٗد: ۶۔ سنن ابن ماجه: ۲۹۶۔ مسند أحمد: ۳۶۹/۴۔ سلسلة الأحادیث الصحیحة: ۱۰۷۰۔

③ صحیح بخاری: ۲۱۸۔ صحیح مسلم: ۲۹۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## ۴۔قبلہ رخ نہ ہونا:

صحرا یا کھلی جگہ میں قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ اور پشت کرنا ناجائز ہے۔ البتہ تعمیر شدہ بیت الخلا یا کسی اوٹ میں قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا یا پشت کرنا جائز ہے، لیکن بچنا زیادہ افضل ہے۔

❁ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا أَتَيْتُمُ الغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ، وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا وَلَكِنْ شَرِّقُوْا أَوْ غَرِّبُوْا» ①

''جب تم قضائے حاجت کے لیے آؤ تو نہ قبلہ کی طرف منہ کرو اور نہ اس کی طرف پشت کرو، بلکہ مشرق کی طرف رخ کرو یا مغرب کی طرف۔''

### فوائد:

مدینہ منورہ سے بیت اللہ جنوب کی طرف ہے، اس لیے مدینہ منورہ میں جو شخص جنوب کی طرف منہ کرے اس کا رخ قبلہ کی طرف ہوگا اور جو شمال کی طرف منہ کرے اس کی پشت قبلہ کی طرف ہوگی۔ جب کہ مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرنے سے قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ نہیں ہوگی۔ مدینہ اور مدینہ کے اطراف کے باسیوں کے لیے یہ حکم ہے کہ وہ قضائے حاجت کے وقت شمال اور جنوب کی طرف منہ اور پشت نہ کریں اور جو لوگ ان اطراف کی مخالف سمتوں میں رہتے ہیں ان کے مغرب یا مشرق میں قبلہ ہے تو وہ قضائے حاجت کے وقت شمال و جنوب سمتوں کا رخ کریں گے۔ کیونکہ اصل مقصود قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ اور پیٹھ نہ کرنا ہے۔

البتہ کسی تعمیر شدہ بیت الخلا یا کسی چیز کی اوٹ میں قضائے کرتے وقت بیت اللہ کی طرف

---

① صحیح بخاری: ۳۹٤۔ صحیح مسلم: ۲٦٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بیٹھ کرنے یا پشت کرنے میں گناہ نہیں۔ البتہ اس عمل سے گریز کرنا افضل ہے۔

۱۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی چھت پر اپنے کسی کام کے لیے چڑھا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ قضائے حاجت کر رہے تھے جب کہ آپ کی پشت قبلہ کی جانب اور منہ شام (بیت المقدس) کی طرف تھا۔" ①

۲۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

« كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهَانَا عَنْ أَنْ نَسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةَ، أَوْ نَسْتَقْبِلَهَا بِفُرُوْجِنَا إِذَا أَهْرَقْنَا الْمَاءَ، قَالَ : ثُمَّ رَأَيْتُهُ قَبْلَ مَوْتِهِ بِعَامٍ يَبُوْلُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ » ②

"رسول اللہ ﷺ ہمیں منع کیا کرتے تھے کہ ہم قضائے حاجت کے وقت قبلہ کے رخ پشت کریں یا قبلہ کی طرف اپنی شرمگاہیں کریں۔ وہ بیان کرتے ہیں: پھر میں نے آپ کو آپ کی وفات سے ایک سال قبل دیکھا آپ قبلہ کی طرف منہ کر کے پیشاب کر رہے تھے۔"

## ۵۔ گفتگو نہ کرنا:

قضائے حاجت کی حالت میں گفتگو سے اجتناب کرنا چاہیے، کیونکہ اس حالت میں سلام تک کا جواب دینا نامناسب ہے تو عام باتیں کیسے کی جا سکتی ہیں۔

❁ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص گزرا جب کہ رسول اللہ ﷺ

---

① صحیح بخاری: ۱۴۸۔ صحیح مسلم: ۲۶۶۔ جامع ترمذی: ۱۱۔

② حسن: ۳/ ۳۶۰۔ المنتقیٰ لابن الجارود: ۳۱۔ صحیح ابن حبان: ۱۴۲۰۔ سنن الدارقطنی: ۱۶۲۔ سنن بیهقی: ۱/ ۱۵۰۔ محمد بن اسحاق صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پیشاب کر رہے تھے، اس نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے اسے سلام کا جواب نہ دیا۔"①

## ۶۔ قضائے حاجت کے وقت ممنوع کام:

قضائے حاجت کی حالت میں شرمگاہ کو دائیں ہاتھ سے چھونا اور پکڑنا ممنوع ہے، لہٰذا ایسے ممنوعہ کام سے اجتناب کرنا چاہیے۔

❁ سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی پانی پیے تو برتن میں سانس نہ لے اور جب کوئی شخص قضائے حاجت کے لیے آئے تو نہ دائیں ہاتھ سے اپنی شرمگاہ چھوئے اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجا کرے۔"②

## قضائے حاجت کے ممنوعہ مقامات:

شارع عام، سایہ دار درخت کے نیچے جہاں لوگ سایہ حاصل کرتے ہیں، قبرستان میں، غسل خانے میں اور کھڑے پانی میں پیشاب اور پاخانہ کرنا ممنوع ہے، لہٰذا ایسے مقامات پر بول و براز سے گریز کرنا چاہیے۔ دلائل حسب ذیل ہیں۔

۱۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لعنت کا سبب بننے والے دو کاموں سے بچو۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: "لعنت کا سبب بننے والے دو کام کیا ہیں؟" آپ نے فرمایا: "(وہ شخص ملعون ہے) جو لوگوں کے راستے میں اور ان کے سائے میں رفع حاجت کرے۔"③

---

① صحیح مسلم: ۳۷۰۔ سنن أبی داؤد: ۱۶۔ سنن ابن ماجه: ۳۵۳۔
② صحیح بخاری: ۱۵۳۔ صحیح مسلم: ۲۶۷۔
③ صحیح مسلم: ۲۶۹۔ سنن أبی داؤد: ۲۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں روزانہ کنگھی کرنے اور غسل خانہ میں پیشاب کرنے سے منع کیا۔'' ①

۳۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے پانی میں پیشاب کرنے سے منع کیا۔'' ②

۴۔ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''میں انگارے پر یا تلوار کی دھار پر اپنا پاؤں رکھوں حتیٰ کی یہ میرا پاؤں چیر دے یہ عمل مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں کسی مسلمان کی قبر پر چلوں اور میں اس بات میں فرق محسوس نہیں کرتا کہ میں قبرستان میں رفع حاجت کروں یا بازار میں سرعام کہ لوگ دیکھ رہے ہوں۔'' ③

## بیت الخلا سے نکلتے وقت کی دعا:

بیت الخلا سے نکلتے وقت درج ذیل دعا کا اہتمام کرنا مسنون عمل ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلا سے نکلتے تو یہ کلمات کہتے: ④

« غُفْرَانَكَ »

''اے اللہ! میں تیری بخشش چاہتا ہوں۔''

## استنجا کرنے کے آداب واحکام:

ذیل میں استنجا کرنے کے آداب واحکام کا بیان ہے۔

---

① صحیح: سنن أبی داوٗد: ۲۸۔

② صحیح مسلم: ۲۸۱۔ سنن نسائی: ۳۵۔ سنن ابن ماجه: ۳۴۳۔

③ صحیح: مصنف ابن أبی شیبه: ۳/۳۲۸، ۳۲۹: ۱۱۷۷۴۔ یہ روایت حکماً مرفوع ہے۔

④ حسن: سنن أبی داوٗد: ۳۰۔ جامع ترمذی: ۷۔ سنن ابن ماجه: ۳۰۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## ۱۔ بائیں ہاتھ سے استنجا کرنا:

استنجا کرنے کے لیے بایاں ہاتھ استعمال کرنا چاہیے، کیونکہ استنجا میں دایاں ہاتھ استعمال کرنا ناجائز ہے۔

۱۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''رسول اللہ ﷺ اپنا دایاں ہاتھ کھانے پینے اور کپڑوں کے لیے استعمال کرتے اور بایاں ان کے علاوہ کاموں (استنجا وغیرہ) کے لیے استعمال کرتے تھے۔'' ①

۲۔ سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب تم میں سے کوئی پانی پیے تو برتن میں سانس نہ لے اور جب کوئی شخص قضائے حاجت کے لیے آئے تو نہ دائیں ہاتھ سے اپنی شرمگاہ چھوئے اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجا کرے۔'' ②

۳۔ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یقیناً آپ نے ہمیں پاخانے اور پیشاب کی حالت میں قبلہ رخ منہ کرنے، دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے، تین ڈھیلوں سے کم سے استنجا کرنے اور گوبر لید اور ہڈی سے استنجا کرنے سے منع کیا ہے۔'' ③

## ۲۔ پانی اور ڈھیلوں سے استنجا کرنا:

رفع حاجت کے بعد پانی یا ڈھیلوں میں سے کسی ایک ساتھ استنجا کرنا واجب ہے، البتہ دلائل کی رو سے پانی سے استنجا کرنا افضل ہے۔

---

① حسن: سنن أبی داوٗد:۳۲۔ مسند أبی یعلیٰ:۷۰۲٤۔ صحیح ابن حبان:۵۲۲۷۔ عاصم بن بہدلہ صدوق راوی ہے۔

② صحیح بخاری:۱۵۳۔ صحیح مسلم: ۲٦۷۔

③ صحیح مسلم :۲٦۲۔ سنن أبی داوٗد: ۷۔جامع ترمذی:۱٦۔ سنن نسائی: ٤۱۔ سنن ابن ماجه : ۳۱٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## پانی سے استنجا کرنا:

پانی سے استنجا کرنا مشروع اور افضل ہے جس کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

۱۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلا میں داخل ہوتے تو میں اور میرے جیسا ایک لڑکا پانی کا برتن اور نیزہ اٹھا کر لے جاتے تو آپ پانی سے استنجا کرتے۔"[1]

۲۔ معاذہ عدویہ رحمہا اللہ بیان کرتی ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے (عورتوں کو) بیان کیا:

«مُرْنَ أَزْوَاجَكُنَّ أَنْ يَغْسِلُوْا عَنْهُمْ أَثَرَ الْخَلَاءِ وَالْبَوْلِ؛ فَإِنِّي أَسْتَحْيِ أَنْ آمُرَهُمْ بِذَلِكَ، إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُهُ»[2]

"اپنے شوہروں کو حکم دو کہ وہ پاخانے اور پیشاب کے اثرات دھویا کریں، مجھے حیا آتی ہے کہ میں انھیں یہ حکم دوں۔ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ عمل کیا کرتے تھے۔"

۳۔ سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ﴾ [التوبة : ۱۰۸] "اس (مسجد قبا) میں ایسے لوگ ہیں جو خوب پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ خوب پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔") نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے انصار کی جماعت! بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے تمھاری پاکی کی تعریف کی ہے۔ تمھاری پاکی کیا ہے؟" انھوں نے عرض کی: "ہم نماز کے لیے وضو کرتے ہیں، جنابت سے غسل کرتے ہیں اور پانی سے استنجا کرتے ہیں۔" آپ نے فرمایا:

---

[1] صحیح بخاری: ۱۵۲۔ صحیح مسلم: ۲۷۱۔

[2] صحیح: مسند احمد: ۱۱۳/۶: ۲۴۹۸۴۔ مسند الشامیین: ۱۲۸۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"یہی بات ہے، چنانچہ اسے اپنائے رکھو۔" ①

## ڈھیلوں سے استنجا کرنا:

ڈھیلوں کے ساتھ بھی استنجا کرنا درست ہے، یہ اختیاری عمل ہے چاہے تو پانی سے استنجا کرلیں اور چاہے تو ڈھیلے استعمال کرلے۔ کسی ایک طریقے سے استنجا مشروع ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع حاجت کے لیے نکلے تو میں آپ کے پیچھے ہولیا۔ آپ (چلتے وقت) پیچھے نہیں جھانکتے تھے۔ میں آپ کے قریب ہوا تو آپ نے فرمایا:

"میرے لیے پتھر ڈھونڈ کے لا میں ان سے استنجا کروں گا اور مجھے ہڈی اور گوبر لید نہ دینا۔ پھر میں اپنے کپڑے کے پلو میں آپ کے پاس پتھر لایا) میں نے انھیں آپ کے پہلو میں رکھا اور واپس چلا گیا۔ پھر جب آپ رفع حاجت سے فارغ ہوئے تو آپ نے انھیں (استنجا کے لیے) استعمال کیا۔" ②

## کم از کم تین ڈھیلے استعمال کرنا:

استنجا کے لیے کم از کم تین ڈھیلوں کا استعمال ضروری ہے، تین سے کم ڈھیلوں سے استنجا جائز نہیں۔

۱۔ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تین ڈھیلوں سے کم سے استنجا کرنے سے منع کیا ہے۔" ③

❶ حسن: سنن ابن ماجه: ۳۵۵۔ مستدرك حاكم: ۱/۱۵۵۔ سنن بيهقي: ۱/۱۰۵۔ المنتقیٰ لابن الجارود: ۴۰۔ سنن الدارقطني ۱۷۴۔ طبراني كبير: ۱۴۹۶۵۔ عتبہ بن ابی حکیم اور طلحہ بن نافع صدوق راوی ہیں۔

❷ صحيح بخاري: ۱۵۵۔

❸ صحيح مسلم: ۲۶۲۔ سنن أبي داؤد: ۷۔ جامع ترمذي: ۱۶۔ سنن نسائي: ۴۱۔ سنن ابن ماجه: ۳۱۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''تم میں سے کوئی شخص تین سے کم ڈھیلوں سے استنجا نہ کرے۔'' ①

## ہڈی، گوبر اور کوئلہ استعمال نہ کرنا:

استنجے میں ہڈی، گوبر لید اور کوئلہ استعمال کرنے سے منع کیا گیا ہے، لہٰذا استنجا میں ان چیزوں سمیت کسی بھی کھانے والی چیز سے گریز کرنا چاہیے۔

۱۔ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں گوبر لید اور ہڈی سے استنجا کرنے سے منع کیا ہے۔'' ②

۲۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنات سے ملاقات والی رات جنوں نے آپ سے خوراک کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

« وَسَأَلُوْهُ الزَّادَ فَقَالَ: لَكُمْ كُلُّ عَظْمٍ ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ يَقَعُ فِي أَيْدِيْكُمْ أَوْفَرَ مَا يَكُونُ لَحْمًا وَكُلُّ بَعْرَةٍ عَلَفٌ لِدَوَابِّكُمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَلَا تَسْتَنْجُوْا بِهِمَا فَإِنَّهُمَا طَعَامُ إِخْوَانِكُمْ » ③

''انھوں نے آپ سے خوراک کا پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''تمھارے لیے ہر وہ ہڈی جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو وہ تمھارے سامنے پہلے سے زیادہ گوشت کے ساتھ وجود میں آئے گی اور ہر مینگنی تمھارے چوپایوں کا چارا ہے۔'' چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' ان (ہڈی اور لید) کے ساتھ استنجا نہ کرو اس لیے کہ یہ تمھارے بھائیوں (جنات) کی خوراک ہے۔''

۳۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنات کا وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

---

❶ صحیح مسلم: ۲۶۲۔
❷ صحیح مسلم: ۲۶۲۔ سنن أبی داؤد: ۷۔ جامع ترمذی: ۱۶۔ سنن نسائی: ۴۱۔ سنن ابن ماجه: ۳۱۶۔
❸ صحیح مسلم: ۴۵۰۔۳۲۵۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حاضر ہوا تو انھوں نے عرض کی: ''اے محمد! اپنی امت کو ہڈی، لید اور کوئلے سے استنجا کرنے سے منع کر دیں، کیونکہ اللہ عزوجل نے ان میں ہمارے لیے رزق رکھا ہے۔ پھر نبی ﷺ نے (ان چیزوں سے استنجا کرنے سے) منع کر دیا۔''①

## استنجا کرنے کے بعد مٹی یا صابن سے ہاتھ ملنا:

استنجا کرنے کے بعد بائیں ہاتھ کی خوب صفائی اور طہارت کے لیے اسے مٹی یا صابن سے دھونا مستحب ہے، تاکہ بدبو وغیرہ کا ازالہ ہو جائے۔

۱۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیت الخلا میں داخل ہوئے تو میں آپ کے پاس پیتل یا چمڑے کے برتن میں پانی لایا، آپ نے اس سے استنجا کیا اور اپنا بایاں ہاتھ زمین پر مل کر اسے دھویا۔ پھر میں ایک اور برتن لایا اور آپ نے وضو کیا۔''②

۲۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے لیے غسل کا پانی رکھا، آپ نے اپنے ہاتھوں کا دو یا تین مرتبہ دھویا، پھر آپ نے اپنے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور اور بائیں ہاتھ سے اپنی شرمگاہ کو دھویا، پھر آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر خوب رگڑا۔③

امام نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: اس میں دلیل ہے کہ پانی کے ساتھ استنجا کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ استنجا سے فارغ ہونے کے بعد مٹی یا اشنان (صابن وغیرہ) سے ہاتھ دھوئے یا اسے مٹی یا دیوار سے رگڑے تاکہ اس سے بدبو ختم ہو جائے۔''④

---

① حسن: سنن أبی داوٗد: ۳۹۔ سنن بیهقی: ۱/ ۱۷۷۔ صحیح أبی داوٗد: ۳۰۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں: اسماعیل بن عیاش کی اپنے شہر کے راویوں سے روایت حسن ہے۔ (تقریب التهذیب: ۴۳۲) اس سند میں اسماعیل یحییٰ بن أبی عمرو سیبانی حمصی سے روایت کر رہے ہیں۔

② حسن: صحیح ابن حبان: ۱۴۰۵۔ شریک بن عبداللہ قاضی صدوق راوی ہے۔

③ صحیح بخاری: ۲۵۷۔ صحیح مسلم: ۳۱۷۔

④ شرح النووی: ۳/ ۲۳۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# غسل کے آداب واحکام

## پردے میں غسل کرنا:

غسل کے لیے غسل خانہ، کوئی اوٹ یا کپڑے سے پردہ کر لینا مشروع ہے۔ لوگوں کے سامنے غسل کرنا غیر مہذب وغیر اخلاقی طریقہ ہے۔

۱۔ سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں فتح مکہ والے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی تو میں نے آپ کو غسل کرتے پایا جب کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو پردہ کیا ہوا تھا۔ آپ نے پوچھا: ''کون ہے؟'' میں نے عرض کیا کہ ''میں ام ہانی ہوں۔''[1]

۲۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ''میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے (غسل کا) پانی رکھا اور آپ کو پردہ کیا پھر آپ نے غسل کیا۔''[2]

۳۔ سیدنا یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بلاشبہ اللہ عزوجل بہت حیادار، انتہائی پردہ پوش ہے، چنانچہ تم میں سے کوئی شخص جب غسل کرنے کا ارادہ کرے تو وہ کسی چیز سے پردہ حاصل کر لے۔''[3]

---

[1] صحیح بخاری: ۲۸۰۔ صحیح مسلم: ۳۳۶۔

[2] صحیح بخاری: ۲۸۱۔ صحیح مسلم: ۳۳۷۔

[3] حسن: مسند احمد: ۲۲۴/۴۔ سنن أبی داؤد: ۴۰۱۳۔ سنن نسائی: ۴۰۷۔ ابو بکر بن عیاش صدوق راوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## خلوت میں برہنہ ہو کر غسل کرنا:

اگرچہ آبادی سے دور کہیں ویرانے میں جہاں لوگوں کا گزر بسر نہ ہوتا ہو برہنہ جسم غسل کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ آئندہ دلائل میں صراحت موجود ہے۔

۱۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بنی اسرائیل کے لوگ ننگے بدن (ایک ساتھ) غسل کیا کرتے اور بعض بعض کی طرف دیکھتے تھے جب کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام اکیلے غسل کیا کرتے تھے۔ انھوں نے (آپس میں) کہا: ''سیدنا موسیٰ علیہ السلام ہمارے ساتھ اس لیے غسل نہیں کرتے کہ ان کا خصیہ پھولا ہوا ہے۔ ایک مرتبہ وہ غسل کرنے کے لیے گئے، انھوں نے اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکھے تو پتھر کپڑے لے کر بھاگ گیا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے سرپٹ بھاگے اور کہتے جا رہے تھے: ''اے پتھر! میرے کپڑے، اے پتھر! میرے کپڑے۔'' حتیٰ کہ بنی اسرائیل کے لوگوں نے انھیں دیکھ لیا اور انھوں نے کہا: '' اللہ کی قسم! سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو تو کوئی بیماری نہیں ہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے کپڑے لیے اور پتھر کو مارنے لگے۔''[1]

۲۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ایک مرتبہ سیدنا ایوب علیہ السلام ننگے بدن غسل کر رہے تھے کہ ان پر سونے کی ٹڈیاں گریں تو سیدنا ایوب علیہ السلام (انھیں) اپنے کپڑے میں ڈالنے لگے۔'' اس پر اس کے رب نے اسے آواز دی: ''اے ایوب! کیا جو تم سوچتے ہو اس سے میں نے تجھے غنی نہیں کر دیا؟'' انھوں نے عرض کی: '' کیوں نہیں، تیری عزت کی قسم، لیکن تیری برکت سے تو مجھے کوئی بے نیازی نہیں ہے۔''[2]

---

[1] صحیح بخاری: ۲۷۸۔ صحیح مسلم: ۳۳۹۔

[2] صحیح بخاری: ۲۷۹۔ سنن نسائی: ۴۰۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



درج ذیل دلائل کی رو سے لوگوں کے نظروں سے اوجھل خلوت میں ننگے بدن غسل کرنا جائز ہے۔لیکن خلوت میں بھی ستر کو ڈھانپ کر غسل کرنا افضل ہے۔امام بخاری صحیح بخاری میں اس عنوان سے " بَابُ مَنِ اغْتَسَلَ عُرْيَانًا وَحْدَهُ فِي الخَلْوَةِ، وَمَنْ تَسَتَّرَ فَالتَّسَتُّرُ أَفْضَلُ " اس شخص (کے لیے جواز) کا بیان جو خلوت میں تنہا ننگے بدن غسل کرے اور جو ستر ڈھانپے تو سترہ ڈھانپنا افضل ہے۔"اسی موقف کی طرف اشارہ کیا ہے۔نیز آئندہ روایت اس موقف کی تائید کرتی ہے۔

❁ سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! اعضائے مستورہ میں سے ہم کون سے اعضا ظاہر کریں اور کون سے چھپائیں؟" آپ نے فرمایا: "اپنی بیوی اور لونڈی کے سوا سب سے شرمگاہ کی حفاظت کر۔" میں نے عرض کی: بتایئے کہ اگر لوگ ایک دوسرے کے ساتھ (اکٹھے ہوں؟) آپ نے فرمایا: "اگر طاقت رکھے کہ اپنی شرمگاہ کسی کو نہ دیکھنے دے تو اسے کسی کو نہ دکھا۔" میں نے پوچھا: "اللہ کے رسول! اگر ہم میں سے کوئی اکیلا ہو؟" آپ نے فرمایا: "اللہ لوگوں سے زیادہ حق دار ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔"①

## ۲۔ پانی کے استعمال میں احتیاط برتنا:

دوران غسل پانی کے استعمال میں احتیاط برتنی چاہیے اور پانی کے استعمال میں بے جا اسراف اور ضیاع ناپسندیدہ فعل ہے۔

❁ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں "کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صاع (چار مد) سے پانچ مد پانی سے غسل کرتے اور ایک مد پانی سے وضو کیا کرتے تھے۔"②

---

① حسن: سنن أبي داؤد: ٤٠١٧۔ جامع ترمذی: ٢٧٦٩۔ سنن ابن حکیم بن معاویہ بن حیدہ صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

② صحیح بخاری: ٢٠١۔صحیح مسلم: ٣٢٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



غسل میں ایک صاع پانی مرد وزن میں سے ہر ایک کو کفایت کرتا ہے، اس لیے حتی الوسع کفایت شعاری سے کام لینا چاہیے جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ کار تھا۔

۱۔ ابوسلمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور سیدہ عائشہ کا (رضاعی) بھائی ان کے پاس گئے اور ان کے بھائی ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کے متعلق پوچھا تو انھوں نے ایک صاع کی پیمائش کے برابر برتن منگوایا پھر انھوں نے غسل کیا اور اپنے سر پر پانی بہایا۔ نیز ہمارے اور ان کے درمیان پردہ (حائل) تھا۔'' ①

۲۔ ابوجعفر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ وہ، ان کے والد اور کچھ لوگ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے پاس تھے تو انھوں نے ان سے غسل (میں پانی کی مقدار) کا سوال کیا تو انھوں نے کہا: '' (غسل میں) تجھے ایک صاع (پانی) کافی ہے۔'' سائل نے کہا: ''اتنا پانی مجھے کفایت نہیں کرتا۔'' اس پر سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: '' (اتنا پانی) اس شخص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو کفایت کرتا تھا جو تجھ سے بہتر ہے۔'' ②

نیز غسل میں حد سے تجاوز اور بے جا اسراف ناپسندیدہ فعل ہے، جس سے گریز کرنا چاہیے۔

ابونعامہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو سنا، وہ یہ دعا کر رہا تھا: '' اے اللہ! میں تجھ سے جنت کی دائیں جانب سفید محل کا سوال کرتا ہوں، جب میں اس میں داخل ہوں۔ انھوں نے (یہ کلمات سن کر) کہا: بیٹے! اللہ سے جنت کا سوال کر اور آگ سے اس کی پناہ طلب کر، اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا:

« إِنَّهُ سَيَكُونُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ قَوْمٌ يَعْتَدُونَ فِي الطَّهُورِ وَالدُّعَاءِ» ③

---

① صحیح بخاری: ۲۵۱۔ صحیح مسلم: ۳۲۰۔

② صحیح بخاری: ۲۵۲۔

③ صحیح: سنن أبی داؤد: ۹۶۔ مستدرك حاكم: ۱/ ۱۶۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



”بلاشبہ اس امت میں عنقریب ایسے لوگ ہوں گے جو وضو (کے پانی میں) اور دعا میں حد سے تجاوز کریں گے۔“

## جنبی شخص پانی میں غوطہ نہ لگائے:

جنبی شخص غسل جنابت کے لیے کسی ٹب، حوض یا تالاب وغیرہ میں غوطہ زن نہ ہو بلکہ اسے غسل جنابت کے لیے کسی برتن میں پانی لے کر غسل کرنا چاہیے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تم میں سے کوئی شخص حالت جنابت میں ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل نہ کرے۔“ ابو سائب راوی نے کہا: ”ابو ہریرہ! وہ کیا کرے؟“ انھوں نے کہا: ”وہ کسی برتن میں پانی لے کر غسل کر لے۔“ ①

## خاوند بیوی کا ایک ساتھ غسل کرنا:

خاوند بیوی ایک ساتھ ایک برتن سے پانی لے کر غسل کر سکتے ہیں۔

۱۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن سے غسل جنابت کیا کرتے تھے۔“ ②

۲۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن میں دونوں غسل جنابت کیا کرتے تھے۔“ ③

## جنبی کے استعمال شدہ پانی سے غسل:

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے بچے ہوئے پانی سے غسل کیا کرتے تھے۔“ ④

---

① صحیح مسلم: ۲۸۳۔ سنن ابن ماجہ: ۶۰۵۔
② صحیح بخاری: ۲۶۳۔ صحیح مسلم: ۳۲۱۔
③ صحیح مسلم: ۳۲۴۔ ④ صحیح مسلم: ۳۲۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## دوران غسل گفتگو کرنا:

دوران غسل ضروری گفتگو کی جاسکتی ہے، اس حالت میں گفتگو کرنے کی ممانعت نہیں، البتہ جواز کے دلائل موجود ہیں۔

۱۔ سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ فتح مکہ والے سال میں کی طرف گئی تو میں نے آپ کو اس حالت میں پایا کہ آپ غسل کر رہے تھے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو پردہ کیا ہوا تھا۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے پوچھا: ''کون عورت ہے؟'' میں نے عرض کیا: ''ام ہانی ہوں۔'' آپ نے فرمایا: ''ام ہانی کو خوش آمدید ہو۔'' پھر جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو آپ نے ایک کپڑے میں لپٹ کر آٹھ رکعت نماز (چاشت) ادا کی۔''[1]

## فوائد:

امام نووی رحمہ اللہ نے اسے حدیث سے کئی مسائل اخذ کیے، جن میں سے درج بالا عنوان کے موافق امور کا بیان پیش خدمت ہے۔

۱۔ زیارت کے لیے آنے والے شخص کو مرحباً یا دیگر لطف و اکرام والے الفاظ کہنا مستحب ہے۔

۲۔ پیشاب و پاخانے کی حالت کے علاوہ غسل اور وضو کی حالت میں گفتگو کرنے اور غسل اور وضو کرنے والے کو سلام کرنے میں کوئی حرج اور مضائقہ نہیں ہے۔[2]

۲۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن میں غسل کیا کرتے تھے، جو میرے اور آپ کے درمیان ہوتا۔ آپ مجھ سے جلدی پانی لیتے حتیٰ کہ میں کہتی: ''میرے لیے پانی چھوڑیے، میرے لیے پانی چھوڑیے۔''[3]

---

[1] صحیح بخاری: ۳۵۷۔ صحیح مسلم: ۳۳۶۔ [2] شرح النووی: ۲۳۱/۵۔
[3] صحیح مسلم: ۳۲۱۔ سنن نسائی: ۲۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## غسل کا معنی و مفہوم:

غسل میں تمام جسم کو تر کریں بایں صورت کہ جسم کا کوئی حصہ، عضو حتیٰ کہ جسم کے بال بھی خشک نہیں رہنے چاہییں۔ کیونکہ غسل کا لغوی اور شرعی معنی ہی سارے بدن کو تر کرنا ہے۔ سید سابق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ غسل کا لفظی معنی سارے جسم تک پانی پہنچانا ہے اور شرعی مفہوم بھی یہی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا﴾ [ المائدة : ٦ ]

''اور اگر تم جنبی ہو تو غسل کر لو۔''

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۖ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ [ البقرة : ٢٢٢ ]

''اور وہ تجھ سے حیض کے متعلق پوچھتے ہیں، کہہ دے وہ ایک طرح کی گندگی ہے، سو حیض میں عورتوں سے علیحدہ رہو اور ان کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں، پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس آؤ جہاں سے تمھیں اللہ نے حکم دیا ہے۔''[1]

## ارکان غسل:

غسل کے بنیادی ارکان درج ذیل ہیں، جن کا اہتمام ہر غسل کرنے والے کے لیے لازم ہے۔

### ا۔ نیت کرنا:

ہر عبادت کی طرح غسل میں بھی نیت کرنا لازم ہے۔

[1] فقه السنة : ١/ ٦٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ » ①

''اعمال کا انحصار نیتوں پر ہے۔''

## ۲۔ جسم کے تمام اعضا کو دھونا:

حالت جنابت اور حیض کے بعد غسل کا حکم ہے اور غسل سے مراد تمام بدن کو دھونا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا ﴾ [ المائدة : ٦ ]

''اور اگر تم جنبی ہو تو غسل کر لو۔''

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۚ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ﴾ [ البقرة : ٢٢٢ ]

''اور وہ تجھ سے حیض کے کے متعلق پوچھتے ہیں، کہہ دے وہ ایک طرح کی گندگی ہے، سو حیض میں عورتوں سے علیحدہ رہو اور ان کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں، پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس آؤ جہاں سے تمھیں اللہ نے حکم دیا ہے۔''

یہاں جنابت و حیض سے پاکی اختیار کرنے سے مراد غسل کرنا ہے جیسا کہ اس کی صراحت آیندہ آیت میں بیان کی گئی ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا

---

① صحیح بخاری: ۱۔ صحیح مسلم: ۱۹۰۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰی تَغْتَسِلُوْا﴾ [ النساء : ٤٣ ]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! نماز کے قریب نہ جاؤ، اس حال میں کہ تم نشے میں ہو، یہاں تک کہ تم جان لو جو کہتے ہو اور نہ اس حال میں کہ جنبی ہو، مگر رستہ عبور کرنے والے، یہاں تک کہ غسل کر لو۔''

اور غسل کا حقیقی معنی جسم کے تمام اعضا کو دھونا ہے۔ ①

نیز غسل جنابت میں انتہائی احتیاط برتنی چاہیے اور اس انداز سے پانی بہانا چاہیے کہ جسم کا کوئی حصہ اور بال خشک نہ رہے۔

❀ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَأَدَاءُ الْأَمَانَةِ، كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهَا، قُلْتُ: وَمَا أَدَاءُ الْأَمَانَةِ، قَالَ : غُسْلُ الْجَنَابَةِ، فَإِنَّ تَحْتَ كُلِّ شَعَرَةٍ جَنَابَةً » ②

''پانچوں نمازیں، جمعہ سے جمعہ تک اور امانت کی ادائیگی درمیانی وقفے کے لیے گناہوں کا کفارہ ہے۔'' میں نے عرض کی: ''امانت کی ادائیگی سے کیا مراد ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''(اس سے مراد) غسل جنابت ہے کیونکہ ہر بال کے نیچے جنابت ہے۔'' (لہٰذا غسل جنابت میں خاص احتیاط سے غسل کرنا چاہیے)

## غسل کا مسنون طریقہ:

غسل میں درج ذیل امور کا اہتمام کرنا چاہیے۔

۱۔ جب غسل کرے تو سب سے پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھوئے۔ ③

---

❶ فقه السنة: ۱/ ٦٨، ٦٩۔

❷ حسن: سنن ابن ماجه: ٥٩٨۔ مسند الشاميين: ٧٣٢۔ مسند السراج: ٥٣٤۔ عتبہ بن ابی حکیم اور طلحہ بن نافع صدوق راوی ہیں۔

❸ صحيح مسلم: ٣١٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ سے اپنی شرمگاہ دھوئے، پھر بائیں ہاتھ کو مٹی (یا صابن) پر مل کر دھوئے۔ ①

۳۔ پھر نماز والا وضو کرے۔ وضو کرنے کی دو صورتیں منقول ہیں، غسل کرنے والا کوئی ایک طریقہ اختیار کر سکتا ہے۔

۱۔ غسل سے پہلے مکمل وضو کر لے۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ''نبی ﷺ جب غسل جنابت کرتے تو آپ پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے پھر آپ اس طرح وضو کرتے جیسے نماز کے لیے وضو کرتے تھے۔'' ②

۲۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ وہ مکمل وضو کرے لیکن پاؤں نہ دھوئے، پاؤں غسل سے فارغ ہونے پر دھو لے۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ''میں نے نبی ﷺ کو پردہ کیا جب کہ آپ غسل کر رہے تھے۔ چنانچہ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے، پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور اس سے شرمگاہ پر لگی آلائش کو دھویا، پھر اپنے ہاتھ کو دیوار یا زمین پر ملا۔ اس کے بعد نماز والا وضو کیا سوائے دونوں پاؤں دھونے کے۔ بعد ازاں اپنے جسم پر پانی بہایا۔ پھر وہاں سے ہٹے اور اپنے پاؤں دھوئے۔'' ③

## فائدہ:

حدیث بالا میں وضو کا جو طریقہ بیان ہوا ہے، اس میں مکمل وضو کیا بیان ہے، صرف پاؤں کو آخر میں دھونا ہے۔ یہاں سر کے مسح چھوڑنا کا استدلال درست نہیں۔ کیونکہ مکمل وضو سے صرف پاؤں دھونے کی تاخیر کا بیان ہے، سر کا مسح چھوڑنے کا نہیں۔ لہٰذا سر کا مسح کرنے

① صحیح بخاری: ۲۵۹۔ صحیح مسلم: ۳۱۷۔
② صحیح بخاری: ۲۴۸۔ صحیح مسلم: ۳۱۶۔
③ صحیح بخاری: ۲۸۱۔ سنن نسائی: ۴۱۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے بعد غسل کا اہتمام کرنا چاہیے۔ نیز جس روایت میں اس طریقہ وضو میں سر کا مسح چھوڑنے کا بیان ہے، وہ روایت ضعیف ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غسل جنابت کے متعلق سوال کیا۔ اس مسئلہ کی تفصیل کی احادیث یوں بیان ہوئی ہیں کہ غسل کرنے والا غسل شروع کرے تو اپنے دائیں ہاتھ پر دو یا تین مرتبہ پانی ڈالے، پھر دایاں ہاتھ برتن میں داخل کرے اور اس سے شرمگاہ اور بائیں ہاتھ پر پانی بہائے اور شرمگاہ کو دھوئے حتی کہ اسے اچھی طرف صاف کرے۔ پھر چاہے تو بایاں ہاتھ مٹی پر ملے اور بائیں ہاتھ پر پانی بہائے اور اسے خوب صاف کرے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ تین مرتبہ دھوئے، ناک میں پانی چڑھائے، کلی کرے اور چہرے اور کلائیوں کو تین تین مرتبہ دھوئے حتی کہ جب سر تک پہنچے تو اس کا مسح نہ کرے، اس پر پانی بہائے۔ مذکور طریقے کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غسل تھا۔"[1]

۴۔ پھر اپنی انگلیاں تر کر کے سر کے بالوں کی جڑوں میں خلال کرے حتی کہ سر کی جلد تر ہو جانے کا یقین ہو جائے، پھر سر پر تین لپ پانی ڈالے اور سارے جسم پر پانی بہائے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل جنابت کرتے تو آپ اپنے دونوں ہاتھ دھوتے، پھر نماز والا وضو کرتے، بعد ازاں اپنی انگلیاں پانی میں داخل کرتے اور ان کے ساتھ بالوں کی جڑوں کا خلال کرتے حتی کہ جب آپ کو یقین ہو جاتا کہ آپ نے سر کی جلد کو اچھی طرح تر کر لیا ہے تو پھر اپنے سر پر تین لپ پانی ڈالتے۔ پھر سارے جسم پر پانی بہاتے۔"[2]

۵۔ سر کے بالوں کا خلال خوب اچھی طرح کرے کہ بالوں کے جڑیں اور سر کی جلد تر ہونے کا یقین ہو جائے۔

---

❶ ضعیف: سنن نسائی: ۴۲۲۔ یحییٰ بن ابی کثیر کی تدلیس ہے۔
❷ صحیح بخاری: ۲۴۸۔ صحیح مسلم: ۳۱۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت کرتے تو اپنے ہاتھ دھوتے اور نماز والا وضو کرتے۔ پھر آپ غسل کرتے، بعد ازاں اپنے ہاتھ سے اپنے بالوں کا خلال کرتے حتی کہ جب یقین ہو جاتا کہ آپ اپنی (سر کی) جلد کو سیراب کر لیا ہے تو سر پر تین مرتبہ پانی بہاتے پھر سارے جسم کو دھوتے۔“ ①

۶۔ بالوں کے خلال اور سر کی جلد کو اچھی طرح تر کرنے کے بعد سر پر تین لپ پانی ڈالیں۔

❁ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (غسل جنابت میں) تین لپ پانی لیتے اور اپنے سر پر بہاتے۔ ②

پھر تین لپ پانی اس انداز میں سر پر ڈالیں کہ ایک لپ سر کی دائیں جانب، دوسرا لپ سر کی بائیں جانب اور تیسرا لپ سر کے درمیان میں ڈالیں۔

❁ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت کرتے تو حلاب کی مقدار کا ایک برتن منگواتے پھر لپ میں پانی لیتے اور اسے سر کی دائیں جانب ڈالتے، پھر بائیں جانب پانی بہاتے، پھر دونوں ہتھیلیوں میں پانی لیتے اور انھیں سر پر انڈیل دیتے۔“ ③

۷۔ پھر سارے جسم پر پانی بہائے۔ ④

## عورت کا غسل:

عورت کا غسل جنابت مرد کے غسل جنابت ہی کی طرح ہے۔ البتہ غسل جنابت میں عورت کو سر کی مینڈھیاں، گت اور جُھوڑا کھولنے کی ضرورت نہیں۔ وہ بالوں کو گندھا ہوا ہی رہنے دے اور تین لپ پانی ڈال کر بالوں کی جڑیں اچھی طرح تر کر لے، عورت کے لیے یہ تخفیف ہے، غسل جنابت میں سر کے بالوں کو دھونا یا کھول کر تر کرنا ضروری نہیں۔

---

❶ صحیح بخاری: ۲۷۲۔
❷ صحیح بخاری: ۲۵۶۔
❸ صحیح بخاری: ۲۵۸۔ صحیح مسلم: ۳۱۸۔
❹ صحیح بخاری: ۲۴۸۔ صحیح مسلم: ۳۱۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۱۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! میں اپنے سر کی مینڈھیاں مضبوطی سے باندھتی ہوں، کیا میں غسل جنابت کے لیے انھیں کھولا کروں؟'' آپ نے فرمایا: ''نہیں، تجھے یہی کافی ہے کہ تو اپنے سر پر تین لپیں ڈال لے، پھر اپنے اوپر پانی بہا اور پاکی اختیار کر لے۔''①

۲۔ عبید بن عمیر تابعی بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو خبر پہنچی کہ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما عورتوں کو حکم دیتے ہیں کہ جب وہ غسل کریں تو اپنی مینڈھیاں کھولا کریں۔ انھوں نے کہا: ''عبداللہ بن عمرو پر تعجب ہے، یہ عورت کو غسل کے وقت مینڈھیاں کھولنے کا حکم دیتے ہیں۔ وہ انھیں سر منڈھوانے کا حکم کیوں نہیں دیتے؟ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن میں غسل کرتے اور میں اپنے سر پر تین لپ ڈالنے سے اضافی عمل نہ کرتی تھی۔''②

## غسل حیض ونفاس کے آداب:

غسل حیض ونفاس کے اکثر احکام غسل جنابت ہی کی طرح ہیں، البتہ کچھ احکام مختلف ہیں جن کا حیض ونفاس کے غسل میں اہتمام کرنا چاہیے۔

۱۔ حیض ونفاس کے غسل میں عورت روئی کا پھاہا لے کر اس پر خوشبو ملے اور خون کے مقامات پر اسے لگا کر اس سے حیض ونفاس کے خون کی بدبو کا ازالہ ہو جائے گا اور اچھی صفائی ہو جائے گی۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نے نبی ﷺ سے غسل حیض کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اسے حکم دیا کہ کیسے غسل کرنا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''روئی کا پھاہا لے اور اس سے پاکی حاصل کر۔'' اس نے عرض کی: ''میں کیسے پاکی حاصل کروں؟'' آپ

---

❶ صحیح مسلم: ۳۳۰۔ سنن أبی داؤد: ۲۵۱۔ جامع ترمذی: ۱۰۵۔ سنن نسائی: ۲۴۲۔ سنن ابن ماجه: ۶۰۳۔

❷ صحیح مسلم: ۳۳۱۔ سنن ابن ماجه: ۶۰۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نے فرمایا: ''اس سے پاکی حاصل کرے۔'' اس نے پوچھا: '' کیسے؟'' آپ نے فرمایا: ''سبحان اللہ! طہارت حاصل کرے۔'' (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ) میں نے اسے اپنی طرف کھینچا اور کہا: ''اسے خون کے مقام پر لگا۔'' ①

۲۔ سر کے بال کھول کر غسل کرے، غسل حیض و نفاس میں سر کی مینڈھیاں کھولنا ضروری ہیں۔ دلائل حسب ذیل ہیں۔

۱۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ ( حجۃ الوداع میں ) میں عرفہ کے دن حائضہ تھی تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم شکایت کی تو آپ نے فرمایا: '' عمرہ چھوڑ دے، اپنا سر کھول دے، کنگھی کر اور حج کا احرام باندھ لے۔'' ②

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان '' بَابُ نَقْضِ الْمَرْأَةِ شَعْرَهَا عِنْدَ غُسْلِ الْمَحِيْضِ '' قائم کر کے اس مسئلہ کی طرف رہنمائی کی ہے کہ غسل حیض کے وقت عورت بال کھول کر غسل کرے گی۔ نیز آئندہ دلیل بھی اسی موقف کی تائید کرتی ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ حائضہ تھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ارشاد کیا: ③

(( اُنْقُضِي شَعْرَكِ وَاغْتَسِلِيْ ))

''اپنے بال کھول دو اور غسل کرو۔''

یہ احادیث دلیل ہیں کہ غسل حیض و نفاس میں عورت سر کے بال کھول کر غسل کرے گی، یہ حکم غسل جنابت میں نہیں ہے۔ بعض لوگ صحیح مسلم : ۳۳۰۔ کی ایک روایت جس میں مذکور ہے کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: کیا میں حیض اور جنابت کے غسل کے لیے بال کھولا کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں'' سے استدلال کرتے ہیں کہ عورت کے لیے غسل حیض میں بھی بالوں کا کھولنا ضروری نہیں ہے۔ یہ استدلال درست نہیں کیونکہ مذکورہ روایت

---

❶ صحیح بخاری: ۳۱۴۔ صحیح مسلم: ۳۳۲۔
❷ صحیح بخاری: ۳۱۷۔ صحیح مسلم : ۱۲۱۱۔
❸ صحیح : مصنف ابن أبی شیبة: ۸۶۵۔ سنن ابن ماجه: ۶۴۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



شاذ ہے، جس سے استدلال کرنا درست نہیں۔ حافظ ابن قیم نے سنن أبي داؤد کی شرح تهذيب السنن مع عون المعبود: ۱/ ۲۶۰۔ اس حدیث میں لفظ (الحيضة) کو شاذ اور غیر محفوظ قرار دیا ہے اور علامہ البانی نے ارواء الغليل: ۱/ ۱۶۸، ۱۶۹ میں اور سلسلة الصحيحة: ۱۸۸۔ میں اسے شاذ قرار دیا ہے۔

## غسل میں صابن وغیرہ کا استعمال:

غسل میں ایک مرتبہ سارے بدن پر پانی بہانا ضروری ہے، اس عمل سے غسل ہوجاتا ہے، لیکن اگر کوئی صابن اور شیمپو کا استعمال کرنا چاہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ صابن کے استعمال سے اگر شرمگاہ کو ہاتھ لگ جائے تو اسے دوبارہ وضو کرنا چاہیے۔ نیز دوران غسل وضو ٹوٹنے سے غسل متأثر نہیں ہوتا، تمام جسم پر پانی بہانے سے غسل واقع ہوجاتا ہے۔ دوران غسل وضو قائم رہے تو اس کے بعد نماز وغیرہ کے لیے نئے وضو کی ضرورت نہیں یہی وضو مؤثر ہے۔

## غسل کے بعد تولیہ وغیرہ استعمال کرنا:

غسل سے فارغ ہوکر جسم خشک کرنے کے لیے تولیہ وغیرہ کا استعمال جائز ومشروع ہے۔

❖ سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ فتح مکہ کے سال وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں جب کہ آپ بالائی مکہ میں تھے۔ آپ اپنے نہانے کے پانی کی طرف گئے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو پردہ کروایا:

« ثُمَّ أَخَذَ ثَوْبَهُ فَالْتَحَفَ بِهِ، ثُمَّ صَلَّى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ سُبْحَةَ الضُّحَى »[1]

''پھر آپ نے اپنا کپڑا لیا اور اسے جسم پر لپیٹ لیا۔ پھر آپ نے چاشت کی نماز آٹھ رکعت ادا کی۔''

---

[1] صحيح مسلم: ۳۳۶۔ سنن ابن ماجه: ۴۶۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## فوائد:

۱۔ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اس حدیث سے وضو اور غسل کے بعد تولیہ کے استعمال کے جواز کا استدلال کیا ہے۔ انھوں نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان قائم کیا ہے:

« بَابُ الْمِنْدِيْلِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ، وَبَعْدَ الْغُسْلِ »

''وضو اور غسل کے بعد تولیہ استعمال کرنے کا بیان۔''

۲۔ علامہ عینی اس حدیث سے وضو اور غسل کے بعد جسم خشک کرنے کی دلیل لیتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

« هَذَا ظَاهِرٌ فِي التَّنْشِيْفِ »[1]

''یہ حدیث (وضو اور غسل کے بعد) جسم خشک کرنے کی واضح دلیل ہے۔''

۳۔ علامہ سندھی بیان کرتے ہیں:

« فَالْتَحَفَ بِهِ أَيِ اشْتَمَلَ بِهِ فَصَارَ الثَّوْبُ لِلْبَدَنِ كَالْمِنْدِيْلِ الَّذِيْ يُنَشِّفُ بِهِ أَثَرَ الْمَاءِ »[2]

''آپ نے وہ کپڑا اپنے جسم پر لپیٹ لیا تو وہ کپڑا جسم کے لیے تولیے کی طرح ہوگیا جو پانی کے قطرات خشک کرتا ہے۔''

البتہ اگر کوئی شخص تولیہ استعمال نہ کرنے چاہے تب بھی درست ہے۔

❁ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم غسل سے فارغ ہوئے تو میں نے آپ کو (جسم خشک کرنے کے لیے) کپڑا دیا تو آپ نے اسے نہ لیا اور ہاتھ جھاڑتے ہوئے چل دیے۔''[3]

---

[1] عمدة القاری شرح صحیح البخاری: ۳/ ۱۹۵۔
[2] حاشیة السندی علی سنن ابن ماجه: ۱/ ۱۷۳۔
[3] صحیح بخاری: ۲۷۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## فوائد:

کچھ لوگ اس حدیث سے غسل اور وضو کے بعد جسم خشک کرنے کی کراہت کی دلیل لیتے ہیں، لیکن یہ دلیل کئی اعتبار سے نا درست ہے۔ حافظ ابن حجر اس استدلال کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس حدیث میں اس موقف کی کوئی دلیل نہیں ہے، کیونکہ یہ ایک عام واقعہ ہے جس میں کئی احتمال موجود ہیں، ممکن ہے اس کپڑے کو نہ لینے کی وجہ کوئی اور سبب ہو جس کا تعلق اعضا خشک کرنے کی کراہت سے نہ ہو، یہ بھی ہوسکتا ہے کپڑے میں کوئی (ریشم یا میل وغیرہ) ہو یا آپ جلدی میں ہوں یا کوئی اور سبب ہوسکتا ہے۔'' مہلب کہتے ہیں: ''نبی ﷺ کا (غسل کے بعد تولیہ وغیرہ نہ لینے میں) یہ احتمال ہوسکتا ہے کہ آپ (اعضا پر) پانی کی برکت باقی رکھنا چاہتے ہوں، یا یہ عمل تواضع کی خاطر ہو یا کپڑے میں ریشم یا میل لگی ہو اور ابو عوانہ سے مروی روایت میں اعمش بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابراہیم نخعی سے اس مسئلہ کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا: ''(غسل اور وضو کے بعد) تولیہ استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں، آپ نے تو تولیہ اس کراہت کے پیش نظر واپس کیا کہ یہ عادت نہ بن جائے۔'' تیمی بیان کرتے ہیں: ''یہ حدیث دلیل ہے کہ آپ (غسل کے بعد) جسم خشک کیا کرتے تھے، اگر یہ معمول نہ ہوتا تو سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس تولیہ لے کر نہ آتیں۔'' ابن دقیق العید کہتے ہیں کہ آپ کا (غسل کے بعد ہاتھ) جھاڑنا اس بات کی دلیل ہے کہ جسم خشک کرنا مکروہ عمل نہیں ہے، کیونکہ (تولیہ سے جسم خشک کرنا اور ہاتھ جھاڑ کر جسم خشک کرنا) ان میں سے ہر عمل سے جسم کی تری کا ازالہ ہے۔''

(عبدالرحمٰن مبارک پوری لکھتے ہیں) ''میرے نزدیک راجح قول ان علما کا ہے جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(غسل اور وضو کے بعد) جسم خشک کرنے کے جواز کے قائل ہیں۔"[1]

## فرض غسلوں کا بیان:

غسل کی درج ذیل صورتیں واجب ہیں: ا۔ خاوند بیوی کا جنسی ملاپ۔ ۲۔ احتلام۔ ۳۔ حیض ونفاس۔ ۴۔ جمعہ کے دن کا غسل۔ ۵۔ قبول اسلام۔ ۶۔ میت کو غسل دینا۔

## ا۔ جنسی ملاپ سے غسل:

محض جنسی ملاپ ہی سے کہ مرد کا آلہ تناسل عورت کی شرمگاہ میں داخل ہو جائے غسل فرض ہو جاتا ہے، منی کا خارج ہونا ضروری نہیں۔ جماع سے غسل کی فرضیت کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

ا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا﴾ [ المائدة : ٦ ]

"اور اگر جنبی ہو تو غسل کر لو۔"

۲۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب مرد عورت کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھے، پھر اس سے (مباشرت کی) کوشش کرے تو یقیناً غسل واجب ہو گیا، چاہے منی خارج نہ ہو۔"[2]

۳۔ سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مہاجرین و انصار کے کچھ لوگوں میں (مباشرت سے وجوب غسل کے مسئلہ میں) اختلاف ہو گیا۔ انصاریوں نے کہا: "(دوران مباشرت) منی کے خارج ہونے ہی پر غسل ہے اور مہاجرین نے کہا: "بلکہ جب زن و شو کا جنسی ملاپ ہو تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔" (یہ اختلاف رائے سن کر) سیدنا

---

[1] تحفة الأحوذی: ۱/۱۲۸۔

[2] صحیح بخاری: ۲۹۱۔ صحیح مسلم: ۳۴۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں اس مسئلے کا تمھیں تشفی بخش جواب دیتا ہوں۔'' (اس مسئلہ کی تحقیق کے لیے) میں اٹھا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت طلب کی تو مجھے اجازت مل گئی۔ میں نے انھیں کہا: ''امی جان! میں آپ سے ایک مسئلہ کے بارے پوچھنا چاہتا ہوں اور مجھے (سوال کرنے میں) آپ سے شرم محسوس ہوتی ہے۔'' انھوں نے کہا: ''ایسا سوال جو تو اپنی جننے والی ماں سے کر سکتا ہے، ایسا سوال کرنے سے مجھ سے نہ شرما، میں بھی تو تیری ماں ہی ہوں۔'' میں نے عرض کی: ''کون سی چیز غسل واجب کرتی ہے؟'' انھوں نے کہا: ''تم واقف کار کے پاس پہنچے ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب مرد عورت کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھے اور شرمگاہ شرمگاہ سے مل جائے تو یقیناً غسل واجب ہو گیا۔''[1]

## فوائد:

امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ (مباشرت کی صورت میں) وجوب غسل منی کے خروج پر موقوف نہیں ہے، بلکہ جب مرد کا آلہ تناسل عورت کی شرمگاہ میں غائب ہو جائے تو مرد و عورت پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔ اس وقت اس مسئلہ میں کوئی خلاف نہیں ہے، یقیناً اس مسئلہ میں صحابہ اور ان کے بعد علما میں اختلاف رہا پھر اس مسئلہ پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔''[2] (لہٰذا محض جنسی ملاپ ہی سے غسل فرض ہو جاتا ہے)۔

---

[1] صحیح مسلم: ۳۴۹۔

[2] شرح النووی: ۴/۳۵، ۳۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# جنابت کے آداب

جنابت میں کچھ امور ممنوع ہیں، کچھ مباح ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

## جنبی کے لیے ممنوع امور:

جنبی کے لیے درج ذیل امور ممنوع ہیں: ① نماز پڑھنا۔ ② طواف کرنا۔

نماز اور طواف کے لیے حدث اکبر اور حدث اصغر سے پاک ہونا شرط ہے، جنابت چونکہ حدث اکبر ہے اس لیے جنابت کی صورت میں نماز وطواف ممنوع ہے۔

## ۳۔ مسجد میں داخل ہونا:

جنبی اور حائضہ کا مسجد میں داخل ہونا منع ہے، لہٰذا حالت جنابت اور حیض میں مسجد میں داخل ہونے سے گریز کرنا چاہیے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان گھروں کے رخ مسجد سے پھیر لو، کیونکہ میں حائضہ اور جنبی کے لیے مسجد حلال قرار نہیں دیتا۔''①

---

① حسن: سنن أبی داوٗد: ۲۳۲۔ صحیح ابن خزیمة: ۱۳۲۷۔ افلت بن قیس صدوق اور جسرہ بن دجاجہ حسن الحدیث راویہ ہیں۔ جسرہ بن دجاجہ کو حافظ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے اور امام عجلی نے الثقات میں اسے ثقہ قرار دیا ہے۔ ابن ملقن کہتے ہیں کہ ابن قطان نے اس حدیث کو حسن کہا ہے، انھوں نے کہا: امام بخاری کا جسرہ کے بارے میں کہنا ہے کہ اس کے پاس عجیب روایات ہیں، ان کا یہ قول روایت کے مردود ہونے میں کافی نہیں ہے، ابن ملقن کہتے ہیں کہ یہی قول درست ہے اور اس سے سند سے روایت حسن ہے۔ (البدر المنیر: ۲/ ۵۶۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فائدہ:

یہ حدیث دلیل ہے کہ جنبی اور حائضہ کا مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں، اگر کوئی شخص مسجد میں سویا ہے اور احتلام کی وجہ سے جنبی ہوجاتا ہے، یا کوئی جنبی لاعلمی میں مسجد میں داخل ہوجاتا ہے تو جنابت کا علم ہونے پر اسے فی الفور مسجد سے نکل جانا چاہیے اور غسل جنابت کے بعد مسجد میں داخل ہونا چاہیے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز کی اقامت ہوگئی اور صفیں برابر کھڑی ہوگئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف نکلے، پھر جب مصلے پر کھڑے ہوئے تو آپ کو یاد آیا کہ وہ جنبی ہیں۔ چنانچہ آپ نے ہمیں فرمایا: ''اپنی جگہوں پر رہو۔'' پھر آپ واپس گئے اور غسل کیا، بعدازاں ہمارے پاس آئے جب کہ آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا۔ پھر آپ نے تکبیر کہی اور ہمیں نماز پڑھائی۔'' ①

امام بخاری نے اس حدیث پر یہ باب باندھا ہے: '' بَابُ إِذَا ذَكَرَ فِي الْمَسْجِدِ أَنَّهُ جُنُبٌ، يَخْرُجُ كَمَا هُوَ، وَلَا يَتَيَمَّمُ '' اس مسئلہ کا بیان کہ جب کسی شخص کو مسجد میں یاد آئے کہ وہ جنبی ہے تو جس حالت میں ہے، اسی حالت میں مسجد سے نکل جائے اور تیمّم نہ کرے۔''

البتہ جنبی شخص کے لیے غسل کرنے کے لیے غسل خانے میں جانے کے لیے مسجد سے گزرنے کے علاوہ کوئی اور راستہ نہ ہو تو ایسا شخص مجبوری کے تحت مسجد سے گزر سکتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا ﴾ [ النساء: ٤٣ ]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! نماز کے قریب نہ جاؤ، اس حال میں کہ تم نشے میں

① صحیح بخاری: ۲۷۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہو، یہاں تک کہ تم جانو جو کہتے ہو اور نہ اس حال میں کہ جنبی ہو، مگر راستہ عبور کرنے والے، یہاں تک کہ غسل کرلو۔"

## فوائد:

استاذ محترم حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ: اکثر سلف نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ "الصلوٰۃ" سے مراد نماز کی جگہ ہے، مطلب یہ ہے کہ جنابت کی حالت میں "الصلوٰۃ" یعنی نماز کی جگہوں (مسجدوں) میں نہ جاؤ۔ ہاں، اگر مسجد سے گزرنا پڑے تو مجبوری کی صورت میں گزر سکتے ہو (ٹھہر نہیں سکتے)۔ ابن ابن جریر رحمہ اللہ نے اسے راجح قرار دیا ہے، پس یہاں مضاف محذوف ہے، یعنی "لَا تَقْرَبُوا مَوَاضِعَ الصَّلَاةِ" (طبری) اور یہی جمہور علماء کا مسلک ہے کہ جنبی یا حائضہ کے لیے مسجد سے گزرنا جائز ہے، ٹھہرنا جائز نہیں، کیونکہ بہت سے صحابہ کے گھروں کے دروازے مسجد کی طرف کھلتے تھے، ان کے لیے غسل کر کے گزرنا مشکل تھا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ مگر آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دریچے کے سوا مسجد میں کھلنے والے تمام دریچے بند کروا دیے۔[1]

## جنبی کے لیے مباح کام:

جنبی کے لیے درج ذیل امور مباح ہیں:

### ا۔ غسل جنابت میں تعجیل و تاخیر:

غسل جنابت میں تعجیل و تاخیر دونوں صورتیں جائز ہیں، اس لیے جنبی کو اختیار ہے چاہے تو جنابت کے بعد فوراً غسل کر لے اور چاہے تو سو کر اٹھنے کے بعد غسل کر لے۔

ا۔ عبداللہ بن ابی قعیس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ

---

[1] بخاری، الصلاۃ، باب الخوخة: ٤٦٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آپ غسل جنابت میں کیا طریقہ اختیار کرتے تھے؟ کیا آپ سونے سے پہلے غسل کرتے یا غسل کرنے سے پہلے سوتے تھے؟'' انھوں نے بیان کیا: ''(دونوں صورتوں میں سے) ہر صورت پر عمل کر لیتے تھے، کبھی غسل کر کے سوتے اور کبھی وضو کر کے سوتے۔ میں نے کہا: ''اللہ کا شکر ہے جس نے اس (مسئلہ میں) وسعت رکھی ہے۔''[1]

۲۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ''نبی ﷺ ایک غسل کے ساتھ تمام بیویوں کے پاس سے ہو آتے تھے۔'' (یعنی آخر میں غسل کرتے)۔''[2]

## سونے اور کھانے پینے سے پہلے وضو کرنا:

جس شخص نے آغاز شب کے بجائے سو کر اٹھنے کے بعد غسل جنابت کرنا ہے تو اس کے لیے بہتر ہے کہ وہ سونے اور کھانے پینے سے پہلے وضو کر لے۔

۱۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

« كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ جُنُبًا، فَأَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَنَامَ، تَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلَاةِ »[3]

''رسول اللہ ﷺ جب جنبی ہوتے اور کھانے یا سونے کا ارادہ کرتے تو نماز والا وضو کرتے۔''

۲۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! کیا ہم میں سے کوئی حالت جنابت میں سو سکتا ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''ہاں، جب تم میں سے کوئی شخص وضو کر لے وہ حالت جنابت میں سو سکتا ہے۔''[4]

---

❶ صحیح مسلم: ۳۰۷۔

❷ صحیح مسلم: ۳۰۹۔ جامع ترمذی: ۱۴۰۔ سنن ابن ماجہ: ۵۸۸۔

❸ صحیح مسلم: ۳۰۵۔

❹ صحیح بخاری: ۲۸۷۔ صحیح مسلم: ۳۰۶۔ سنن ابن ماجہ: ۵۸۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۳۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: ''کیا ہم میں سے کوئی حالت جنابت میں سو سکتا ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''ہاں، وہ وضو کرے پھر سوئے اور (اس کے بعد رات کے کسی حصے میں) جب چاہے غسل کر لے۔''[1]

## کبھی تیمّم بھی کیا جا سکتا ہے:

کبھی غسل کرنے یا وضو میں سستی ہو جائے اور کاہلی کا غلبہ ہو تو جنبی شخص بغیر کسی عذر کے جواز کی حد تک تیمّم کر کے بھی سو سکتا ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنبی ہوتے اور سونے کا ارادہ کرتے تو وضو کرتے یا تیمّم کرتے تھے۔[2]

## فائدہ:

❁ علامہ البانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں (اس حدیث کی رو سے) جنبی مرد و عورت کبھی کبھار سونے سے پہلے تیمّم بھی کر سکتے ہیں۔[3]

## جنبی اور حائضہ کا قرآن حکیم کو چھونا:

جنبی اور حائضہ قرآن حکیم کو پکڑ کر تلاوت کر سکتے ہیں، کیونکہ انھیں قرآن پکڑ کر تلاوت کرنے کی ممانعت کی کوئی دلیل ثابت نہیں ہے، لہٰذا محض ذاتی احتیاط کا شوق پالنے کی خاطر انھیں اس عظیم عمل سے روکنا درست نہیں۔ مزید دلائل کتاب کے آخر میں جنبی، حائضہ اور بے وضو شخص کا قرآن کو چھونا اور تلاوت کرنا کے تحت ملاحظہ کریں۔

---

❶ صحیح مسلم: ۳۰۶۔
❷ حسن: سنن بیہقی: ۱/ ۲۰۰۔ ابوعباس محمد بن یعقوب صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں۔
❸ آداب الزفاف ص: ۱۱۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## جنبی اور حائضہ کا قرآن کی تلاوت کرنا:

جنبی و حائضہ عورت جس طرح دیگر اذکار و اوراد کا اہتمام کر سکتے ہیں، اسی طرح قرآن کریم کی تلاوت کرنا چاہیں تو تلاوت بھی کر سکتے ہیں، کیونکہ دلائل کی رو سے جنبی و حائضہ کا تلاوت کرنا جائز ہے۔ مزید دلائل کتاب کے آخر میں جنبی، حائضہ اور بے وضو شخص کا قرآن کو چھونا اور تلاوت کرنا کے تحت ملاحظہ کریں۔

## ۲۔ احتلام سے غسل:

مرد و عورت کو نیند کی حالت میں احتلام ہو جائے اور بیداری کے وقت منی کے اثرات دکھائی دیں تو مرد و زن میں سے ہر محتلم پر غسل واجب ہے، احتلام نواقض غسل میں سے ہے۔

۱۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا زوجہ ابو طلحہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کی: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ حق سے نہیں شرماتے، کیا عورت پر غسل ہے جب اسے احتلام ہو؟'' آپ نے فرمایا: ''ہاں، جب وہ (منی کا) پانی دیکھے۔'' (تب غسل واجب ہے)۔ ①

۲۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی عورت کے متعلق پوچھا جو خواب میں وہ کیفیت دیکھتی ہے جو مرد دیکھتا ہے (یعنی عورت کو مرد کی طرح احتلام ہو جائے) تو آپ نے فرمایا: ''جب اس سے (منی کا اخراج ہو) جیسے مرد سے ہوتا ہے تو وہ غسل کرے۔'' ②

### فوائد:

❖ امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

۱۔ جب عورت کی منی خارج ہو تو اس پر غسل واجب ہو جاتا ہے، اسی طرح مرد سے منی خارج ہونے پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔ تمام مسلمانوں کا اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ منی

---

① صحیح بخاری: ۲۸۲۔ صحیح مسلم: ۳۱۳۔ ② صحیح مسلم: ۳۱۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



خارج ہونے سے اور جنسی ملاپ سے مرد و زن پر غسل واجب ہو جاتا ہے نیز حیض و نفاس میں عورت پر غسل واجب ہوتا ہے، اس مسئلہ پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔

۲۔ (احتلام میں منی خارج ہونے پر غسل ہے، سے مراد یہ ہے کہ) منی ظاہر میں خارج ہوئی ہو، احتلام میں منی خارج نہ ہوئی ہو تو غسل واجب نہیں ہوتا، اس کی صورت یہ ہے کہ سونے والا نیند میں خود کو مباشرت کرتا پاتا ہے اور اسے انزال ہو جاتا ہے پھر بیدار ہونے پر وہ منی کے ظاہری آثار نہیں دیکھتا تو اس باجماع المسلمین اس پر غسل نہیں ہے۔ اسی طرح اگر اسے (خواب میں) جسم سے منی نکلنے کی حرکت کا ادراک ہو (کہ منی اپنے محل سے انزال کے لیے حرکت پذیر ہوئی ہے) لیکن شرمگاہ سے خارج نہیں ہوئی، اسی طرح اگر منی شرمگاہ کی جڑ سے خارج ہو لیکن شرمگاہ سے نکلے نہ تو غسل واجب نہیں ہے۔ ①

## ۳۔ حیض و نفاس سے غسل:

حیض و نفاس کے اختتام پر عورت پر غسل فرض ہو جاتا ہے، لہٰذا حیض و نفاس سے فراغت پر فوراً غسل کرنا چاہیے اور سستی یا لاابالی پن کی وجہ سے غسل میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ دلائل حسب ذیل ہیں۔

۱۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۚ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ﴾ [ البقرة : ۲۲۲ ]

''اور تجھ سے حیض کے متعلق پوچھتے ہیں، کہہ دے وہ ایک طرح کی گندگی ہے، سو حیض میں عورتوں سے علیحدہ رہو اور ان کے قریب نہ جاؤ، یہاں تک کہ وہ پاک

① شرح النووی : ۳/ ۲۲۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہو جائیں پھر جب وہ غسل کر لیں تو ان کے پاس آؤ جہاں سے تمھیں اللہ نے حکم دیا ہے۔ بے شک اللہ ان سے محبت کرتا ہے جو بہت توبہ کرنے والے ہیں اور ان سے محبت کرتا ہے جو بہت پاک رہنے والے ہیں۔"

۲۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کی: یا رسول اللہ! میں مستحاضہ عورت ہوں، میں پاک نہیں رہتی کیا میں (استحاضہ کی وجہ سے) نماز چھوڑ دوں؟" آپ نے فرمایا:

« لَا، إِنَّ ذَلِكِ عِرْقٌ، وَلَكِنْ دَعِي الصَّلَاةَ قَدْرَ الْأَيَّامِ الَّتِي كُنْتِ تَحِيضِينَ فِيهَا، ثُمَّ اغْتَسِلِي وَصَلِّي » ①

"نہیں، یہ ایک رگ (کا خون) ہے، یہ حیض نہیں ہے۔ چنانچہ جو ایام تو حیض کے گزارہ کرتی تھی ان کے برابر نماز چھوڑ دے، پھر غسل کر اور نماز پڑھ۔"

۳۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے استحاضہ کے خون کی شکایت کی تو آپ نے انھیں فرمایا:

« اُمْكُثِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكِ حَيْضَتُكِ، ثُمَّ اغْتَسِلِي وَصَلِّي » ②

"اتنی دیر (نماز سے) رکی رہ جب تک تیرا حیض تجھے روکے رکھے، پھر غسل کر اور نماز پڑھ۔"

## ۴۔ جمعہ کے دن غسل کرنا:

جمعہ کے دن کا غسل ہر بالغ مسلمان پر فرض ہے۔ دلائل حسب ذیل ہیں۔

۱۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ، فَلْيَغْتَسِلْ » ③

---

❶ صحیح بخاری: ۳۲۵۔ صحیح مسلم: ۳۳۳۔

❷ صحیح مسلم: ۳۳٤۔ سنن أبی داوٗد: ۲۷۹۔ سنن نسائی: ۳۵۲۔

❸ صحیح بخاری: ۸۷۷۔ صحیح مسلم: ۸٤٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لیے آئے تو غسل کرے۔"

۲۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ » ①

"جمعہ کے دن کا غسل ہر بالغ پر واجب ہے۔"

۳۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ منبر پر کھڑے ہو کر یہ کلمات کہہ رہے تھے:

« مَنْ جَاءَ مِنْكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ » ②

"تم میں سے جو شخص جمعہ کے لیے آئے وہ غسل کرے۔"

فوائد:

فقہائے محدثین میں سے حافظ ابن حجر نے (فتح الباری: ۱۳/۳)، حافظ ابن قیم نے (زاد المعاد: ۳۶۵/۱) حافظ ابن حزم نے (المحلیٰ بالآثار: ۲۵۶/۱) اور علامہ البانی نے (تمام المنۃ ص: ۱۲۰) میں وجوب کا موقف اختیار کیا ہے۔ دلائل کی رو سے یہی موقف راجح ہے اور جن روایات سے غسل جمعہ کو مستحب اور غیر واجب قرار دیا جاتا ہے، ان تمام روایات کے شافی و کافی جواب المحلیٰ بالآثار لابن حزم اور فتح الباری میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ جن کی تفصیل آئندہ کسی تالیف میں بالتفصیل پیش کی جائے گا۔

## ۵۔ قبول اسلام پر غسل کرنا:

اسلام قبول کرنے کی صورت میں نو مسلم شخص پر غسل واجب ہوتا ہے، لہٰذا قبول اسلام پر اسے غسل کا اہتمام کرنا چاہیے۔

۱۔ سیدنا قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اسلام قبول کرنے کے ارادے سے

① صحیح بخاری: ۸۷۹۔ صحیح مسلم: ۸۴۶۔
② صحیح بخاری: ۸۹۴۔ صحیح مسلم: ۸۴۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے مجھے پانی اور بیری (کے پتوں) سے غسل کرنے کا حکم دیا۔"[1]

**فائدہ:**

امیر صنعانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث اسلام قبول کرنے کے بعد غسل کی مشروعیت کی دلیل ہے اور حدیث کے الفاظ (وَ أَمَرَهُ) اس غسل کے واجب ہونے کی دلیل ہیں۔[2]

۲۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ثمامہ رضی اللہ عنہ قید کیے گئے پھر وہ مسلمان ہو گئے تو آپ نے انھیں غسل کرنے کا حکم دیا تو انھوں نے غسل کیا اور دو رکعت نماز ادا کی۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: "یقیناً تمھارے بھائی کا اسلام بہت خوب ہے۔"[3]

## ۶: میت کو غسل دینا:

مسلمان میت کو غسل دینا فرض ہے، لہٰذا حاضرین پر میت کو غسل دینا لازم قرار پاتا ہے۔

۱۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص میدان عرفات میں وقوف کیے ہوئے تھا کہ اس کی سواری نے اسے گرا دیا اور اس کی گردن توڑ دی (جس سے وہ فوت ہو گیا) تو نبی ﷺ نے فرمایا:

«اِغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ، وَلَا تُحَنِّطُوهُ، وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ، فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا»[4]

---

❶ صحیح: سنن أبی داوٗد: ۳۵۵۔

❷ سبل السلام: ۱۲۷/۱۔

❸ صحیح: المنتقی لابن الجارود: ۱۰۵۔ صحیح ابن خزیمة: ۲۵۳۔ مستخرج ابی عوانة: ۶۶۹۹۔ مصنف عبد الرزاق: ۹۸۳۴۔ سنن بیهقی: ۷۱/۱۔

❹ صحیح بخاری: ۱۲۶۵۔ صحیح مسلم: ۱۲۰۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"اسے پانی اور بیری (کے پتوں) سے غسل دو، اسے دو کپڑوں میں کفن دو، اسے خوشبو نہ لگاؤ اور نہ اس کا سر ڈھانپو کیونکہ روز قیامت یہ تلبیہ کہتے ہوئے اٹھایا جائے گا۔"

**فائدہ:**

امیر صنعانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث میت کو غسل دینے کے وجوب کی دلیل ہے۔ ①

۲۔ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی (سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا) کو غسل دے رہی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

"اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ تین مرتبہ، پانچ مرتبہ یا (محسوس کرو تو) اس سے زیادہ مرتبہ غسل دو اور آخری مرتبہ غسل میں کافور ملاؤ۔ پھر جب تم غسل سے فارغ ہو تم مجھے اطلاع دو۔" ہم نے فارغ ہو کر آپ کو اطلاع دی تو آپ نے ہماری طرف اپنا تہہ بند پھینکا اور فرمایا: "اسے اس کے جسم سے متصل پہناؤ۔" ②

## ۷۔ مشرک کو دفنانے پر غسل کرنا:

مشرک میت کو دفن کرنے کے بعد غسل کرنا واجب ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرک میت کی تدفین کرنے والے کو غسل کرنے کا حکم دیا ہے۔

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی: "ابو طالب فوت ہو گئے ہیں۔" آپ نے فرمایا:

"جاؤ اسے چھپا آؤ۔" پھر جب میں اسے دفن کر کے آپ کے پاس آیا تو آپ

---

① سبل السلام: ۱/۴۶۹۔

② صحیح بخاری: ۱۲۵۴۔ ۹۳۹۔ سنن أبی داؤد: ۳۱۴۲۔ جامع ترمذی: ۹۹۰۔ سنن نسائی: ۱۸۸۱۔ سنن ابن ماجه: ۱۴۵۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے مجھے پانی اور بیری (کے پتوں) سے غسل کرنے کا حکم دیا۔"[1]

**فائدہ:**

امیر صنعانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث اسلام قبول کرنے کے بعد غسل کی مشروعیت کی دلیل ہے اور حدیث کے الفاظ (وَأَمَرَهُ) اس غسل کے واجب ہونے کی دلیل ہیں۔[2]

۲۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ثمامہ رضی اللہ عنہ قید کیے گئے پھر وہ مسلمان ہو گئے تو آپ نے انھیں غسل کرنے کا حکم دیا تو انھوں نے غسل کیا اور دو رکعت نماز ادا کی۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: "یقیناً تمھارے بھائی کا اسلام بہت خوب ہے۔"[3]

## ۶: میت کو غسل دینا:

مسلمان میت کو غسل دینا فرض ہے، لہٰذا حاضرین پر میت کو غسل دینا لازم قرار پاتا ہے۔

۱۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص میدان عرفات میں وقوف کیے ہوئے تھا کہ اس کی سواری نے اسے گرا دیا اور اس کی گردن توڑ دی (جس سے وہ فوت ہو گیا) تو نبی ﷺ نے فرمایا:

«اِغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ، وَلَا تُحَنِّطُوهُ، وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ، فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا»[4]

---

[1] صحيح: سنن أبي داود: ٣٥٥۔

[2] سبل السلام: ١/١٢٧۔

[3] صحيح: المنتقى لابن الجارود: ١٥۔ صحيح ابن خزيمة: ٢٥٣۔ مستخرج ابي عوانة: ٦٦٩٩۔ مصنف عبد الرزاق: ٩٨٣٤۔ سنن بيهقي: ١/٧١۔

[4] صحيح بخاري: ١٢٦٥۔ صحيح مسلم: ١٢٠٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"اسے پانی اور بیری (کے پتوں) سے غسل دو، اسے دو کپڑوں میں کفن دو، اسے خوشبو نہ لگاؤ اور نہ اس کا سر ڈھانپو کیونکہ روز قیامت یہ تلبیہ کہتے ہوئے اٹھایا جائے گا۔"

**فائدہ:**

امیر صنعانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث میت کو غسل دینے کے وجوب کی دلیل ہے۔ ①

۲۔ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی (سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا) کو غسل دے رہی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

"اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ تین مرتبہ، پانچ مرتبہ یا (محسوس کرو تو) اس سے زیادہ مرتبہ غسل دو اور آخری مرتبہ غسل میں کافور ملاؤ۔ پھر جب تم غسل سے فارغ ہو تم مجھے اطلاع دو۔" ہم نے فارغ ہو کر آپ کو اطلاع دی تو آپ نے ہماری طرف اپنا تہہ بند پھینکا اور فرمایا: "اسے اس کے جسم سے متصل پہناؤ۔" ②

## ۷۔ مشرک کو دفنانے پر غسل کرنا:

مشرک میت کو دفن کرنے کے بعد غسل کرنا واجب ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرک میت کی تدفین کرنے والے کو غسل کرنے کا حکم دیا ہے۔

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی: "ابو طالب فوت ہو گئے ہیں۔" آپ نے فرمایا:

"جاؤ اسے چھپا آؤ۔" پھر جب میں اسے دفن کر کے آپ کے پاس آیا تو آپ

---

① سبل السلام: ۱/ ۴۶۹۔

② صحیح بخاری: ۱۲۵۴۔ ۹۳۹۔ سنن أبی داؤد: ۳۱۴۲۔ جامع ترمذی: ۹۹۰۔ سنن نسائی: ۱۸۸۱۔ سنن ابن ماجه: ۱۴۵۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نے فرمایا: ''غسل کرو۔'' ①

## مستحب غسل:

کچھ غسل اختیاری ہیں، جو غسل کرنے والی کی صوابدید پر موقوف ہیں۔ چاہے تو غسل کر لے اور چاہے غسل چھوڑ دے۔ غسل کرنے پر اجر وثواب کا مستحق ٹھہرے گا اور ترک غسل پر وہ گناہ گار نہیں ہوگا۔ مستحب غسلوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔ ① میت کو غسل دینے سے غسل کرنا۔ ② عیدین کا غسل۔ ③ احرام باندھتے وقت غسل کرنا۔ ④ مکہ میں داخل ہوتے وقت غسل کرنا۔ ⑤ بے ہوشی سے ہوش آنے پر غسل کرنا۔ ⑥ مستحاضہ عورت کا ہر نماز کے لیے غسل کرنا یا دن میں تین غسل کرنا۔ ا۔ ظہر وعصر کے لیے۔ ۲۔ مغرب وعشاء کے لیے۔ ۳۔ فجر کے لیے۔

### ا۔ میت کو غسل دینے سے غسل کرنا:

میت کو غسل دینے والے پر غسل کرنا مستحب ہے، بہتر ہے کہ وہ میت کو غسل دے کر غسل کر لے، لیکن اگر وہ غسل نہ کرے تو کوئی حرج نہیں۔

ا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا، فَلْيَغْتَسِلْ » ②

''جو شخص میت کو غسل دے وہ غسل کرے۔''

۲۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا فَلْيَغْتَسِلْ، وَمَنْ حَمَلَ جَنَازَةً فَلْيَتَوَضَّأْ » ③

---

❶ صحیح: سنن نسائی: ۱۹۰۔ مسند احمد: ۷۵۹۔ مسند أبی داؤد طیالسی: ۱۲۲۔ مسند الشافعی: ۵۷۲۔

❷ حسن: جامع ترمذی: ۹۹۳۔ سنن ابن ماجه: ۱۴۶۳۔ سہیل بن ابی صالح صدوق راوی ہے۔

❸ حسن: مسند أبی داؤد طیالسی: ۲۴۳۳۔ سنن بیهقی: ۱/ ۴۵۲۔ صالح بن نبهان مولی التوءمہ صدوق مختلط راوی ہے۔ اس حدیث میں اس سے روایت کرنے والے راوی محمد بن عبد الرحمن بن ابی ذئب کا ان سے اختلاط سے پہلے کا سماع ہے۔ (تقریب التهذیب) لہٰذا یہ روایت حسن ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''جو شخص میت کو غسل دے وہ غسل کرے اور جو لاش اٹھائے وہ وضو کرے۔''

یہاں امر استحباب کے معنی میں ہے، جس کی دلیل آئندہ حدیث ہے۔

۳۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

«كُنَّا نُغَسِّلُ الْمَيِّتَ فَمِنَّا مَنْ يَغْتَسِلُ وَمِنَّا مَنْ لَا يَغْتَسِلُ» ①

''ہم میت کو غسل دیتے تو ہم میں سے بعض غسل کرتے اور بعض غسل نہیں کیا کرتے تھے۔''

## ۲۔ عیدین کا غسل:

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے لیے غسل کرنا مسنون و مستحب ہے۔ غسل جمعہ پر قیاس اور آثار صحابہ سے ان دنوں کے غسل کی مشروعیت ضرور ثابت ہوتی ہے۔

۱۔ زاذان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے غسل کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے کہا:

«اِغْتَسِلْ كُلَّ يَوْمٍ إِنْ شِئْتَ، فَقَالَ: الْغُسْلُ الَّذِي هُوَ الْغُسْلُ؟ قَالَ: يَوْمُ الْجُمُعَةِ، وَيَوْمُ عَرَفَةَ، وَيَوْمُ النَّحْرِ، وَيَوْمُ الْفِطْرِ» ②

''چاہے تو روزانہ غسل کر لے۔'' اس نے عرض کیا: ''(یہ مقصود نہیں بلکہ) جو اصل (شرعی) غسل ہے (اس کے بارے میں بتائیے)۔'' انھوں نے کہا: ''(مسنون غسل) جمعہ، عرفہ، عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دن کا ہے۔''

### فائدہ:

علامہ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''سب سے عمدہ دلیل جس سے غسل عیدین کے استحباب کی دلیل لی جاتی ہے وہ سنن بیہقی کے بیان کردہ روایت ہے۔'' ③

---

① صحیح: سنن الدارقطنی: ۱۸۲۰۔ سنن بیهقی: ۱/ ۴۵۷۔

② صحیح: مسند الشافعی: ۱۱۴۔ سنن بیهقی: ۳/ ۲۷۸۔ ارواء الغلیل: ۱/ ۱۷۷۔ زاذان ثقہ راوی ہے۔ (تحریر تقریب التهذیب)

③ ارواء الغلیل: ۱/ ۱۷۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ نافع مولیٰ ابن عمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَغْتَسِلُ لِلْعِيدَيْنِ » ①

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عیدین کے لیے غسل کیا کرتے تھے۔''

نیز غسل عیدین کے متعلق مرفوع روایات ضعیف ہیں۔ تفصیل کے لیے ہماری کتاب عیدین کے مسائل دیکھیے۔

## ۳۔ مکہ میں داخل ہوتے وقت غسل کرنا:

حاجی اور معتمر کے لیے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے قبل غسل کرنا مستحب ہے، کیونکہ یہ مسنون عمل ہے۔

۱۔ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب حرم کے قریب پہنچتے تو تلبیہ کہنے سے رک جاتے، پھر ذی طویٰ مقام پر رات بسر کرتے۔ پھر وہ صبح کی نماز پڑھتے اور غسل کرتے اور بیان کرتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ عمل کیا کرتے تھے۔'' ②

### فائدہ:

امام شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث دلیل ہے کہ مکہ میں داخل ہوتے وقت غسل کرنا مستحب ہے۔ حافظ ابن حجر فتح الباری میں بیان کرتے ہیں کہ ابن منذر نے بیان کیا: تمام علماء کے نزدیک مکہ میں داخل ہوتے وقت غسل کرنا مستحب ہے اور اسے ترک کرنے پر کوئی فدیہ نہیں ہے۔ ③

۲۔ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکہ میں داخل نہیں ہوتے تھے مگر رات ذی طویٰ میں گزارتے حتیٰ کہ وہیں صبح کرتے اور غسل کرتے پھر دن کے وقت

---

❶ صحیح: مصنف ابن أبی شیبہ: ۵۷۷۳۔ أحکام العیدین للفریابی ص: ۷۹۔
❷ صحیح بخاری: ۱۵۷۳۔
❸ نیل الأوطار: ۳۰۱/۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مکہ میں داخل ہوتے اور بیان کرتے نبی ﷺ نے یہ عمل کیا تھا۔"[1]

**فائدہ:**

امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مکہ میں داخل ہوتے وقت (حاجی اور معتمر کے لیے) غسل کرنا مستحب ہے اور یہ غسل ذی طویٰ مقام پر ہونا چاہیے جس کے راستے میں یہ مقام آتا ہو اور جو اس راستے سے نہ آئے وہ مکہ سے اتنی مسافت کی دوری پر غسل کرے۔"[2]

## ۴۔ بے ہوشی سے افاقہ پر غسل:

بے ہوشی سے ہوش آنے پر غسل کرنا مستحب ہے اور اگر متعدد مرتبہ غشی کے دورے پڑیں تو ہر بے ہوشی کے بعد غسل کرنا مستحب ہے۔

❁ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: "آپ مجھے نبی ﷺ کی بیماری کے بارے میں نہیں بتائیں گی؟" انھوں نے بیان کیا: ضرور، نبی ﷺ کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو آپ نے پوچھا: "کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟" ہم نے عرض کیا: نہیں، اے اللہ کے رسول! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔" آپ نے فرمایا: "ٹب میں میرے لیے پانی رکھیے۔" وہ بیان کرتی ہیں کہ ہم نے حکم کی تعمیل کی، آپ نے غسل کیا اور اٹھنے لگے تو بے ہوش ہو گئے۔ پھر ہوش میں آئے تو پوچھا: "کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟" ہم نے عرض کیا: نہیں، اے اللہ کے رسول! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔" آپ نے فرمایا: "ٹب میں میرے لیے پانی رکھیے۔" آپ بیٹھے اور غسل کیا پھر آپ اٹھنے لگے تو بے ہوش ہو گئے۔ پھر ہوش میں آئے تو پوچھا: "کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟" ہم نے عرض کیا: "نہیں، اے اللہ کے رسول! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔"

---

[1] صحیح مسلم: ۱۲۵۹۔ سنن أبی داوٗد: ۱۸۶۵۔ [2] شرح النووی: ۵/۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آپ نے فرمایا:

''ٹب میں میرے لیے پانی رکھیے۔''

آپ بیٹھے اور غسل کیا پھر آپ اٹھنے لگے تو بے ہوش ہوگئے۔ پھر ہوش میں آئے تو پوچھا: ''کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟'' جب کہ لوگ مسجد میں بیٹھے نماز عشاء کے لیے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے۔ پھر نبی ﷺ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ لوگوں کو نماز پڑھاؤ۔''[1]

فوائد:

۱۔ امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث بے ہوشی سے غسل کے مستحب ہونے کی دلیل ہے اور اگر بے ہوشی متعدد مرتبہ طاری ہو تو متعدد مرتبہ غسل کرنا چاہیے۔[2]

۲۔ امام شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں مصنف کتاب یہاں یہ حدیث بے ہوش شخص کے لیے غسل کے استحباب کی دلیل کے طور پر لائے ہیں۔ نیز آپ نے بیماری کی شدت میں یہ عمل تین مرتبہ کیا جو اس کے استحباب کی تاکید کی دلیل ہے۔[3]

## ۵۔ مستحاضہ کا غسل کرنا:

مستحاضہ عورت کا ہر نماز کے لیے غسل کرنا یا دن میں تین مرتبہ غسل کرنا بایں صورت کہ ظہر و عصر میں تقدیم و تاخیر کر کے ایک غسل کر کے دونوں نمازیں پڑھنا، مغرب و عشاء کے لیے دوسرا غسل کرنا اور نماز فجر کے لیے تیسرا غسل کرنا مستحب ہے۔ دلائل حسب ذیل ہیں۔

۱۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سات سال سے استحاضہ کے عارضہ میں مبتلا تھیں، انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اسے غسل کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: ''یہ رگ ہے (حیض کا خون نہیں ہے)۔'' چنانچہ وہ ہر

---

[1] صحیح بخاری: ٦٨٧۔ صحیح مسلم: ٤١٨۔

[2] شرح النووی: ١٣٦/٤۔ [3] نیل الأوطار: ٣٠٤/١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نماز کے لیے غسل کیا کرتی تھیں۔'' ①

صحیح مسلم میں یہ اضافہ ہے کہ نبی ﷺ نے انھیں ہر نماز کے ساتھ غسل کرنے کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ یہ ہر نماز کے ساتھ غسل اپنے طور پر کیا کرتی تھیں۔ ②

لہٰذا کوئی عورت اختیاری طور پر یہ عمل کرنا چاہے تو اس کے لیے یہ عمل درست ہے۔

۲۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ''عہد رسالت میں ایک عورت مستحاضہ ہوئی تو اسے حکم دیا گیا کہ وہ نماز عصر کو مقدم اور نماز ظہر کو مؤخر کرے اور دونوں نمازوں کے لیے ایک غسل کر لے۔ مغرب کو مؤخر اور عشاء کو مقدم کرے اور دونوں نمازوں کے لیے غسل کر لے اور نماز فجر کے لیے غسل کر لے۔'' راوی کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے پوچھا کہ ''یہ حدیث نبی ﷺ سے بیان کر رہے ہو؟'' انھوں نے کہا: ''میں جو بھی بیان کر رہا ہوں یہ نبی ﷺ ہی سے منقول ہے۔'' ③

www.KitaboSunnat.com

---

❶ صحیح بخاری: ۳۲۷۔ صحیح مسلم: ۳۳٤۔

❷ صحیح مسلم: ۳۳٤۔

❸ صحیح: سنن أبی داؤد: ۲۹٤۔ صحیح أبی داؤد: ۳۰٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# وضو کے آداب

## وضو صحت نماز کے لیے شرط:

وضو نماز کے لیے شرط ہے۔ بغیر وضو نماز نہیں ہوتی، لہٰذا نماز کے لیے باوضو ہونا ضروری ہے۔ دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ﴾

[ المائدة : ٦ ]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ اور اپنے ہاتھ کہنیوں سمیت دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں سمیت (دھو لو۔'')

۲۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ وَلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُولٍ » ①

''وضو کے بغیر نماز اور خیانت سے صدقہ قبول نہیں کیا جاتا۔''

---

① صحيح مسلم :٢٢٤۔ سنن أبي داوٗد: ٥٩۔ جامع ترمذی:١۔ سنن نسائی:١٣٩۔ سنن ابن ماجه:٢٧٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فائدہ:

۱۔ امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث نماز کے لیے طہارت کے وجوب کی نص ہے اور امت کا اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ صحت نماز کے لیے وضو شرط ہے۔"[1]

۲۔ حافظ عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"یہ حدیث نماز کے لیے طہارت کے وجوب کی شرط ہے اور امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ صحت نماز کے لیے طہارت شرط ہے اور پانی یا مٹی سے طہارت کے بغیر نماز حرام ہے۔ اس میں فرض اور نفل نماز کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ نیز یہ حدیث دلیل ہے کہ نماز جنازہ کے لیے بھی وضو واجب ہے کیونکہ یہ بھی نماز ہے۔"[2]

۳۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ إِذَا أَحْدَثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ »[3]

"اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جب وہ بے وضو ہوتا وقتیکہ وہ وضو نہ کر لے۔"

## وضو کے فضائل:

وضو جہاں نماز کے لیے شرط ہے وہاں اس کے کئی فضائل ہیں، جنھیں ذیل میں بیان کیا جائے گا۔

### ۱۔ وضو نصف ایمان:

❖ سیدنا ابو مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ شرح النووی: ۳/ ۱۰۲۔
❷ تحفة الأحوذی: ۱/ ۲۲۔
❸ صحیح بخاری: ٦٩٥٤۔ صحیح مسلم: ۲۲۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



« اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْإِيْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيْزَانَ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَآنِ، أَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَالصَّلَاةُ نُورٌ، وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ، وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ، كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو فَبَايِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوْبِقُهَا » ①

''وضو نصف ایمان ہے، الحمد للہ میزان بھر دیتا ہے، سبحان اللہ اور الحمد للہ آسمانوں اور زمین کے درمیان (خلا کو نیکیوں سے) بھر دیتے ہیں، نماز نور ہے، صدقہ دلیل اور صبر روشنی ہے۔ قرآن تیرے حق میں یا تیرے خلاف گواہی ہے۔ ہر انسان صبح کے وقت چلتا ہے اور اپنے نفس کا سودا کرتا ہے۔ پھر وہ اسے (جہنم سے) آزاد کرنے والا ہے یا اسے ہلاک کرنا والا ہے۔''

## فوائد:

۱۔ یہاں اَلطُّهُوْرُ سے مراد وضو ہے جیسا کہ صحیح مسلم کے علاوہ باقی کتب حدیث میں الوضوء شطر الإیمان کے الفاظ ہیں۔

۲۔ امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث (وضو نصف ایمان ہے) کے مفہوم کئی اقوال بیان کرتے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔ ۱۔ ایک قول ہے کہ اس مراد یہ ہے کہ وضو میں اجر و ثواب کی بڑھوتری ایمان کے نصف اجر تک جا پہنچتی ہے۔ ۲۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ایمان سابقہ گناہ مٹا دیتا ہے اسی طرح وضو بھی (گزشتہ گناہ مٹاتا ہے) کیونکہ وضو ایمان کے بغیر ثابت نہیں ہوتا سو یہ ایمان کے ساتھ نتھی ہونے کی وجہ سے نصف ایمان کے درجہ پر فائز ہے۔ ۳۔ یہاں ایمان سے مراد نماز ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ﴾ ''اور اللہ کبھی ایسا نہیں کہ تمھارا ایمان (نماز) ضائع

① صحیح مسلم: ۲۲۳۔ جامع ترمذی: ۳۵۱۷۔ سنن نسائی: ۲۴۳۹۔ سنن ابن ماجه: ۲۸۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کر دے۔'' طہارت چونکہ صحت نماز کی شرط ہے سو اس کا مقام ایمان کے نصف کو جا پہنچا ہے اور اس سے لازم نہیں آتا کہ شطر سے مراد نصف حقیقی ہے۔ یہ تمام اقوال سے اقرب الی الصواب ہے۔نیز یہ مفہوم بھی ہو سکتا ہے کہ ایمان دل سے تصدیق اور جوارح سے اطاعت کا نام ہے۔ یہ دو چیزیں نصف نصف ایمان ہیں۔ طہارت چونکہ نماز کو شامل ہے سو یہ ظاہر میں اطاعت ہے۔ (اس لیے اسے نصف ایمان قرار دیا گیا ہے)۔[1]

## ۲۔ گناہوں کا کفارہ:

وضو گناہوں کا کفارہ ہے۔

۱۔ سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! مجھے وضو کے بارے میں بتایئے تو آپ نے فرمایا:

« مَا مِنْكُمْ رَجُلٌ يُقَرِّبُ وَضُوْءَهُ فَيَتَمَضْمَضُ، وَيَسْتَنْشِقُ فَيَنْتَثِرُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ، وَفِيْهِ وَخَيَاشِيْمِهِ، ثُمَّ إِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ مِنْ أَطْرَافِ لِحْيَتِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ أَنَامِلِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَمْسَحُ رَأْسَهُ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رَأْسِهِ مِنْ أَطْرَافِ شَعْرِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رِجْلَيْهِ مِنْ أَنَامِلِهِ مَعَ الْمَاءِ، فَإِنْ هُوَ قَامَ فَصَلَّى، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَمَجَّدَهُ بِالَّذِيْ هُوَ لَهُ أَهْلٌ، وَفَرَّغَ قَلْبَهُ لِلّٰهِ، إِلَّا انْصَرَفَ مِنْ خَطِيْئَتِهِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ »[2]

---

[1] شرح النووی: ۳/ ۱۰۱۔

[2] صحیح مسلم: ۸۳۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



« اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْإِيْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيْزَانَ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَآنِ، أَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَالصَّلَاةُ نُورٌ، وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ، وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ، كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو فَبَايِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوْبِقُهَا » ①

''وضو نصف ایمان ہے، الحمد للہ میزان بھر دیتا ہے، سبحان اللہ اور الحمد للہ آسمانوں اور زمین کے درمیان (خلا کو نیکیوں سے) بھر دیتے ہیں، نماز نور ہے، صدقہ دلیل اور صبر روشنی ہے۔ قرآن تیرے حق میں یا تیرے خلاف گواہی ہے۔ ہر انسان صبح کے وقت چلتا ہے اور اپنے نفس کا سودا کرتا ہے۔ پھر وہ اسے (جہنم سے) آزاد کرنے والا ہے یا اسے ہلاک کرنا والا ہے۔''

## فوائد:

۱۔ یہاں اَلطُّهُوْرُ سے مراد وضو ہے جیسا کہ صحیح مسلم کے علاوہ باقی کتب حدیث میں الوضوء شطر الإیمان کے الفاظ ہیں۔

۲۔ امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث (وضو نصف ایمان ہے) کے مفہوم کئی اقوال بیان کرتے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔ ۱۔ ایک قول ہے کہ اس مراد یہ ہے کہ وضو میں اجر و ثواب کی بڑھوتری ایمان کے نصف اجر تک جا پہنچتی ہے۔ ۲۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ایمان سابقہ گناہ مٹا دیتا ہے اسی طرح وضو بھی (گزشتہ گناہ مٹاتا ہے) کیونکہ وضو ایمان کے بغیر ثابت نہیں ہوتا سو یہ ایمان کے ساتھ نتھی ہونے کی وجہ سے نصف ایمان کے درجہ پر فائز ہے۔ ۳۔ یہاں ایمان سے مراد نماز ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ﴾ ''اور اللہ کبھی ایسا نہیں کہ تمھارا ایمان (نماز) ضائع

① صحیح مسلم: ۲۲۳۔ جامع ترمذی: ۳۵۱۷۔ سنن نسائی: ۲۴۳۹۔ سنن ابن ماجه: ۲۸۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کر دے۔'' طہارت چونکہ صحت نماز کی شرط ہے سو اس کا مقام ایمان کے نصف کو جا پہنچا ہے اور اس سے لازم نہیں آتا کہ شطر سے مراد نصف حقیقی ہے۔ یہ تمام اقوال سے اقرب الی الصواب ہے۔ نیز یہ مفہوم بھی ہو سکتا ہے کہ ایمان دل سے تصدیق اور جوارح سے اطاعت کا نام ہے۔ یہ دو چیزیں نصف نصف ایمان ہیں۔ طہارت چونکہ نماز کو شامل ہے سو یہ ظاہر میں اطاعت ہے۔ (اس لیے اسے نصف ایمان قرار دیا گیا ہے)۔[1]

## ۲۔ گناہوں کا کفارہ:

وضو گناہوں کا کفارہ ہے۔

۱۔ سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! مجھے وضو کے بارے میں بتایئے تو آپ نے فرمایا:

« مَا مِنْكُمْ رَجُلٌ يُقَرِّبُ وَضُوْءَهُ فَيَتَمَضْمَضُ، وَيَسْتَنْشِقُ فَيَنْتَثِرُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ، وَفِيْهِ وَخَيَاشِيْمِهِ، ثُمَّ إِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ مِنْ أَطْرَافِ لِحْيَتِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ أَنَامِلِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَمْسَحُ رَأْسَهُ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رَأْسِهِ مِنْ أَطْرَافِ شَعْرِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رِجْلَيْهِ مِنْ أَنَامِلِهِ مَعَ الْمَاءِ؛ فَإِنْ هُوَ قَامَ فَصَلَّى، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَمَجَّدَهُ بِالَّذِيْ هُوَ لَهُ أَهْلٌ، وَفَرَّغَ قَلْبَهُ لِلّٰهِ، إِلَّا انْصَرَفَ مِنْ خَطِيْئَتِهِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ »[2]

---

[1] شرح النووی: ۳/ ۱۰۱۔

[2] صحیح مسلم: ۸۳۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"تم میں سے جو بھی شخص اپنے وضو کا پانی قریب کرتا ہے اور کلی کرتا، ناک میں پانی چڑھاتا اور ناک جھاڑتا ہے تو اس کے چہرے، منہ اور نتھنوں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ پھر جب وہ اپنا چہرہ اس طرح دھوتا ہے جیسے اللہ نے اسے حکم دیا ہے تو پانی کے ساتھ ڈاڑھی کے کناروں سمیت چہرے کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ پھر وہ اپنے ہاتھ کہنیوں سمیت دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ اس کی انگلیوں سمیت ہاتھوں کے گناہ ختم ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ سر کا مسح کرتا ہے تو پانی کے ساتھ اس کے بالوں کے کناروں سمیت سر کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ بعدازاں جب وہ ٹخنوں سمیت پاؤں دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ اس کے انگلیوں کے پوروں سمیت پاؤں کے گناہ ختم ہو جاتے ہیں۔ پھر اگر کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ کی تعریف، ثنا اور بزرگی اس کے مطابق کرے جس کا وہ اہل ہے اور اپنے دل کو اللہ کے لیے منہمک کرے تو وہ اپنے گناہوں سے اس ہیئت میں لوٹے گا جس دن اس کی والدہ نے اسے جنا تھا۔"

۲۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ، أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ »[1]

"جب مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتا ہے اور اپنا چہرہ دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا

---

[1] صحیح مسلم: ۲۴۴۔ جامع ترمذی: ۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے چہرے سے ہر گناہ نکل جاتا ہے، جسے اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ پھر جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے ہاتھ کے سب گناہ نکل جاتے ہیں جن گناہوں کی طرف اس کے ہاتھ بڑھے تھے۔ پھر جب وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے وہ تمام گناہ نکل جاتے ہیں جن کی طرف پاؤں چلے تھے حتیٰ کہ وہ گناہوں سے بالکل پاک نکل آتا ہے۔"

۳۔ حمران مولیٰ عثمان بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس وضو کا پانی لایا تو انھوں نے وضو کیا پھر فرمایا: "بلاشبہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ایسی احادیث بیان کرتے ہیں جو میرے علم میں نہیں۔ البتہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا پھر فرمایا:

« مَنْ تَوَضَّأَ هَكَذَا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَكَانَتْ صَلَاتُهُ وَمَشْيُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ نَافِلَةً » ①

"جس نے اس طرح وضو کیا اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اس کی نماز اور مسجد کی طرف چلنا اضافی (اجر وثواب) ہے۔"

## فوائد:

گناہوں کے محو ہونے سے مراد صغیرہ گناہ ہیں۔ البتہ وضو کرنے والے شخص کے صغیرہ و کبیرہ گناہ نہ ہوں تو اس کے درجات بلند ہوتے ہیں اور اگر صغیرہ کے علاوہ کبیرہ گناہ ہوں تو اس عمل سے کبائر میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

---

① صحیح مسلم: ۲۲۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''جو اعمال گزشتہ گناہوں کا کفارہ بنتے ہیں یہ سارے اعمال گناہوں کے کفارہ کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ یہ صالح عمل اگر صغیرہ گناہ کو پائے تو صغیرہ گناہوں کا کفارہ بنتا ہے، اگر صغیرہ وکبیرہ دونوں گناہ نہ ہوں تو اس عمل کے سبب نیکیاں لکھی جاتیں اور درجات بلند کیے جاتے ہیں اور اگر صغیرہ کے علاوہ کبیرہ گناہ پائے تو ہمیں امید ہے یہ کبائر کے تخفیف کے باعث بنتا ہے۔''[1] واللہ اعلم!

## ۲۔ درجات کی بلندی کا ذریعہ:

خوب اچھی طرح وضو کرنا گناہوں کے کفارہ اور درجات کی بلندی کا سبب ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟ قَالُوا بَلَى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: إِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذَلِكُمُ الرِّبَاطُ »[2]

''کیا میں تمھیں وہ اعمال نہ بتاؤں جن سے اللہ تعالیٰ گناہ مٹاتا اور درجات بلند کرتا ہے؟'' انھوں نے عرض کیا: ''ضرور! اے اللہ کے رسول۔'' آپ نے فرمایا: ''مشقت (شدید سردی اور تکلیف) کی صورت میں کامل وضو کرنا، مساجد کی طرف قدموں کی بہتات اور نماز کے بعد (اگلی) نماز کا انتظار کرنا۔ یہ پہرے داری ہے۔''

## ۳۔ اعضائے وضو کی روشنی امت مسلمہ کا خاصہ:

روز قیامت اعضائے وضو روشن ہو جائیں گے، جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو دیگر امتوں سے پہچان لیں گے۔ اعضائے وضو کا روشن ہونا صرف امت مسلمہ کا خاصہ ہوگا۔

---

[1] شرح النووی: ۱۱۳/۳۔

[2] صحیح مسلم: ۲۵۱۔ جامع ترمذی: ۵۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۱۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّ أُمَّتِي يُدْعَوْنَ يَوْمَ القِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوْءِ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيْلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ » ①

''بلاشبہ میری امت روز قیامت بلائی جائے گی جب کہ ان کے چہرے اور ہاتھ پاؤں وضو کے نشانات سے روشن ہوں گے۔ سو تم میں سے جو شخص اپنے چمک کو طول دینے کی طاقت رکھے وہ (یہ کام) کرے۔''

۲۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّ حَوْضِي أَبْعَدُ مِنْ أَيْلَةَ مِنْ عَدَنٍ لَهُوَ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ الثَّلْجِ، وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ بِاللَّبَنِ، وَلَآنِيَتُهُ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ النُّجُومِ وَإِنِّي لَأَصُدُّ النَّاسَ عَنْهُ، كَمَا يَصُدُّ الرَّجُلُ إِبِلَ النَّاسِ عَنْ حَوْضِهِ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! أَتَعْرِفُنَا يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: نَعَمْ لَكُمْ سِيْمَا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ مِنَ الْأُمَمِ تَرِدُوْنَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ أَثَرِ الْوُضُوْءِ » ②

''بلاشبہ میرا حوض ایلہ سے لے کر عدن تک کے فاصلے سے زیادہ طویل و عریض ہے۔ یہ برف سے زیادہ سفید اور دودھ ملے شہد سے زیادہ شیریں ہے، اس کے برتن ستاروں کی تعداد سے زیادہ ہیں اور میں حوض سے لوگوں کو اس طرح بھگاؤں گا جس طرح آدمی اپنے حوض سے لوگوں کے اونٹوں کو بھگاتا ہے۔'' انھوں نے عرض کی: ''یا رسول اللہ! کیا آپ ہمیں اس دن پہچان لیں گے؟'' آپ نے فرمایا: ''تمھاری ایک خاص علامت ہے جو دیگر امتوں کی نہیں ہے۔ تم میرے پاس اس حالت میں پیش ہوگے کہ وضو کے نشان سے تمھارے چہرے اور ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے۔''

---

① صحیح بخاری: ۱۳۶۔ صحیح مسلم: ۲۴۶۔

② صحیح مسلم: ۲۴۷۔ سنن ابن ماجه: ۴۳۰۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۳۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان میں گئے اور یہ دعا کی:

« اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ »

''اے مومن لوگوں کی بستی والو! تم پر سلامتی ہو اور اگر اللہ نے چاہا تو یقیناً ہم تم سے ملنے والے ہیں۔ میرے خواہش ہے کہ ہم نے اپنے بھائیوں کو دیکھا ہوتا۔'' انھوں نے عرض کیا: ''کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟'' آپ نے فرمایا: ''تم تو میرے ساتھی ہو۔ ہمارے بھائی تو وہ ہیں جو ابھی تک (دنیا میں) نہیں آئے۔'' انھوں نے پوچھا: ''اے اللہ کے رسول! آپ کی امت سے جو لوگ ابھی تک (دنیا میں) نہیں آئے آپ انھیں کیسے پہچانیں گے؟'' آپ نے فرمایا: ''بتایئے اگر کسی شخص کے پنج کلیان گھوڑے کسی شخص کے خالص سیاہ گھوڑوں میں ہوں تو کیا وہ اپنے گھوڑے پہچان نہیں لے گا؟'' انھوں نے کہا: ''ضرور، اے اللہ کے رسول۔'' آپ نے فرمایا:

«فَإِنَّهُمْ يَأْتُوْنَ غُرًّا مُّحَجَّلِيْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ، وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ، أَلَا لَيُذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِيْ كَمَا يُذَادُ الْبَعِيْرُ الضَّالُّ أُنَادِيْهِمْ أَلَا هَلُمَّ فَيُقَالُ: إِنَّهُمْ قَدْ بَدَّلُوْا بَعْدَكَ، فَأَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا» ①

''بلاشبہ یہ (میری امت کے) لوگ آئیں گے جب کہ وضو کے سبب ان کے چہرے اور ہاتھ پاؤں چمک رہے ہوں گے اور میں حوض پر ان کا پیش رو ہوں۔ خبردار! کچھ لوگوں کو میرے حوض سے ایسے ہٹایا جائے گا جیسے آوارہ اونٹ (گھاٹ سے) ہٹایا جاتا ہے۔ میں انھیں پکاروں گا ادھر آؤ تو کہا جائے گا: انھوں نے آپ کے بعد (دین) تبدیل کر لیا تھا۔'' میں کہوں گا: ''یہ برباد ہو جائیں، یہ رحمت الٰہی سے بہت دور ہوں۔''

---

① صحیح مسلم: ۲۴۹۔ سنن ابن ماجه: ۴۳۰۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## شیطانی گرہ کھولنے کا سبب:

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب تم میں سے کوئی شخص سوتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر تین گرہیں باندھتا ہے اور ہر گرہ پر افسون پھونکتا ہے کہ ابھی بہت رات ہے سوتا رہ۔ پھر اگر وہ بیدار ہو کر اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، جب وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے، پھر جب وہ نماز پڑھتا ہے تو تیسری گرہ کھل جاتی ہے اور صبح کو وہ خوش مزاج، خوش دل رہتا ہے ورنہ بد مزاج سست رہ کر دن گزارتا ہے۔''[1]

## باوضو ہو کر مسجد میں جانے کی فضیلت:

۱۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ، ثُمَّ مَشَى إِلَى بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ لِيَقْضِيَ فَرِيْضَةً مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ، كَانَتْ خَطْوَتَاهُ إِحْدَاهُمَا تَحُطُّ خَطِيْئَةً، وَالْأُخْرَى تَرْفَعُ دَرَجَةً »[2]

''جو شخص اپنے گھر میں وضو کرے پھر اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر کی طرف چلے تاکہ اللہ کے فرائض میں سے کوئی فرض ادا کرے تو اس کے (اٹھنے والے) دونوں قدم ایک گناہ مٹاتا اور دوسرا درجہ بلند کرتا ہے۔''

۲۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« صَلَاةُ الْجَمِيْعِ تَزِيْدُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ، وَصَلَاتِهِ فِي سُوْقِهِ، خَمْسًا وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ، وَأَتَى الْمَسْجِدَ، لَا يُرِيْدُ إِلَّا الصَّلَاةَ، لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا

---

[1] صحیح بخاری: ۳۲۶۹۔ صحیح مسلم: ۷۷۶۔

[2] صحیح مسلم: ۶۶۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْهُ خَطِيْئَةً، حَتّٰى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ، وَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ، كَانَ فِي صَلَاةٍ مَا كَانَتْ تَحْبِسُهُ، وَتُصَلِّي يَعْنِي عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ مَا دَامَ فِي مَجْلِسِهِ الَّذِي يُصَلِّي فِيْهِ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ، مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيهِ »[1]

''نماز باجماعت منفرد شخص کی گھر پر اور بازار میں نماز سے پچیس گناہ اضافی اجر و ثواب والی ہے۔ بلاشبہ تم میں سے کوئی شخص جب وضو کرتا اور اچھی طرح وضو کرتا ہے اور مسجد میں صرف نماز کے ارادے سے آتا ہے تو وہ جو بھی قدم اٹھاتا ہے تو ہر قدم پر اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کرتا اور ایک گناہ مٹاتا ہے حتیٰ کہ وہ مسجد میں داخل ہو جائے۔ جب وہ مسجد میں داخل ہوتا ہے تو نماز میں ہوتا ہے جب تک نماز اسے روکے رکھے اور جب تک وہ نماز والی جگہ میں رہتا ہے فرشتے اس کے لیے ان کلمات سے دعا کرتے رہتے ہیں: اے اللہ! اسے بخش دے، اے اللہ! اس پر رحم کر۔ (دعاؤں کا یہ سلسلہ جاری رہتا) جب تک وہ (کسی کو) تکلیف نہ دے اور بے وضو نہ ہو۔''

۳۔ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ مُتَطَهِّرًا إِلَى صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ فَأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ، وَمَنْ خَرَجَ إِلَى تَسْبِيحِ الضُّحَى لَا يَنْصِبُهُ إِلَّا إِيَّاهُ فَأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْمُعْتَمِرِ، وَصَلَاةٌ عَلَى أَثَرِ صَلَاةٍ لَا لَغْوَ بَيْنَهُمَا كِتَابٌ فِي عِلِّيِّيْنَ »[2]

''جو شخص اپنے گھر سے باوضو ہو کر فرض نماز کے لیے نکلے تو اس کا اجر و ثواب

---

[1] صحيح بخاری: ٤٧٧۔ صحيح مسلم: ٦٤٩۔ سنن أبی داؤد: ٥٥٩۔ جامع ترمذی: ٦٠٣۔ سنن ابن ماجه: ٧٧٤۔

[2] صحيح: سنن أبی داؤد: ٥٥٨۔ طبرانی كبير: ٧٧٥٥۔ سنن بيهقی: ٦٣/٣۔ صحيح أبی داؤد: ٥٦٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



احرام باندھے ہوئے حاجی کی طرح ہے، جو شخص نماز چاشت کے لیے نکلے اس حال میں کہ اسے (مسجد کے طرف لے جانے کے لیے) یہ نماز ہی مجبور کرتی ہے تو اس کا اجر وثواب عمرہ کرنے والے کی مثل ہے اور نماز کے بعد نماز جن میں کوئی لغو بات نہ ہو (یہ عمل) علیین (رجسٹر) میں لکھا جاتا ہے۔"

## وضو کا مختصر طریقہ:

ذیل میں وضو کا طریقہ اختصار سے بیان کیا جائے گا اس کے بعد تفصیلی بیان ہوگا۔

۱۔ نیت کرنا۔ ۲۔ دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھونا۔ ۳۔ کلی کرنا۔ ۴۔ ناک میں سانس کھینچ کر پانی چڑھانا۔ ۵۔ ناک جھاڑنا۔ ۶۔ چہرہ دھونا۔ ۷۔ دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا اور ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال کرنا۔ ۸۔ پورے سر کا یا پگڑی کا مسح کرنا۔ ۹۔ کانوں کا مسح کرنا۔ ۱۰۔ ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونا یا جرابیں اور موزے ہوں تو ان کا مسح کرنا۔ ۱۱۔ وضو سے فراغت پر مسنون دعاؤں کا اہتمام کرنا۔

## وضو کا تفصیلی طریقہ:

ذیل میں وضو کا مفصل طریقہ دلائل سے بیان کیا جائے گا۔

### ۱۔ نیت کرنا:

وضو کے شروع میں نیت کرنا ضروری ہے، کیونکہ وضو بھی عبادت ہے اور ہر عبادت کے آغاز میں نیت کرنا لازم قرار دیا گیا ہے۔

۱۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ مَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَ يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَ ذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ﴾ [ البينة : ٥ ]

"اور انھیں اس کے علاوہ کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دین کو اس کے لیے خالص کر کے، یکسو ہو کر اور نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا کریں اور یہی مضبوط ملت کا دین ہے۔"

۲۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ » ①

"اعمال کا انحصار نیتوں پر ہے۔"

## وضو میں دائیں جانب کو مقدم کرنا:

وضو کرتے وقت اعضائے وضو میں سے دائیں عضو کو پہلے دھونا اور بائیں عضو کو آخر میں دھونا مشروع ہے، لہٰذا وضو میں یہ ترتیب ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

« كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ، فِي تَنَعُّلِهِ، وَتَرَجُّلِهِ، وَطُهُوْرِهِ، وَفِي شَأْنِهِ كُلِّهِ » ②

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جوتا پہننے، کنگھی کرنے، وضو کرنے میں اور ہر معاملے میں دائیں جانب پسند تھی۔"

۲۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

« إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِي طُهُوْرِهِ إِذَا تَطَهَّرَ، وَفِي تَرَجُّلِهِ، إِذَا تَرَجَّلَ، وَفِي انْتِعَالِهِ إِذَا انْتَعَلَ » ③

"بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو میں دائیں جانب کو پسند کرتے جب وضو کرتے، کنگھی کرنے میں جب کنگھی کرتے اور جوتا پہننے میں جب جوتا پہنتے۔"

---

❶ صحیح بخاری: ۱۔ صحیح مسلم: ۱۹۰۷۔
❷ صحیح بخاری: ۱۶۸۔ صحیح مسلم: ۲۶۸۔
❸ صحیح مسلم: ۲۶۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مزید عملی تفصیل آگے آئے گی۔

## ۲۔ دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک دھونا:

وضو کی نیت کرنے کے بعد دونوں ہاتھ کلائیوں تک دھونا مسنون ہے۔عمرو بن ابی حسن نے سیدنا عبد اللہ بن زید بن عاصم انصاری رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے پانی کا برتن منگوایا اور ان کے لیے نبوی وضو کیا۔انھوں نے برتن سے اپنے ہاتھ پر پانی انڈیلا اور دونوں ہاتھ تین مرتبہ دھوئے۔"[1]

## ۳،۴۔ کلی کرنا، ناک میں پانی چڑھانا:

پھر کلی کرے اور سانس کھینچ کر ناک میں پانی چڑھائے۔ پھر انھوں (عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ) نے برتن میں ہاتھ ڈالا (اور اس پانی سے) تین مرتبہ کلی کی، سانس سے ناک میں پانی چڑھایا اور ناک جھاڑا۔[2]

## کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے کا طریقہ:

کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے کی دو صورتیں ہیں کسی ایک پر عمل کرنے سے وضو درست قرار پاتا ہے۔ایک طریقہ یہ ہے کہ ایک ہی چلو پانی لے کر کچھ پانی منہ میں ڈال کر کلی کریں اور کچھ پانی ناک میں ڈال کر سانس سے اوپر کھینچ لیں۔دلیل حسب ذیل ہے۔

"پھر انھوں (سیدنا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ) نے ایک چلو پانی سے تین مرتبہ کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا۔"[3]

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کلی کے لیے اور ناک کے لیے الگ الگ پانی لیا جائے، ایک چلو سے کلی کرلیں اور دوسرے چلو سے ناک میں پانی ڈالیں۔

---

1. صحیح بخاری: ۱۸۶۔ صحیح مسلم: ۲۳۵۔
2. صحیح بخاری: ۱۸۶۔
3. صحیح بخاری: ۱۹۹۔ صحیح مسلم: ۲۳۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



❁ شقیق بن سلمہ بیان کرتے ہیں:

« رَأَيْتُ عَلِيًّا وعُثْمَانَ تَوَضَّآ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَا: هٰكَذَا تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذَكَرَ أَنَّهُمَا أَفْرَدَا الْمَضْمَضَةَ وَ الْاِسْتِنْشَاقَ » ①

''میں نے سیدنا علی اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما کو دیکھا انھوں نے تین تین مرتبہ وضو کیا پھر انھوں نے کہا: اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور انھوں (شقیق بن سلمہ) نے بیان کیا کہ انھوں (سیدنا علی وسیدنا عثمان رضی اللہ عنہما) نے کلی اور ناک میں پانی علیحدہ علیحدہ چلو سے کیا۔''

## ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا:

ناک میں پانی چڑھاتے وقت مبالغہ سے کام لینا چاہیے اور ناک میں پانی چڑھاتے وقت خوب سانس کھینچ کر ناک کی جڑ کی طرف پانی چڑھانا چاہیے۔ البتہ حالت روزہ میں اس عمل سے گریز کرنا چاہیے۔

❁ سیدنا لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے وضو کے بارے میں بتایئے تو آپ نے فرمایا:

« أَسْبِغِ الْوُضُوْءَ، وَخَلِّلْ بَيْنَ الْأَصَابِعِ، وَبَالِغْ فِي الْاِسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ صَائِمًا » ②

''خوب اچھی طرح وضو کر، انگلیوں کے درمیان خلال کر اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کر الا کہ تو روزہ دار ہو۔''

---

① حسن: تاريخ ابن ابی خيثمه: ٤٤١٩۔

② حسن: سنن أبی داؤد: ١٤٢۔جامع ترمذی:٧٧٨۔ سنن ابن ماجه: ٤٠٧۔ صحيح ابن خزيمه: ١٥٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فوائد:

❁ امام نووی استنشاق (ناک میں پانی چڑھانے) کا مفہوم بیان کرتے ہیں کہ استنشاق سے مقصود پانی کو ناک کے اندر لے کر جانا اور اسے سانس سے ناک کی جڑ کی طرف کھینچنا ہے۔ کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا مستحب ہے سوائے روزہ دار کے کہ اس کے لیے یہ عمل مکروہ ہے۔"[1]

## ۵۔ ناک جھاڑنا:

ناک میں پانی چڑھانے کے بعد ناک جھاڑیں، کیونکہ وضو میں اس کی تعلیم دی گئی ہے۔ ناک جھاڑنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ ناک کے سانس کو باہر کی طرف زور دے کر ناک جھاڑی جائے۔ دلائل حسب ذیل ہیں۔

۱۔ پھر انھوں (سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ) نے برتن میں ہاتھ ڈالا (اور اس پانی سے) تین مرتبہ کلی کی، سانس سے ناک میں پانی چڑھایا اور ناک جھاڑا۔[2]

۲۔ سیدنا سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا تَوَضَّأْتَ فَانْتَثِرْ، وَإِذَا اسْتَجْمَرْتَ فَأَوْتِرْ »[3]

"جب تو وضو کرے تو ناک جھاڑ اور جب تو (استنجا کے لیے) ڈھیلے استعمال کرے تو طاق استعمال کر۔"

فوائد:

حافظ عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

---

❶ شرح النووی: ۳/۱۰۵۔
❷ صحیح بخاری: ۱۸۶۔
❸ صحیح: جامع ترمذی: ۲۷۔ سنن ابن ماجه: ۴۰۶۔ مسند احمد: ۴/۳۳۹۔ صحیح ابن حبان: ۱۴۹۔ سلسلة الصحیحة: ۱۳۰۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''قاموس میں لفظ استنثر کا معنی ناک میں سانس سے پانی چڑھانے کے بعد سانس کے زور سے پانی ناک سے باہر نکالنا ہے۔حافظ ابن حجر بیان کرتے ہیں کہ استنثار (ناک جھاڑنے) کا مفہوم اس پانی کو ناک سے باہر نکالنا ہے جو وضو کرنے والا سانس کھینچ کر ناک میں پانی چڑھاتا ہے۔یعنی جو پانی وہ سانس کی ہوا سے ناک کی اندرنی صفائی کے لیے ناک میں لے جاتا ہے اسے سانس کی ہوا سے باہر نکالنے کو استنثار کہتے ہیں۔''①

نوٹ! ہمارے ہاں مروجہ وضو میں ناک میں پانی چڑھاتے وقت بس ناک کے ساتھ محض پانی لگانا اور سانس سے پانی ناک میں نہ کھینچنا اور ناک جھاڑتے وقت سانس کے زور سے ناک کی صاف نہ کرنا شرعی تقاضوں کے خلاف عمل ہے اور ایسا وضو درست قرار نہیں پاتا۔لہٰذا نمازیوں کو اس پہلو کے بارے میں شرعی تقاضوں کو پورا کرنا چاہیے۔

## ناک بائیں ہاتھ سے جھاڑنا:

باقی وضو کا عمل دائیں ہاتھ سے انجام دینا چاہیے سوائے ناک جھاڑنے کے، یہ عمل بائیں ہاتھ سے مشروع ہے۔

❁ عبد خیر بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے وضو کا پانی منگوایا:

« فَتَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، وَنَثَرَ بِيَدِهِ الْيُسْرَى فَفَعَلَ هَذَا ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: هَذَا طُهُورُ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »②

''پھر انھوں نے کلی کی، ناک میں پانی چڑھایا اور اپنے بائیں ہاتھ سے ناک جھاڑا۔انھوں نے یہ عمل تین مرتبہ کیا پھر کہا: یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو ہے۔''

---

① تحفة الأحوذی:۱:۸۷۔

② صحیح: سنن نسائی:۹۱۔ سنن دارمی:۷۶۲۔ مسند أبی یعلیٰ:۲۸۶۔صحیح ابن خزیمة:۱۴۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## نیند سے بیدار ہو کر تین مرتبہ ناک جھاڑنا:

عام اوقات میں وضو کرتے وقت ایک مرتبہ ناک جھاڑنا واجب ہے اور دو یا تین مرتبہ ناک جھاڑنا سنت ہے، لیکن نیند سے بیدار ہونے پر وضو کرتے وقت تین مرتبہ ناک جھاڑنا چاہیے، اس سے شیطانی آلائش سے ناک صاف ہو جاتا ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَتَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلَاثًا، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيتُ عَلَى خَيْشُومِهِ » ①

"جب تم میں سے کوئی شخص نیند سے بیدار ہو اور وضو کرے تو تین مرتبہ ناک جھاڑے کیونکہ شیطان اس کی ناک کے بانسے میں رات بسر کرتا ہے۔"

### فائدہ:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ شیطان ناک میں اس لیے رات بسر کرتا ہے کہ وہ اس سے دل تک رسائی حاصل کر سکے، چنانچہ جو بیدار ہونے پر ناک جھاڑتا ہے وہ شیطان کو اس کے مقصد تک رسائی سے روک دیتا ہے۔ یہ حدیث ہر بیدار ہونے والے کو شامل ہے۔ (خواہ وہ رات کی نیند سے بیدار ہو یا دن کی نیند سے) ②

## ۶۔ منہ دھونا:

ناک جھاڑنے کے بعد چہرہ دھوئیں۔ وضو کا نبوی طریقہ بیان کرتے ہوئے پھر انھوں (سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ) نے برتن میں ہاتھ ڈالا (اور اس پانی سے) تین مرتبہ کلی کی، سانس سے ناک میں پانی چڑھایا اور ناک جھاڑا۔ پھر انھوں نے تین مرتبہ اپنا منہ دھویا۔ ③

---

① صحیح بخاری: ۳۲۹۵۔ صحیح مسلم: ۲۳۸۔ سنن نسائی: ۹۰۔
② فتح الباری: ۳۴۳/۶۔
③ صحیح بخاری: ۱۸۶۔ صحیح مسلم: ۲۳۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نیز ڈاڑھی کا خلال کرنے کی کوئی روایت صحیح نہیں۔ محض چہرہ دھونا فرض ہے۔ سو چہرے کو دھونے ہی پر اکتفا کریں۔ تفصیل آگے آ رہی ہے۔

## ۷۔ دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا:

پھر دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھوئیں۔ پہلے دایاں ہاتھ پھر بایاں ہاتھ دھوئیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کا طریقہ وضو بیان کرتے ہوئے چہرہ دھونے کے بعد دایاں ہاتھ کہنی سمیت تین مرتبہ دھویا پھر بایاں ہاتھ کہنی سمیت دھویا۔'' ①

ہاتھ دھونے کے بعد دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال کریں، کیونکہ انگلیوں کا خلال کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

❁ سیدنا لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے وضو کے بارے میں بتایئے تو آپ نے فرمایا:

« أَسْبِغِ الْوُضُوْءَ، وَخَلِّلْ بَيْنَ الْأَصَابِعِ » ②

''خوب اچھی طرح وضو کر اور انگلیوں کے درمیان خلال کر۔''

اس سے مراد ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں ہیں، لہٰذا ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا چاہیے۔

## ۸۔ سر کا مسح کرنا:

دونوں ہاتھ دھونے اور انگلیوں کا خلال کرنے کے بعد سر کا مسح کریں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کا طریقہ وضو بیان کرتے ہوئے چہرہ دھونے کے بعد دایاں ہاتھ کہنی سمیت تین مرتبہ دھویا پھر بایاں ہاتھ کہنی سمیت دھویا، پھر انھوں نے سر کا مسح کیا۔'' ③

---

❶ صحیح بخاری: ۱۹۳٤۔ صحیح مسلم: ۲۲٦۔

❷ حسن: سنن أبی داؤد: ۱٤۲۔ جامع ترمذی: ۷۷۸۔ سنن ابن ماجه: ٤۰۷۔ صحیح ابن خزیمه: ۱۵۰۔ یحییٰ بن سلیم طائفی صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

❸ صحیح بخاری: ۱۹۳٤۔ صحیح مسلم: ۲۲٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سر کے مسح کے لیے نیا پانی لیں، ہاتھ دھوتے وقت جو ہاتھ کو پانی لگا ہو اس سے سر کا مسح کرنا درست نہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

« رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَضْمَضَ ثُمَّ اسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَيَدَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا وَالْأُخْرَى ثَلَاثًا، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ بِمَاءٍ غَيْرِ فَضْلِ يَدِهِ، وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ حَتَّى أَنْقَاهُمَا »

''انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا، آپ نے کلی کی پھر ناک جھاڑی، پھر اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا، دایاں اور بایاں ہاتھ تین تین مرتبہ دھوئے، اپنے سر کا مسح اس پانی سے کیا جو ہاتھ کا بچا ہوا نہیں تھا اور اپنے دونوں پاؤں کو دھویا اور انھیں خوب اچھی طرح صاف کیا۔''[1]

## سر کے مسح کا طریقہ:

۱۔ سر پر اگر پگڑی نہ ہو تو سر کے مسح کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ پانی سے تر کریں پھر انھیں سر کے اگلے حصے سے پیچھے گدی تک لے آئیں پھر پیچھے سے آگے جہاں سے مسح شروع کیا تھا وہاں دونوں ہاتھ لے آئیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے وضو کا نبوی طریقہ بیان کرتے ہوئے سر کا مسح یوں کیا:

« ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ، فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ، بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ حَتَّى ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ، ثُمَّ رَدَّهُمَا إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ »[2]

''پھر انھوں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح کیا۔ وہ انھیں (دونوں ہاتھوں

---

[1] صحيح مسلم: ٢٣٦۔ سنن أبي داوٗد: ١٢٠۔ جامع ترمذی: ٣٥۔

[2] صحيح بخاری: ١٨٥۔ صحيح مسلم: ٢٣٥۔ سنن أبي داوٗد: ١١٨۔ جامع ترمذی: ٣٢۔ سنن نسائی: ٩٧۔ سنن ابن ماجه: ٤٣٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کو) آگے سے پیچھے لے گئے اور پیچھے سے آگے لائے۔ انھوں نے مسح کا آغاز سر کے اگلے حصے سے کیا حتی کہ انھیں اپنی گدی تک لے گئے پھر ان دونوں کو واپس اس جگہ پر لائے جہاں سے مسح شروع کیا تھا۔"

۲۔ سر کے مسح میں کانوں کا مسح بھی شامل ہے لہٰذا سر کے مسح کے ساتھ کانوں کا مسح بھی کریں۔ سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

« أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا »[1]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وضو کا پانی لایا گیا اور آپ نے وضو کیا۔ چنانچہ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے پھر کلی کی اور ناک میں تین مرتبہ پانی چڑھایا اور تین مرتبہ اپنا چہرہ دھویا۔ پھر اپنے دونوں بازو تین تین مرتبہ دھوئے، پھر اپنے سر کا اور اپنے دونوں کانوں کا ان کے ظاہری اور باطنی حصوں کا مسح کیا۔"

سر کے مسح کے لیے نیا پانی لینا چاہیے جن روایات میں ہاتھ کے بچے ہوئے پانی سے سر کے مسح کرنے کا بیان ہے وہ تمام روایات ضعیف ہیں، حافظ عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: راجح قول یہی ہے کہ سر کے مسح کے لیے نیا پانی لیا جائے گا۔[2] نیز کانوں کے مسح کے لیے الگ پانی لینا اور دوبارہ ہاتھوں کو تر کرنا ثابت نہیں۔ اس مسئلہ کے بارے میں کوئی بھی روایت ثابت نہیں۔

---

[1] صحیح: سنن أبی داوٗد: ۱۲۱۔ المنتقیٰ لابن الجارود: ۷۴۔ طبرانی کبیر: ۶۵۴۔ صحیح أبی داوٗد: ۱۱۲۔ عبدالرحمٰن بن میسر حضرمی ثقہ راوی ہے۔ [تحریر تقریب التهذیب]

[2] تحفة الاحوذی: ۱۰۳/۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## تین مرتبہ سر کا مسح کرنا:

ایک سے زائد مرتبہ سر کا مسح کرنا بھی جائز ہے۔حمران رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا:

« وَمَسَحَ رَأْسَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ هَكَذَا، وَقَالَ: مَنْ تَوَضَّأَ دُونَ هَذَا كَفَاهُ »[1]

''اور انھوں نے تین مرتبہ اپنے سر کا مسح کیا پھر تین مرتبہ دونوں پاؤں دھوئے پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے اس طرح وضو کیا اور فرمایا: ''جس نے اس سے کم (ایک یا دو مرتبہ) وضو کیا اسے کافی ہو جائے گا۔''

## پگڑی پر مسح کرنا:

سر پر پگڑی نہ ہو تو مکمل سر کا مسح کرنا مشروع ہے اور اگر سر پر پگڑی باندھی ہو تو پیشانی کے کچھ بالوں سمیت پگڑی کا مسح کرنا یا صرف پگڑی کا مسح کرنا دونوں صورتیں درست ہیں۔

۱۔ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

« أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ، وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى الْخُفَّيْنِ »[2]

''بلاشبہ نبی ﷺ نے وضو کیا اور اپنی پیشانی، پگڑی اور موزوں پر مسح کیا۔''

۲۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

« أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ »[3]

---

[1] حسن : سنن أبی داوٗد : ۱۰۷۔ مسند بزار : ۴۱۸۔ الأحادیث المختارة : ۳۲۸۔ صحیح أبی داوٗد : ۹۵۔ [2] صحیح مسلم: ۲۷۴۔

[3] صحیح مسلم: ۲۷۵۔جامع ترمذی: ۱۰۱۔ سنن ابن ماجه: ۵۶۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''بے شک رسول اللہ ﷺ نے موزوں اور پگڑی پر مسح کیا۔''

۳۔ سیدنا عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

« رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى عِمَامَتِهِ وَخُفَّيْهِ » ①

''میں نے نبی ﷺ کو اپنی پگڑی اور موزوں پر مسح کرتے دیکھا۔''

## فوائد:

۱۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« وَكَانَ يَمْسَحُ عَلَى رَأْسِهِ تَارَةً، وَعَلَى الْعِمَامَةِ تَارَةً، وَعَلَى النَّاصِيَةِ وَالْعِمَامَةِ تَارَةً » ②

''(احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ) آپ کبھی سر پر مسح کرتے کبھی پگڑی پر اور کبھی پیشانی اور پگڑی (دونوں) پر مسح کیا کرتے تھے۔''

۲۔ امام شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« وَالْحَاصِلُ أَنَّهُ قَدْ ثَبَتَ الْمَسْحُ عَلَى الرَّأْسِ فَقَطْ وَعَلَى الْعِمَامَةِ فَقَطْ، وَعَلَى الرَّأْسِ وَالْعِمَامَةِ، وَالْكُلُّ صَحِيحٌ ثَابِتٌ فَقَصْرُ الْإِجْزَاءِ عَلَى بَعْضِ مَا وَرَدَ لِغَيْرِ مُوْجِبٍ لَيْسَ مِنْ دَأْبِ الْمُنْصِفِيْنَ » ③

''حاصل کلام یہ ہے کہ آپ سے فقط سر کا مسح کرنا، صرف پگڑی کا مسح کرنا اور سر اور پگڑی (دونوں) کا مسح کرنا ثابت ہے اور یہ تمام صورتیں صحیح ثابت ہیں۔ چنانچہ بعض دلائل کو غیر موجب چیزوں کے اکتفا پر موقوف کرنا منصفین کا طریقہ کار نہیں ہے۔''

---

① صحیح بخاری: ۲۰۵۔ سنن ابن ماجہ: ۵۶۲۔

② زاد المعاد: ۱/ ۱۸۷۔

③ نیل الأوطار: ۱/ ۱۸۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## گردن کا مسح کرنا:

سر کے مسح کے وقت گردن کا مسح کرنا کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، لہٰذا اس عمل سے گریز کرنا لازم ہے۔ گردن کے مسح کے متعلق مروی روایات کو محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔

## احناف کا موقف:

احناف کے نزدیک گردن کا مسح کرنا مسنون اور مستحبات وضو میں شامل ہے۔ البحر الرائق میں لکھا ہے:

« (وَمَسَحَ رَقَبَتَهُ)يَعْنِي بِظَهْرِ الْيَدَيْنِ لِعَدَمِ اسْتِعْمَالِ بَلَّتِهِمَا، وَقَدِ اخْتُلِفَ فِيهِ فَقِيلَ بِدْعَةٌ وَقِيلَ سُنَّةٌ، وَهُوَ قَوْلُ الْفَقِيهِ أَبِي جَعْفَرٍ وَبِهِ أَخَذَ كَثِيرٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ كَذَا فِي شَرْحِ مِسْكِينٍ، وَفِي الْخُلَاصَةِ الصَّحِيحُ أَنَّهُ أَدَبٌ، وَهُوَ بِمَعْنَى الْمُسْتَحَبِّ كَمَا قَدَّمْنَاهُ، وَأَمَّا مَسْحُ الْحُلْقُومِ فَبِدْعَةٌ وَاسْتَدَلَّ فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ عَلَى اسْتِحْبَابِ مَسْحِ الرَّقَبَةِ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَسَحَ ظَاهِرَ رَقَبَتِهِ مَعَ مَسْحِ الرَّأْسِ فَانْدَفَعَ بِهِ قَوْلُ مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ بِدْعَةٌ »[1]

”(وضو کرنے والا) اپنے الٹے ہاتھ سے ان کی تری کے بغیر اپنی گردن کا مسح کرے۔ اس مسئلہ میں اختلاف ہے، ایک قول کے مطابق یہ بدعت اور ایک قول کے مطابق سنت ہے۔ فقیہ ابو جعفر کا یہ (سنت والا) موقف ہے اور علماء کی کثیر تعداد نے اسے اختیار کیا ہے۔ جیسا کہ شرح مسکین میں ہے۔ الخلاصۃ میں ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ یہ ادب ہے (اسے ادب کہنا) مستحب کے معنی میں ہے،

[1] البحر الرائق شرح كنز الدقائق: ۱/ ۲۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جیسا کہ پیچھے ہم نے اس کی وضاحت کی ہے۔ لیکن شہ رگ کا مسح کرنا بدعت ہے۔ فتح القدیر (شرح الہدایۃ) میں گردن کے مسح کے استحباب پر اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ آپ نے سر کے مسح سمیت گردن کے ظاہری حصہ کا مسح کیا۔"

## راجح موقف:

گردن کا مسح سنت سے ثابت نہیں اور اس کے ثبوت کے متعلق مروی تمام روایات غیر ثابت ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ انس بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب وضو کرتے تو گردن کا مسح کرتے اور کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَنْ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عُنُقَهُ لَمْ يُغَلَّ بِالْأَغْلَالِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ » ①

"جو شخص وضو کرے اور گردن کا مسح کرے تو روز قیامت اس کی گردن میں طوق نہیں ڈالے جائیں گے۔"

۲۔ کعب بن عمرو بن حجیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

---

① موضوع: اخبار اصبهان لابی نعیم: ۲/ ۱۱۵۔ تنزیه الشریعة المرفوعة: ۲/ ۷۵۔ سلسلة الضعیفة: ۷٤٤۔ یہ حدیث من گھڑت ہے، اس میں ابونعیم اصبہانی کے استاد محمد بن احمد بن محمد ابو بکر المفید متہم بالکذب راوی ہے۔ حافظ عراقی بیان کرتے ہیں: وَفِيه أَبُو بكر الْمُفِيد شيخ أبي نعيم، وَهُوَ آفته (اس روایت میں ابونعیم کا استاد ابوبکر المفید ہے اور یہی اس روایت کی آفت ہے۔) تنزیه الشریعة المرفوعة: ۲/ ۷۵)۔ حافظ ذہبی کہتے ہیں: مُحَمَّد بن أَحْمد بن مُحَمَّد أَبُو بكر الْمُفِيد مُحدث مَشْهُور مجمع على ضعفه واتهم (محمد بن احمد بن محمد ابو بکر المفید مشہور محدث ہیں، ان کے ضعیف ہونے پر محدثین کا اجماع اور یہ متہم بالکذب راوی ہے)۔ [ المغنی فی الضعفاء: ٥٢٦٠ ]۔ ۲۔ عمرو بن محمد بن حسن الاعسم منکر الحدیث راوی ہے، امام الدارقطنی اور حافظ ابن حبان نے اسے منکر الحدیث قرار دیا ہے۔[ لسان المیزان ]۔ ۳۔ محمد بن عمرو بن عبید بن حنظلہ انصاری سخت ضعیف راوی ہے۔[ تاریخ اسلام للذہبی، تاریخ بغداد ]۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



« رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ رَأْسَهُ مَرَّةً وَاحِدَةً حَتَّى بَلَغَ الْقَذَالَ » ①

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے اپنے سر کا ایک مرتبہ مسح کیا حتی کہ آپ گدی تک پہنچ گئے۔''

## علماء کے اقوال:

۱۔ علامہ البانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''گردن شرعی طور پر وضو میں نظافت کا محل نہیں ہے، اسی لیے میں کسی قابل اعتماد دلیل کے بغیر گردن کے مسح کو جائز نہیں سمجھتا اور گردن کے مسح کے ثبوت کی دلیل مفقود ہے۔'' ②

۲۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« وَلَمْ يَصِحَّ عَنْهُ فِي مَسْحِ الْعُنُقِ حَدِيْثٌ الْبَتَّةَ » ③

''آپ ﷺ سے گردن کے مسح کی کوئی بھی حدیث قطعاً صحیح نہیں ہے۔''

## ۳۔ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا فتویٰ:

**سوال** ''کیا نبی ﷺ سے صحیح ثابت ہے کہ آپ نے وضو کے دوران گردن پر مسح کیا ہو یا کسی صحابی سے یہ عمل ثابت ہے؟''

---

① ضعیف: سنن أبی داوٗد:۱۳۲۔ طبرانی کبیر:۴۰۷/۱۹۔ شرح معانی الآثار: ۱۲۹۔ سنن بیهقی:۲۷۸۔ ضعیف أبی داوٗد: ۱۵۔ اس روایت کی سند میں لیث بن ابی سلیم ضعیف مدلس راوی ہے، مصرف بن کعب بن عمرو بن حجیر اور ان کے والد مجہول راوی ہیں۔ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام ابوداوٗد بیان کرتے ہیں کہ احمد بن حنبل نے روایت کیا کہ سفیان بن عیینہ اس روایت کو منکر کہتے تھے اور کہتے: أَيْش هذا: طلحة، عن أبيه، عن جَده۔ یہ سند کی کیا حیثیت ہے؟ امام نووی کہتے ہیں یہ حدیث بالاتفاق ضعیف ہے۔[ المجموع شرح المهذب : ۴۶۴/۱ ]۔

② تمام المنة ص: ۹۸۔

③ زاد المعاد : ۱۸۷/۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جہالت « لَمْ يَصِحَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَسَحَ عَلَى عُنُقِهِ فِي الْوُضُوْءِ بَلْ وَلَا رُوِيَ عَنْهُ ذَلِكَ فِي حَدِيْثٍ صَحِيْحٍ بَلِ الْأَحَادِيْثُ الصَّحِيْحَةُ الَّتِي فِيْهَا صِفَةُ وُضُوْءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَمْسَحُ عَلَى عُنُقِهِ، وَلِهَذَا لَمْ يَسْتَحِبَّ ذَلِكَ جُمْهُوْرُ الْعُلَمَاءِ كَمَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ فِي ظَاهِرِ مَذْهَبِهِمْ وَمَنِ اسْتَحَبَّهُ فَاعْتَمَدَ فِيْهِ عَلَى أَثَرٍ يُرْوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَوْ حَدِيْثٍ يَضْعُفُ نَقْلُهُ: (أَنَّهُ مَسَحَ رَأْسَهُ حَتَّى بَلَغَ الْقَذَالَ) وَمِثْلَ ذَلِكَ لَا يَصْلُحُ عُمْدَةً وَلَا يُعَارِضُ مَا دَلَّتْ عَلَيْهِ الْأَحَادِيْثُ وَمَنْ تَرَكَ مَسْحَ الْعُنُقِ فَوُضُوْئُهُ صَحِيْحٌ بِاتِّفَاقِ الْعُلَمَاءِ. وَاللّٰهُ أَعْلَمُ » [1]

”نبی ﷺ سے گردن کا مسح کرنا کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے، بلکہ صحیح احادیث جن میں نبی ﷺ کے طریقہ وضو کا بیان ہے، ان میں یہ بیان نہیں کہ آپ نے گردن کا مسح کیا ہو۔ اسی لیے جمہور علماء مثلاً مالک، شافعی اور احمد اپنے ظاہر مذہب میں اسے مستحب نہیں سمجھتے اور جو علماء گردن کے مسح کو مستحب سمجھتے ہیں وہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی اثر یا اس ضعیف حدیث پر عمل کرتے ہیں جو آپ سے منقول ہے کہ آپ نے اپنے سر کا مسح کیا حتیٰ کہ گدی تک پہنچ گئے۔ اس جیسی روایت قابل احتجاج نہیں اور نہ ان احادیث کے معارض ہے (جن میں گردن کا مسح نہ کرنے کا بیان ہے)۔ جو شخص گردن کا مسح نہ کرے اس کا وضو باتفاق العلماء صحیح ہے۔“

---

[1] مجموع الفتاویٰ لابن تیمیه : ۲۱۔ ۱۲۷، ۱۲۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## ۹۔ ٹخنوں سمیت پاؤں دھونا:

سر کے مسح کے بعد ٹخنوں سمیت پہلے دایاں اور پھر بایاں پاؤں دھوئیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کا طریقہ وضو بیان کرتے ہوئے سر کا مسح کرنے کے بعد اپنا دایاں پاؤں ٹخنوں سمیت تین مرتبہ دھویا پھر بایاں پاؤں ایسے ہی دھویا۔ اس کے بعد انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا۔'' ①

## ۱۰۔ انگلیوں کا خلال کرنا:

پاؤں دھوتے وقت انگلیوں کا خلال لازم کریں کیونکہ انگلیوں کا خلال کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

❁ سیدنا لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے وضو کے بارے میں بتایئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« أَسْبِغِ الْوُضُوءَ ، وَخَلِّلْ بَيْنَ الْأَصَابِعِ » ②

''خوب اچھی طرح وضو کر اور انگلیوں کے درمیان خلال کر۔''

## ایڑیاں دھونے میں احتیاط کرنا:

وضو کے دوران پاؤں کی ایڑیاں اچھی طرح دھوئیں کہ ایڑیوں کا کوئی حصہ خشک نہ رہے۔ کیونکہ دوران وضو ایڑیوں کے خشک رہ جانے پر سخت وعید وارد ہوئی ہے۔

۱۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں پیچھے رہ گئے جو سفر ہم نے آپ کے ساتھ کیا۔ پھر آپ نے ہمیں (سفر میں) پایا جب کہ ہم نماز عصر میں تاخیر کر چکے تھے اور ہم وضو کر رہے تھے۔ چنانچہ ہم (جلدی میں) اپنے پاؤں

---

① صحیح بخاری: ۱۹۳٤۔ صحیح مسلم: ۲۲٦۔

② حسن: سنن أبی داؤد: ۱٤۲۔ جامع ترمذی: ۷۷۸۔ سنن ابن ماجه: ٤۰۷۔ صحیح ابن خزیمه: ۱۵۰۔ یحییٰ بن سلیم طائفی صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پر ہاتھ پھیرنے لگے تو آپ نے اپنی بلند آواز سے (ان الفاظ میں) دو یا تین مرتبہ منادی کی:

« وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ » ①

''(خشک) ایڑیوں کے لیے آگ سے ہلاکت ہے۔''

۲۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ کی طرف لوٹے حتیٰ کہ جب ہم راستے میں ایک چشمے پر پہنچے تو لوگوں نے عصر کے وقت جلد بازی کی، انھوں نے عجلت میں وضو کیا اور ہمارے پاس پہنچے جب کہ ان کی (خشک) ایڑیاں چمک رہی تھیں تو آپ نے فرمایا:

« وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ أَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ » ②

''(خشک) ایڑیوں کے لیے آگ سے ہلاکت ہے۔ اچھی طرح وضو کرو۔''

نیز وضو کرتے وقت پاؤں کی ایڑیوں سمیت ایڑیوں کے پٹھے اور پاؤں کے تلووں اور نشیبی حصوں کو خوب اچھی طرح دھونا چاہیے۔ ان میں سے کسی حصے کا خشک رہنا باعث ہلاکت ہے۔

۱۔ محمد بن زیاد بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو دیکھا جو ایک برتن سے وضو کر رہے تھے تو انھوں نے کہا: اچھی طرح وضو کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا:

« وَيْلٌ لِلْعَرَاقِيْبِ مِنَ النَّارِ » ③

''ایڑیوں کے (خشک) پٹھوں کے لیے آگ سے ہلاکت ہے۔''

۲۔ سیدنا عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

① صحیح بخاری: ۹۶۔ صحیح مسلم: ۲۴۱۔
② صحیح مسلم: ۲۴۱۔ سنن أبی داود: ۹۷۔ سنن ابن ماجه: ۴۵۰۔
③ صحیح مسلم: ۲۴۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے وضو کیا اور یہ کلمات کہے:

« سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ، وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ » ①

''اے اللہ! تو پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ۔ میں گواہی دیتا ہے کہ تو ہی معبود حقیقی ہے۔ میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔''

تو (یہ دعا) ایک کاغذ پر لکھی جاتی ہے پھر اس پر مہر لگائی جاتی ہے پھر یہ مہر قیامت کے دن تک نہ توڑی جائے گی۔''

## وضو کے بعد کی غیر ثابت روایات:

۱۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم میں سے جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر یہ کلمات کہے:

« أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ، وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ » ②

---

① صحيح: عمل اليوم و الليلة للنسائي: ٨١۔ طبراني اوسط: ١٥١١۔ مصنف ابن أبي شيبة: ٢٩٨٨٤۔ مستدرك حاكم: ١/٥٦٤۔ سلسلة الصحيحة: ٢٦٥١۔

② ضعیف: جامع ترمذی: ٥٥۔ اس روایت میں ابوادریس عائذ اللہ خولانی اور ابوعثمان کا سیدنا عمر سے سماع ثابت نہیں (تحفة التحصيل في ذكر رواة المراسيل لابي زرعة)۔ امام ترمذی اس روایت کو بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں: اس کی سند میں اضطراب ہے اور اس مسئلہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی چیزیں غیر ثابت ہیں۔ محمد بن اسماعیل بخاری نے کہا: ابوادریس کا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔ نیز یہ روایت کئی سندوں سے مروی ہے، جو تمام ضعیف ہیں۔ کچھ تفصیل درج ذیل ہے۔ یہ روایت مصنف عبد الرزاق: ٧٣١۔ میں مروی ہے، جس کی سند میں اعمش کی تدلیس اور سالم بن ابی الجعد کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔ [ المراسيل لابن ابي حاتم ص: ٨٠٠ ]، طبرانی کبیر: ٥٠٥٢۔ میں یہ روایت ایک اور سند سے مروی ہے، جس میں اعمش کی تدلیس اور سالم بن ابی الجعد کا سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں [ المراسيل لابن ابي حاتم ص: ٨٠٠ ]۔ نیز یہ روایت عمل اليوم و الليلة لابن السني: ٣٢۔ میں مروی ہے، جس کی سند میں سعید بن مرزبان ابوسعید بقال اعور ضعیف مدلس راوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''میں گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اے اللہ! مجھے بہت زیادہ توبہ کرنے والوں اور بہت زیادہ پاکی اختیار کرنے والوں سے کر دے۔'' تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں وہ جس میں سے چاہے داخل ہو جائے۔''

۲۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر تین مرتبہ یہ کلمات کہے:

« أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ » ①

''میں گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔'' تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں وہ جس میں سے چاہے داخل ہو جائے۔''

۳۔ فقہ حنفی کی معروف کتاب ''مراقی الفلاح شرح نور الایضاح ص: ۳۵۔'' میں آداب وضو میں سورہ القدر کی تین مرتبہ تلاوت کو وضو کا ادب قرار دیا گیا ہے۔ صاحب کتاب نے جس روایت سے اس کی مشروعیت کی دلیل لی ہے، وہ من گھڑت ہے۔ اس لیے اس سورہ کی تین مرتبہ تلاوت وضو کے بعد مشروع نہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

❁ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ قَرَأَ فِي إِثْرِ وُضُوْئِهِ: إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ مَرَّةً وَاحِدَةً كَانَ

---

① ضعيف : مسند أحمد : ۳/ ۲۶۵۔ سنن ابن ماجه: ۴۶۹۔ الدعاء للطبرانی: ۳۸۵۔ صفة الجنة لای نعیم اصبهانی: ۱۶۷۔ سلسلة الضعيفة: ۴۵۷۸۔ اس کی سند میں زید بن الحواری العمی ضعیف راوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مِنَ الصِّدِّيْقِيْنَ، وَمَنْ قَرَأَهَا مَرَّتَيْنِ كُتِبَ فِي دِيْوَانِ الشُّهَدَاءِ، وَمَنْ قَرَأَهَا ثَلَاثًا حَشَرَهُ اللّٰهُ مَحْشَرَ الْأَنْبِيَاءِ »[1]

''جس نے وضو کے بعد '' إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ'' کی ایک مرتبہ تلاوت کی تو وہ صدیقین سے ہوگا، جس نے اس کی دو مرتبہ تلاوت کی تو شہداء کے رجسٹر میں اس کا نام لکھا جائے گا اور جس نے تین مرتبہ اس کی تلاوت کی تو اللہ اسے انبیاء کے ساتھ اٹھائے گا۔''

۴۔ جس روایت میں وضو کے بعد آیت الکرسی پڑھنے کا بیان وہ بھی من گھڑت ہے۔ یہ روایت ان الفاظ سے مروی ہے:

« مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ عَلَى أَثَرِ وُضُوْئِهِ أَعْطَاهُ اللّٰهُ ثَوَابَ أَرْبَعِيْنَ عَامًا، وَرَفَعَ لَهُ أَرْبَعِيْنَ دَرَجَةً، وَزَوَّجَهُ أَرْبَعِيْنَ حَوْرَاءَ »[2]

''جو شخص وضو کے بعد آیت الکرسی پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے چالیس سال کا ثواب دیتے ہیں، اس کے لیے چالیس درجات بلند کرتے ہیں اور چالیس حوروں سے اس کی شادی کرتے ہیں۔''

## وضو کے بعد نظر آسمان کی طرف اٹھانا:

وضو کے بعد آسمان کی طرف انگلی اٹھانے کا بیان کسی بھی صحیح وضعیف حدیث میں منقول نہیں، نیز وضو کے بعد آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دعا پڑھنے کی متعلق مروی روایت ضعیف ہے۔ لہٰذا عامۃ الناس میں مروج یہ عمل مسنون نہیں سو اس سے گریز کرنا چاہیے۔

---

[1] موضوع : مسند الفردوس للديلمي۔ سلسلة الضعيفة: ١٤٤٩۔ علامہ البانی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: اس میں ابوعبیدہ مجہول ہے اور حسن بصری کا عنعنہ ہے نیز اس روایت میں وضع کے خدوخال واضح ہیں۔ میرا گمان ہے وضع حدیث کی آفت یہ مجہول راوی یا اس سے پہلے کوئی راوی ہے۔

[2] موضوع: الفوائد المجموعة للشوكاني: ٤٦۔ تذكرة الموضوعات ص: ٧٩۔ اس میں مقاتل بن سلیمان کذاب راوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر آسمان کی طرف اپنی نگاہ اٹھائے اور یہ کلمات کہے:

« أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ » ①

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جو جس میں سے چاہے داخل ہو جائے۔''

## دوران وضو گفتگو کرنا:

دوران وضو گفتگو کا حکم عام اوقات کی طرح ہے، جس طرح وضو کے علاوہ دیگر اوقات میں گفتگو کی جا سکتی ہے اسی طرح دوران وضو گفتگو کرنا درست بشرطیکہ گفتگو کے آداب ملحوظ ہوں۔ نہ تو فضول گفتگو ہو اور نہ شور وغل کیا جائے جو دوسرے لوگوں کے لیے تکلیف کا باعث ہو۔ نیز وضو کے مقامات پر جلی حروف سے لکھنا کہ ''دوران وضو گفتگو کرنا منع یا ناجائز ہے۔'' ایسی عبارت لکھنا شرعاً درست نہیں کیونکہ دوران وضو گفتگو سے منع کرنے کی کوئی شرعی دلیل نہیں ہے۔ بلکہ دورانِ وضو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنا ثابت ہے۔

---

① ضعیف: مسند احمد: ۱۵۰/۴۔ سنن أبی داوٗد: ۱۷۰۔ سنن الدارمی: ۷۴۳۔ مسند بزار: ۲۴۲۔ عمل الیوم و اللیلة للنسائی: ۸۴۔ عمل الیوم و اللیلة لابن السنی: ۳۱۔ مسند أبی یعلیٰ: ۲۴۹۔ علامہ البانی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: یہ روایت ضعیف ہے۔ اس میں ابن عم ابی عقیل مجہول راوی ہے، اس کا نام مذکور نہیں اور یہ اس روایت کو بیان کرنے میں منفرد ہے نیز یہ اضافی کلمات (جن میں آسمان کی طرف نگاہ اٹھانے کا بیان ہے) منکر ہیں۔ [ ضعیف أبی داوٗد: ۲۴ ]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



❁ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر پر تھا اور (آپ کو وضو کرواتے ہوئے) میں آپ کے موزے اتارنے کے لیے جھکا تو آپ نے فرمایا:

« دَعْهُمَا، فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ » ①

''انھیں چھوڑ دے کیونکہ میں نے انھیں طہارت کی حالت میں پہنا تھا۔

پھر آپ نے ان پر مسح کیا۔''

فائدہ:

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو کے دوران میں جائز باتیں کرنا درست ہے البتہ لایعنی اور فضول گفتگو کسی وقت بھی جائز نہیں ہے۔'' ②

## وضو کے بعد تولیے وغیرہ کا استعمال:

غسل سے فارغ ہو کر جسم خشک کرنے کے لیے تولیہ وغیرہ کا استعمال جائز و مشروع ہے۔

❁ سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ فتح مکہ کے سال وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں جب کہ آپ بالائی مکہ میں تھے۔ آپ اپنے نہانے کے پانی کی طرف گئے اور سیدہ فاطمہ نے آپ کو پردہ کروایا:

« ثُمَّ أَخَذَ ثَوْبَهُ فَالْتَحَفَ بِهِ، ثُمَّ صَلَّى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ سُبْحَةَ الضُّحَى » ③

''پھر آپ نے اپنا کپڑا لیا اور اسے جسم پر لپیٹ لیا۔ پھر آپ نے چاشت کی نماز آٹھ رکعت ادا کی۔''

---

① صحیح بخاری: ۲۰۶۔ صحیح مسلم: ۲۷٤۔

② فتاویٰ علمیہ: ۱/ ۲۱۵۔

③ صحیح مسلم: ۳۳٦۔ سنن ابن ماجہ: ٤٦٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## فوائد:

۱۔ ابن ماجہ نے اس حدیث سے وضو اور غسل کے بعد تولیہ کے استعمال کے جواز کا استدلال کیا ہے۔ انھوں نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان قائم کیا ہے:

« بَابُ الْمِنْدِيْلِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ، وَبَعْدَ الْغُسْلِ »

''وضو اور غسل کے بعد تولیہ استعمال کرنے کا بیان۔''

۲۔ علامہ عینی رحمہ اللہ اس حدیث سے وضو اور غسل کے بعد جسم خشک کرنے کی دلیل لیتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

« هَذَا ظَاهِرٌ فِي التَّنْشِيْفِ » ①

''یہ حدیث (وضو اور غسل کے بعد) جسم خشک کرنے کی واضح دلیل ہے۔''

۳۔ علامہ سندھی بیان کرتے ہیں:

« فَالْتَحَفَ بِهِ أَيِ اشْتَمَلَ بِهِ فَصَارَ الثَّوْبُ لِلْبَدَ كَالْمِنْدِيْلِ الَّذِيْ يُنَشِّفُ بِهِ أَثَرَ الْمَاءِ » ②

''آپ نے وہ کپڑا اپنے جسم پر لپیٹ لیا تو وہ کپڑا جسم کے لیے تولیے کی طرح ہو گیا جو پانی کے قطرات خشک کرتا ہے۔''

۴۔ علامہ عینی حنفی لکھتے ہیں:

''ابن منذر کہتے ہیں کہ عثمان، حسن بن علی، ابی بن کعب اور بشیر بن ابی مسعود نے وضو کے بعد تولیہ استعمال کیا ہے، حسن بصری، ابن سیرین، علقمہ، اسود، مسروق اور ضحاک نے اس کی رخصت دی ہے اور مالک، ثوری، احمد، اسحاق اور احناف وضو کے بعد تولیے کے استعمال میں حرج محسوس نہیں کرتے۔'' ③

---

① عمدة القاری شرح صحیح البخاری: ۳/ ۱۹۵۔
② حاشیة السندی علی سنن ابن ماجه: ۱/ ۱۷۳۔ ③ عمدة القاری: ۳/ ۱۹۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''رسول اللہ ﷺ وضو کے بعد تولیے سے اپنا چہرہ صاف نہیں کرتے تھے، نہ سیدنا ابوبکر، نہ سیدنا عمر اور نہ سیدنا ابن مسعود۔''

۲۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِثَوْبٍ نَظِيْفٍ فَلَا بَأْسَ، وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَهُوَ أَفْضَلُ لِأَنَّ الْوُضُوْءَ نُوْرٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ سَائِرِ الْأَعْمَالِ » ①

''جس نے وضو کیا اور صاف کپڑے سے (اعضائے وضو کو) صاف کیا تو اس میں کوئی حرج نہیں اور جس نے ایسا نہ کیا تو یہ عمل افضل ہے کیونکہ وضو روز قیامت تمام اعمال کے ساتھ نور ہوگا۔''

۳۔ امام زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« إِنَّمَا كُرِهَ الْمِنْدِيْلُ بَعْدَ الْوُضُوْءِ لِأَنَّ الْوُضُوْءَ يُوْزَنُ » ②

''وضو کے بعد تولیے کا استعمال اس لیے مکروہ ہے کہ وضو کا وزن کیا جاتا ہے۔''

## خفین (بوٹوں) پر مسح:

خف دراصل چمڑے کے مضبوط بوٹ ہیں، جو ٹخنوں سے اوپر تک ہوتے ہیں۔ ہمارے ہاں خفین کا ترجمہ موزے کیا جاتے ہے۔ موزوں سے مراد اس قسم کے بوٹ ہوں تو ٹھیک ہے۔ اس سے مراد چمڑے کی جرابیں لینا درست نہیں۔ کیونکہ نبی ﷺ نے خفین (بوٹوں پر) جو مسح کیا ہے تو یہ باقاعدہ جوتے تھے۔ ان کے اوپر کوئی اور جوتا نہیں پہنا ہوا تھا۔ چونکہ

---

① ضعیف جدا: فوائد تمام للرازی: ٦٨٨۔ سلسلة الضعيفة: ١٦٨٣۔ ناشب بن عمرو منکر الحدیث راوی ہے۔ امام الدارقطنی نے اسے ضعیف اور امام بخاری نے اسے منکر الحدیث کہا ہے۔ [ میزان الاعتدال: ٣/٧ ]

② موضوع : جامع ترمذی: بعد از حدیث: ٥٤۔ اس روایت کی سند میں محمد بن حمید رازی ضعیف اور علی بن مجاہد بن مسلم متروک راوی ہے۔ حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ یحییٰ بن ضریس نے مجاہد بن مسلم کو کذاب کہا ہے اور یحییٰ بن معین کہتے کہ یہ حدیث گھڑتا ہے۔ [ میزان الاعتدال: ١٨٤/٥ ]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جوتوں سمیت نماز پڑھنا جائز ہے، جس کی وضاحت نماز کے مسائل میں کی جائے گی۔ لہٰذا جو شخص بوٹوں سمیت نماز پڑھنا چاہتا ہے۔ وہ وضو کر کے بوٹ پہنے پھر اگلا وضو کرنے پر ان پر مسح کر لے، بوٹ اتار کر پاؤں دھونا ضروری نہیں۔ یہی حکم چمڑے اور کپڑے وغیرہ کی موٹی و باریک جرابوں کا ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

## خف کی تعریف:

خف عربی زبان میں ایسے مضبوط بوٹوں کو کہتے ہیں جو ٹخنوں سے اوپر ہوں اور صحرائی سفروں میں مضبوطی کے باعث پاؤں کی حفاظت کا باعث ہوں۔

۱۔ امیر یمانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« وَالْخُفُّ: نَعْلٌ مِنْ أَدَمٍ يُغَطِّي الْكَعْبَيْنِ » ①

''خف: چمڑے کا ایسا جوتا (بوٹ) ہے جو ٹخنوں کو ڈھانپ لیتا ہے۔''

۲۔ ملا علی قاری حنفی خف کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں:

« وَالْخُفُّ : مَا يَسْتُرُ الْكَعْبَ وَيُمْكِنُ بِهِ ضُرُوْرِيَّاتُ السَّفَرِ، وَإِنَّمَا ثُنِّيَ لِأَنَّ الْمَسْحَ لَا يَجُوْزُ عَلَى أَحَدِهِمَا دُوْنَ الْآخَرِ » ②

''خف وہ (بوٹ ہے) جو ٹخنے کو ڈھانپ لیتا ہے اور جس سے ضروریات سفر (یعنی سفر طے کرنا) ممکن ہوتا ہے۔ اس کی تثنیہ اس لیے لائی گئی ہے کیونکہ ایک کو چھوڑ کر ایک خف (بوٹ) پر مسح جائز نہیں ہے۔

۳۔ سنن نسائی کے شارح لکھتے ہیں:

« وَالْخُفُّ: الَّذِيْ يُلْبَسُ، قَالَهُ فِي اللِّسَانِ وَمِثْلُهُ فِي الْمِصْبَاحِ، وَفِي الْمُعْجَمِ الْوَسِيْطِ: مَا يُلْبَسُ فِي الرِّجْلِ مِنْ جِلْدٍ رَقِيْقٍ وَقَالَ

---

① سبل السلام: ۱/ ۸۰۔ مرعاة المفاتيح: ۲/ ۲۱۲۔

② مرقاة المفاتيح: ۲/ ۴۷۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فِي الْمَنْهَلِ: وَالْخُفُّ الشَّرْعِيُّ، مَا يَسْتُرُ الْكَعْبَ، وَيُمْكِنُ تَتَابُعُ الْمَشْيِ فِيهِ فَرْسَخًا فَأَكْثَرَ، وَثُنِّيَ لِأَنَّهُ لَا يَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَى أَحَدِهِمَا دُونَ الْآخَرِ وَالْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ مِنْ خَصَائِصِ هَذِهِ الْأُمَّةِ »[1]

''خف وہ جوتا (بوٹ) ہے جو پاؤں میں پہنا جاتا ہے۔ لسان العرب اور المصباح المنیر میں اس کا یہی معنی بیان ہوا ہے اور المعجم الوسیط میں ہے کہ خف باریک چمڑے کا جوتا ہے، جو پاؤں میں پہنا جاتا ہے۔''

اور المنہل میں ہے کہ خف کی شرعی تعبیر یہ ہے کہ (خف وہ بوٹ ہے جو) ٹخنے کو ڈھانپ لے اور اس سے مسلسل ایک فرسخ (تین میل) یا اس سے زیادہ مسافت طے کرنا ممکن ہو۔ (ایسے مضبوط بوٹ خف کہلاتے ہیں)، اس کی تثنیہ اس لیے لائی گئی ہے کیونکہ ایک کو چھوڑ کر ایک خف (بوٹ) پر مسح جائز نہیں ہے اور (بوٹوں پر مسح کرنا) اس امت کے خصائص سے ہے۔''

## خفین (بوٹوں پر) مسح کا بیان:

۱۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خفین (بوٹوں) پر مسح کیا۔ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے کہا: جب سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث بیان کریں تو اس کے بارے میں کسی اور سے سوال نہ کر۔ (سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کا بیان کرنا ہی کافی ہے)[2]

۲۔ ہمام بن حارث تابعی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ نے پیشاب کیا

---

[1] ذخيرة العقبى فى شرح المجتبىٰ: ۱۱۷/۳۔

[2] صحيح بخارى: ۲۰۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پھر انھوں نے وضو کیا اور اپنے بوٹوں پر مسح کیا۔ انھیں پوچھا گیا کہ آپ بھی یہ عمل (بوٹوں پر مسح) کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا: ہاں!

« رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالَ، ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ » ①

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے پیشاب کیا پھر آپ ﷺ نے وضو کیا اور اپنے دونوں بوٹوں پر مسح کیا۔'' اعمش بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم نخعی نے بیان کیا کہ ان کے رفقاء کو یہ حدیث بہت پسند تھی کیونکہ سیدنا جریر رضی اللہ عنہ کا اسلام سورہ مائدہ کے بعد کا ہے۔''

## فوائد:

۱۔ امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ علمائے کی اتنی تعداد نے جن کا اجماع قابل اعتبار ہے، نے سفر و حضر میں بوٹوں کے مسح کے جواز پر اجماع کیا ہے، چاہے کسی ضرورت کے تحت ہو یا بغیر ضرورت کے۔ حتیٰ کہ گھر میں دائمی رہنے والی عورت اور وہ شخص جو حالت سفر میں نہیں ہے، اس کے لیے بھی موزوں پر مسح جائز ہے۔ بوٹوں پر مسح کا انکار محض شیعہ اور خوارج نے کیا ہے جن کے اختلاف کی کوئی حیثیت نہیں۔ بوٹوں پر مسح کے بارے میں امام مالک سے کئی روایات منقول ہیں اور ان کا مشہور موقف جمہور کے موقف کے موافق ہے۔

۲۔ « كَانَ يُعْجِبُهُمْ هَذَا الْحَدِيْثُ لِأَنَّ إِسْلَامَ جَرِيْرٍ، كَانَ بَعْدَ نُزُوْلِ الْمَائِدَةِ »

ان الفاظ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ مائدہ میں ارشاد فرمایا:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ۔ ﴾

① صحیح مسلم: ۲۷۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(اس آیت کریمہ میں وضو میں پاؤں دھونے کا حکم ہے اور سیدنا جریر رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا سورہ مائدہ کے نزول کے بعد کا واقعہ ہے) چنانچہ اگر سیدنا جریر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ نزول مائدہ کے بعد کا ہوتا تو یہ احتمال ہوسکتا تھا کہ بوٹوں پر مسح کرنے کی روایت سورہ مائدہ کی اس آیت کی وجہ سے منسوخ ہے۔ لیکن جب ان کا اسلام لانا اس آیت کے نزول کے بعد کا واقعہ ہے تو یہ بات واضح ہوگئی کہ ان کی حدیث قابل عمل ہے اور اس میں یہ بیان ہے کہ سورہ مائدہ کی اس آیت سے مخاطب وہ شخص ہے جس نے بوٹ (اور جرابیں) نہ پہنی ہوں اور یہ حدیث آیت مائدہ کی تخصیص کرتی ہے۔ (کہ جس نے بوٹ یا جرابیں نہ پہنی ہوں وہ وضو میں پاؤں دھوئے اور جس نے بوٹ یا جرابیں پہنی ہیں وہ ان پر مسح کر لے اس کے لیے پاؤں دھونا ضروری نہیں ہیں۔)[1]

۳۔ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے نکلے تو سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ پانی کا برتن لے کر آپ کے پیچھے ہو لیے۔ پھر جب آپ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے تو انھوں نے آپ کے لیے پانی بہایا۔ آپ نے وضو کیا اور خفین (بوٹوں) پر مسح کیا۔"[2]

## جرابوں پر مسح:

شرعی دلائل کی رو سے جرابوں پر بلا تخصیص مسح کرنا جائز ہے، خواہ جرابیں چمڑے کی ہوں، کپڑے کی، اون کی یا سوت کی۔ تمام جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے۔

۱۔ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

« بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً، فَأَصَابَهُمُ الْبَرْدُ فَلَمَّا قَدِمُوْا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُمْ أَنْ

[1] شرح النووی: ۳/۱۶۴، ۱۶۵۔ [2] صحیح بخاری: ۲۰۳۔ صحیح مسلم: ۲۷۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



يَمْسَحُوْا عَلَى الْعَصَائِبِ وَالتَّسَاخِيْنِ ))[1]

''رسول اللہ ﷺ نے ایک جنگی دستہ بھیجا اور انھیں سردی لگ گئی۔ پھر جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے انھیں پگڑیوں اور تساخین (پاؤں کو گرم کرنے والی چیزیں، موزے اور جرابوں) پر مسح کرنے کا حکم دیا۔''

## فوائد:

۱۔ امام خطابی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

(( وَالتَّسَاخِيْنُ الْخِفَافُ، وَ يُقَالُ : إِنَّ أَصْلَ ذَلِكَ كَلُّ مَا يُسَخَّنُ بِهِ الْقَدَمُ مِنْ خُفٍّ وَجَوْرَبٍ وَنَحْوِهِ ))[2]

''تساخین سے مراد (لانگ شوز) ہیں اور یوں بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا اصل معنی ہر وہ چیز ہے جس سے پاؤں گرم کیے جائیں۔ مثلاً: بوٹ اور جرابیں وغیرہ۔''

۲۔ علامہ محمد جمال الدین القاسمی درج بالا حدیث سے جرابوں پر مسح کی دلیل لیتے ہوئے لکھتے ہیں:

(( مَا يُسْتَفَادُ مِنْ عُمُوْمِهِ وَإِطْلَاقِهِ جَوَازُ الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ حَدِيْثُ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ))[3]

''وہ حدیث جس کے عموم و اطلاق سے جرابوں پر مسح کی دلیل لی جاتی ہے وہ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کی (اوپر بیان کردہ) حدیث ہے۔''

---

[1] صحيح: سنن أبي داوٗد: ١٤٦۔ مسند احمد: ٥/٢٧٧۔ مستدرك حاكم: ١/١٦٩۔ سنن بيهقي: ١/٦٠۔ صحيح أبي داوٗد: ١٣٤۔ راشد بن سعد کا سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہے۔ امام بخاری نے التاریخ الکبیر میں صراحت کی ہے کہ راشد بن سعد کا سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہے۔ پھر الادب المفرد: ٥٧٩۔ میں ان کی سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے تحدیث ثابت ہے۔ لہٰذا ان کے عدم سماع کی وجہ سے اس روایت کو ضعیف قرار دینے والوں کا موقف درست نہیں۔

[2] معالم السنن: ١/٥٦۔ [3] تحقيق المسح على الجوربين و النعلين ص: ٢٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## آثارِ صحابہ:

۱۔ سیدنا عمرو بن حریث رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« رَأَيْتُ عَلِيًّا بَالَ، ثُمَّ تَوَضَّأَ، وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ » ①

''میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا انھوں نے پیشاب کیا، پھر وضو کیا اور جرابوں پر مسح کیا۔''

۲۔ ابو غالب بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

« رَأَيْتُ أَبَا أُمَامَةَ، يَمْسَحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ » ②

''میں نے سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کو جرابوں پر مسح کرتے دیکھا۔''

۳۔ رجاء بن ربیعہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« رَأَيْتُ الْبَرَاءَ، تَوَضَّأَ فَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ » ③

''میں نے سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو دیکھا انھوں نے وضو کیا اور جرابوں پر مسح کیا۔''

۳۔ ابو وائل شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں:

« أَنَّهُ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ » ④

''بلاشبہ انھوں نے وضو کیا اور جرابوں پر مسح کیا۔''

۴۔ ابو حازم سلمہ بن دینار رحمہ اللہ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں:

« أَنَّهُ مَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ » ⑤

---

① حسن: الأوسط لابن المنذر: ۱/ ٤٦٢: ٤٧٩۔ مصنف ابن ابی شیبة: ١٩٨٦۔ ولید بن سریع صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

② حسن: مصنف ابن ابی شیبة: ١٩٧٩۔ ابو غالب بصری صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

③ مصنف ابن ابی شیبة: ١٩٨٤۔ رجاء بن ربیعہ صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

④ صحیح: مصنف ابن ابی شیبة: ١٩٨٧۔

⑤ حسن: مصنف ابن ابی شیبة: ١٩٩٠۔ زید بن حباب صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''یقیناً انھوں نے جرابوں پر مسح کیا۔''

۵۔ ازرق بن قیس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَحْدَثَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ، وَمَسَحَ عَلَى جَوْرَبَيْنِ مِنْ صُوْفٍ فَقُلْتُ: أَتَمْسَحُ عَلَيْهِمَا؟ فَقَالَ: إِنَّهُمَا خُفَّانِ وَلَكِنَّهُمَا مِنْ صُوْفٍ »[1]

''میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا، وہ بے وضو ہوئے تو انھوں نے اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے، اپنے سر کا مسح کیا اور اون کی جرابوں پر مسح کیا۔ میں نے پوچھا: ''کیا آپ ان (اُون کی جرابوں) پر مسح کرتے ہیں؟'' انھوں نے کہا: ''یہ بھی موزے ہیں، لیکن اُون کے۔''

## جرابوں پر مسح موزوں پر مسح کے قائم مقام:

درج ذیل اصحاب کی نظر میں جرابوں پر مسح موزوں پر مسح کا قائم مقام ہے۔

۱۔ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کہتے ہیں:

« اَلْمَسْحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ بِمَنْزِلَةِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ »[2]

''جرابوں پر مسح کرنا موزوں پر مسح کے حکم میں ہے۔''

۲۔ عمرو بن محمد ناقد بیان کرتے ہیں کہ حسن بصری نے بیان کیا:

«اَلْجَوْرَبَانِ وَالنَّعْلَانِ بِمَنْزِلَةِ الْخُفَّيْنِ، وَكَانَ لَا يَرَى أَنْ يَمْسَحَ عَلَى وَاحِدٍ مِنْهُمَا دُونَ صَاحِبِهِ »[3]

---

[1] حسن: الكنى و الأسماء للدولابی: ۲/ ۵۶۱: ۱۰۰۹۔ سہل بن زیاد ابوزیاد طحان صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

[2] صحیح: مصنف ابن ابی شیبة: ۱۹۹۱۔ ابن جریج کا عطاء بن ابی رباح سے عنعنہ سماع پر محمول ہے۔ [التاریخ الکبیر لأبی خیثمة ص: ۱۵۲، ۱۵۳۔ الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین ص: ۵۶]

[3] صحیح: مصنف ابن ابی شیبة: ۱۹۹۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''جرابیں اور چمڑے کے جوتے خفین (بوٹوں) کے حکم میں ہیں اور وہ ان میں سے کسی ایک (جراب یا جوتے) پر دوسرے کے سوا مسح کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں سمجھتے تھے۔''

## جراب کی لغوی واصطلاحی تعریف:

۱۔ علمائے لغت نے جراب کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

« وَالجَوْرَبُ : لِفَافَةُ الرِّجْلِ »[1]

''جراب پاؤں پر پہننے والا کپڑا (وغیرہ) ہے۔''

۲۔ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ جرابوں اور جوتوں کے درمیان فرق کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

« فَإِنَّ الْفَرْقَ بَيْنَ الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ إِنَّمَا هُوَ كَوْنُ هَذَا مِنْ صُوْفٍ وَهَذَا مِنْ جُلُوْدٍ »[2]

''جرابوں اور جوتوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ یہ (جرابیں) اون (کپڑے) کی ہوتی ہیں اور یہ جوتے (شوز) چمڑے کے ہوتے ہیں۔''

۴۔ حافظ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« وَيُتَّخَذُ مِنَ الشَّعْرِ أَيْضًا كَمَا تَقَدَّمَ أَنَّ أَبَا مَسْعُوْدٍ كَانَ يَمْسَحُ عَلَى جَوْرَبَيْنِ لَهُ مِنْ شَعْرٍ فَتَفْسِيْرُ الْمَجْدِ الْفَيْرُوْزِ آبَادِي عَامٌّ يَشْمَلُ كُلَّ مَا يَصْدُقُ عَلَيْهِ أَنَّهُ لِفَافَةُ الرِّجْلِ سَوَاءٌ كَانَ مِنَ الْجِلْدِ أَوِ الصُّوْفِ أَوِ الشَّعْرِ أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ وَسَوَاءٌ كَانَ ثَخِيْنًا أَوْ رَقِيْقًا بَلْ هُوَ شَامِلٌ لِلْمَخِيْطِ وَغَيْرِهِ »[3]

---

[1] القاموس المحيط: ۱/ ٦٧۔ تاج العروس: ۲/ ۱۵۵۔ لسان العرب: ۱/ ۲٦۳۔ المحكم و المحيط الاعظم: ۷/ ٤۰٤۔ تهذيب اللغة: ۱۱/ ۳۸۔ العين: ٦/ ۱۱۳۔

[2] مجموع الفتاوىٰ لابن تيميه: ۲۱/ ۲۱٤۔ [3] تحفة الأحوذى: ۱/ ۲٤۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''جرابیں بالوں کی بنائی جاتی ہیں جیسا کہ بیان ہوا ہے کہ سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ بالوں کی جرابوں پر مسح کیا کرتے تھے اور مجد فیروز آبادی کی تفسیر عام ہے، جو ہر اس چیز کو شامل ہے جس پر '' لِفَافَةُ الرِّجْل'' (پاؤں میں پہنے والی چیز) کا لفظ صادق آتا ہے، خواہ چمڑے کی ہو، اون کی ہو، بالوں کی ہو یا کسی اور چیز کی۔ خواہ وہ موٹی ہو یا باریک بلکہ یہ لفظ کپڑے وغیرہ کی جراب کو بھی شامل ہے۔'' (یعنی جو بھی چیز پاؤں میں پہنی جائے وہ جراب ہے اور اس پر مسح جائز ہے۔)''

۴۔ نجم الدین زاہدی حنفی نے شمس الائمہ حلوانی سے بیان کیا:

« أَنَّ الْجَوْرَبَ خَمْسَةُ أَنْوَاعٍ مِنْ الْمِرْعِزَّى وَالْغَزْلِ وَالشَّعْرِ وَالْجِلْدِ الرَّقِيْقِ وَالْكِرْبَاسِ » ①

''جرابوں کی پانچ اقسام ہیں: بھیڑ کے بالوں کی، اون کی، بالوں کی، باریک چمڑے کی اور سوتی کپڑے کی۔''

۵۔ علامہ عبید الرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ جرابوں کی تعریف میں بیان کرتے ہیں:

«وَالْجَوْرَبُ لِفَافَةُ الرِّجْلِ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ كَانَ مِنَ الشَّعْرِ، أَوِ الصُّوْفِ أَوِ الْكِرْبَاسِ، أَوِ الْجِلْدِ ثَخِيْناً أَوْ رَقِيْقاً إِلَى مَا فَوْقَ الْكَعْبِ يُتَّخَذُ لِلْبَرْدِ » ②

''جراب کسی بھی چیز سے بنی ہوئی پٹی ہے، جو پاؤں پر لپیٹی جاتی ہے، خواہ وہ بالوں سے بنی ہوئی، اون سے، سوتی کپڑے یا موٹے یا باریک چمڑے کی ہو جو ٹخنے کے اوپر تک ہو اور سردی کی خاطر پہنی جاتی ہو۔''

۶۔ ابو بکر بن عربی رحمہ اللہ عارضۃ الأحوذی میں بیان کرتے ہیں کہ جراب اون سے بنی ہوئی

---

① البحر الرائق شرح كنز الدقائق: ۱/۱۹۲۔ تحفة الأحوذی: ۱/۲۴۲۔

② مرعاة المفاتيح: ۲/۲۱۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پاؤں کو ڈھانپنے والی پٹی ہے جس سے گرمائش حاصل کی جاتی ہے اور اسے تسخان بھی کہتے ہیں۔"[1]

۷۔ خطاب مالکی کہتے ہیں:

« وَ (الْجَوْرَبُ) مَا كَانَ عَلَى شَكْلِ الْخُفِّ مِنْ كَتَّانٍ أَوْ صُوْفٍ، أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ »[2]

"جراب سوت، اون یا اس جیسی کسی اور چیز سے بنی موزے جیسی چیز ہے۔"

۸۔ علامہ عینی حنفی لکھتے ہیں:

«اَلْجَوْرَبُ هُوَ الَّذِيْ يَلْبَسُهُ أَهْلُ الْبِلَادِ الشَّامِيَّةِ الشَّدِيْدَةِ الْبَرْدِ وَهُوَ يُتَّخَذُ مِنْ غَزْلِ الصُّوفِ الْمَفْتُوْلِ يُلْبَسُ فِي الْقَدَمِ إِلَى مَا فَوْقَ الْكَعْبِ »[3]

"جراب وہ ہے جسے سخت سرد شامی علاقوں کے لوگ پہنتے ہیں اور یہ کاتے ہوئے سوت سے بنائی جاتی ہے، جسے پاؤں میں پہنا جاتا ہے اور ٹخنے سے اوپر تک ہوتی ہے۔"

۹۔ سید سابق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"جرابوں پر مسح جائز ہے اور یہ موقف بہت سے صحابہ سے مروی ہے۔ امام ابو داؤد بیان کرتے ہیں: سیدنا علی بن أبی طالب، سیدنا ابن مسعود، سیدنا براء بن عازب، سیدنا انس بن مالک، سیدنا أبو امامہ، سیدنا سہل بن سعد، سیدنا عمرو بن حریث، سیدنا عمر بن خطاب اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہم سے جرابوں پر مسح کرنا ثابت ہے۔ نیز سیدنا عمار، سیدنا بلال، سیدنا عبد اللہ بن ابی اوفیٰ اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہم

---

① عون المعبود: ۱/ ۱۶۳۔ تحفة الأحوذی: ۱/ ۲۴۲۔
② التوضیح فی شرح مختصر ابن حاجب: ۸/ ۶۲۰۔
③ البنایة شرح الهدایة: ۱/ ۶۰۷۔ تحفة الأحوذی: ۱/ ۲۴۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سے بھی جرابوں پر مسح منقول ہے۔

ابن قیم تہذیب السنن میں بیان کرتے ہیں کہ ابن منذر کہتے ہیں: امام احمد نے جرابوں پر مسح کرنے کی نص بیان کی ہے، ان کا یہ موقف عدل و انصاف پر مبنی ہے۔ ان کی دلیل یہ (جرابوں پر مسح کے جواز کے قائل) صحابہ اور صریح قیاس ہے۔ کیونکہ موزوں اور جرابوں کے درمیان کوئی واضح فرق نہیں ہے کہ ان میں امتیاز کیا جا سکے۔ اکثر علما ان دونوں پر مسح کرنے کے قائل ہیں۔

جن علما نے ان دونوں (جرابوں اور موزوں) پر مسح کو جائز قرار دیا ہے، ان میں سے سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک، عطاء، حسن اور سعید بن مسیّب ہیں۔ ①

## حافظ ابن حزم رحمہ اللہ کا موقف:

حافظ ابن حزم رحمہ اللہ جرابوں پر مسح کے جواز کے متعلق بیان کرتے ہیں:

« وَالْمَسْحُ عَلَى كُلِّ مَا لُبِسَ فِي الرِّجْلَيْنِ مِمَّا يَحِلُّ لِبَاسُهُ مِمَّا يَبْلُغُ فَوْقَ الْكَعْبَيْنِ سُنَّةٌ، سَوَاءٌ كَانَا خُفَّيْنِ مِنْ جُلُودٍ أَوْ لُبُودٍ أَوْ عُودٍ أَوْ حَلْفَاءَ أَوْ جَوْرَبَيْنِ مِنْ كَتَّانٍ أَوْ صُوفٍ أَوْ قُطْنٍ أَوْ وَبَرٍ أَوْ شَعْرٍ، كَانَ عَلَيْهِمَا جِلْدٌ أَوْ لَمْ يَكُنْ أَوْ جُرْمُوقَيْنِ أَوْ خُفَّيْنِ عَلَى خُفَّيْنِ أَوْ جَوْرَبَيْنِ عَلَى جَوْرَبَيْنِ أَوْ مَا كَثُرَ مِنْ ذَلِكَ أَوْ هَرَاكِسَ» ②

''ہر وہ چیز جو پاؤں میں پہنی جائے جس کا پہننا حلال ہے اور وہ ٹخنوں سے اوپر ہو اس پر مسح کرنا سنت ہے۔ خواہ وہ چمڑے، اون، لکڑی وغیرہ کے خف (بوٹ) ہوں یا سوت، اون، روئی، اونٹ کے بالوں یا عام بالوں سے بنی ہوئی جرابیں ہوں یا جرموق (ساق پوش جو پنڈلی کے اوپر تک ہوتا ہے) ہو، موزوں کے اوپر

---

① فقه السنة: ۱/ ۵۸۔

② المحلیٰ بالآثار لابن حزم: ۲/ ۶۸، ۶۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



موزے ہوں، جرابوں کے اوپر جرابیں ہوں یا تعداد ان سے زیادہ ہو یا کم (تمام چیزوں پر مسح کرنا مسنون ہے)

درج بالا حدیث نبوی، آثار صحابہ، اہل لغت اور فقہاء ومحدثین کی تصریحات بین دلیل ہیں کہ ہر قسم کی جراب پر مسح جائز ہے، لیکن حنفی حضرات ان سارے دلائل کے باوجود کپڑے کی جرابوں پر مسح کے قائل نہیں، یہ صرف چمڑے کی جرابوں (یعنی چمڑے کے موزوں) پر مسح کرنے کے قائل ہیں، مجبوری امام صاحب کی تقلید ہے۔ بلکہ اس مسئلہ میں امام صاحب کے قول کو بھی پس پشت ڈال کر اپنے تینوں اماموں کے مذہب سے صریح انحراف ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ قرآن وسنت کے احکام سے انحراف کا شیوہ اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ ائمہ احناف کی اتباع وتقلید سے بھی جب چاہیں نکل سکتے ہیں اور اس سے تقلید امام پر کوئی حرف نہیں آتا۔

## حنفی مذہب اور جرابوں کا مسئلہ:

حنفی حضرات صرف چمڑے کی جرابوں کے قائل ہیں۔ان کی دلیل ہدایہ کی یہ عبارت ہے۔

« وَلَا يَجُوْزُ الْمَسْحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ عِنْدَ أَبِي حَنِيْفَةَ؛ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَا مُجَلَّدَيْنِ أَوْ مُنَعَّلَيْنِ، وَقَالَا: يَجُوْزُ إِذَا كَانَا ثَخِيْنَيْنِ لَا يَشِفَّانِ لِمَا رُوِيَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى جَوْرَبَيْهِ، وَلِأَنَّهُ يُمْكِنُهُ الْمَشْيُ فِيْهِ إِذَا كَانَ ثَخِيْنًا، وَهُوَ أَنْ يَسْتَمْسِكَ عَلَى السَّاقِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُرْبَطَ بِشَيْءٍ فَأَشْبَهَ الْخُفَّ، وَلَهُ أَنَّهُ لَيْسَ فِي مَعْنَى الْخُفِّ لِأَنَّهُ لَا يُمْكِنُ مُوَاظَبَةُ الْمَشْيِ فِيْهِ إِلَّا إِذَا كَانَ مُنَعَّلًا وَهُوَ مَحْمَلُ الْحَدِيْثِ، وَعَنْهُ أَنَّهُ رَجَعَ إِلَى قَوْلِهِمَا وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى »[1]

"ابو حنیفہ کے نزدیک جرابوں پر مسح جائز نہیں الا کہ وہ چمڑے کی ہوں یا ایسی

[1] الهداية في شرح بداية المبتدي: ۳۲/۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جرابیں ہوں جن کے نیچے چمڑے کا سول لگا ہو۔ (ایسی ہی جرابوں پر مسح جائز ہے)۔ (ابو یوسف اور محمد) دونوں کہتے ہیں کہ (سوت، اون اور کپڑے وغیرہ کی جرابوں پر) مسح جائز ہے بشرطیکہ وہ موٹی ہوں، اتنی باریک نہ ہوں کہ ان سے پاؤں کی جلد نظر آئے۔ (ایسی جرابوں پر مسح اس لیے جائز ہے کہ) نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے اپنی جرابوں پر مسح کیا اور اس لیے بھی ایسی جرابوں پر مسح جائز ہے کہ ان میں پیدل چلنا ممکن ہے جب کہ وہ موٹی اور دبیز ہوں۔ (موٹی جراب کی تعریف یہ ہے کہ) وہ کسی چیز کے ربط کے بغیر پنڈلی پر از خود بندھی ہوں۔ ایسی جراب خف (چمڑے کے بوٹ) کے مشابہ ہوتی ہے (سو قیاساً بھی ان مسح کرنا جائز ہے)۔ لیکن ان (امام ابوحنیفہ) کے نزدیک (کپڑے کی موٹی جراب) خف کے معنی میں نہیں ہے۔ کیونکہ ایسی جراب میں مسلسل چلنا ممکن نہیں ہے الا کہ وہ چمڑے کے سول والی ہو اور حدیث کا حاصل کلام بھی یہی ہے اور ان (امام ابوحنیفہ) سے منقول ہے کہ انھوں نے صاحبین (ابو یوسف و محمد) کے قول کی طرف رجوع کر لیا (کہ کپڑے کی موٹی جرابوں پر مسح ہو سکتا ہے) اور اسی پر فتویٰ ہے۔"

## حافظ ابن حزم کا احناف کی غیر منصفانہ تقسیم پر تنقید:

گزشتہ بحث میں یہ بات تفصیل سے بیان کی گئی ہے کہ جرابوں کا اطلاق ہر اس چیز پر ہوتا ہے جو پاؤں میں پہنی جائیں اور ٹخنوں سے اوپر ہوں۔ خواہ وہ چمڑے کی ہوں یا باریک و موٹے کپڑے کی۔ جسے جراب کہا جاتا ہے اس پر مسح کرنا جائز ہے اور چمڑے اور غیر چمڑے کی جرابوں میں فرق کرنا یا موٹے کپڑے اور باریک کپڑوں کی جرابوں میں فرق کرنے کی کوئی لغوی و شرعی دلیل نہیں۔ حافظ ابن حزم اس غیر منصفانہ تقسیم کا رد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



« اِشْتِرَاطُ التَّجْلِيْدِ خَطَأٌ لَا مَعْنَى لَهُ، لِأَنَّهُ لَمْ يَأْتِ بِهِ قُرْآنٌ وَلَا سُنَّةٌ وَلَا قِيَاسٌ وَلَا صَاحِبٌ، وَالْمَنْعُ مِنَ الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ خَطَأٌ لِأَنَّهُ خِلَافُ السُّنَّةِ الثَّابِتَةِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَخِلَافُ الْآثَارِ، وَلَمْ يَخُصَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْأَخْبَارِ الَّتِي ذَكَرْنَا خُفَّيْنِ مِنْ غَيْرِهِمَا وَالْعَجَبُ أَنَّ الْحَنَفِيِّيْنَ وَالْمَالِكِيِّيْنَ وَالشَّافِعِيِّيْنَ يُشَنِّعُوْنَ وَيُعَظِّمُوْنَ مُخَالَفَةَ الصَّاحِبِ إِذَا وَافَقَ تَقْلِيدَهُمْ وَهُمْ قَدْ خَالَفُوا هَهُنَا أَحَدَ عَشَرَ صَاحِبًا، لَا مُخَالِفَ لَهُمْ مِنَ الصَّحَابَةِ مِمَّنْ يُجِيْزُ الْمَسْحَ، فِيهِمْ عُمَرُ وَابْنُهُ وَعَلِيٌّ وَابْنُ مَسْعُوْدٍ »[1]

''چمڑے کی جرابوں کی شرط عائد کرنا نا درست ہے کیونکہ اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اس کی دلیل نہ قرآن وسنت میں وارد ہے، نہ کوئی قیاس ہے اور نہ کسی صحابی سے کوئی قول منقول ہے۔ (چمڑے کے علاوہ دیگر) جرابوں کے مسح سے روکنا غلطی ہے کیونکہ یہ (عام جرابوں پر مسح سے روکنا) رسول اللہ ﷺ کی ثابت سنت اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف ہے۔ نیز وہ احادیث جو ہم نے بیان کی ہیں ان میں چمڑے کی جرابوں کی دیگر جرابوں سے تخصیص نہیں ہے (کہ ان میں چمڑے کی جرابوں کو خاص کیا گیا ہو)۔ پھر حنفیوں، مالکیوں اور شافعیوں پر تعجب ہے کہ کسی صحابی کی مخالفت، جب (قول یا عمل صحابی) ان کی تقلید کے موافق ہے تو (اس مخالفت پر) سخت تنقید کرتے اور اسے بڑا جرم گردانتے ہیں جب کہ وہ اس (جرابوں کے) مسئلہ میں گیارہ صحابہ کی مخالفت کر رہے ہیں، مسح کو جائز قرار دینے والوں میں سے کوئی بھی صحابی ان کے مخالف نہیں اور (عام جرابوں پر مسح کو جائز قرار دینے والوں میں کئی جلیل القدر صحابی ہیں) جن میں سے سیدنا عمر، سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا علی اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم ہیں۔''

---

[1] المحلی بالآثار لابن حزم: ۲/ ۷۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## علامہ جمال الدین قاسمی کی منصفانہ رائے:

علامہ جمال الدین قاسمی حافظ ابن حزم کے اس قول کہ ''احادیث وآثار میں چمڑے کی جرابوں کی تخصیص نہیں ہے'' کو بیان کرتے ہیں لکھتے ہیں:

''اس موقف کی تائید درج ذیل امور سے ہوتی ہے۔

اوّل: نبی ﷺ سے جرابوں پر مسح کے متعلق مروی ہر مرفوع روایت میں نہ کسی قسم کی کوئی قید ہے اور نہ کوئی شرط۔ (کسی قسم کی کوئی قید اور شرط) نہ آپ کے منطوق سے، نہ مفہوم سے نہ کسی اشارے سے اخذ کی جاسکتی ہے اور یہ واضح قاعدہ ہے کہ نصوص کو ان کے عموم پر محمول کیا جاتا ہے جب تک ان کی تخصیص وارد نہ ہو اور نصوص کو اطلاق پر محمول کیا جاتا ہے جب تک ان کی تقیید بیان نہ ہو۔ یہاں (جرابوں پر مسح کے بارے میں لفظ جراب) کو مخصص یا مقید کرنے والی کوئی دلیل نہ کسی حدیث میں وارد ہوئی ہے اور نہ کسی اثر میں۔ (لہٰذا بلا دلیل اس کی تقیید و تخصیص کیونکر ہوسکتی ہے)۔

دوم: ہم نے پیچھے بیان کیا ہے کہ امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں متعدد صحابہ سے بغیر کسی قید کے مطلق جرابوں پر مسح کرنا نقل کیا ہے۔ اسی طرح کئی صحابہ و تابعین سے جرابوں پر مسح کرنا منقول ہے اور ان میں سے کسی نے بھی جراب کی کوئی قید اور شرط بیان نہیں کی۔ (صحابہ و تابعین کا کسی تقیید و تخصیص اور شرط کے بغیر جرابوں پر مسح کرنا اور اسے بیان کرنا) دلیل ہے کہ جرابوں کی تقیید و تخصیص ان کے بہترین زمانوں میں معروف نہیں تھی (یہ بعد کی ایجاد ہے)۔

سوم: جراب کا معنی لغت اور عرف میں واضح ہے جیسا کہ ہم نے لغت اور فقہ کے ائمہ سے اس کا مفہوم نقل کیا ہے۔ ان میں سے کسی (لغوی اور فقیہ) نے اپنے مفہوم و مراد میں اس کے چمڑے کے ہونے یا موٹے ہونے کی شرط بیان نہیں کی۔ چنانچہ جب لغت اور فقہ میں جراب کو مطلق بیان کیا گیا ہے تو یہ معنی باریک، موٹی اور منعل (چمڑے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جراب) وغیر منعل ہر جراب پر صادق آتا ہے۔"[1]

## موزوں اور جرابوں پر مسح کا طریقہ:

مسح کی لغوی اور اصطلاحی تعریف کی رو سے اس کا مفہوم یہ ہے کہ گیلے ہاتھ موزوں اور جرابوں پر پھیر دیے جائیں۔ چاہے دایاں ہاتھ دونوں پاؤں پر پھیر دیا جائے یا دایاں ہاتھ دائیں پاؤں پر اور بایاں ہاتھ بائیں پاؤں پر دونوں صورتیں جائز ہیں کیونکہ مقصود پاؤں پر سے گیلا ہاتھ گزارنا ہے۔ نیز مسح کا اطلاق جراب یا موزے پر گیلا ہاتھ پھیرنے پر ہوتا ہے۔ ہاتھ سے تین انگلیوں کی تخصیص مسح کی لغوی و اصطلاحی تعریف کے خلاف ہے۔ لہٰذا بلا دلیل ہاتھ کی تین انگلیوں سے تخصیص کرنا قطعاً درست نہیں۔ سو ہدایہ کی یہ عبارت:

« وَفَرْضُ ذَلِكَ مِقْدَارُ ثَلَاثِ أَصَابِعَ مِنْ أَصَابِعِ الْيَدِ »[2]

"(مسح کی مقدار میں) فرض مقدار ہاتھ کی انگلیوں میں سے تین انگلیاں ہیں۔"

سے تین انگلیوں سے مسح کی مقدار متعین کرنا قطعاً درست نہیں۔ بلکہ مسح کی لغوی و اصطلاحی تعریف کی رو سے پورا ہاتھ گیلا کر کے پاؤں کے ظاہری حصے سے گزارنا چاہیے۔

## مسح کی لغوی تعریف:

۱۔ التعریفات میں مسح کا مفہوم ان الفاظ میں بیان ہوا ہے:

« اَلْمَسْحُ : إِمْرَارُ الْيَدِ الْمُبْتَلَّةِ بِلَا تَسْيِيلٍ »[3]

"مسح کا معنی پانی بہائے بغیر گیلا ہاتھ (متعلقہ حصے پر) گزارنا ہے۔"

۲۔ صاحب المصباح المنیر ابوعباس احمد بن محمد بن علی بیان کرتے ہیں:

« مَسَحْتُ الشَّيْءَ بِالْمَاءِ مَسْحًا أَمْرَرْتُ الْيَدَ عَلَيْهِ »[4]

---

[1] المسح على الجوربين لجمال الدين القاسمي ص: ۷۰، ۷۱۔

[2] الهداية في شرح بداية المبتدي: ۱/ ۳۱۔

[3] التعريفات ص: ۲۱۲۔

[4] المصباح المنير في غريب الشرح الكبير: ۲/ ۵۷۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''میں نے پانی کے ساتھ کسی چیز پر مسح کیا یعنی میں نے اس پر گیلا ہاتھ گزارا۔''

۳۔ المنہل العذب کے مصنف بیان کرتے ہیں:

« وَالْمَسْحُ : لُغَةً إِمْرَارُ الْيَدِ عَلَى الشَّيْءِ، وَاصْطِلَاحًا إِصَابَةُ الْيَدِ الْمُبْتَلَّةِ، أَوْ مَا يَقُومُ مَقَامَهَا أَعْلَى الْخُفِّ، فِي الْمُدَّةِ الشَّرْعِيَّةِ، وَقَدْ عُدِّيَ الْمَسْحُ بِعَلَى، إِشَارَةٌ إِلَى مَوْضِعِهِ، وَهُوَ أَعْلَى الْخُفِّ، دُونَ أَسْفَلِهِ وَدَاخِلِهِ »[1]

''مسح کا لغوی معنی کسی چیز پر سے ہاتھ گزارنا اور اصطلاحی مفہوم: گیلا ہاتھ یا اس کے قائم مقام چیز کو موزے کے اوپر سے شرعی مدت میں گزارنا ہے۔ یہ حرف علی کے ساتھ متعدی اس لیے لایا گیا ہے جس سے اس کے مقام کی طرف اشارہ ہے کہ (مسح کا مقام) موزے کے اوپر والا حصہ ہے، اس کا نچلا یا اندرونی حصہ نہیں۔''

۴۔ ابن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''مسح میں اتنی مقدار کفایت کرتی ہے کہ وہ موزے (اور جراب) کے سامنے ظاہری اکثر حصے پر انگلیوں کے ساتھ خطوط کی شکل میں مسح کرے۔ امام شافعی کہتے ہیں: اسے مسح کی اتنی مقدار کفایت کرے گی کہ اس پر مسح کا کم از کم اسم واقع ہو کیونکہ مسح کا لفظ مطلق بیان ہوا ہے۔

اور امام احمد کہتے ہیں: مسح کرنے والا جس طرح بھی مسح کر لے جائز ہے۔ خواہ ایک ہاتھ کے ساتھ یا دونوں ہاتھوں کے ساتھ (یعنی دونوں ہاتھوں کے ساتھ دونوں پاؤں یا ایک ہاتھ کے ساتھ دونوں پاؤں کا مسح کر لے درست ہے۔'')[2]

---

[1] ذخيرة العقبى : ۱۱۷/۳۔

[2] المغنى لابن قدامة مع الشرح الكبير : ۳۳۷/۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۵۔ سید سابق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« وَالْوَاجِبُ فِی الْمَسْحِ مَا يُطْلَقُ عَلَيْهِ اسْمُ الْمَسْحِ لُغَةً، مِنْ غَيْرِ تَحْدِيْدٍ، وَلَمْ يَصِحَّ فِيْهِ شَیْءٌ »[1]

''(جرابوں اور موزوں کے لیے اتنی مقدار) واجب ہے جس پر مسح کے لغوی نام کا اطلاق بغیر تحدید (وتعیین) کے ہوتا ہے اور اس (کی تعیین وتحدید) میں کوئی بھی دلیل صحیح نہیں ہے۔''

## مسح کے طریقہ کے متعلق مروی روایات:

جرابوں اور موزوں پر مسح کے طریقہ کے متعلق مروی روایات ضعیف ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ا۔ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالَ، ثُمَّ جَاءَ حَتَّى تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى خُفِّهِ الْأَيْمَنْ، وَيَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى خُفِّهِ الْأَيْسَرِ، ثُمَّ مَسَحَ أَعْلَاهُمَا مَسْحَةً وَاحِدَةً، حَتَّى كَأَنِّیْ أَنْظُرُ إِلَى أَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْخُفَّيْنِ »[2]

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے پیشاب کیا پھر آئے وضو کیا، اپنے

---

[1] فقه السنة: ۱/ ۵۹۔

[2] ضعیف: مصنف ابن ابی شیبه: ۱۹۵۷۔ سنن بیهقي: ۱۳۸۶۔ حسن بصری ارسال کر رہے ہیں کیونکہ ان کی مغیرہ بن شعبہ سے ملاقات ثابت نہیں۔ امام دارقطنی بیان کرتے ہیں کہ حسن بصری کا سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں ہے۔ (علل الدارقطنی: ۷/ ۱۰۵) نیز یہ روایت بیان کرنے کے بعد حافظ ابن حجر بیان کرتے ہیں: میرے نزدیک حسن بصری کا سیدنا مغیرہ سے سماع ثابت نہیں۔ [اتحاف الخیرة المهرة: ۱/ ۳۹۴]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بوٹوں پر مسح کیا اور اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں بوٹ پر رکھا اور اپنا بایاں ہاتھ بائیں بوٹ پر رکھا پھر ان دونوں کے اوپر ایک ساتھ ہاتھ پھیرا حتیٰ کہ میں بوٹوں پر رسول اللہ ﷺ کی انگلیاں دیکھ رہا ہوں۔"

۲۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

« مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ يَتَوَضَّأُ، وَيَغْسِلُ خُفَّيْهِ، فَقَالَ بِيَدِهِ، كَأَنَّهُ دَفَعَهُ إِنَّمَا أُمِرْتَ بِالْمَسْحِ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِيَدِهِ هَكَذَا مِنْ أَطْرَافِ الْأَصَابِعِ إِلَى أَصْلِ السَّاقِ، وَخَطَّطَ بِالْأَصَابِعِ »[1]

"رسول اللہ ﷺ ایک شخص کے قریب سے گزرے جو وضو کر رہا تھا اور (بوٹوں پر مسح کرنے کے بجائے) اپنے بوٹ دھو رہا تھا۔ آپ نے اسے ہاتھ سے دھکا دیتے ہوئے فرمایا: تجھے (بوٹوں پر) محض مسح کا حکم دیا گیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے (مسح کا طریقہ بیان کرتے ہوئے) اپنے ہاتھ کو (پاؤں کی) انگلیوں سے پنڈلی کے شروع تک لے گئے اور انگلیوں سے (بوٹوں پر) لکیریں کھینچیں۔"

## مسح کا محل:

جرابوں، بوٹوں اور موزوں پر مسح کا محل کیا ہے؟ ان کے اوپر والے حصوں ہی پر مسح کرنا چاہیے یا اوپر نیچے دونوں حصوں پر مسح کرنا ہے۔ اس بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ راجح دلائل کی رو سے جرابوں اور موزوں کے اوپر والے حصوں ہی پر مسح کرنا مسنون

---

[1] ضعیف: مسند أبي يعلى: ١٩٤٥۔ طبراني اوسط: ١١٣٥۔ اس میں بقیہ بن ولید کی تدلیس ہے، جریر بن یزید سے مراد جریر بن یزید بن جریر ہیں، جیسا کہ حافظ ابن حجر نے وضاحت کی ہے کہ ایک ہی راوی ہے تو یہ ضعیف ہے اور اگر کوئی اور راوی ہے تو وہ مجہول ہے۔ کیونکہ حافظ ذہبی میزان الاعتدال میں اس کے ترجمہ میں لکھتے ہیں یہ مجہول ہے یا نا قابل اعتبار ہے۔ نیز منذر راوی بھی مجہول ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے اور اسی پر اکتفا کرنا چاہیے۔ دلائل حسب ذیل ہیں:

۱۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خفین (بوٹوں) پر مسح کیا۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اس کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا: ''جب سیدنا سعد رضی اللہ عنہ تمھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث بیان کریں تو اس کے بارے میں کسی اور سے نہ پوچھ (ان کی بیان کردہ حدیث پر اعتماد کرلو)۔''[1]

۲۔ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے گئے تو وہ پانی کا برتن لے کر آپ کے پیچھے گئے، پھر جب آپ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے تو انھوں نے آپ پر پانی بہایا آپ نے وضو کیا اور بوٹوں پر مسح کیا۔''[2]

۳۔ عبد خیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو قدموں (موزوں) کے بالائی حصوں پر مسح کرتے دیکھا اور وہ کہتے تھے:

(( لَوْلَا أَنِّیْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى ظُهُوْرِهِمَا لَظَنَنْتُ أَنَّ بُطُوْنَهُمَا أَحَقُّ ))[3]

''اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (موزوں کے) اوپر والے حصوں پر مسح کرتے نہ دیکھا ہوتا تو میں گمان کر لیتا کہ ان کے نیچے والے حصے مسح کے زیادہ مستحق ہیں۔''

۴۔ ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے والد (عروہ بن زبیر تابعی) کو موزوں پر مسح کرتے دیکھا اور وہ بیان کرتے ہیں:

(( وَكَانَ لَا يَزِيدُ إِذَا مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ، عَلَى أَنْ يَمْسَحَ ظُهُوْرَهُمَا،

---

[1] صحیح بخاری: ۲۰۲۔
[2] صحیح بخاری: ۲۰۳۔ صحیح مسلم: ۲۷٤۔
[3] صحیح: مسند حمیدی: ٤۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وَلَا يَمْسَحُ بُطُوْنَهُمَا ))[1]

''اور جب وہ موزوں پر مسح کرتے تو ان کے ظاہری حصوں پر مسح کرنا اس سے زیادہ عمل نہیں کرتے تھے اور ان کے نچلے حصوں پر مسح نہیں کرتے تھے۔''

۵۔ سعید بن عبد العزیز بیان کرتے ہیں کہ میں نے موزوں پر مسح کرنے کے متعلق امام زہری سے سوال کیا تو انھوں نے اپنے ہاتھ سے ایسے اشارہ کیا:

(( وَأَمَرَّ أَصَابِعَهُ مِنْ مُقَدَّمِ رِجْلِهِ إِلَى فَوْقِهَا ))[2]

''اور انھوں نے اپنی انگلیاں پاؤں کے اگلے حصے سے اوپر تک لے گئے۔''

## فوائد:

❖ ابن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

(( وَيَمْسَحُ عَلَى ظَاهِرِ الْقَدَمِ: اَلسُّنَّةُ مَسْحُ أَعْلَى الْخُفِّ دُوْنَ أَسْفَلِهِ وَعَقِبِهِ، فَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى مَوْضِعِ الْأَصَابِعِ، ثُمَّ يَجُرُّهَا إِلَى سَاقِهِ خَطًّا بِأَصَابِعِهِ، وَإِنْ مَسَحَ مِنْ سَاقِهِ إِلَى أَصَابِعِهِ جَازَ، وَالْأَوَّلُ الْمَسْنُوْنُ وَلَا يُسَنُّ مَسْحُ أَسْفَلِهِ، وَلَا عَقِبِهِ، بِذَلِكَ قَالَ عُرْوَةُ، وَعَطَاءٌ، وَالْحَسَنُ، وَالنَّخْعِيُّ، وَالثَّوْرِيُّ، وَالْأَوْزَاعِيُّ، وَإِسْحَاقُ، وَأَصْحَابُ الرَّأْيِ، وَابْنُ الْمُنْذِرِ ))[3]

''(موزوں پر) مسح کرنے والا پاؤں کے ظاہر حصہ پر مسح کرے۔ موزے کے نیچے اور پیچھے مسح کرنے کے بجائے اس کے اوپر مسح کرنا مسنون ہے۔ پس مسح کرتے وقت) وہ اپنا ہاتھ (پاؤں کی) انگلیوں پر رکھے پھر انگلیوں کی لکیریں

---

[1] صحيح: مؤطا امام مالك: ٤٥۔

[2] صحيح: مصنف ابن ابی شيبة: ١٩٤٣۔

[3] المغنی لابن قدامة مع الشرح الكبير: ١/ ٣٣٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کھینچتا ہوا پنڈلی تک لے جائے اور اگر پنڈلی سے انگلیوں کی طرف مسح کر لے تو بھی جائز ہے۔ لیکن موزے کے نیچے اور پیچھے مسح کرنا مسنون نہیں۔ عروہ، عطا، حسن، نخعی، ثوری، اوزاعی، اسحاق، اصحاب الرائے (احناف) اور ابن منذر اسی موقف کے قائل ہیں۔"

## ضعیف روایات کا بیان:

ذیل میں ان روایات کا بیان ہے جو موزوں کے اوپر والے حصوں پر مسح پر دلالت کرتی ہیں۔ یہ روایات سنداً ضعیف ہیں، لہٰذا ان ضعیف روایات کو بیان کرنے سے گریز کرنا چاہیے اور بیان کردہ صحیح احادیث ہی بیان کرنی چاہییں۔

۱۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«لَوْ كَانَ الدِّيْنُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ أَسْفَلُ الْخُفِّ أَوْلَى بِالْمَسْحِ مِنْ أَعْلَاهُ، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى ظَاهِرِ خُفَّيْهِ» ①

"اگر دین کا تعلق عقل سے ہوتا تو موزے کا نیچے کا حصہ مسح کرنے کے لحاظ سے اوپر والے حصے سے زیادہ بہتر ہوتا جب کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ موزوں کے اوپر والے حصے پر مسح کرتے تھے۔"

۲۔ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ عَلَى ظَاهِرِهِمَا» ②

---

① ضعیف: سنن أبی داوٗد: ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴۔ سنن دارقطنی: ۷۸۳۔ سنن بیهقی: ۱۳۸۶۔ مصنف ابن ابی شیبة: ۱۸۹۵۔ مسند احمد: مسند احمد: ۷۳۷۔ سلیمان بن مہران اعمش اور ابو اسحاق سبیعی کی تدلیس ہے۔

② ضعیف: سنن أبی داوٗد: ۱۶۱۔ جامع ترمذی: ۹۸۔ سنن بیهقی: ۱/ ۲۹۱۔ المنتقیٰ لابن الجارود: ۸۵۔ مسند الطیالسی: ۷۲۷۔ عبدالرحمٰن بن ابی الزناد ضعیف راوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''میں نے نبی ﷺ کو موزوں کے اوپر والے حصوں پر مسح کرتے دیکھا۔''

## موزوں کے اوپر نیچے مسح کرنا:

سیدنا سعد، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما، عمر بن عبدالعزیز، زہری، مکحول، عبداللہ بن مبارک، مالک اور شافعی کا موقف ہے کہ موزوں کے اوپر نیچے مسح کرنا چاہیے۔ ①

ان علماء کے موقف کے دلائل حسب ذیل ہیں:

۱۔ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

(( أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ أَعْلَى الخُفِّ وَأَسْفَلَهُ )) ②

''بلاشبہ نبی ﷺ نے موزے کے اوپر نیچے مسح کیا۔''

---

① المغنی لابن قدامة مع الشرح الکبیر: ۱/ ۳۳۵۔

② ضعیف: مسند احمد: ۴/ ۲۵۱۔ سنن أبی داوٗد: ۱۶۵۔ جامع ترمذی: ۹۷۔ سنن ابن ماجه: ۵۵۰۔ المنتقیٰ لابن جارود: ۸۵۔ سنن الدارقطنی: ۷۵۲۔ سنن بیهقی: ۱/ ۲۹۰۔ مسند الشامیین: ۴۵۱۔ اس روایت میں تین علتیں ہیں: ۱۔ ولید بن مسلم کی تدلیس تسویہ ہے۔ ۲۔ اس روایت کو بیان کرنے کے بعد امام ابوداوٗد بیان کرتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ثور بن یزید نے رجاء بن حیوہ سے یہ حدیث نہیں سنی۔ ۳۔ نیز رجاء بن حیوہ کا کاتب مغیرہ وارد سے سماع ثابت نہیں۔ امام احمد بن حنبل بیان کرتے ہیں: رجاء بن حیوہ کی وراد کاتب مغیرہ سے ملاقات نہیں ہے۔ (جامع التحصیل ص: ۱۷۵) نیز اس روایت کو بیان کرنے کے بعد امام ترمذی لکھتے ہیں: وَهٰذَا حَدِيْثٌ مَعْلُوْلٌ، لَمْ يُسْنِدْهُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيْدَ غَيْرُ الْوَلِيْدِ بْنِ مُسْلِمٍ وَسَأَلْتُ أَبَا زُرْعَةَ، وَمُحَمَّدًا عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ، فَقَالَا: لَيْسَ بِصَحِيْحٍ، لِأَنَّ ابْنَ الْمُبَارَكِ رَوٰى هٰذَا عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ رَجَاءٍ، قَالَ: حُدِّثْتُ عَنْ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ، مُرْسَلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يُذْكَرْ فِيْهِ الْمُغِيْرَةُ یہ حدیث معلول ہے، اسے ثور بن یزید سے ولید بن مسلم کے علاوہ کسی نے مسند (مرفوع) بیان نہیں کیا۔ میں نے ابوزرعہ اور محمد (بن اسماعیل بخاری) سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا: ''یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ عبداللہ بن مبارک نے ثور عن رجاء کی سند سے بیان کیا تو انھوں (رجاء) نے کہا مجھے کاتب مغیرہ سے حدیث بیان کی گئی، وہ اس روایت کو نبی سے مرسل بیان کرتے اور اس سند میں مغیرہ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہوا۔ جامع ترمذی: تحت حدیث: ۹۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ عطا بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا:

« يَمْسَحُ عَلَيْهِمَا، يَعْنِي خُفَّيْهِ، مَسْحَةً وَاحِدَةً بِيَدَيْهِ كِلْتَيْهِمَا بُطُونَهُمَا وَظُهُورَهُمَا » ①

''وہ اپنے دونوں موزوں پر دونوں ہاتھ سے ان کے اوپر اور نیچے ایک مرتبہ ایک ساتھ وضو کیا کرتے تھے۔''

۲۔ امام مالک نے بیان کیا:

«أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ كَيْفَ هُوَ؟ فَأَدْخَلَ ابْنُ شِهَابٍ إِحْدَى يَدَيْهِ تَحْتَ الْخُفِّ، وَالْأُخْرَى فَوْقَهُ ثُمَّ أَمَرَّهُمَا قَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِكٌ: وَقَوْلُ ابْنِ شِهَابٍ أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي ذَلِكَ » ②

''انھوں نے ابن شہاب زہری سے موزوں پر مسح کے متعلق پوچھا کہ اس کی کیفیت کیا ہے؟ تو ابن شہاب نے اپنا ایک ہاتھ موزے کے نیچے اور دوسرا اس کے اوپر رکھا پھر انھیں (اوپر نیچے سے) گزار دیا۔ یحییٰ (امام مالک کے شاگرد) بیان کرتے ہیں کہ امام مالک نے بیان کیا کہ میں اس مسئلہ میں جو سنا ہے ان سے مجھے سب سے پسندیدہ روایت ابن شہاب کا قول ہے۔''

ابن شہاب زہری سے موزوں کے اوپر مسح کرنے کا موقف پیچھے بیان ہوا ہے جو مرفوع حدیث اور آثار کے موافق ہے لہٰذا صحیح حدیث کے مخالف ہونے کی وجہ سے ان کا مذکورہ طریقہ مسح مردود ہے۔

---

① ضعیف: مصنف عبد الرزاق: ۸۵۵۔ عبدالرزاق بن ہمام اور ابن جریج کی تدلیس ہے۔

② مؤطا امام مالك: ۱۰۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## موزوں، جرابوں پر مسح کی شرط:

موزوں اور جرابوں پر مسح کی شرط یہ ہے کہ انھیں باوضو ہو کر پہنا جائے۔ باوضو موزے اور جرابیں پہن کر مسح کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے۔

۱۔ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر پر تھا (آپ نے وضو کیا اور) میں آپ کے موزے اتارنے کے لیے جھکا تو آپ نے فرمایا:

(( دَعْهُمَا، فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ، فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا )) ①

''انھیں چھوڑ دو کیونکہ میں نے انھیں پاؤں میں داخل کیا تو یہ پاک تھے، پھر آپ نے ان پر مسح کیا۔''

۲۔ زر بن حبیش رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا صفوان بن عسال المرادی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا تو انھوں نے پوچھا: ''کس لیے آئے ہو؟'' میں نے عرض کیا کہ علم سیکھنے آیا ہوں۔'' انھوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا: ''جو شخص بھی حصول علم کے لیے اپنے گھر سے نکلتا ہے فرشتے اس کے لیے اپنے پر رکھ دیتے ہیں، اس کے اس عمل (حصول علم) کے خوشنودی کی خاطر۔'' انھوں نے پوچھا کہ میں تمھارے پاس موزوں پر مسح کے متعلق پوچھنے آیا ہوں۔'' انھوں نے بیان کیا:

(( نَعَمْ، كُنْتُ فِي الْجَيْشِ الَّذِي بَعَثَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَنَا أَنْ نَمْسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ إِذَا نَحْنُ أَدْخَلْنَاهُمَا عَلَى طُهْرٍ ثَلَاثًا إِذَا سَافَرْنَا وَلَيْلَةً إِذَا أَقَمْنَا وَلَا نَخْلَعُهُمَا مِنْ بَوْلٍ وَلَا غَائِطٍ وَلَا نَوْمٍ وَلَا نَخْلَعُهُمَا إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ )) ②

---

① صحیح بخاری: ۲۰۶۔ صحیح مسلم: ۲۷۴۔

② صحیح: مسند أحمد: ۴/ ۲۳۹۔ صحیح ابن خزیمة: ۱۹۳۔ سنن الدارقطنی: ۷۶۱۔ سنن بیهقی: ۱۳۴۱۔ عاصم بن بہدلہ ثقہ راوی ہے۔ [تحریر تقریب التهذیب]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''ہاں، میں اس لشکر میں تھا جسے رسول اللہ ﷺ نے روانہ کیا تو آپ نے ہمیں حکم دیا کہ جب ہم موزے وضو کی حالت میں پہنیں تو ان پر تین دن مسح کریں جب ہم سفر پر ہوں اور جب مقیم ہوں تو ایک دن مسح کریں اور ہم پیشاب، پاخانے اور نیند کے سبب انھیں نہ اتاریں اور محض جنابت ہی کی حالت میں انھیں اتاریں۔''

۳۔ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے پوچھا: ''یارسول اللہ! کیا ہم میں سے کوئی شخص موزوں پر مسح کرسکتا ہے؟'' آپ نے فرمایا:

« نَعَمْ، إِذَا أَدْخَلَهُمَا وَهُمَا طَاهِرَتَانِ » ①

''ہاں! جب وہ انھیں طہارت (باوضو ہونے) کی حالت میں پہنے۔''

## فوائد:

۱۔ امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''یہ الفاظ ''فَإِنِّيْ أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ'' دلیل ہیں کہ موزوں پر مسح تب جائز ہے جب انھیں مکمل طہارت کی صورت میں پہنے کہ وہ مکمل وضو کرے پھر موزے پہنے (تب مسح کرسکتا ہے، بغیر وضو یا مکمل وضو کیے بغیر پہننے سے مسح کرنا جائز نہیں)۔'' ②

۲۔ امام شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''یہ الفاظ ''فَإِنِّيْ أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ'' موزے پہنتے وقت طہارت کی شرط پر دلالت کرتے ہیں کیونکہ موزے نہ اتارنے کی علت انھیں حالت طہارت میں پہننا بیان ہوئی ہے جو اس بات کے متقاضی ہے کہ انھیں بغیر طہارت کے پہننا ان کے اتارنے کا تقاضا کرتا ہے۔ شافعی، مالک، احمد اور اسحاق اسی موقف کے

---

① صحیح: مسند حمیدی: ۷۷۶۔

② شرح النووی: ۱۷۰/۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قائل ہیں۔ابوحنیفہ، سفیان ثوری، یحییٰ بن آدم، مزنی، ابوثور اور داؤد ظاہری کا موقف ہے کہ حدث (بے وضو ہونے) کی حالت میں موزے پہننا جائز ہے پھر طہارت کو مکمل کر لیا جائے۔ (یہاں طہارت سے مراد وضو ہے) کیونکہ جمہور علماء نے اسے شرعی طہارت (وضو) پر محمول کیا ہے۔"[1]

## راجح موقف:

جمہور علماء کا موقف (کہ مکمل باوضو ہو کر موزے پہنے پھر مسح کرے) راجح ہے جس کی وضاحت امام نووی رحمہ اللہ نے [شرح النووی: ۱۷۰/۳] میں کی ہے۔"

## مسح کی مدت:

موزے پہننے کے بعد بے وضو ہونے پر مقیم شخص ایک دن اور رات (یعنی چوبیس گھنٹے) اور مسافر تین دن اور تین راتیں (۷۲ گھنٹے) مسح کر سکتا ہے۔ دلائل حسب ذیل ہیں:

۱۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ، وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيْمِ»[2]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لیے (موزوں پر مسح کی مدت) تین دن اور تین راتیں اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات مقرر کی۔"

۲۔ سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِالْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فِي غَزْوَةِ تَبُوْكَ، ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ لِلْمُسَافِرِ وَلَيَالِيْهِنَّ، وَلِلْمُقِيْمِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ»[3]

---

[1] نيل الأوطار: ۱۹۹/۱۔ [2] صحيح مسلم: ۲۷۶۔

[3] صحيح: مسند احمد: ۲۷/۶۔ سنن الدارقطني: ۷٦٤۔ مصنف ابن أبي شيبة: ۱۸۵۳۔ سنن بيهقي: ۲۷۵/۱۔ إرواء الغليل: ۱۰۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک میں موزوں پر مسح کا حکم دیا۔ مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں اور مقیم کے لیے ایک دن رات۔''

۳۔ سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفْرًا أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهِنَّ، إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ، وَلَكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ» ①

''رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ جب ہم مسافر ہوں تو ہم تین دن اور تین راتیں اپنے موزے نہ اتاریں مگر جنابت سے، لیکن پاخانے، پیشاب اور نیند سے نہیں۔''

## فوائد:

۱۔ امام ترمذی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«وَهُوَ قَوْلُ الْعُلَمَاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالتَّابِعِيْنَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْفُقَهَاءِ مِثْلِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، قَالُوْا: يَمْسَحُ الْمُقِيْمُ يَوْمًا وَلَيْلَةً، وَالْمُسَافِرُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيْهِنَّ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُمْ لَمْ يُوَقِّتُوْا فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَالتَّوْقِيْتُ أَصَحُّ»

''صحابہ اور تابعین میں سے اکثر علماء کا یہی موقف ہے (کہ مسافر تین دن اور

---

① صحيح: مسند أحمد: ٤/٢٣٩۔ جامع ترمذی: ٩٦۔ سنن نسائی: ١٢٦۔ سنن ابن ماجه: ٤٧٨۔ سنن بیهقی: ١/١١٤۔ عاصم بن بہدلہ ثقہ راوی ہے۔ [تحرير تقريب التهذيب]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تین راتیں اور مقیم ایک دن رات مسح کرے گا ) اور ان کے بعد کے فقہاء سفیان ثوری، عبد اللہ بن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق کا بھی یہی موقف ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ مقیم ایک دن رات اور مسافر تین دن اور تین راتیں ( موزوں، جرابوں ) پر مسح کرے گا۔ بعض علماء سے منقول ہے کہ وہ موزوں پر مسح کی مدت متعین نہیں کرتے، امام مالک کا یہی موقف ہے۔ نیز مدت کی تعیین کا موقف زیادہ صحیح اور راجح ہے۔"[1]

۲۔ حافظ عبد الرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«وَإِلَيْهِ ذَهَبَ جُمْهُوْرُ الْعُلَمَاءِ وَهُوَ الْحَقُّ وَالصَّوَابُ وَاسْتَدَلُّوْا عَلَى هَذَا التَّوْقِيْتِ بِأَحَادِيْثِ الْبَابِ قَالَ الْحَافِظُ فِي الدِّرَايَةِ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَكْثَرَ مِنْ عَشَرَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ »[2]

"جمہور علماء نے بھی یہی موقف اختیار کیا ہے اور یہی موقف برحق اور قرین صواب ہے۔ انھوں نے مدت مسح پر استدلال احادیث الباب سے کیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے الدرایۃ میں بیان کیا کہ اس موضوع پر دس صحابہ سے زیادہ لوگوں سے احادیث منقول ہیں۔"

۳۔ امام شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"ابوحنیفہ، ان کے اصحاب، ثوری، اوزاعی، حسن بن صالح، شافعی، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، داؤد ظاہری اور محمد بن جریر طبری بیان کرتے ہیں کہ ( موزوں اور جرابوں پر مسح کی مدت ) مقیم کے لیے ایک دن رات اور مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں ہیں۔ ابن سید الناس نے ترمذی کی شرح میں بیان کیا ہے کہ مسح کی مدت کا موقف سیدنا عمر، سیدنا علی بن ابی طالب، سیدنا ابن مسعود، سیدنا

---

[1] جامع ترمذی بعد حدیث: ۹۶۔ [2] تحفة الأحوذی: ۱/ ۲۳۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ابن عباس، سیدنا حذیفہ، سیدنا مغیرہ اور سیدنا ابو زید انصاری رضی اللہ عنہم ان صحابہ سے منقول ہے اور تابعین میں سے قاضی شریح، عطاء بن ابی رباح، شعبی اور عمر بن عبدالعزیز سے یہ موقف مروی ہے۔ ابوعمر ابن عبدالبر بیان کرتے ہیں: تابعین اور فقہاء میں سے اکثر اسی مذہب کے قائل ہیں اور یہی موقف میرے نزدیک زیادہ محفوظ ہے کیونکہ مسح کا مسئلہ تواتر سے ثابت ہے۔ اس پر اہل السنۃ والجماعۃ کا اتفاق ہے، ان کے اتفاق سے قلبی اطمینان ہے۔ چنانچہ جب علماء کی اکثریت کہتی ہے کہ مقیم کے لیے دن رات کی پانچ (فرض) نمازوں سے زیادہ اور مسافر کے لیے تین دنوں اور راتوں کی پندرہ (فرض) نمازوں سے زیادہ مدت کے لیے مسح جائز نہیں تو اس مسئلہ کو جاننے والے پر واجب ہے کہ وہ اپنی نماز یقین پر ادا کرے اور یقینی صورت (مسح کی مدت پوری ہونے پر) پاؤں دھونے ہیں۔ جب تک علماء زائد مدت مسح پر اجماع نہ کرلیں جب کہ ان کا مسافر کے لیے تین دنوں اور مقیم کے لیے ایک دن سے اوپر اجماع ثابت نہیں ہے۔ نیز حدیث الباب جمہور کے موقف پر دلالت کرتی ہے۔"[1]

۴۔ امام شوکانی رحمہ اللہ اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں:

«فَالْحَقُّ تَوْقِيْتُ الْمَسْحِ بِالثَّلَاثِ لِلْمُسَافِرِ، وَالْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ لِلْمُقِيْمِ، وَفِي الْحَدِيْثِ دَلِيْلٌ عَلَى أَنَّ الْخِفَافَ لَا تُنْزَعُ فِي هَذِهِ الْمُدَّةِ الْمُقَدَّرَةِ لِشَيْءٍ مِنَ الْأَحْدَاثِ إِلَّا لِلْجَنَابَةِ»[2]

"برحق بات مسافر کے لیے تین دن اور مقیم کے لیے ایک دن اور رات کی مدت کی تعیین کا ہے اور حدیث میں دلیل ہے کہ اس متعین مدت میں جنابت کے سوا کسی بھی قسم کے نواقض وضو سے موزے نہیں اتارے جائیں گے۔"

---

[1] نیل الأوطار: ۱/ ۲۰۰۔ [2] نیل الأوطار: ۱/ ۲۰۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## مدت کی تعیین کے بغیر مسح کرنا:

کچھ علماء مدت کی تعیین کے بغیر مسح کے قائل ہیں۔ امام شوکانی بیان کرتے ہیں: امام مالک اور لیث بن سعد بیان کرتے ہیں کہ موزوں پر مسح کی کوئی مدت مقرر نہیں، چنانچہ جو شخص باوضو ہو کر موزے پہنے تو وہ جب تک چاہے ان پر مسح کر سکتا ہے۔ مسافر اور مقیم کا حکم یکساں ہے۔ یہ موقف سیدنا عمر بن خطاب، سیدنا عقبہ بن عامر، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہم اور حسن بصری سے بھی منقول ہے۔''

یہ موقف مرجوح اور نادرست ہے کیونکہ جن روایات سے یہ لوگ دلیل لیتے ہیں وہ غیر ثابت اور گزشتہ صحیح احادیث کے خلاف ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ سیدنا ابی بن عمارہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

« أَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ: يَوْمًا؟ قَالَ : وَيَوْمَيْنِ قَالَ : وَثَلَاثًا ؟ حَتَّى بَلَغَ سَبْعًا، قَالَ لَه : وَمَا بَدَا لَكَ »[1]

''کیا میں موزوں پر مسح کر لوں؟'' آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' انھوں نے پوچھا: ''ایک دن ( مسح کر لوں؟ ) آپ نے فرمایا: ایک دن ( مسح کر لو )۔ انھوں نے پوچھا: '' دو دن، پھر کہا: تین دن ( مسح کر لوں؟ ) حتیٰ کہ وہ سات دن تک

---

[1] ضعیف: سنن أبی داوٗد : ۱۵۸۔ سنن ابن ماجه: ۵۵۷۔ شرح معانی الآثار: ۴۹۴۔ طبرانی کبیر : ۵۴۵۔ طبرانی أوسط : ۳۴۰۸۔ سنن الدارقطنی: ۷۶۵۔ سنن بیهقی : ۱۳۲۶۔ مصنف ابن ابی شیبة: ۱۸۷۰۔ ضعیف أبی داوٗد: ۲۱۔ امام ابوداوٗد اس روایت کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: اس حدیث کی سند میں اختلاف کیا گیا ہے اور یہ روایت قوی نہیں ہے۔ امام الدارقطنی کہتے ہیں: هَذَا الْإِسْنَادُ لَا يُثْبَتُ وَقَدِ اخْتُلِفَ فِيهِ عَلَى يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ اخْتِلَافًا كَثِيرًا قَدْ بَيَّنْتُهُ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ، وَأَيُّوبُ بْنُ قَطَنٍ مَجْهُولُونَ كُلُّهُمْ ۔ یہ سند ثابت نہیں، اس میں یحییٰ بن ایوب پر بہت زیادہ اختلاف کیا گیا ہے، جس کی میں نے ایک اور مقام پر وضاحت کی ہے۔ نیز ( اس سند میں ) عبدالرحمٰن بن رزین، محمد بن یزید اور ایوب بن قطن یہ سارے راوی مجہول ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جا پہنچے۔ آپ نے اسے فرمایا: ''جب تک تمھارا جی چاہے (موزوں پر مسح کر سکتے ہو)۔''

۲۔ سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اَلْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ، وَلِلْمُقِيمِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ، وَلَوِ اسْتَزَدْنَاهُ لَزَادَنَا »[1]

''موزوں پر مسح کی مدت مسافر کے لیے تین دن اور مقیم کے لیے دن رات ہے۔ (راوی بیان کرتے ہیں) اگر ہم (مدت مسح میں) اضافہ طلب کرتے تو آپ ہمارے لیے مدت بڑھا دیتے۔''

۳۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ وَلَبِسَ خُفَّيْهِ فَلْيُصَلِّ فِيهِمَا، وَلْيَمْسَحْ عَلَيْهِمَا، ثُمَّ لَا يَخْلَعْهُمَا إِنْ شَاءَ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ »[2]

''جب تم میں سے کوئی شخص وضو کرے اور موزے پہنے تو ان میں نماز پڑھے اور ان پر مسح کرے۔ پھر اگر چاہے تو جنابت کے سوا انھیں نہ اتارے۔''

## مسح کا آغاز کب کیا جائے؟

موزوں اور جرابوں پر مسح کا آغاز اس وقت کیا جائے گا جب باوضو شخص موزے یا جرابیں پہنے پھر وہ بے وضو ہونے پر وضو کرے تو وضو کرتے وقت وہ ان پر مسح کرے گا، اس

---

[1] ضعیف: سنن أبي داود: ۱۵۷۔ سنن ابن ماجه: ۵۵۳۔ صحيح ابن حبان: ۱۳۳۲۔ طبراني كبير: ۳۷۵٤۔ سنن بيهقي: ۱۳۲۵۔ مصنف ابن ابي شيبة: ۱۸٦۳۔ ابراہیم بن یزید تیمی کی تدلیس ہے۔ شیخ زبیر علی زئی نے اسے انوار الصحیفۃ میں ضعیف قرار دیا ہے۔ نیز سنن بیہقی: ۱۳۱۹۔ میں ابراہیم تیمی کی تدلیس نہیں ہے لیکن اس سند میں ابوغسان مالک بن یحییٰ السوسی منکر الحدیث ہے، جس کی وجہ سے یہ سند سخت ضعیف ہے۔

[2] ضعیف: سنن الدارقطني: ۷۸۱۔ مستدرك حاكم: ۱/۱۸۱۔ سنن بيهقي: ۱۳۲۹۔ اس روایت میں مقدام بن داؤد بن تلید رُعینی ضعیف راوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وقت مسح کا آغاز ہوگا پھر مقیم شخص اگلے دن اس وقت تک مسح کرسکتا ہے اور مسافر شخص چوتھے دن اس وقت تک مسح کرسکتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص ظہر کی نماز کے لیے ۱۲:۳۰ پر وضو کرکے موزے یا جرابیں پہنتا ہے پھر ظہر کی نماز ادا کرتا ہے، نماز ادا کرنے کے بعد وہ کسی وقت بے وضو ہو جاتا ہے اب وہ عصر کی نماز کے لیے ۳:۰۰ بجے وضو کرتے وقت موزوں پر مسح کرتا ہے تو اس وقت اس کے مسح کا وقت شروع ہوا ہے اب مقیم شخص اگلے دن ۳:۰۰ بجے تک مسح کرسکتا ہے اور مسافر چوتھے دن ۳:۰۰ بجے تک مسح کرسکتا ہے۔

۱۔ ابو مالک کمال بن سید سالم بیان کرتے ہیں:

"(موزوں اور جرابوں پر مسح کرنے والا) بے وضو ہونے کے بعد پہلی مرتبہ مسح کرتے وقت سے مسح کا آغاز کرے گا۔ احمد بن حنبل اور اوزاعی کا یہی موقف ہے۔ نووی، ابن منذر اور ابن عثیمین نے اس موقف کو پسند کیا ہے اور یہی مذہب راجح ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ کا یہ ظاہر فرمان "مسافر مسح کرے اور مقیم مسح کرے" اسی موقف پر صادق آتا ہے۔ لفظ ماسح (مسح کرنے والا) مسح کرنے کے فعل ہی پر صادق آتا ہے اور اس ظاہری لفظ سے بلا دلیل انحراف کرنا جائز نہیں ہے۔"[1]

۲۔ سید سابق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"راجح موقف یہ ہے کہ مسح کی مدت کی ابتداء مسح کرنے کے وقت سے شروع ہوتی ہے (مسح پہننے کے بعد بے وضو ہونے سے نہیں)۔"[2]

## مقیم کا سفر کرنا:

اگر مقیم سفر شروع کردے تو اس کے مسح کی مدت میں توسیع ہو جائے گی اور حالت اقامت میں مسح کے آغاز سے لے کر سفر شروع ہونے کے بعد مسح کی اس مدت کو شمار کرکے

---

[1] صحیح فقه السنة: ۱/۱۵۲۔
[2] فقه السنة: ۱/ ۶۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دوران سفر مسافر کی مدت مسح کے مطابق تین دن اور تین راتوں کا اقامت وسفر کے مسح کا وقت ملا کر مدت پوری کی جائے گی۔

❁ ابو مالک کمال بن سید سالم بیان کرتے ہیں:

''جس نے حالت اقامت میں ایک دن رات سے کم مدت تک مسح کیا پھر وہ مسافر ہو جاتا ہے، اس مسئلہ میں علماء کے دو قول ہیں۔

اوّل: ایسا شخص (موزوں جرابوں) پر اقامت کے مسح کی مدت ملا کر تین دن اور تین راتیں مسح کرے۔ سفیان ثوری، ابوحنیفہ، احناف اور ابن حزم اس موقف کے قائل ہیں۔

ثانی: ایسا شخص ایک دن رات کی مدت مسح کرے۔ اس کے بعد وضو کرتے وقت پاؤں دھونا لازم ہیں۔ شافعی، احمد اور اسحاق اس موقف کے قائل ہیں۔

## راجح موقف:

راجح موقف یہ ہے کہ ایسا شخص تین دن اور تین راتیں مسح کرے گا کیونکہ جب اس کی (اقامت کے مسح کی مدت) ختم ہو رہی تھی تو یہ مسافر تھا تو اس کے لیے رخصت ہے کہ یہ سفر کی مدت پوری کرے کیونکہ اس حدیث ''مسافر شخص دن تین دن اور تین راتیں مسح کرے۔'' کے ظاہر الفاظ اس موقف کی تائید کرتے ہیں۔''[1]

## مسافر کا مقیم ہونا:

اگر مسافر شخص ایک دن اور رات کی مدت پوری کرنے سے پہلے واپس اپنی اقامت گاہ پر آجاتا ہے تو وہ مقیم کے مسح کی باقی مدت پوری کر سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ مقیم کی مدت مسح پوری کرنے کے بعد (یعنی ایک دن رات سے زائد مدت یعنی دو یا تین دن گزار کر) واپس لوٹتا ہے تو اس کے لیے مسح کی رخصت ختم ہو جائے گی۔ یہ وضو کرتے وقت موزے یا جرابیں اتار دے گا اور وضو کرتے وقت اس پر پاؤں دھونا واجب ہیں۔

---

[1] صحیح فقه السنة: ۱/ ۱۵۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ابن منذر بیان کرتے ہیں:

''اہل علم کا اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ مسافر شخص جب سفر سے واپس لوٹے اور اس نے دوران سفر ایک دن رات کی مدت میں (جرابوں، موزوں) پر مسح کر لیا ہو تو اس کے لیے مقیم والی مدت ہے یہ موزے اتار دے گا۔ لیکن اگر اس نے دوران سفر ایک دن رات سے کم مدت مسح کیا ہے تو یہ سفر سے واپسی پر ایک دن رات کی باقی مدت پوری کر سکتا ہے۔ سفیان ثوری، شافعی، احمد بن حنبل اور اصحاب الرائے (احناف) کا یہی موقف ہے۔''[1]

## پھٹے موزوں اور جرابوں پر مسح کرنا:

پھٹے موزوں اور جرابوں پر مسح کے جواز اور عدم جواز کے متعلق علماء کا اختلاف ہے، اس بارے میں علماء کی مختلف آراء ہیں، جنھیں بیان کرنے کے بعد راجح موقف کی وضاحت کی جائے گی۔ تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ حسن بن حی، شافعی اور احمد کا موقف ہے کہ اگر (جرابوں یا موزوں کے) پھٹنے کی وجہ سے پاؤں کا کچھ بھی حصہ ظاہر ہو جائے تو ان پر مسح جائز نہیں اور اگر (جراب یا موزہ کے) پھٹنے سے پاؤں کا کچھ بھی حصہ ظاہر نہ ہو تو ان پر مسح کرنا جائز ہے۔

۲۔ امام مالک کہتے ہیں:

''اگر پھٹن معمولی ہے جس سے پاؤں ظاہر نہ ہو تو مسح جائز ہے اور اگر پھٹن بہت زیادہ ہے تو ان (موزوں، جرابوں) پر مسح جائز نہیں، پھٹن خواہ دونوں موزوں میں ہو یا ایک میں۔''[2]

۳۔ امام ابوحنیفہ کہتے ہیں:

---

[1] الاوسط لابن المنذر: ۱/ ٤٤٦۔

[2] المحلی بالأثار لابن حزم: ۲/ ۸۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''اگر (موزہ یا جراب) تین انگلیوں کے برابر پھٹی ہو تو اس پر مسح جائز نہیں اور اگر اس سے کم مقدار میں پھٹی ہو تو مسح جائز ہے۔''[1]

ہدایہ میں منقول ہے:

«وَلَا يَجُوْزُ الْمَسْحُ عَلَى خُفٍّ فِيْهِ خَرْقٌ كَبِيْرٌ يُبَيِّنُ مِنْهُ قَدْرَ ثَلَاثِ أَصَابِعَ مِنْ أَصَابِعِ الرِّجْلِ، فَإِنْ كَانَ أَقَلَّ مِنْ ذَلِكَ جَازَ»[2]

''ایسے موزے پر مسح جائز نہیں جس میں بہت زیادہ پھٹن ہو، جو موزے سے پاؤں کی تین انگلیوں کی مقدار ظاہر کر دے۔ لیکن اگر اس سے کم مقدار ہو تو مسح جائز ہے۔''

## راجح موقف:

جب تک جراب یا موزے پر معنوی اطلاق ہو اور عرف میں انھیں جراب اور موزہ ہی کہا جاتا ہو تو ایسے موزے اور جراب پر مسح کرنا جائز ہے۔ خواہ تھوڑے پھٹے ہوں یا زیادہ۔

۱۔ حافظ ابن حزم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''اگر موزے یا جرابیں تھوڑی پھٹی ہوں یا زیادہ، یہ لمبائی میں پھٹے ہوں یا چوڑائی میں، اس سے کچھ پاؤں ظاہر ہو، اس کا کم حصہ ظاہر ہو یا زیادہ، ایک موزہ یا جراب پھٹی ہو یا دونوں۔ یہ تمام صورتیں برابر ہیں۔ ان میں سے موزوں یا جرابوں کی ہر قسم پر مسح کرنا جائز ہے جب تک ان (موزوں یا جرابوں) سے کچھ چیز پاؤں کے ساتھ لٹکی ہو۔ سفیان ثوری، داؤد ظاہری، ابو ثور، اسحاق بن راہویہ اور یزید بن ہارون اس موقف کے قائل ہیں۔''[3]

---

[1] المغنی لابن قدامة مع الشرح الکبیر: ۱/ ۳۳٤۔

[2] الهداية فی شرح بداية المبتدی: ۱/ ۳۱۔

[3] المحلّٰی بالآثار لابن حزم: ۲/ ۸۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ ابو مالک کمال بن سید سالم کہتے ہیں:

''پھٹے ہوئے موزے پر اس وقت تک مسح کرنا جائز ہے جب تک اس میں چلنا ممکن ہو اور اس کا نام باقی ہے۔ سفیان ثوری، اسحاق، ابو ثور اور ابن حزم اس موقف کے قائل ہیں۔ ابن منذر اور ابن تیمیہ نے اس موقف کو راجح قرار دیا ہے اور یہ موقف قرین صواب ہے۔ کیونکہ موزوں پر مسح کی اجازت عام ہے جس میں ہر وہ چیز شامل ہے جس پر ظاہر احادیث کی رو سے موزے کا نام آتا ہے اور کسی موزے سے دلیل کے بغیر کوئی موزہ مستثنیٰ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر موزے کا پھٹنا مسح سے مانع ہوتا تو آپ ﷺ اس مسئلہ کو ضرور بیان کرتے۔ بالخصوص اس کیفیت میں کہ آپ کے دور میں فقراء صحابہ کی بہتات تھی اور غالب امکان یہ ہے کہ ان کے موزے پھٹنے سے خالی نہیں تھے۔''[1]

۳۔ علامہ جمال الدین قاسمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''پھٹے ہوئے موزے اور جراب پر مسح کے مسئلہ میں علماء کا بہت زیادہ اختلاف ہے۔ ان کی اکثریت ان کے باہمی طویل اختلاف کے باوجود اس سے منع کرتی ہے، جس کی تفصیل فقہ کی بڑی کتب میں دیکھی جا سکتی ہے۔ دیگر علماء اس کے جواز کے قائل ہیں۔ اسی موقف کو ہم ترجیح دیتے ہیں۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ اصل اباحت ہے، چنانچہ جو شخص اس (پھٹے ہوئے موزے یا جراب) سے منع کرتا ہے اور پھٹنے سے سالم ہونے کی شرط لگاتا ہے اور اس کی کوئی حد مقرر کرتا ہے اس کی بات مردود ہے کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: ''ہر وہ شرط جو کتاب اللہ میں نہیں باطل ہے۔'' [ متفق علیه ]۔ اسی طرح سفیان ثوری سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

---

[1] صحیح فقه السنة: ۱/ ۱۵٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(( اِمْسَحْ عَلَيْهَا مَا تَعَلَّقَتْ بِهِ رِجْلُكَ، وَهَلْ كَانَتْ خِفَافُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ إِلَّا مُخَرَّقَةً مُشَقَّقَةً مُرَقَّعَةً )) ①

''موزے پر اس وقت تک مسح کر جب تک تیرا پاؤں اس میں لپٹا ہے اور مہاجرین وانصار کے موزے تو پھٹے ہوئے پیوند لگے ہی ہوتے تھے۔'' ②

## نواقض مسح امور:

مسح کوتوڑنے والی چیزیں درج ذیل ہیں جن کے پیش آنے سے مسح کا عمل باطل ہوجاتا ہے، ان عوارض میں سے کسی ایک عارضہ کے پیش آنے کی صورت میں موزے یا جرابیں اتار کر دوبارہ وضو کرتے وقت پاؤں دھو کر موزے یا جرابیں پہننی چاہییں اور پھر نئے سرے سے مسح کا آغاز کرنا چاہیے۔ ناقض مسح امور درج ذیل ہیں۔

### ا۔ جنابت کا لاحق ہونا:

جنابت لاحق ہونے سے مسح کا عمل باطل ہو جاتا ہے اور جنبی شخص کا غسل جنابت کرتے وقت موزے اور جرابیں اتار کر پاؤں دھونا ضروری ہے۔

❁ سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

(( كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفْرًا أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهِنَّ، إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ، وَلَكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ )) ③

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ جب ہم مسافر ہوں تو ہم تین دن

---

① صحیح: مصنف عبد الرزاق: ۷۵۳۔ سنن بیهقی: ۱/ ۲۸۳۔

② المسح علی الجوربین ص: ۸٤۔

③ صحیح: مسند احمد: ٤/ ۲۳۹۔ جامع ترمذی: ۹٦۔ سنن نسائی: ۱۲٦۔ سنن ابن ماجه: ٤۷۸۔ سنن بیهقی: ۱/ ۱۱٤۔ عاصم بن بہدلہ ثقہ راوی ہے۔ (تحریر تقریب التهذیب)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور تین راتیں اپنے موزے نہ اتاریں مگر جنابت سے، لیکن پاخانے، پیشاب اور نیند سے نہیں۔"

## فوائد:

۱۔ امام خطابی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"موزے پر مسح کرنے والا شخص جب جنبی ہو تو اس پر موزے اتارنا اور تمام بدن سمیت پاؤں دھونا لازم ہے۔" ①

۲۔ ملا علی قاری کہتے ہیں:

(( فَإِنَّهُ لَا يَجُوْزُ لِلْمُغْتَسِلِ أَنْ يَمْسَحَ عَلَى الْخُفِّ، بَلْ يَجِبُ عَلَيْهِ النَّزْعُ وَغَسْلُ الرِّجْلَيْنِ كَسَائِرِ الْأَعْضَاءِ )) ②

"غسل کرنے والے شخص کے لیے موزے پر مسح کرنا جائز نہیں بلکہ اس پر موزے اتارنا اور تمام اعضاء کی طرح پاؤں دھونا واجب ہے۔"

## ۲۔ مسح کی مدت کا پورا ہونا:

مسح کی مدت مکمل ہونے کے بعد جب مسح کرنے والا بے وضو ہو جائے تو اس کے لیے موزوں یا جرابوں پر مسح کرنا جائز نہیں۔ اس صورت میں وہ موزے یا جرابیں اتار کر دوبارہ وضو کرے اور نئے سرے سے نئی مدت کے لیے مسح کرے۔ اس بارے میں علماء کی مختلف آراء ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ امام ابوحنیفہ، شافعی اور ہمارے کچھ اصحاب کہتے ہیں کہ جب مسافر اور مقیم کی مدت مسح ختم ہو جائے تو موزے اتار کر پاؤں دھونا لازم ہے۔ ③

---

① معالم السنن : ۱/ ۶۲۔
② مرقاة المفاتيح : ۲/ ۴۷۷۔
③ المحلى بالآثار لابن حزم : ۲/ ۷۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہدایہ میں لکھا ہے:

« وَإِذَا تَمَّتِ الْمُدَّةُ نَزَعَ خُفَّيْهِ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ وَصَلَّى وَلَيْسَ عَلَيْهِ إِعَادَةُ بَقِيَّةِ الْوُضُوْءِ »[1]

''جب مسح کی مدت پوری ہو جائے تو وہ اپنے موزے اتار دے، اپنے پاؤں دھوئے اور نماز ادا کرے۔ اس پر وضو کا اعادہ کرنا لازم نہیں۔''

۲۔ داؤد ظاہری کہتے ہیں:

''(مسح کی مدت ختم ہونے پر مسح کرنے والا شخص) اپنے موزے اتار دے اور ان میں نماز ادا نہ کرے۔ چنانچہ جب وہ انھیں اتار دے تو جب تک وہ بے وضو نہ ہو نماز پڑھتا رہے کیونکہ وضو ناقض وضو امور ہی سے ٹوٹتا ہے اور موزے کا اتارنا اور مدت مسح کا پورا ہونا ناقض وضو امر نہیں ہے۔''[2]

۳۔ مکحول، نخعی، زہری، ابن ابی لیلیٰ، اوزاعی، حسن بن صالح، اسحاق بن راہویہ اور احمد بن حنبل کا موقف ہے کہ (مدت مسح مکمل ہونے پر وضو ٹوٹ جاتا ہے اور) وہ دوبارہ نیا وضو کرے گا۔''[3]

ابن قدامہ حنبلی کہتے ہیں:

«إِذَا انْقَضَتِ الْمُدَّةُ بَطَلَ الْوُضُوْءُ، وَلَيْسَ لَهُ الْمَسْحُ إِلَّا أَنْ يَنْزِعَهُمَا ثُمَّ يَلْبَسَهُمَا عَلَى طَهَارَةٍ كَامِلَةٍ »[4]

''جب مسح کی مدت ختم ہو جائے تو وضو باطل ہو جاتا ہے اور اس کے لیے مسح کرنا جائز نہیں ہے الا کہ وہ موزے اتار دے پھر مکمل باوضو ہو کر ان پر مسح کرے۔''

---

[1] الهداية فی شرح بداية المبتدی: ۱/۳۱۔

[2] المغنی مع الشرح الكبير: ۱:۳۲۳۔

[3] المجموع شرح المهذب: ۱/۵۲۷۔

[4] المغنی مع الشرح الكبير: ۱/۳۲۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## راجح موقف:

راجح اور درست موقف یہ ہے کہ مدت مسح ختم ہونے سے نہ وضو ٹوٹتا ہے اور نہ اس پر موزے اتارنا لازم ہے، بلکہ اگر وضو قائم ہے تو وضو کے باقی رہنے تک وہ ان موزوں میں نماز پڑھ سکتا ہے، کیونکہ مدت مسح کے اختتام پر مزید مسح کرنے کی گنجائش ختم ہوتی ہے، پہلے سے باقی مسح اور طہارت متاثر نہیں ہوتی۔

۱۔ امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«الرَّابِعُ لَا شَيْءَ عَلَيْهِ، لَا غَسْلَ الْقَدَمَيْنِ وَلَا غَيْرَهُ بَلْ طَهَارَتُهُ صَحِيحَةٌ يُصَلِّي بِهَا مَا لَمْ يُحْدِثْ كَمَا لَوْ لَمْ يَخْلَعْ، وَهَذَا الْمَذْهَبُ حَكَاهُ ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَقَتَادَةَ وَسُلَيْمَانَ بْنِ حَرْبٍ وَاخْتَارَهُ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَهُوَ الْمُخْتَارُ الْأَقْوَى»[1]

''چوتھا موقف یہ ہے کہ (مدت مسح ختم ہونے پر) مسح کرنے والے پر کوئی بھی چیز لازم نہیں آتی، نہ پاؤں دھونا اور نہ کوئی اور عمل (موزے اتارنا وغیرہ)۔ بلکہ اس کی طہارت صحیح ہے وہ اس سے اس وقت تک نماز ادا کر سکتا ہے جب تک بے وضو نہ ہے۔ یہ شخص اس شخص کے حکم میں ہے جو موزہ نہ اتارے (تو وہ اس میں نماز پڑھ سکتا ہے)۔ ابن منذر نے یہ موقف حسن بصری، قتادہ اور سلیمان بن حرب سے بیان کیا ہے اور اسے راجح قرار دیا ہے اور یہی مذہب زیادہ قوی اور راجح ہے۔''

۲۔ حافظ ابن حزم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''ابراہیم نخعی، حسن بصری اور ابن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ (مدت مسح ختم ہونے پر مسح کرنے والا شخص) گزشتہ مسح سے اس وقت تک نماز پڑھے جب تک نواقض

---

[1] المجموع شرح المهذب: ۱/ ۵۲۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وضو میں سے کسی ناقض سے اس کا وضو نہیں ٹوٹتا۔ اس موقف کے علاوہ کوئی دوسرا موقف درست نہیں۔ کیونکہ کسی بھی حدیث میں یہ بیان نہیں ہے کہ اعضائے وضو میں سے کسی عضو کی یا مدت مسح ختم ہونے سے بعض اعضاء کی طہارت ختم ہو جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے تو محض مسافر کو تین دنوں سے اکثر اور مقیم ایک دن رات سے اکثر مسح کرنے سے منع کیا ہے۔

پھر جو شخص اس کے علاوہ موقف اختیار کرتا ہے تو وہ حدیث میں ایسی بات داخل کرتا ہے جو اس میں شامل نہیں اور رسول اللہ ﷺ کی طرف ایسی بات منسوب کرتا ہے جو آپ نے کہی نہیں۔ جو شخص وہم کی صورت میں یہ بات کہے اس پر کوئی گناہ نہیں لیکن جو شخص جان بوجھ کر اس کے خلاف دلیل قائم ہونے کے باوصف یہ بات کہے تو کبیرہ گناہ کا مرتکب ٹھہرتا ہے۔ وضو کو ناقض وضو چیز ہی توڑتی ہے۔ (مسح کی مدت ختم ہونے پر مسح کرنے والا شخص) اس کا وضو قائم ہے، یہ بے وضو نہیں ہوا یہ باوضو ہی ہے۔ باوضو شخص جب تک بے وضو نہیں ہوتا نماز پڑھ سکتا ہے یا جب تک ایسی واضح دلیل نہ آئے جس میں یہ بیان ہو کہ (مسح کی مدت ختم کرنے والا شخص) بے وضو نہ ہونے کی صورت میں (صرف مدت پوری ہونے پر) اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (جب تک کوئی ایسی ٹھوس دلیل نہیں آتی اس کا وضو سالم رہے گا)۔ یہ مسح کی مدت پوری کرنے والا شخص بے وضو نہیں ہوا اور نہ کوئی ایسی واضح دلیل ہی ہے جس میں بیان ہو کہ ایسا شخص اس کا بعض وضو یا مکمل وضو ختم ہو گیا ہے۔ یہ باوضو ہے اور نماز پڑھ سکتا ہے جب تک بے وضو نہ ہو۔ پھر (مدت مسح کے اختتام پر) جب یہ بے وضو تو اپنے موزے اور جرابیں وغیرہ اتار کر وضو کرے پھر نئی مدت کے لیے مسح کرے۔ ہر مرتبہ وہ ایسا ہی کرے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پھر جو شخص یہ کہتا ہے کہ (مسح کی مدت پوری ہونے پر) مسح کرنے والے کے پاؤں کا وضو ختم ہو جاتا ہے۔اس کا قول فاسد ہے، قرآن و حدیث، کسی کمزور روایت سے، اجماع، قول صحابی، قیاس اور کسی مثبت رائے سے اس قول کی کوئی دلیل ثابت نہیں ہے اور نہ دین میں کوئی ایسا ناقض وضو معلوم ہے جو وضو مکمل ہونے کے بعد بعض اعضاء کا وضو توڑتا ہو۔ رہا ابو حنیفہ کا موقف تو یہ ان سے پہلے کسی سے ثابت نہیں ہے۔"[1]

## ۳۔ موزے یا جرابیں اتارنے کے بعد بے وضو ہونا:

موزے یا جرابیں اتارنے کے بعد اگر وضو ٹوٹ جائے تو یہ شخص بغیر وضو کیے جرابیں یا موزے پہن کر مسح نہیں کر سکتا۔ اس کے پاؤں سمیت دیگر اعضاء کی طہارت ختم ہو چکی ہے۔ اب یہ دوبارہ مکمل وضو کرنے کے بعد جرابیں یا موزے پہن کر نئے سرے سے نئی مدت کے لیے مسح کرے گا۔

ابو مالک کمال بن سید سالم کہتے ہیں:

"اگر مسح کی مدت سے پہلے موزے اتارے پھر بے وضو ہو جائے تو اس کے لیے (اس حالت میں دوبارہ) موزے پہننا اور ان پر مسح کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ اس نے اس صورت میں طہارت کی حالت میں ان میں پاؤں داخل نہیں کیے۔"[2]

## کیا جرابوں اور موزوں کا اتارنا ناقض وضو ہے؟

مسح کی مدت کے دوران اگر موزے یا جرابیں اتار دی جائیں تو اس سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں علماء کی مختلف آراء ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ ابن قدامہ حنبلی کہتے ہیں:

---

[1] المحلی بالآثار لابن حزم: ۲/ ۸۰۔

[2] صحیح فقه السنة: ۱/ ۱۵۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''اگر (موزوں یا جرابوں پر مسح کرنے والا) مسح کی مدت مکمل ہونے سے پہلے انھیں اتار دے تو وہ دوبارہ وضو کرے گا۔ یعنی مسح کی مدت ختم ہونے سے پہلے جب وہ موزوں پر مسح کرنے کے بعد انھیں اتار دے تو اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ابراہیم نخعی، زہری، مکحول، اوزاعی اور اسحاق اس موقف کے قائل ہیں۔''①

احناف بھی اسی موقف کے قائل ہیں، ہدایہ میں یہ عبارت تحریر ہے:

« (وَيَنْقُضُهُ أَيْضًا نَزْعُ الْخُفِّ)لِسِرَايَةِ الْحَدَثِ إِلَى الْقَدَمِ حَيْثُ زَالَ الْمَانِعُ، وَكَذَا نَزْعُ أَحَدِهِمَا لِتَعَذُّرِ الْجَمْعِ بَيْنَ الْغَسْلِ وَالْمَسْحِ فِي وَظِيفَةٍ وَاحِدَةٍ »②

''ایسے ہی موزے کا اتارنا ناقض وضو ہے کیونکہ (موزہ اتارنے سے) حدث پاؤں تک سرایت کر جاتی ہے جب مانع (حدث) زائل ہو جائے۔ اسی طرح ایک موزے کا اتارنا (ناقض وضو ہے) کیونکہ ایک ہی فریضہ (پاؤں دھونا یا مسح کرنا) میں مسح اور دھونا دونوں عمل جمع کرنا مشکل ہے۔''

۲۔ ابراہیم نخعی، عطاء، سفیان ثوری، ابو حنیفہ، ابو ثور اور مزنی کا موقف ہے کہ (موزے اتارنے والا شخص) اپنے پاؤں دھوئے۔''③

۳۔ مالک اور لیث بن سعد کہتے ہیں: ''وہ (موزے اتارنے) کی جگہ پاؤں دھوئے پھر اگر پاؤں دھونے سے پہلے مدت لمبی ہو جائے تو وہ وضو دہرائے۔''④

۴۔ حسن بصری، قتادہ اور سلیمان بن حرب کہتے ہیں: ''(موزے اتارنے والا شخص) نہ وضو کرے گا اور نہ پاؤں دھوئے گا کیونکہ اس نے کمال طہارت کے بعد مسح کردہ چیز

---

① المغنی مع الشرح الکبیر: ۱/ ۳۲٤۔
② الهداية فی شرح بداية المبتدی: ۱/ ۳۱۔
③ الأوسط لابن المنذر: ۱/ ٤٥٨۔
④ الأوسط لابن المنذر: ۱/ ٤٥٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(موزے یا جراب) کو زائل کیا ہے تو یہ اس شخص کے مشابہ ہے جو سر پر مسح کرنے کے بعد سر منڈھوا دے یا (ہاتھ اور پاؤں) دھونے کے بعد ناخن ترشوا لے۔ نیز (موزے یا جرابیں) اتارنا ناقض وضو نہیں اور وضو ناقض وضو چیز ہی سے ٹوٹتا ہے۔ (لہٰذا ایسے شخص کا وضو ٹوٹتا ہی نہیں تو وہ دوبارہ وضو یا پاؤں کیوں دھوئے گا)۔ ①

## راجح موقف:

موزے یا جرابیں اتارنے سے نہ وضو ٹوٹتا ہے اور نہ پاؤں کی طہارت زائل ہوتی ہے ایسے شخص کا وضو قائم رہتا ہے وہ اس حالت میں نماز بھی پڑھ سکتا ہے اور اگر وضو کے محفوظ ہونے کی حالت میں دوبارہ موزے یا جرابیں پہن لے تو اس کے پاؤں کی طہارت محفوظ ہے وہ دوبارہ ان پر مسح جاری رکھ سکتا ہے اور باقی ماندہ مدت کو پورا کر سکتا ہے۔

۱۔ حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

«إِذَا مَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ بَعْدَ الْحَدَثِ ثُمَّ خَلَعَهُمَا، أَنَّهُ عَلَى طَهَارَةٍ فَلْيُصَلِّ» ②

''جب کوئی شخص اپنے موزوں پر حدث (وضو ٹوٹنے) کے بعد مسح کرے پھر انھیں اتار دے تو یہ طہارت پر ہے، پس یہ نماز پڑھ لے۔''

امام بخاری رحمہ اللہ بھی موزوں کو مدت مسح میں اتارنے کو ناقض وضو تسلیم نہیں کرتے، انھوں نے حسن بصری رحمہ اللہ کے اس قول سے یہی استدلال کیا ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

« إِنْ أَخَذَ مِنْ شَعْرِهِ وَأَظْفَارِهِ، أَوْ خَلَعَ خُفَّيْهِ فَلَا وُضُوْءَ عَلَيْهِ » ③

''اگر (باوضو شخص) اپنے بال یا ناخن کاٹ لے یا موزے اتار دے تو اس پر وضو نہیں ہے۔''

۲۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

---

❶ المغنی مع الشرح الکبیر: ۱/ ۳۲٤۔ ❷ صحیح: مصنف ابن أبی شیبة: ۱۹٦۷۔
❸ صحیح بخاری: کتاب الوضوء، باب من لم یر الوضوء الا من المخرجین من القبل و الدبر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



«وَلَا يَنْتَقِضُ وُضُوْءُ الْمَاسِحِ عَلَى الْخُفِّ وَالْعِمَامَةِ بِنَزْعِهِمَا، وَلَا يَجِبُ عَلَيْهِ مَسْحُ رَأْسِهِ وَلَا غَسْلُ قَدَمَيْهِ، وَهُوَ مَذْهَبُ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ، كَإِزَالَةِ الشَّعْرِ الْمَمْسُوحِ عَلَى الصَّحِيحِ مِنْ مَذْهَبِ أَحْمَدَ، وَقَوْلِ الْجُمْهُوْرِ» ①

''موزے اور پگڑی پر مسح کرنے والے کا وضو انھیں اتارنے سے نہیں ٹوٹتا، (انھیں اتارنے کی صورت میں) اس پر سر کا مسح کرنا اور پاؤں کا دھونا واجب نہیں۔ جیسے امام احمد کے صحیح مذہب کی رو سے مسح شدہ بالوں کے اتراونے سے مسح نہیں ٹوٹتا۔ حسن بصری اور جمہور علماء کا یہی موقف ہے۔''

نیز حافظ ابن حزم نے المحلی(۲/ ۸۰) میں، جمال الدین قاسمی نے المسح علی الجوربین (۸۷) اور علامہ البانی نے "تمام المنة ص : ۱۱٤"۔ میں اسی موقف کو راجح قرار دیا ہے۔

۳۔ ابو مالک کمال بن سید سالم لکھتے ہیں:

''موزے اور جرابیں اتارنے والے پر نہ وضو ہے اور نہ پاؤں دھونا۔ یہ موقف ابراہیم نخعی، حسن بصری، عطاء اور ابن حزم سے منقول ہے، امام نووی، ابن منذر اور ابن تیمیہ نے اسے ترجیح دی ہے اور یہی موقف اقرب الی الصواب ہے۔ کیونکہ ایسا شخص جب اس نے موزے پہنے ہوں باوضو ہوتا ہے اور موزے اتارنے پر اس کے وضو کا ٹوٹنا سنت یا اجماع کی کسی دلیل ہی سے ثابت ہوسکتا ہے۔ جب کہ موزے اتارنے پر دوبارہ وضو کرنے یا پاؤں دھونے کے قائلین کے پاس (اس کے ثبوت کی) کوئی دلیل نہیں ہے۔'' ②

یہی موقف برحق ہے، چنانچہ جب وہ موزے اتارے اور (موزے اتارنے کے بعد) بے وضو نہ ہو تو جب تک اس کا وضو نہیں ٹوٹتا وہ حسب منشا نماز پڑھ سکتا ہے۔

---

① الفتاوىٰ الكبرىٰ لابن تيمية: ۵/ ۳۰۵۔ الاختيارات ص: ۱۵۔

② صحيح فقه السنة: ۱/ ۱۵٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# وضو کے ارکان وفرائض

## ۱۔ نیت کرنا:

وضو کے شروع میں نیت کرنا صحت وضو کی شرط ہے، کیونکہ وضو بھی عبادت ہے اور ہر عبادت کے آغاز میں نیت کرنا لازم قرار دیا گیا ہے۔

۱۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ﴾ [البينة : ٥]

''اور انھیں اس کے علاوہ کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اپنے دین کو اس کے لیے خالص کر کے، یکسو ہو کر اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور یہی مضبوط ملت کا دین ہے۔''

۲۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ )) ①

''اعمال کا انحصار نیتوں پر ہے۔''

### فوائد:

۱۔ حافظ ابن حزم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''فرض ونفل نماز کے لیے طہارت کی نیت کے

① صحيح فقه السنة: ١/ ١٥٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بغیر وضو کفایت نہیں کرتا اور فرض و نفل نمازوں میں سے کوئی نماز اور (ان کے علاوہ) کسی قسم کی نماز بھی (وضو میں نیت کے بغیر) کفایت نہیں کرتی۔

۲۔ "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ" یہ حدیث دلیل ہے کہ نیت ہر عمل کو شامل ہے اور محض دعویٰ سے بعض اعمال کو بعض سے خاص نہیں کیا جا سکتا۔ ①

۳۔ ابن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

« وَالنِّيَّةُ مِنْ شَرَائِطِ الطَّهَارَةِ لِلْأَحْدَاثِ كُلِّهَا، لَا يَصِحُّ وُضُوْءٌ وَلَا غُسْلٌ وَلَا تَيَمُّمٌ إِلَّا بِهَا، رُوِيَ ذَلِكَ عَنْ عَلِيٍّ وَبِهِ قَالَ رَبِيعَةُ وَمَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَاللَّيْثُ وَإِسْحَاقُ وَأَبُو عُبَيْدَةَ، وَابْنُ الْمُنْذِرِ » ②

"طہارت ختم کرنے والے تمام امور میں نیت کرنا طہارت کی شرائط میں سے ہے۔ نیت کے بغیر وضو، غسل اور تیمّم کچھ بھی درست نہیں ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے یہ موقف منقول ہے اور ربیعہ، مالک، شافعی، لیث، اسحاق، ابوعبیدہ اور ابن منذر بھی اسی موقف کے قائل ہیں۔"

## احناف کا موقف:

گزشتہ دلائل سے ائمہ سلف نے وضو سمیت تمام عبادات کے لیے نیت کرنا شرط قرار دیا ہے، لیکن ائمہ احناف وضو کے شروع میں نیت کو مستحب عمل قرار دیتے ہیں:

۱۔ ابن قدامہ حنبلی کہتے ہیں:

"سفیان ثوری اور احناف کا موقف ہے کہ پانی سے طہارت حاصل کرنے (وضو) میں نیت شرط نہیں، نیت تو محض تیمّم کرنے میں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اپنے چہروں کو دھوؤ۔۔ (المائدہ:٦)۔ اس

① المحلی بالآثار: ١/٦٥، ٦٦۔
② المغنی لابن قدامه مع الشرح الكبير: ١/١٢١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے وضو کی شرائط بیان کی ہیں اور ان میں نیت کا ذکر نہیں کیا۔ اگر وضو میں نیت شرط ہوتی تو وہ اسے ضرور بیان کرتے ۔ نیز امر کا مقتضیٰ مامور بہ کام کا حصول ہے اور آیت جن شرائط کو شامل ہے اس کے حصول کا تقاضا کرتی ہے اور ( وضو ) پانی کے ساتھ طہارت ہے اس لیے غسل جنابت کی طرح یہ نیت کا محتاج نہیں ہے۔"[1]

۲۔ ہدایہ میں منقول ہے:

« وَيُسْتَحَبُّ لِلْمُتَوَضِّيءِ أَنْ يَنْوِيَ الطَّهَارَةَ فَالنِّيَّةُ فِي الْوُضُوءِ سُنَّةٌ عِنْدَنَا وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ فَرْضٌ، لِأَنَّهُ عِبَادَةٌ فَلَا تَصِحُّ بِدُوْنِ النِّيَّةِ كَالتَّيَمُّمِ، وَلَنَا أَنَّهُ لَا يَقَعُ قُرْبَةً إِلَّا بِالنِّيَّةِ، وَلَكِنَّهُ يَقَعُ مِفْتَاحًا لِلصَّلَاةِ لِوُقُوْعِهِ طَهَارَةً بِاسْتِعْمَالِ الْمُطَهِّرِ بِخِلَافِ التَّيَمُّمِ لِأَنَّ التُّرَابَ غَيْرُ مُطَهِّرٍ إِلَّا فِي حَالِ إِرَادَةِ الصَّلَاةِ، أَوْ هُوَ يُنْبِئُ عَنْ الْقَصْدِ »[2]

"وضو کرنے والے کے لیے وضو کی نیت کرنا مستحب ہے۔ ہمارے نزدیک وضو کی نیت کرنا سنت اور شافعی کے نزدیک فرض ہے۔ کیونکہ یہ عبادت ہے اور تیمّم کی طرح نیت کے بغیر درست ثابت نہیں ہوتا۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ وضو نیت کے بغیر قربت کا ذریعہ نہیں بنتا لیکن ( بغیر نیت کے وضو ) نماز کے کنجی ہے کہ تیمّم کے برعکس مطہر ( پانی ) کے استعمال سے طہارت واقع ہو جاتی ہے۔ ( تیمّم میں محض مٹی کے بغیر نیت کے استعمال سے طہارت حاصل نہیں ہوتی ) کیونکہ مٹی غیر مطہر ہے سوائے نماز کے ارادہ کی صورت میں یا یہ قصد و ارادہ ہی سے وقوع پذیر ہوتا ہے۔"

---

[1] المغنی لابن قدامة مع الشرح الکبیر: ۱/ ۱۲۱۔
[2] الهداية في شرح بداية المبتدی: ۱/ ۱۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## موقف کی تردید:

ابن قدامہ حنبلی احناف کے ان اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''(وضو کے لیے نیت کرنا صحت وضو کی شرط ہے) ہماری دلیل سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی یہ روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اعمال کا انحصار نیتوں پر ہے۔'' (متفق علیہ)۔ اس حدیث میں اس بات کی نفی کی گئی ہے کہ کوئی بھی شرعی عمل بغیر نیت کے ثابت نہیں ہوتا۔ نیز یہ (وضو) حدث سے پاکی حاصل کرنا ہے جو نیت کے بغیر درست نہیں اور (وضو کی فرضیت کی) آیت ہمارے موقف کی دلیل ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ''جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اپنے چہروں کو دھوو۔'' یعنی (اعضائے وضو) نماز کے ارادے سے دھوؤ۔ جیسا کہ یہ مقولہ ہے کہ جب تو امیر سے ملاقات کرے تو اس کے لیے سواری سے اتر کر پیدل چل اور یہ مقولہ بھی بولا جاتا ہے: جب تو شیر دیکھے تو اس سے بچ۔ (یعنی اس آیت میں اور ان مقولوں میں قصد و ارادے کا از خود معنی موجود ہے، اس لیے آیت سے استدلال کرتے ہوئے وضو سے نیت و ارادے کو حذف کرنا غلط استدلال ہے)۔

(احناف کا دوسرا اعتراض کہ) آیت وضو میں وضو کی تمام شرائط کا بیان ہے سوائے نیت کے تو اس کا جواب یہ ہے کہ آیت وضو میں صرف ارکان وضو کا بیان ہے جب کہ نبی ﷺ نے تیمّم کی آیت کی طرح وضو کی شرط (نیت) بیان کی ہے۔ (سو حدیث سے شرعی ارکان میں اضافہ درست ہے تو اس نبوی اضافے کو تسلیم کر لیا جائے۔) (احناف کا تیسرا اعتراض کہ) امر کا تقاضا محض اس کا بقدر کفایت حصول ہے۔ (یہ قاعدہ باطل ہے کیونکہ) امر کا تقاضا فعل کا واجب ہونا ہے اور (جس عضو کے دھونے کا حکم دیا گیا ہے) وہ واجب ہے اور اس (وضو کی) صحت کے لیے ایک دوسری شرط (نیت کرنا) عائد کی گئی ہے تیمّم کی دلیل کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مانند۔ (سو جیسے تیمم میں اضافی شرط مسلمہ ہے وضو میں بھی شرط تسلیم کی جائے گی)۔ (احناف کا چوتھا اعتراض کہ وضو میں شرط اس لیے لازم نہیں کہ محض اعضائے وضو پر پانی بہانے سے اعضائے وضو پاک ہو جاتے ہیں اور وضو اعضاء کی) طہارت ہے (اس لیے اس میں نیت کرنا ضروری نہیں)۔ (اس کا جواب یہ ہے کہ وضو محض اعضاء کی طہارت کا نام نہیں بلکہ) یہ عبادت ہے اور کوئی بھی عبادت بغیر نیت کے معتبر نہیں ہوتی اور اس لیے بھی کہ یہ (وضو) اللہ تعالیٰ کی قربت کا ذریعہ اور اس کے حکم کی تعمیل و اطاعت ہے اور یہ بغیر نیت کے حاصل نہیں ہو سکتی۔'' ①

## نیت کا محل دل یا زبان:

نیت کا محل دل ہے کیونکہ نیت دل کے ارادے اور عزم کا نام ہے اور نیت کا انعقاد دل کے ارادے ہی سے معلق ہے۔ زبان کے ساتھ نیت نہیں اقرار ہوتا ہے اور شریعت نے کسی بھی عبادت کی انجام دہی سے پہلے نیت کو لازم کیا ہے اس کا زبانی اقرار لازمی قرار نہیں دیا۔ پھر وضو سمیت کسی بھی عبادت کے آغاز میں زبان سے نیت کا اقرار و تکرار ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا محض مسلکی تعصب میں ایک غیر مسنون و غیر شرعی طریقہ اختیار کرنا اور اس پر ضد کرنا کسی بھی مسلمان کو قطعاً زیبا نہیں اور اس ضد کا انجام انتہائی بھیانک ہو سکتا ہے۔

## محمد بن ابراہیم آل الشیخ کا فتویٰ:

سماحۃ الشیخ محمد بن ابراہیم بن آل الشیخ بیان کرتے ہیں:

(( مَحَلُّ النِّيَّةِ الْقَلْبُ دُوْنَ اللِّسَانِ فِي جَمِيْعِ الْعِبَادَاتِ وَالتَّلَفُّظُ بِهَا لَيْسَ بِوَاجِبٍ وَلَا مُسْتَحَبٍّ، لِمَا ثَبَتَ فِي الصَّحِيْحِ عَنْ عَائِشَةَ

① المغنی لابن قدامة مع الشرح الکبیر: ۱/ ۱۲۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: (كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ الصَّلَاةَ بِالتَّكْبِيْرِ وَالْقِرَاءَةِ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ)، وَهُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا أَنَّهُ لَمْ يَفْعَلْهُ فَهُوَ أَيْضًا لَمْ يَأْمُرْ بِهِ وَلَمْ يُعَلِّمْهُ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ وَلَوْكَانَ ذَلِكَ وَاقِعًا لَنُقِلَ وَاشْتَهَرَ كَغَيْرِهِ مِنَ الْأُمُوْرِ الَّتِيْ تَدْعُو الْحَاجَةُ إِلَيْهَا »[1]

''تمام عبادات میں زبان کے بجائے نیت کا محل دل ہے اور نیت کے الفاظ بول کر کہنا نہ واجب ہے اور نہ مستحب۔ کیونکہ صحیح بخاری میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا آغاز تکبیر اور سورہ فاتحہ کی قراءت سے کرتے تھے۔ نیز آپ نے نہ خود نیت کے الفاظ بول کر ادا کیے، نہ کسی کو یہ حکم دیا اور نہ کسی شخص کو یہ (نیت کے کلمات کی) تعلیم دی۔ بالفرض اگر یہ ثابت ہوتا تو دیگر ضروری مسائل کی طرح یہ بات بھی منقول و مشہور ہوتی۔''

## حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا فتویٰ:

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ مسئلہ نیت کی وضاحت میں بیان کرتے ہیں:

« وَالْجَهْرُ بِالنِّيَّةِ لَا يَجِبُ وَلَا يُسْتَحَبُّ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِيْنَ ، بَلِ الْجَاهِرُ بِالنِّيَّةِ مُبْتَدِعٌ مُخَالِفٌ لِلشَّرِيْعَةِ، إِذَا فَعَلَ ذَلِكَ مُعْتَقِدًا أَنَّهُ مِنَ الشَّرْعِ، فَهُوَ جَاهِلٌ ضَالٌّ، يَسْتَحِقُّ التَّعْزِيْرَ، وَ إِلَّا الْعُقُوْبَةُ عَلَى ذَلِكَ إِذَا أَصَرَّ عَلَى ذَلِكَ بَعْدَ تَعْرِيْفِهِ وَالْبَيَانِ لَهُ، لَا سِيَّمَا إِذَا آذَى مَنْ إِلَى جَانِبِهِ بِرَفْعِ صَوْتِهِ، أَوْ كَرَّرَ ذَلِكَ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ، فَإِنَّهُ يَسْتَحِقُّ التَّعْزِيْرَ الْبَلِيْغَ عَلَى ذَلِكَ، وَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِين :

---

[1] فتاویٰ و رسائل محمد بن ابراهیم بن عبد اللطیف آل الشیخ: ۲/ ۱۸۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



إِنَّ صَلَاةَ الْجَاهِرِ بِالنِّيَّةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ الْخَافِتِ بِهَا، سَوَاءٌ كَانَ إِمَامًا أَوْ مَأْمُومًا، أَوْ مُنْفَرِدًا وَأَمَّا التَّلَفُّظُ بِهَا سِرًّا فَلَا يَجِبُ أَيْضًا عِنْدَ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ، وَسَائِرِ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ، وَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِنْ الْأَئِمَّة: إِنَّ التَّلَفُّظَ بِالنِّيَّةِ وَاجِبٌ، لَا فِي طَهَارَةٍ وَلَا فِي صَلَاةٍ، وَلَا صِيَامٍ، وَلَا حَجٍّ، وَلَا يَجِبُ عَلَى الْمُصَلِّي أَنْ يَقُوْلَ بِلِسَانِهِ: أُصَلِّي الصُّبْحَ، وَلَا أُصَلِّي الظُّهْرَ، وَلَا الْعَصْرَ، وَلَا إِمَامًا وَلَا مَأْمُومًا، وَلَا يَقُولُ بِلِسَانِهِ: فَرْضًا وَلَا نَفْلًا، وَلَا غَيْرَ ذَلِكَ، بَلْ يَكْفِي أَنْ تَكُونَ نِيَّتُهُ فِي قَلْبِهِ، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي الْقُلُوبِ، وَكَذَلِكَ نِيَّةُ الْغُسْلِ مِنْ الْجَنَابَةِ وَالْوُضُوْءِ يَكْفِي فِيْهِ نِيَّةُ الْقَلْبِ، وَكَذَلِكَ نِيَّةُ الصِّيَامِ فِي رَمَضَانَ لَا يَجِبُ عَلَى أَحَدٍ أَنْ يَقُول: أَنَا صَائِمٌ غَدًا بِاتِّفَاقِ الْأَئِمَّة بَلْ يَكْفِيْهِ نِيَّةُ قَلْبِهِ "[1]

''باتفاق المسلمین جہری نیت نہ واجب ہے اور نہ مستحب، بلکہ بلند آواز سے نیت کرنے والا بدعتی اور شریعت کا مخالف ہے۔ پھر اگر وہ یہ عقیدہ رکھے کہ جہری نیت شرعی عمل ہے جب کہ وہ جاہل اور گمراہ ہو تو تعزیر کا مستحق ہے ورنہ (اس کے غیر شرعی عمل ہونے کے علم ہونے پر) یہ سزا کا حق دار ہے جب وہ اس سے آگاہی اور وضاحت پر اصرار کرے۔ بالخصوص جب وہ اپنے ساتھ والے شخص کو اونچی آواز سے اور (نیت کے الفاظ) بار بار دہرانے پر تکلیف دے تو ایسا شخص سخت سزا کا حق دار ہے۔ کسی بھی مسلمان کا یہ موقف نہیں ہے کہ با آواز بلند نیت کرنے والا آہستہ آواز سے نیت کرنے والے سے افضل ہے، خواہ امام ہو، مقتدی ہو یا منفرد۔

---

[1] الفتاویٰ الکبریٰ لابن تیمیه: ۲/ ۸۸، ۸۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نیز ائمہ اربعہ اور دیگر تمام ائمہ کے نزدیک آہستہ آواز سے بول کر نیت کرنا بھی واجب نہیں ہے۔ کسی بھی امام کا یہ موقف نہیں ہے کہ بول کر نیت کرنا واجب ہے، نہ وضو میں، نہ نماز میں، نہ روزے اور حج میں اور نہ نمازی پر یہ واجب ہے کہ وہ زبان سے یہ الفاظ ادا کرے کہ میں صبح کی نماز پڑھنے لگا ہوں یا عصر کی یا امام ہوں یا مقتدی۔ نہ وہ زبان سے فرض یا نفل نماز کی نیت کرے اور نہ کسی اور عبادت کی بلکہ اس کا دل سے نیت کرنا ہی کافی ہے کیونکہ اللہ دلوں کے احوال جانتا ہے۔

ایسے ہی غسل جنابت اور وضو کی نیت میں دل کی نیت ہی کافی ہے۔ اسی طرح باتفاق ائمہ رمضان کے روزے کی نیت میں کسی پر واجب نہیں کہ وہ بول کر کے کہے کہ میں کل کے روزہ رکھنے کی نیت کرتا ہوں بلکہ دل کی نیت ہی کافی ہے۔"

## نیت کے الفاظ بول کر ادا کرنا اور احناف کا موقف[1]:

علماء کی اس صراحت کے باوجود کہ نیت دل کے ارادے کا نام ہے اور نیت کے لیے محض دل کا ارادہ ہی کفایت کرتا ہے، اس کے باوجود علمائے احناف اس اعتراف کے باوجود کہ نیت کے الفاظ کے ثبوت کے لیے کوئی صحیح وضعیف روایت وارد نہیں، اسے مسنون و مستحب عمل قرار دیتے ہیں:

۱۔ البحر الرائق میں ہے:

(( وَالتَّلَفُّظُ بِهَا مُسْتَحَبٌّ كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ )) [1]

"بول کر نیت کرنا مستحب ہے، السراج الوہاج میں اسی طرح منقول ہے۔"

۲۔ درر الحکام شرح غرر الاحکام میں درج ہے:

((قَوْلُهُ وَالتَّلَفُّظُ بِهَا مُسْتَحَبٌّ)يَعْنِي طَرِيْقٌ حَسَنٌ أَحَبَّهُ الْمَشَايِخُ

---

[1] البحر الرائق شرح كنز الدقائق: ۱/ ۲۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لَا إِنَّهُ مِنْ السُّنَّةِ؛ لِأَنَّهُ لَمْ يَثْبُتْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ طَرِيْقٍ صَحِيْحٍ وَلَا ضَعِيْفٍ وَلَا عَنْ أَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَلَا عَنْ أَحَدٍ عَنِ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ بَلْ الْمَنْقُوْلُ أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ كَبَّرَ فَهَذِهِ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ عِنْدَ قَصْدِ جَمْعِ الْعَزِيْمَةِ

تَنْبِيهٌ: لَمْ يُصَرِّحْ بِكَيْفِيَّةِ النِّيَّةِ وَفِي الْمُحِيْطِ يَنْبَغِيْ أَنْ يَقُوْلَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُرِيْدُ صَلَاةَ كَذَا فَيَسِّرْهَا لِيْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّيْ وَهُوَ يُفِيْدُ أَنَّ التَّلَفُّظَ بِهَا يَكُوْنُ بِهَذِهِ الْعِبَارَةِ لَا نَحْوِ نَوَيْتُ أَوْ أَنْوِيْ ))[1]

''مؤلف کا یہ قول کہ بول کر نیت کرنا مستحب عمل ہے'' کا معنی یہ ہے کہ یہ اچھا طریقہ ہے جسے مشائخ نے پسند کیا ہے، یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ سنت عمل ہے۔ کیونکہ (بول کر نیت کرنا) رسول اللہ ﷺ سے کسی بھی صحیح یا ضعیف حدیث سے ثابت نہیں اور نہ (یہ طریقہ) کسی صحابی، نہ کسی تابعی اور نہ ائمہ اربعہ ہی سے ثابت ہے۔ بلکہ آپ سے منقول ہے کہ جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے۔ (نیت کے الفاظ منقول نہیں ہیں)۔ سو عزیمت کے اظہار کے وقت یہ ایک اچھی بدعت ہے۔''

تنبیہ: (مؤلف نے) نیت کے الفاظ کی صراحت نہیں کی اور ''المحیط'' میں ہے کہ مناسب ہے کہ وہ یہ کلمات کہے: اے اللہ! میں فلاں نماز پڑھنے کا ارادہ رکھتا ہو سو مجھے اس کی ادائیگی کی توفیق دے اور مجھ سے یہ قبول کر۔ یہ عبارت فائدہ دیتی ہے کہ اس عبارت کے طرز کے الفاظ کہنے چاہییں نہ کہ یہ الفاظ ادا کیے جائیں کہ میں نے (فلاں نفل یا فرض نماز کی) نیت کی یا نیت کرتا ہوں۔''

---

[1] درر الحكام شرح غرر الأحكام: ١/٦٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## فوائد:

۱۔ درج ذیل عبارت سے ایک مسئلہ تو یہ ثابت ہوا کہ نیت کے الفاظ کا سنت و آثار صحابہ و تابعین اور اقوال ائمہ سے کوئی تعلق نہیں اور یہ الفاظ بدعت ہیں۔ اس اعتراف کے بعد بجائے اس کے اس عمل کو چھوڑنے کی ترغیب دی جاتی لیکن مشائخ کی پسند کی آڑ لے کر اسے مستحبات وضو میں شمار کرنا سمجھ سے بالاتر ہے۔

۲۔ ہمارے ہاں احناف میں نیت کے مروجہ الفاظ ''دو یا چار رکعت فرض یا نفل نماز پیچھے اس امام کے، منہ طرف قبلہ شریف'' ائمہ احناف کی تصریحات کے خلاف ہے۔ اس کے باوجود عام احناف کا ان خود ساختہ الفاظ کی ادائیگی پر ضد کرنا پتا نہیں کس دین کی اتباع یا کس فقہ کی تقلید ہے؟

## ۲۔۳۔ کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا:

وضو میں کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے کے وجوب و عدم وجوب کے متعلق علما کے چار مذاہب ہیں، جنھیں بیان کرنے کے بعد راجح موقف کی وضاحت کی جائے گی۔

### مذاہب و آراء:

امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ وضو میں کلی اور ناک میں پانی چڑھانے کے وجوب و عدم وجوب میں علما کے چار مذاہب ہیں:

۱۔ مالک، شافعی، ان دونوں کے پیروکاروں، حسن بصری، زہری، حکم، قتادہ، ربیعہ، یحییٰ بن سعید انصاری، اوزاعی اور لیث بن سعد کا موقف ہے کہ کلی اور ناک میں پانی چڑھانا وضو اور غسل میں سنت ہے۔ ۲۔ کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا وضو اور غسل دونوں میں واجب ہے اور وضو اور غسل ان کے بغیر درست ثابت نہیں ہوتے۔ احمد بن حنبل، ابن ابی لیلیٰ، حماد اور اسحاق بن راہویہ اس مذہب کے قائل ہیں۔ ۳۔ کلی کرنا اور ناک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں پانی چڑھانا غسل میں واجب اور وضو میں سنت ہے۔ ابوحنیفہ، احناف اور سفیان ثوری کا یہ موقف ہے۔۴۔ ناک میں پانی چڑھانا غسل اور وضو میں واجب اور کلی کرنا ان میں سنت ہے۔ یہ ابوثور، ابوعبید، داؤد ظاہری اور ابوبکر بن منذر کا مسلک ہے۔ ①

## عدم وجوب کے قائلین کے دلائل:

کلی اور ناک میں پانی چڑھانے کے عدم وجوب کے قائلین نے درج ذیل دلائل سے استدلال کیا ہے۔

۱۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

«عَشْرٌ مِنَ السُّنَّةِ خَمْسٌ فِي الرَّأْسِ وَخَمْسٌ فِي الْجَسَدِ فَأَمَّا الَّتِي فِي الرَّأْسِ فَالسِّوَاكُ وَالْفَرْقُ وَالاسْتِنْشَاقُ وَالْمَضْمَضَةُ وَالْأَخْذُ مِنَ الشَّارِبِ وَلَمْ يَذْكُرِ الَّتِي فِي الْجَسَدِ» ②

''دس چیزیں سنت ہیں: پانچ چیزیں سر میں اور پانچ جسم میں ہیں۔ وہ چیزیں جو سر میں ہیں وہ مسواک کرنا، مانگ نکالنا، ناک میں پانی چڑھانا، کلی کرنا اور مونچھیں پست کرنا اور جسم میں مسنون چیزیں انھوں نے بیان نہیں کیں۔''

۲۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْمَضْمَضَةُ وَالِاسْتِنْشَاقُ سُنَّةٌ» ③

''کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا سنت ہے۔''

۳۔ سیدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیہاتی شخص سے کہا:

---

① شرح النووی: ۱۰۷/۳۔

② ضعیف: الکامل فی ضعفاء الرجال: ۴۲۷/۳۔ خالد بن یزید بن بن ابی مالک ضعیف راوی ہے۔

③ ضعیف: سنن الدارقطنی: ۱۰۱،۸۵/۱۔ الخلافیات للبیهقی: ۱۷۷/۱۔ الفردوس بماثور الخطاب: ۶۶۸۸۔ تاریخ بغداد: ۳۸۱/۴۔ امام الدارقطنی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: اس میں اسماعیل بن مسلم اور قاسم بن غصن ضعیف راوی ہیں۔ نیز سوید بن سعید مختلط راوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



«إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَتَوَضَّأْ كَمَا أَمَرَكَ اللّٰهُ» ①

''جب تو نماز کے لیے اٹھے تو اس طرح وضو کر جیسے اللہ نے تجھے حکم دیا ہے۔''

اس روایت سے بھی دلیل لی جاتی ہے کہ کلی اور ناک میں پانی چڑھانا واجب نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے کا حکم نہیں دیا۔ اس روایت سے استدلال درست نہیں کیونکہ اولاً یہ روایت سند کے لحاظ سے کمزور ہے اور دلیل کے لیے کسی صحیح حدیث کا ہونا ضروری ہے سو یہ استدلال ہی باطل ہے۔ دوم اگر اس روایت کو صحیح بھی مان لیا جائے تو یہ کلی اور ناک میں پانی چڑھانے والوں کے موقف کی دلیل نہیں بنتی ہے۔ اس سے غلط استدلال کی تردید کرتے ہوئے امام شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«تَوَضَّأْ كَمَا أَمَرَكَ اللّٰهُ : وَلَيْسَ فِي الْقُرْآنِ ذِكْرُ الْمَضْمَضَةِ وَالْاِسْتِنْشَاقِ وَالْاِسْتِنْثَارِ، وَرُدَّ بِأَنَّ الْأَمْرَ بِغَسْلِ الْوَجْهِ أَمْرٌ بِهَا كَمَا سَبَقَ، وَبِأَنَّ وُجُوبَهَا ثَبَتَ بِأَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْأَمْرُ مِنْهُ أَمْرٌ بِدَلِيْلِ: ﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ﴾ [ الحشر : ٧ ] ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ﴾ [ آل عمران : ٣١ ]

''کچھ لوگ اس روایت سے دلیل لیتے ہیں کہ اس صحابی کو اللہ کا بیان کردہ طریقہ وضو اختیار کرنے کا حکم ہے اور ) قرآن ( میں بیان کردہ وضو میں ) کلی کرنے، ناک میں پانی چڑھانے اور ناک جھاڑنے کا بیان نہیں ہے۔ یہ اعتراض مردود ہے کیونکہ ( قرآن میں ) منہ دھونے کے حکم میں ان چیزوں ( کلی کرنے، ناک میں پانی چڑھانے اور ناک جھاڑنے ) کا حکم بھی ہے جیسا کہ پیچھے بیان ہوا ہے۔

---

① ضعیف: مسند أبی داوٗد الطیالسی:١٤٦٩۔ سنن أبی داوٗد:٨٦١۔ جامع ترمذی: ٣٠٢۔ سنن نسائی: ٦٦٨۔ صحیح ابن خزیمة: ٥٤٥۔ طبرانی کبیر: ٤٥٢٧۔ شرح السنة: ٥٥٣۔ شرح مشکل الآثار:٦٠٧٤۔ سنن بیهقی: ٣٩٧٥۔ یحییٰ بن علی بن یحییٰ بن خلاد بن رافع مجہول راوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نیز ان چیزوں کا وجوب رسول اللہ ﷺ کے حکم سے بھی ثابت ہے اور آئندہ دلائل کی رو سے آپ کا حکم دراصل اللہ ہی کا حکم ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: ''اور اللہ کا رسول جو تمھیں دیں وہ لے لو۔'' (الحشر: ۷)۔ دوسرے مقام پر فرمایا: ''کہیے: اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔'' (آل عمران: ۳۱)۔ (یہ آیات دلیل ہیں کہ اللہ کے رسول کے حکم کی اتباع لازم و واجب ہے)۔[1]

## راجح موقف:

وضو اور غسل میں کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے کے وجوب کے قائل علماء کا موقف دلائل کی رو سے راجح اور قرین صواب ہے۔ ان کے موقف کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ ﴾

[ المائدہ : ٦ ]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ دھولو۔''

## فوائد:

۱۔ امام شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« وَالْمَضْمَضَةُ وَالِاسْتِنْشَاقُ : أَقُوْلُ : اَلْقَوْلُ بِالْوُجُوْبِ هُوَ الْحَقُّ لِأَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ قَدْ أَمَرَ فِي كِتَابِهِ الْعَزِيْزِ بِغَسْلِ الْوَجْهِ وَ مَحَلُّ الْمَضْمَضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقِ مِنْ جُمْلَةِ الْوَجْهِ، وَقَدْ ثَبَتَ مُدَاوَمَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ذَلِكَ فِي كُلِّ وُضُوْءٍ وَرَوَاهُ جَمِيْعُ مَنْ رَوَى وُضُوْئَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيَّنَ صِفَتَهُ فَأَفَادَ ذَلِكَ أَنَّ غَسْلَ الْوَجْهِ الْمَامُوْرُ بِهِ فِي الْقُرْآنِ هُوَ مَعَ الْمَضْمَضَةِ

[1] نیل الأوطار: ۱/ ۱۵۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وَالْاِسْتِنْشَاقِ، وَأَيْضًا قَدْ وَرَدَ الْأَمْرُ بِالْاِسْتِنْشَاقِ وَالْاِسْتِنْثَارِ فِي أَحَادِيْثَ صَحِيْحَةٍ » ①

''کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا: ''میں کہتا ہوں کہ (ان کے) وجوب کا موقف برحق ہے کیونکہ اللہ سبحانہ نے اپنی کتاب میں منہ دھونے کا حکم دیا ہے اور کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا منہ کے دھونے کے جملہ احکام میں شامل ہے۔ نیز نبی ﷺ سے ہر وضو میں اس پر مداومت ثابت ہے۔'' پھر وہ تمام راوی جنھوں نے آپ کا وضو نقل کیا ہے انھوں نے آپ کا طریقہ وضو بیان کیا ہے (جس میں کلی اور ناک میں پانی چڑھانے کا بیان ہے)۔ یہ وضاحت اس بات کا فائدہ دیتی ہے کہ قرآن کریم میں جو منہ دھونے کا حکم دیا گیا ہے اس حکم میں کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا بھی شامل ہے۔

۲۔ الدکتور عبدالعظیم بدوی لکھتے ہیں:

«أَمَّا كَوْنُ الْمَضْمَضَةِ وَالْاِسْتِنْشَاقِ مِنَ الْوَجْهِ فَتَجِبَانِ فَلِأَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ قَدْأَمَرَ فِي كِتَابِهِ الْعَزِيْزِ بِغَسْلِ الْوَجْهِ » ②

''کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا چہرے میں شامل ہیں سو یہ واجب ہیں کیونکہ اللہ سبحانہ نے اپنی مقدس کتاب میں چہرہ دھونے کا حکم دیا ہے۔''

۲۔ سیدنا لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« إِذَا تَوَضَّأْتَ فَمَضْمِضْ » ④

''جب تو وضو کرے تو کلی کر۔''

---

① السیل الجرار: ۸۱/۱۔ نواب صدیق الحسن خان نے بھی یہی موقف اختیار کیا ہے۔ [ التعلیقات الرضیة علی الروضة الندیة: ۱۵۰/۱ ]

② الوجیز فی فقه السنة و الکتاب العزیز ص: ۳۸۔

③ صحیح: سنن أبی داؤد: ۱٤٤۔ صحیح أبی داؤد: ۱۳۲۔ علامہ البانی کہتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے اور حافظ ابن حجر نے اسے صحیح کہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فائدہ:

حسین بن عودہ العوایشہ اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

«وَ (مَضْمِضْ) فِعْلُ أَمْرٍ، وَالْأَمْرُ يُفِيْدُ الْوُجُوْبَ» ①

''لفظ ''مَضْمِضْ'' فعل امر ہے اور امر وجوب کا فائدہ دیتا ہے۔''

۳۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَضْمَضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقِ» ②

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے کا حکم دیا۔''

۴۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا اسْتَجْمَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَجْمِرْ وِتْرًا، وَإِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ مَاءً ثُمَّ لِيَنْتَثِرْ» ③

''جب تم میں کوئی شخص استنجا کرے تو طاق ڈھیلے استعمال کرے اور جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو اپنی ناک میں کچھ پانی ڈالے پھر ناک جھاڑے۔''

۵۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَنْشِقْ بِمَنْخِرَيْهِ مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ لِيَنْتَثِرْ» ④

''جب تم میں سے کوئی شخص وضو کرے تو اپنے نتھنوں میں پانی ڈالے پھر ناک جھاڑے۔''

---

① الموسوعة الفقهية الميسرة: ۱/۹۵۔

② صحيح: سنن الدارقطني: ۵۱٤۔ سنن بيهقي: ۲۳۸۔

③ صحيح مسلم: ۲۳۷۔

④ صحيح مسلم: ۲۳۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## فوائد:

۱۔ امام شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

(( أَنَّ الْمَذْهَبَ الْحَقَّ وُجُوْبُ الْمَضْمَضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقِ وَالِاسْتِنْثَارِ )) ①

''بلا شبہ راجح موقف کلی کرنا، ناک میں پانی چڑھانا اور ناک جھاڑنے کا واجب ہونا ہے۔''

۲۔ علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((إِنَّ الْمَضْمَضَةَ وَالْاِسْتِنْشَاقَ فِي الْوُضُوْءِ لَا يَشُكُّ شَاكٌّ فِي وُجُوْبِهِمَا لِأَنَّ أَدِلَّةَ الْوُجُوْبِ قَدْ تَكَاثَرَتْ، قَالَ: إِذَا تَوَضَّأْتَ فَمَضْمِضْ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ عَبْسَةَ : يَانَبِيَّ اللّٰهِ! حَدِّثْنِي عَنِ الْوُضُوْءِ فَأَعْلَمَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَذَكَرَ فِي تَعْلِيْمِهِ لَهُ الْمَضْمَضَةَ وَالْاِسْتِنْشَاقَ فَمَنْ تَرَكَهُمَا لَا يَكُوْنُ مُتَوَضِّئًا وَلَمْ يَحْكِ أَحَدٌ مِنَ الصَّحَابَةِ أَنَّهُ تَرَكَهُمَا قَطُّ وَلَوْ بِمَرَّةٍ بَلْ ثَبَتَ بِالْأَحَادِيْثِ الصَّحِيْحَةِ الْمَشْهُوْرَةِ الَّتِي تَبْلُغُ دَرَجَةَ التَّوَاتُرِ مُوَاظَبَتُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمَا فَأَمْرُهُ مَعَ الْمُوَاظَبَةِ عَلَيْهِمَا يَدُلُّ بِدَلَالَةٍ وَاضِحَةٍ عَلَى وُجُوْبِهِمَا )) ②

''کوئی شک کرنے والے وضو میں کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے کے وجوب میں شک نہ کرے کیونکہ ان کے وجوب کے دلائل بہت زیادہ ہیں۔ (ان میں سے کچھ دلائل درج ذیل ہیں) ۱۔ آپ نے فرمایا: ''جب وضو کرے تو کلی کر۔'' ۲۔ سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! مجھے وضو کے بارے میں بتایئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے وضو سکھایا اور وضو کی تعلیم میں کلی کرنے

---

① نيل الأوطار: ۱/ ۱۵۶۔

② عون المعبود: ۱/ ۲۵۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور ناک میں پانی چڑھانے کی تعلیم دی۔'' چنانچہ جو شخص وضو میں ان دونوں (کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے) کو چھوڑ دے تو وہ باوضو نہیں ہوسکتا۔ نیز کسی ایک صحابی سے بھی منقول نہیں کہ آپ نے انھیں کبھی بھی چھوڑا ہو۔ بلکہ صحیح اور مشہور احادیث سے جو تواتر کو پہنچتی ہیں سے آپ کا ان دونوں (فرائض) کی مواظبت کرنا ثابت ہے۔ پھر آپ کا ان پر ہمیشگی اختیار کرنے کے ساتھ ان کا حکم دینا ان کے وجوب کی واضح دلیل ہے۔''

## ۴۔ ناک جھاڑنا:

وضو میں کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے کی طرح ناک جھاڑنا بھی وضو کے واجبات میں شامل ہے، کیونکہ وضو میں ناک جھاڑنے کا حکم ہے اور حکم وجوب پر دلالت کرتا ہے۔ دلائل حسب ذیل ہیں:

۱۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ، ثُمَّ لِيَنْثُرْ )) ①

''جب تم میں سے کوئی شخص وضو کرے تو وہ اپنی ناک میں پانی داخل کرے پھر ناک جھاڑے۔''

۲۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ )) ②

''جو شخص وضو کرے وہ ناک جھاڑے اور جو استنجا کرے وہ طاق ڈھیلے استعمال کرے۔''

۳۔ سیدنا سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کہا:

---

① صحیح بخاری: ۱۶۲۔ صحیح مسلم: ۲۳۷۔

② صحیح مسلم: ۲۳۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(( إِذَا تَوَضَّأْتَ فَانْثُرْ، وَإِذَا اسْتَجْمَرْتَ فَأَوْتِرْ )) ①

''جب تو وضو کرے تو ناک صاف کر اور جب (استنجا کے لیے) ڈھیلے استعمال کرے تو طاق استعمال کرے۔''

فوائد:

۱۔ یہ احادیث دلیل ہیں کہ وضو میں ناک جھاڑنا واجب ہے اور صحت وضو کے لیے ناک جھاڑنا لازم ہے اس کے بغیر وضو درست قرار نہیں پاتا۔

۲۔ امام شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

(( أَنَّ الْمَذْهَبَ الْحَقَّ وُجُوْبُ الْمَضْمَضَةِ وَالْاِسْتِنْشَاقِ وَالِاسْتِنْثَارِ )) ②

''بلا شبہ راجح موقف (وضو میں) کلی کرنے، ناک میں پانے چڑھانے اور ناک جھاڑنے کا واجب ہونا ہے۔''

## ۵۔ ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا:

غیر روزہ دار کے لیے ناک میں پانی چڑھاتے وقت مبالغہ کرنا واجب ہے، کیونکہ استنشاق میں مبالغہ کا حکم دیا گیا ہے۔ البتہ روزہ دار دوران وضو ناک میں پانی چڑھائے گا لیکن مبالغہ سے احتراز کرے گا۔ روزہ دار کو مبالغہ سے منع کیا گیا ہے۔

۱۔ سیدنا لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے وضو کے بارے میں بتایئے۔ اس پر آپ نے فرمایا:

((أَسْبِغِ الْوُضُوْءَ، وَخَلِّلْ بَيْنَ الْأَصَابِعِ، وَبَالِغْ فِي الْاِسْتِنْشَاقِ، إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ صَائِمًا )) ③

---

① صحيح: جامع ترمذی: ۲۷۔ سنن ابن ماجه: ٤٠٦۔ مسند ابی داوٗد طیالسی: ۱۳۷۰۔ مسند احمد: ۱۸۹۹۱۔ الآحاد و المثانی لابن أبی عاصم: ۱۳۰۳۔

② نیل الأوطار: ۱/۱۵٦۔

③ حسن: سنن أبی داوٗد: ۱٤۱۔ جامع ترمذی: ۷۸۸۔ سنن نسائی: سنن ابن ماجه: ٤٠۷۔ ابن خزیمة: ۱۵۰۔ المنتقیٰ لابن الجارود: ۸۰۔ یحییٰ بن سلیم طائفی صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''اچھی طرح پورا وضو کر، انگلیوں کے درمیان خلال کر اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کر سوائے اس کے کہ تو روزہ دار ہو۔''

۲۔ سیدنا لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے (وضو کا طریقہ بیان کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا:

«أَسْبِغِ الْوُضُوءَ، وَخَلِّلِ الْأَصَابِعَ، وَإِذَا اسْتَنْشَقْتَ فَأَبْلِغْ، إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا» ①

''خوب اچھی طرح مکمل وضو کر، انگلیوں کا خلال کر اور جب ناک میں پانی ڈالے تو مبالغہ کر سوائے اس کے کہ تو روزے سے ہو۔''

فوائد:

محمد بن علی بن آدم بن موسیٰ بیان کرتے ہیں:

«فَدَلَّتْ هَذِهِ الرِّوَايَاتُ عَلَى وُجُوبِ الْمَضْمَضَةِ، وَالْاِسْتِنْشَاقِ، وَوُجُوبِ الْمُبَالَغَةِ لِغَيْرِ الصَّائِمِ، وَأَمَّا هُوَ فَلَا يُبَالِغُ لِمَا تَقَدَّمَ» ②

''یہ روایات کلی کرنے، ناک میں پانی چڑھانے اور روزہ دار کے علاوہ کے لیے ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنے کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں۔ البتہ روزہ دار گزشتہ دلیل کی رو سے مبالغہ نہیں کرے گا۔''

## ۶۔ منہ دھونا:

وضو میں ایک مرتبہ چہرہ دھونا فرض ہے اور چہرے سے مراد منہ کا وہ حصہ ہے جس پر لفظ وجہ کا لغوی و اصطلاحی اطلاق ہوتا ہے۔ سید سابق چہرے کی تعریف میں لکھتے ہیں:

---

① صحيح: مسند أحمد: ١٦٣٨٤۔ تاريخ المدينة لابن شبة: ٢/ ٥١٥۔ مصنف عبد الرزاق: ٨٠۔ سنن بيهقي: ٢٣٦۔ صحيح الادب المفرد: ١٢٣۔

② ذخيرة العقبى فى شرح المجتبىٰ: ٢/ ٤٢١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



« وَحَدُّ الْوَجْهِ مِنْ أَعْلَى تَسْطِيحِ الْجَبْهَةِ إِلَى أَسْفَلِ اللِّحْيَيْنِ طُولًا، وَمِنْ شَحْمَةِ الْأُذُنِ إِلَى شَحْمَةِ الْأُذُنِ عَرْضًا » ①

''چہرے کی حد لمبائی میں پیشانی کی بلند ترین سطح سے لے کر جبڑوں کے نیچے تک اور چوڑائی میں کان کی ایک لو سے لے کر کان کی دوسری لو تک ہے۔''

چہرہ دھونا وضو کا ایک فرض اور رکن ہے جسے دھوئے بغیر وضو درست قرار نہیں پاتا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ ﴾

[ المائدة: ٦ ]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے چہرے دھولو۔''

## فوائد:

۱۔ نواب صدیق الحسن خان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''وضو میں چہرہ دھونے کے وجوب پر کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں، اس کے وجوب پر کتاب وسنت سے دلائل ثابت ہیں۔'' ②

۲۔ ابن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''چہرے کا دھونا نص قرآن اور اجماع کی رو سے واجب ہے۔'' ③

## بے ریش اور باریش چہرے کے دھونے کا حکم:

اگر چہرے پر ڈاڑھی نہیں آئی یا ڈاڑھی کے بال ہلکے اور تھوڑے ہیں تو وضو کرتے وقت چہرے کی جلد تر کرنا لازم ہے، لیکن اگر چہرے پر ڈاڑھی گھنی اور بھاری ہے کہ جلد کو تر کرنا

① فقه السنة: ١/ ٤٠۔
② التعليقات الرضية على الروضة الندية: ١/ ١٥٣۔
③ المغنى مع الشرح الكبير: ١/ ١٢٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مشکل ہے تو ایسی صورت میں چہرے کی بال سے صاف جلد کو تر کرنا اور حتی الامکان ڈاڑھی تر کرنا لازم ہے۔ ایسی صورت میں ڈاڑھی سے نیچے جلد کو تر کرنا ضروری نہیں۔

❁ عطا بن یسار بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وضو کیا اور منہ دھویا، انھوں نے ایک چلو پانی لیا اور اس سے کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا (اور ناک صاف کی)۔ پھر انھوں نے ایک چلو پانی لیا اور اس کے ساتھ اپنا دوسرا ہاتھ ملایا (اور لپ میں پانی لے کر) اس سے اپنا منہ دھویا۔ پھر ایک چلو پانی لیا اور اس سے اپنا دایاں ہاتھ دھویا، پھر پھر ایک چلو پانی لیا اور اس سے اپنا بایاں ہاتھ دھویا۔ پھر اپنے سر کا مسح کیا، اس کے بعد ایک چلو پانی لیا اور اسے اپنے دائیں پاؤں پر ڈالا اور اسے دھویا، پھر ایک اور چلو لیا اور اس سے اپنا بایاں پاؤں دھویا۔ پھر انھوں نے بیان کیا:

(( هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ )) ①

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح وضو کرتے دیکھا۔"

فوائد:

۱۔ صاحب منتقی الاخبار نے اس حدیث پر یہ عنوان قائم کیا ہے:

((بَابٌ فِي أَنَّ إِيْصَالَ الْمَاءِ إِلَى بَاطِنِ اللِّحْيَةِ الْكَثَّةِ لَا يَجِبُ )) ②

"اس مسئلہ کا بیان کہ گھنی ڈاڑھی کے اندرونی حصے تک پانی پہنچانا واجب نہیں۔"

۲۔ امام شوکانی رحمہ اللہ اس عبارت کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

((وَالْحَدِيْثُ سَاقَهُ الْمُصَنِّفُ لِلِاسْتِدْلَالِ بِهِ عَلَى عَدَمِ وُجُوْبِ إِيْصَالِ الْمَاءِ إِلَى بَاطِنِ اللِّحْيَةِ، فَقَالَ: وَقَدْ عُلِمَ أَنَّه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ كَثَّ اللِّحْيَةِ، وَأَنَّ الْغُرْفَةَ الْوَاحِدَةَ وَإِنْ عَظُمَتْ لَا

① صحيح بخاری : ۱۴۰۔ سنن أبی داوٗد: ۱۳۷۔
② نيل الأوطار: ۱/ ۱۶۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تَكْفِي غَسْلَ بَاطِنِ اللِّحْيَةِ الْكَثَّةِ مَعَ غَسْلِ جَمِيعِ الْوَجْهِ، فَعُلِمَ أَنَّهُ لَا يَجِبُ )) ①

''مصنف نے درج بالا حدیث کو بطور دلیل بیان کیا ہے کہ ڈاڑھی کے اندورنی حصے تک پانی لے جانا واجب نہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ معلوم ہے کہ آپ کی ڈاڑھی گھنی تھی اور ایک چلو پانی خواہ وہ مقدار میں زیادہ ہی ہو، چہرے سمیت گھنی ڈاڑھی کو دھونے کے لیے ناکافی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بھاری ڈاڑھی کو دھونا واجب نہیں۔''

۳۔ ابو مالک کمال بن سید سالم اس مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

(( إِذَا كَانَتِ الشُّعُوْرُ النَّابِتَةُ عَلَى الْوَجْهِ (اَللِّحْيَةُ وَالشَّارِبُ وَالْعَنْفَقَةُ ) وَالْحَاجِبَانِ وَأَهْدَابُ الْعَيْنَيْنِ ) كَثِيْفَةٌ لَا تَصِفُ الْبَشَرَةَ أَجْزَأَهُ غَسْلُ ظَاهِرِهَا، وَإِنْ كَانَتْ تَصِفُ الْبَشَرَةَ وَجَبَ غَسْلُهَا مَعَهُ، وَإِنْ كَانَ بَعْضُهَا خَفِيْفًا وَالْبَعْضُ الْآخَرُ كَثِيْفًا وَجَبَ غَسْلُ بَشَرَةِ الْخَفِيْفِ مَعَهُ وَظَاهِرِ الْكَثِيْفِ )) ②

''جب چہرے پر اگنے والے بال یعنی ڈاڑھی، مونچھیں اور ڈاڑھی بچہ، ابرو اور پلکیں گھنی ہوں، جن سے چہرے کی جلد واضح نہ ہو تو بایں صورت چہرے کے ظاہری حصے کو دھونا کفایت کر جاتا ہے۔ اگر (چہرے پر اگے ہوئے بالوں سے) جلد ظاہر ہو تو چہرے کے ظاہری حصے سمیت ان بالوں کو دھونا بھی واجب ہے اور اگر چہرے کے بعض بال ہلکے اور بعض گھنے ہوں تو جلد سمیت ہلکے بالوں کو دھونے اور گھنے بالوں کے ظاہری حصے کو دھونا واجب ہے۔''

---

① نيل الأوطار: ١٦٣/١۔

② صحيح فقه السنة: ١١٤/١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## ۷۔ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا:

وضو میں کلائیوں کو دھونا فرض اور اہم رکن ہے۔اس مسئلہ پر تمام علما کا اجماع ہے۔[1]
ان کی فرضیت پر اللہ تعالیٰ نے نص بیان کی ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَ أَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ﴾ [ المائدة : ٦ ]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ اور اپنے ہاتھ کہنیوں سمیت دھولو۔''

وضو میں دونوں بازوؤں کے دھونے پر تو تمام علماء کا اتفاق ہے۔البتہ علماء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ وضو میں کہنیاں دھونا واجب ہے یا واجب نہیں۔اس مسئلہ میں علماء کے اختلاف کے بعد راجح موقف کی نشاندہی کی جائے گی۔

### وجوب کے قائلین:

جمہور علما اس موقف کے قائل ہیں کہ کہنیوں سمیت بازو دھونا واجب ہے۔ دلائل حسب ذیل ہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَ أَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ﴾ [ المائدة : ٦ ]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ اپنے ہاتھ کہنیوں سمیت دھولو۔''

### فائدہ:

❖ ابن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

---

[1] المغنی لابن قدامة مع الشرح الکبیر: ۱/ ۱۳۷۔ صحیح فقه السنة: ۱/ ۱۱۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''اکثر علماء مثلاً: عطا، مالک، شافعی، اسحاق اور اصحاب الرائے کا موقف ہے کہ کہنیاں دھونے کے حکم میں داخل ہیں۔'' ①

جمہور علماء نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ یہاں حرف ''إِلَى'' مع کے معنی میں ہے، جس کے تحت کہنیوں کا حکم دھونے میں شامل ہے، یہ دھونے سے خارج نہیں ہیں۔ حدیث رسول اور لغت عرب اس مفہوم کی مؤید ہے۔ تفصیل ملاحظہ کیجیے:

ا۔ نعیم بن عبداللہ مجمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

'' رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ فَأَسْبَغَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى حَتَّى أَشْرَعَ فِي الْعَضُدِ، ثُمَّ يَدَهُ الْيُسْرَى حَتَّى أَشْرَعَ فِي الْعَضُدِ، ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى حَتَّى أَشْرَعَ فِي السَّاقِ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى حَتَّى أَشْرَعَ فِي السَّاقِ، ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ'' ②

''میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا، انھوں نے چہرہ دھویا اور مکمل وضو کیا، پھر اپنا دایاں ہاتھ دھویا حتی کہ (کہنی سے اوپر) بازو تک لے گئے، پھر بایاں دھویا حتی کہ (کہنی سے اوپر) بازو تک لے گئے، پھر اپنے سر کا مسح کیا، پھر دایاں پاؤں دھویا یہاں تک کہ پنڈلی تک لے گئے، پھر اپنا بایاں پاؤں دھویا یہاں تک کہ پنڈلی تک لے گئے۔ پھر کہا: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح وضو کرتے دیکھا ہے۔''

## فائدہ:

❖ امام شوکانی بیان کرتے ہیں کہ صاحب منتقی الاخبار بیان کرتے ہیں:

① المغنی لابن قدامة مع الشرح الکبیر: ۱/ ۱۳۷۔
② صحیح مسلم: ۲٤٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''اس حدیث سے کہنیاں دھونے کا وجوب کشید کیا جاتا ہے، کیونکہ نص کتاب میں اس کا احتمال ہے اور آپ ﷺ کا فعل مجمل کتاب کا بیان ہے۔'' ①

۲۔ آیت میں لفظ ''إِلَى'' مع کے معنی میں ہے۔ کیونکہ یہ نحوی قاعدہ ہے کہ اگر الی کا مابعد اس کے ماقبل کی جنس سے ہو تو بعد والا ماقبل کے حکم میں داخل ہوتا ہے اور اگر مابعد ما قبل کی جنس سے نہ ہو تو مابعد ماقبل کے حکم میں داخل نہیں ہوتا۔ شیخ عبد القاہر جرجانی بیان کرتے ہیں:

کبھی ''إِلَى'' کا مابعد اس کے ماقبل میں داخل ہوتا ہے بشرطیکہ اس کا مابعد ماقبل کی جنس سے ہو۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ ﴾ [ المائدة : ٦ ]

اس میں ''إِلَى'' کا مابعد کہنیاں ''إِلَى'' کے ماقبل ہاتھوں کی جنس سے ہیں اس لیے کہنیاں بھی دھونے کے حکم میں شامل ہیں۔ ②

۳۔ ابن قدامہ حنبلی بیان کرتے ہیں:

حرف الی مع کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے، اس کی مثالیں درج ذیل ہیں:

﴿وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ ﴾ [ هود : ٥٢ ]

''اور وہ تمھاری قوت کے ساتھ اور قوت زیادہ دے گا۔''

﴿ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ﴾ [ النساء : ٢ ]

''اور ان کے مال اپنے مالوں سے ملا کر نہ کھاؤ۔''

﴿ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ﴾ [ آل عمران : ٥٢ ]

''کون ہیں جو اللہ کی طرف میرے مددگار ہیں۔''

(ان تینوں مثالوں میں إِلَى مع کے معنی میں ہے) اور مبرد بیان کرتے ہیں: جب حد

---

① نيل الأوطار: ١/ ١٦٨۔ ② شرح مائة عامل ص: ٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(إِلَى کا مابعد) محدود (إِلَى کے ماقبل) کی جنس سے ہو تو وہ ماقبل میں داخل ہوتا ہے، جیسے کہا جاتا ہے: «بِعْتُ هَذَا الثَّوْبَ مِنْ هَذَا الطَّرَفِ إِلَى هَذَا الطَّرَفِ» ①

''میں نے یہ کپڑا اس کنارے سے اس کنارے تک خریدا۔''

## ضعیف روایات:

اس مسئلہ کے ثبوت کے لیے پیش کردہ درج روایات ضعیف اور غیر ثابت ہیں۔ لہٰذا صحیح اور ثابت روایات ہی ثبوت کے طور پر پیش کرنی چاہییں۔

۱۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

«كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ أَدَارَ الْمَاءَ عَلَى مِرْفَقَيْهِ» ②

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تو اپنی کہنیوں پر پانی گھماتے۔''

۲۔ حمران مولیٰ عثمان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

«هَلُمُّوْا أَتَوَضَّأُ لَكُمْ وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ حَتَّى مَسَّ أَطْرَافَ الْعَضُدَيْنِ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ أَمَرَّ يَدَيْهِ عَلَى أُذُنَيْهِ وَلِحْيَتِهِ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ» ③

''آؤ میں تمھارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو کروں اور انھوں نے اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھوئے حتی کہ بازوؤں کے کناروں (یعنی مونڈھوں) تک جا پہنچے، پھر سر کا مسح کیا، پھر اپنے ہاتھ کانوں اور ڈاڑھی کے اوپر سے گزارے

---

① المغنی لابن قدامة مع الشرح الکبیر: ۱/۱۳۸۔

② ضعیف جدًا: سنن دارقطنی: ۲۷۲۔ سنن بیهقی: ۱/۵۶۔ اس میں قاسم بن محمد بن عبداللہ بن عقیل متروک اور محمد بن عبداللہ بن عقیل ضعیف راوی ہے۔ تلخیص الحبیر: ۱/۲۲۰۔

③ ضعیف: سنن دارقطنی: ۲۷۴۔ محمد بن اسحاق کی تدلیس ہے۔ امام شوکانی نے اس حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے۔ بیان کرتے ہیں: اس روایت میں ابن اسحاق کا عنعنہ ہے۔ [نیل الأوطار: ۱/۱۶۷]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پھر اپنے پاؤں دھوئے۔"

۳۔ سیدنا عباد عبدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَا مِنْ عَبْدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوْءَ، فَيَغْسِلُ وَجْهَهُ حَتَّى يَسِيْلَ الْمَاءُ عَلَى ذَقَنِهِ، ثُمَّ يَغْسِلُ ذِرَاعَيْهِ حَتَّى يَسِيْلَ الْمَاءُ عَلَى مِرْفَقَيْهِ وَيَغْسِلُ رِجْلَيْهِ حَتَّى يَسِيْلَ الْمَاءُ مِنْ قِبَلِ كَعْبَيْهِ، ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا سَلَفَ مِنْ ذَنْبِهِ » ①

"جو شخص بھی وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے، پھر اپنا چہرہ دھوئے حتی کہ پانی اس کی ٹھوڑی پر بہنا شروع ہو جائے، پھر اپنے بازو دھوئے حتی کہ پانی اس کی کہنیوں پر بہنے لگے، پھر اپنے پاؤں دھوئے یہاں تک کہ پانی اس کے ٹخنوں کی طرف بہنے لگے۔ پھر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز ادا کرے تو اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔"

## عدم وجوب کے قائلین:

ابن قدامہ حنبلی بیان کرتے ہیں:

بعض مالکیہ، ابن داؤد اور زفر سے منقول ہے کہ وضو میں کہنیاں دھونا واجب نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کہنیوں تک ہاتھ دھونے کا حکم دیا ہے، انھیں (کہنیوں کو)

---

① ضعیف: شرح معانی الآثار: ۱۸۲۔ مصنف عبد الرزاق: ۱۵۶۔ قیس بن ربیع ضعیف اور ثعلبہ بن عباد ضعیف مجہول راوی ہے۔ انیس الساری کے مؤلف لکھتے ہیں: اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ ثعلبہ بن عباد مجہول راوی ہے، ابن حزم، ابن قطان اور عجلی نے اسے مجہول کہا ہے۔ ابن مدینی نے اسے ان مجاہیل میں بیان کیا ہے جن سے اسود بن ربیع روایت کرتا ہے، امام ذہبی نے المغنی میں بیان کیا کہ معلوم نہیں یہ کون راوی ہے اور میزان الاعتدال میں بیان کیا کہ اس سے فقط اسود بن ربیع ہی روایت کرتا ہے اور قیس بن ربیع کو ابن معین سمیت کئی محدثین نے ضعیف کہا ہے۔ [ انیس الساری تخریج احادیث فتح الباری: ۲۷۹۳/٤، ۷۹٤ ]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حرف إِلَى سے دھونے کی انتہا قرار دیا ہے۔ حرف الی انتہائے غایت کے لیے ہے، سو یہ اس کے بعد والی چیز ماقبل میں داخل نہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى الَّيْلِ ﴾ [ البقرة: ١٨٧ ]

''پھر رات تک روزہ مکمل کرو۔''

(اس آیت میں إِلَى انتہائے غایت کے لیے ہے کہ روزے کا وقت إِلَى سے پہلے تک ہے، الی کے بعد رات روزے میں شامل نہیں۔ ) ①

اس موقف کے قائلین کا یہ استدلال عربی قاعدے کے درست ادراک سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ نحویوں کے نزدیک إِلَى دو معانی کے لیے آتا ہے، گزشتہ بحث میں اس کی وضاحت کر دی گئی ہے اور یہاں روزے کے بیان میں إِلَى کا مابعد ماقبل کی جنس سے نہیں اسے لیے دونوں کا حکم مختلف ہے اور وضو کے باب میں إِلَى کا مابعد اس کے ماقبل کی جنس سے ہے اس لیے دونوں کا حکم ایک ہے اور کلائیاں اور کہنیاں دھونے کے حکم میں شامل ہیں۔

## راجح موقف:

دلائل کی رو سے جمہور علماء کا موقف راجح ہے۔ امام شوکانی، ابن قدامہ حنبلی، نواب صدیق الحسن خان اور سید سابق نے اس راجح موقف ہی کو اختیار کیا ہے۔ ②

سید سابق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« وَيَدْخُلُ الْمِرْفَقَانِ فِيْمَا يَجِبُ غَسْلُهُ وَهَذَا هُوَ الْمُطَّرَدُ مِنْ هَدْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَرِدْ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

---

① المغنی لابن قدامة مع الشرح الکبیر: ١/ ١٣٧۔

② نیل الاوطار: ١م١٦٨۔ المغنی لابن قدامة مع الشرح الکبیر: ١/ ١٣٧۔ التعلیقات الرضیة علی الروضة الندیة: ١/ ١٥٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



أَنَّهُ تَرَكَ غَسْلَهُمَا ))[1]

''کہنیاں اس حکم میں داخل ہیں جنھیں دھونا واجب ہے۔ یہ نبی ﷺ کے عمل سے بھی ثابت ہے اور آپ سے یہ وارد نہیں کہ آپ نے ان کا دھونا ترک کیا ہو۔''

## ۸۔ سر کا مسح کرنا:

سر کے مسح کی فرضیت پر تمام علماء کا اتفاق ہے، البتہ مسح کی مقدار کے متعلق اختلاف ہے کہ تمام سر کا مسح فرض ہے یا چوتھائی سر کا یا بعض سر کا کہ سر کے ایک یا دو تین بالوں کا مسح کرنے سے اس فرض پر عمل ہو جاتا ہے۔ ذیل میں ان مذاہب کے بیان اور دلائل کے بعد راجح موقف کی نشاندہی کی جائے گی۔

### مذہب اوّل:

سفیان ثوری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سر کے مسح میں بعض سر کا مسح کفایت کر جاتا ہے، خواہ ایک بال ہی کا ہو اور مسح کی یہ مقدار ایک انگلی یا بعض انگلی سے بھی کفایت کر جاتی ہے اور شافعیہ نے مسح کی حد بیان کی ہے کہ سر کے مسح میں دو بالوں کا مسح کفایت کرتا ہے اور یہ ایک انگلی یا بعض انگلی سے بھی کفایت کرتا ہے۔

### مذہب ثانی:

احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ مرد سارے سر کا مسح کرے جب کہ عورت کا سر کے اگلے حصے کا مسح کرنا کافی ہے۔ اوزاعی اور لیث کہتے ہیں کہ فقط سر کے اگلے حصے کا مسح کفایت کرتا ہے اور بعض سر کا مسح بھی کافی ہے اور داؤد ظاہری کہتے ہیں کہ سر میں جتنے حصے پر مسح کا لفظ لاگو ہوتا ہے اتنے حصے کا مسح کفایت کرتا ہے۔

### مذہب ثالث:

ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ سر کے مسح کی فرض مقدار تین انگلیاں ہیں اور ان سے منقول ہے کہ

[1] فقه السنة : ۱/ ٤٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سر کے مسح کی فرض معین مقدار چوتھائی سر ہے۔ اگر مسح کرنے والا دو انگلیوں یا ایک انگلی سے مسح کرے تو اسے یہ مسح کفایت نہیں کرے گا، لیکن اگر وہ تین انگلیوں سے مسح کرے تو کافی ہے۔ ①

فقہ حنفی کی معتبر ترین کتاب ہدایہ میں منقول ہے:

« وَالْمَفْرُوضُ فِي مَسْحِ الرَّأْسِ مِقْدَارُ النَّاصِيَةِ وَهُوَ رُبْعُ الرَّأْسِ ) لِمَا رَوَى الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ وَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى نَاصِيَتِهِ وَخُفَّيْهِ وَالْكِتَابُ مُجْمَلٌ فَالْتَحَقَ بَيَانًا بِهِ، وَهُوَ حُجَّةٌ عَلَى الشَّافِعِيِّ فِي التَّقْدِيرِ بِثَلَاثِ شَعَرَاتٍ، وَعَلَى مَالِكٍ فِي اشْتِرَاطِ الِاسْتِيعَابِ، وَفِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ قَدَّرَهُ بَعْضُ أَصْحَابِنَا بِثَلَاثِ أَصَابِعَ مِنْ أَصَابِعِ الْيَدِ لِأَنَّهَا أَكْثَرُ مَا هُوَ الْأَصْلُ فِي آلَةِ الْمَسْحِ » ②

''سر کے مسح میں فرض مقدار پیشانی کے بالوں کے برابر یا چوتھائی سر ہے، اس کی دلیل سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے کہ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم قوم کی گندگی کے ڈھیر پر آئے، آپ نے پیشاب کیا، وضو کیا اور اپنی پیشانی پر اور موزوں پر مسح کیا۔'' کتاب ( قرآن میں مسح کرنے کا حکم ) مطلق ہے اور آپ کا عمل اس کی وضاحت کو شامل ہے۔ یہ روایت شافعی کے خلاف دلیل ہے تین بالوں کے برابر ( مسح ) کی مقدار مقرر کرنے میں اور امام مالک کے خلاف حجت ہے سارے سر کا مسح کرنے میں۔ بعض روایات میں ہے کہ ہمارے بعض اصحاب نے مسح کی مقدار ہاتھ کی تین انگلیوں مقرر کی ہیں کیونکہ آلہ مسح میں یہ اکثر مقدار ہے۔''

---

① المحلى بالآثار لابن حزم: ٢/ ٤٥۔

② الهداية في شرح بداية المبتدى: ١/ ١٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## احناف کے دلائل:

احناف نے درج ذیل دلائل سے سر کے بعض مسح کی مقدار مراد لی ہے۔

۱۔ قرآن حکیم میں وارد آیت وضو میں لفظ "وَامْسَحُوا بِرُؤُوسِكُمْ" میں انھوں نے لفظ ب کو تبعیض کے معنی میں لیا ہے۔ ①

۲۔ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ وَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى نَاصِيَتِهِ وَخُفَّيْهِ» ②

"نبی ﷺ قوم کی گندگی کے ڈھیر پر آئے، آپ نے پیشاب کیا، وضو کیا اور اپنی پیشانی پر اور موزوں پر مسح کیا۔"

## ملاحظات:

درج بالا استدلالات پر کچھ ملاحظات ہیں:

### ۱۔ لفظ "ب" کی غلط تعبیر:

۱۔ لفظ "ب" تبعیض کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا، سیبویہ نے اپنی کتاب میں پندرہ مقامات پر اس کا انکار کیا ہے۔ ③

۲۔ ابن قدامہ حنبلی کہتے ہیں:

«وَقَوْلُهُمْ: الْبَاءُ لِلتَّبْعِيْضِ غَيْرُ صَحِيْحٍ، وَلَا يَعْرِفُ أَهْلُ الْعَرَبِيَّةِ ذَلِكَ، قَالَ ابْنُ بُرْهَانٍ: مَنْ زَعَمَ أَنَّ الْبَاءَ تُفِيْدُ التَّبْعِيْضَ فَقَدْ جَاءَ

---

① صحيح فقه السنة: ۱/ ۱۱۷۔
② الهداية فى شرح بداية المبتدى: ۱/ ۱۵۔
③ نيل الأوطار: ۱: ۱۷۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



أَهْلَ اللُّغَةِ بِمَا لَا يَعْرِفُوْنَهُ ))[1]

''بعض لوگوں کا کہنا کہ ''ب'' تبعیض کے لیے ہے نادرست ہے، اہل عرب اس معنی سے واقف نہیں۔ ابن برہان کہتے ہیں: جس نے یہ زعم کیا کہ ''ب'' تبعیض کا فائدہ دیتی ہے تو وہ اہل لغت کے پاس وہ معنی لاتا ہے جس سے وہ آشنا نہیں ہیں۔ (لہٰذا اسے تبعیض کے معنی میں لینا درست نہیں)۔

## ۲۔ حدیث رسول کی غلط تعبیر وتشریح:

ہدایہ میں بیان کردہ حدیث جسے بنیاد بنا کر چوتھائی سر کے مسح کی فرضیت بیان کی گئی ہے، حدیث میں غلط بیانی، جھوٹ، مسلکی تنگ نظری اور انتہائی بدنیتی کا شاخسانہ ہے۔ اگر قرآن حکیم کے مجمل کا بیان حدیث رسول سے بوجہ مجبوری قبول ہی ہے تو انصاف سے کام لیتے ہوئے مسح سر کی تعبیر میں صحیح حدیث کو بیان کر کے، بیان رسول کو کھلے دل سے تسلیم کیا جانا چاہیے نہ کہ اپنے مذہب کو کتاب وسنت کے موافق ثابت کرنے کے لیے حدیث میں غلط تعبیر اور الفاظ میں ہیرا پھیری کر کے اخلاقی وشرعی جرم کا ارتکاب کیا جائے۔ اوپر بیان کردہ حدیث میں لفظی ہیر پھیر اور مسلکی بدنیتی ملاحظہ کیجیے۔ دو احادیث کے الفاظ کو توڑ مروڑ کر اپنے مطلب کی ایک حدیث بنائی گئی ہے اور روایات کے اتنے الفاظ لیے گئے ہیں جو اپنے مذہب کو تقویت دیتے ہیں۔ باقی حدیث سے اعراض برتا گیا ہے۔ ان دو احادیث کو ملاحظہ کیجیے جنھیں مہارت سے ایک کر دیا گیا ہے۔

۱۔ پہلی حدیث میں سر کے مسح کا ذکر تک نہیں۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

(( أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَجِئْتُهُ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ))[2]

---

[1] المغني لابن قدامة مع الشرح الكبير: ۱/۱۴۲۔

[2] صحيح بخاری: ۲۲۴۔ صحيح مسلم: ۲۷۳۔ سنن أبي داود: ۲۳۔ جامع ترمذی: ۱۳۔ سنن نسائی: ۱۸۔ سنن ابن ماجه: ۳۰۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"نبی ﷺ گندگی کے ڈھیر پر آئے اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا، پھر پانی منگوایا، میں پانی لے کر آیا تو آپ نے وضو کیا۔ اور مسلم میں اضافی کلمات ہیں کہ آپ نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔"

۲۔ دوسری روایت میں گندگی کے ڈھیر پر کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا بیان نہیں، اس میں وضو کرنے، پیشانی کے بالوں پر، پگڑی پر اور موزوں پر مسح کا بیان ہے، لیکن اس میں ایک بہت بڑی علمی خیانت کا ارتکاب کیا گیا ہے کہ محض اپنے پسند کے الفاظ لے کر باقی حدیث سے صرف نظر کیا گئے اور زیلعی حنفی جیسے معتدل محقق نے بھی ان الفاظ کا ذکر نہیں کیا۔ مقصود اپنے مسلک کی حفاظت اور اسے اسلامی ثابت کرنا ہے۔ حدیث کے الفاظ ملاحظہ کیجیے۔ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ، وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى الْخُفَّيْنِ» ①

"بلاشبہ نبی ﷺ نے وضو کیا اور اپنی پیشانی پر، پگڑی پر اور موزوں پر مسح کیا۔"

**انتباہ:**

۱۔ حدیث میں عمامہ کا بیان ہے، لیکن فقہ حنفی کی امہات کتب میں عمامہ کا لفظ قصداً یا سہواً حذف کیا گیا ہے۔

۲۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"اصحاب احمد بیان کرتے ہیں کہ آپ نے پیشانی کے بالوں پر اکتفا اس لیے کیا کہ آپ نے بقیہ سر کا مسح پگڑی پر کیا ہے، ہم بھی اسی موقف کے قائل ہیں کیونکہ یہ عمل برمحل واقع ہوا جیسا کہ اس طرح کی کئی احادیث منقول ہیں جن میں

① صحیح مسلم: ۲۴۷۔ سنن نسائی: ۱۰۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وضاحت ہے کہ آپ پگڑی پر اور موزوں پر مسح کرتے تھے۔ یہ توضیح بہتر ہے اور تمھارے (احناف وشوافع کے) لیے پگڑی پر مسح کی تکمیل کے بغیر فقط پیشانی یا بعض سر پر مسح کی کوئی دلیل نہیں ہے۔'' ① واللہ اعلم!

## مذہب رابع:

امام مالک، احمد کا ظاہری مذہب، ابوعبید، ابن منذر کا موقف ہے کہ مرد اور عورت کے حق میں سارے سر کا مسح واجب ہے اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اسے راجح قرار دیا ہے۔ ②

ان علماء کے موقف کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ﴾ [ المائدة : ٦ ]

''اور اپنے سروں کا مسح کرو۔''

## فوائد:

۱۔ امام قرطبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ نے تمام سر کے مسح کے وجوب کی طرف اشارہ کیا ہے اور ان سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو سر کے کچھ حصے پر مسح کرتا (اس سے یہ مسح کفایت کر جائے گا) تو انھوں نے کہا: بتایئے اگر وہ وضو میں چہرے کا کچھ حصہ نہ دھوئے تو کیا یہ عمل اسے کفایت کر جائے گا؟ (یعنی جس طرح بعض چہرہ دھونا وضو میں کفایت نہیں کرتا تو بعض سر کا مسح کیونکر کفایت کر سکتا ہے)۔ ③

۲۔ امام قرطبی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

((وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي تَقْدِيرِ مَسْحِهِ عَلَى أَحَدَ عَشَرَ قَوْلًا، ثَلَاثَةٌ لِأَبِي حَنِيفَةَ، وَقَوْلَانِ لِلشَّافِعِيِّ، وَسِتَّةُ أَقْوَالٍ لِعُلَمَائِنَا، وَالصَّحِيحُ

---

① تفسیر ابن کثیر : ۳/ ۵۰۔
② صحیح فقه السنة : ۱/ ۱۱۷۔
③ تفسیر قرطبی: ۶/ ۸۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مِنْهَا وَاحِدٌ وَهُوَ وُجُوْبُ التَّعْمِيْمِ لِمَا ذَكَرْنَاهُ، وَأَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى أَنَّ مَنْ مَسَحَ رَأْسَهُ كُلَّهُ فَقَدْ أَحْسَنَ وَفَعَلَ مَا يَلْزَمُهُ، وَالْبَاءُ مُؤَكِّدَةٌ زَائِدَةٌ لَيْسَتْ لِلتَّبْعِيْضِ، وَالْمَعْنَى وَامْسَحُوا رُؤُوْسَكُم، وَقِيْلَ: دُخُوْلُهَا حَسَنٌ كَدُخُوْلِهَا فِي التَّيَمُّمِ فِي قَوْلِه: فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ، فَلَوْ كَانَ مَعْنَاهَا التَّبْعِيْضُ لَأَفَادَتْهُ فِي ذَلِكَ الْمَوْضِعِ، وَهَذَا قَاطِعٌ، وَقِيلَ: إِنَّمَا دَخَلَتْ لِتُفِيْدَ مَعْنًى بَدِيْعًا وَهُوَ أَنَّ الْغَسْلَ لُغَةً يَقْتَضِي مَغْسُولًا بِهِ، وَالْمَسْحَ لُغَةً لَا يَقْتَضِي مَمْسُوحًا بِهِ، فَلَوْ قَالَ: وَامْسَحُوْا رُؤُوْسَكُمْ لَأَجْزَأَ الْمَسْحُ بِالْيَدِ إِمْرَارًا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ عَلَى الرَّأْسِ، فَدَخَلَتِ الْبَاءُ لِتُفِيْدَ مَمْسُوْحًا بِهِ وَهُوَ الْمَاءُ، فَكَأَنَّهُ قَالَ: وَامْسَحُوْا بِرُؤُوْسِكُمُ الْمَاءَ، وَذَلِكَ فَصِيْحٌ فِي اللُّغَةِ ))[1]

''علماء نے سر کے مسح کی تقدیر میں گیارہ اقوال پر اختلاف کیا ہے، تین قول ابوحنیفہ کے، دو قول شافعی کے اور چھ اقوال ہمارے علماء کے ہیں۔ ان میں ایک قول کہ سارے سر کا مسح واجب ہے، صحیح ہے، جس کی وضاحت ہم کر چکے ہیں۔ علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو شخص سارے سر کا مسح کرے وہ احسن عمل کرتا ہے اور اپنے اوپر لازم فعل انجام دیتا ہے۔ یہاں با زائدہ تاکید کے لیے ہے تبعیض کے لیے نہیں، اس کا مفہوم ہے کہ اپنے سروں کا مسح کرو۔ ایک قول کے مطابق با کا یہاں داخل ہونا اسی طرح عمدہ ہے جیسے آیت تیمّم '' فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ '' میں با داخل ہوئی ہے۔ اگر با تبعیض کے لیے ہوتی تو آیت تیمّم میں بھی یہ معنی دیتی۔ ( جب تیمم میں تبعیض کا معنی درست نہیں ) تو یہ اس کے تبعیض کے معنی میں نہ ہونے کی قطعی دلیل ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ یہاں با ایک نیا معنی بیان

---

[1] تفسیر القرطبی: ٦/ ٨٧، ٨٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کرنے کے لیے داخل ہوئی ہے، وہ یہ کہ لفظ غَسل لغوی طور مغسول بہ (پانی) کا تقاضا کرتا ہے، لیکن لفظ مسح لغوی طور پر اس چیز کا تقاضا نہیں کرتا جس سے مسح کیا جائے۔ بالفرض اللہ تعالیٰ یوں کہتے: " وَامْسَحُوْا رُؤُوْسَكُمْ " تو بغیر کسی چیز کے سر پر ہاتھ پھیرنے سے مسح کفایت کر جاتا، سو با ممسوح بہ یعنی پانی کا معنی بیان کرنے کے لیے داخل ہوئی ہے۔ گویا کہ اس نے یوں ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے سروں کا پانی سے مسح کرو۔ یہ مفہوم لغت میں فصیح ہے۔"

۳۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"علماء کے "ب" کے مفہوم میں دو مختلف قول ہیں: ایک قول ہے کہ یہاں "ب" الصاق کے معنی میں ہے اور یہ مفہوم زیادہ واضح ہے اور دوسرا قول ہے کہ "ب" تبعیض کے معنی میں ہے، یہ قول محل نظر ہے۔ کچھ اصولی کہتے ہیں کہ یہ آیت مجمل ہے اور اس کے بیان کے لیے سنت کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ ①

## آیت کی حدیث سے تعبیر:

قرآن حکیم کی بہترین تعبیر و توضیح حدیث رسول ہے جسے کتاب مقدس میں قرآن کا بیان کہا گیا ہے اور کسی بھی مسئلہ میں نزاع اور جھگڑے کی صورت میں کتاب وسنت کی طرف لوٹنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس مختلف فیہ مسئلہ میں بھی نزاع کا عمدہ حل حدیث کی طرف لوٹنے میں ہے۔ ذیل میں احادیث نبویہ سے سر کے مسح کی تفصیل پیش خدمت ہے۔

۱۔ عمارہ بن ابی حسن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے سیدنا عبد اللہ بن زید بن عاصم انصاری رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ کیا آپ ہمیں بتا سکتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے وضو کیا کرتے تھے؟ سیدنا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں! (میں نبوی وضو کی تفصیل بتاتا ہوں)

---

① تفسیر ابن کثیر: ۴۹/۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



« فَدَعَا بِمَاءٍ، فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ، فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ، بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ حَتَّى ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ، ثُمَّ رَدَّهُمَا إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ » ①

''انھوں نے پانی منگوایا اور اسے دونوں ہاتھوں پر ڈال کر انھیں دو مرتبہ دھویا، پھر کلی کی اور ناک میں تین مرتبہ پانی چڑھایا، پھر تین مرتبہ اپنا منہ دھویا، پھر اپنے ہاتھ کہنیوں سمیت دو دو مرتبہ دھوئے۔ پھر دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کا مسح کیا، وہ انھیں سر کے اگلے حصے سے پیچھے اور پچھلے حصہ سے آگے لائے۔ انھوں سر کے اگلے حصہ سے مسح کا آغاز کیا حتی کے دونوں ہاتھوں کو اپنی گدی تک لے گئے، پھر اس جگہ پر لے آئے جہاں سے (مسح کا) آغاز کیا تھا۔ پھر اپنے پاؤں دھوئے۔''

فوائد:

❖ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر درج باب قائم کیا ہے اور یہ عبارت نقل کی ہے:

« بَابُ مَسْحِ الرَّأْسِ كُلِّهِ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى: (وَامْسَحُوْا بِرُؤُوْسِكُمْ) وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ: الْمَرْأَةُ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ تَمْسَحُ عَلَى رَأْسِهَا وَسُئِلَ مَالِكٌ: أَيُجْزِئُ أَنْ يَمْسَحَ بَعْضَ الرَّأْسِ؟ فَاحْتَجَّ بِحَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ » ②

''سارے سر کا مسح کرنے کا بیان کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اپنے سروں کا

---

① صحیح بخاری: ۱۸۵۔ صحیح مسلم: ۲۳۵۔ سنن أبی داؤد: ۱۱۸۔ جامع ترمذی: ۱۳۲۔ سنن نسائی: ۹۷۔ سنن ابن ماجه: ٤٣٤۔

② صحیح بخاری: کتاب الوضوء، باب مسح الراس کله۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مسح کرو۔ سعید بن مسیّب نے کہا کہ عورت مرد کے مقام پر ہے وہ اپنے سر کا مسح کرے گی اور امام مالک سے سوال کیا گیا کہ کیا بعض سر کا مسح کفایت کرتا ہے؟ تو انھوں نے (مکمل سر کے مسح کے لیے) سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے دلیل لی۔"

۲۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ وضو کی تعلیم دیتے ہوئے مکمل سر اگلے اور پچھلے حصے کا مسح کیا۔ ①

۳۔ سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا» ②

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وضو کا پانی لایا گیا تو آپ نے وضو کیا۔ چنانچہ آپ نے تین مرتبہ اپنی ہتھیلیاں دھوئیں، پھر تین مرتبہ کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا اور تین مرتبہ اپنا چہرہ دھویا۔ پھر تین تین مرتبہ اپنے بازو دھوئے۔ پھر اپنے سر کا اور کانوں کے بیرونی اور اندرونی حصوں کا مسح کیا۔"

## فوائد:

۲۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«فَفِي هَذِهِ الْأَحَادِيْثِ دَلَالَةٌ لِمَنْ ذَهَبَ إِلَى وُجُوْبِ تَكْمِيْلِ مَسْحِ

---

① صحيح : سنن أبي داود: ۱۱۱، ۱۱۲۔

② صحيح : مسند احمد: ۱۳۲/٤۔ سنن أبي داوٗد: ۱۲۱۔ المنتقىٰ لابن الجارود: ۷٤۔ عبدالرحمٰن بن میسرۃ الحضرمی ثقہ راوی ہے۔ (تحرير تقريب التهذيب)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جَمِيْعِ الرَّأْسِ، كَمَا هُوَ مَذْهَبُ الْإِمَامِ مَالِكٍ وَأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، لَا سِيَّمَا عَلَى قَوْلِ مَنْ زَعَمَ أَنَّهَا خَرَجَتْ مَخْرَجَ الْبَيَانِ لِمَا أُجْمِلَ فِي الْقُرْآنِ" ①

''ان احادیث میں ان لوگوں کے موقف کی دلیل ہے جو مکمل سر کے مسح کے وجوب کے قائل ہیں، جیسا کہ مالک اور احمد بن حنبل کا موقف ہے۔ بالخصوص یہ احادیث اس کے موقف کی دلیل ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ احادیث مجمل قرآن کا بیان ثابت ہوئی ہیں۔''

## راجح موقف:

دلائل کی رو سے سارے سر کا مسح کرنے والے علماء کا موقف درست اور قرین صواب ہے۔ کتاب وسنت کے دلائل سے اس کی حقانیت بیان کر دی گئی ہے، مزید وضاحت کے لیے حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا فتویٰ پیش خدمت ہے تاکہ صحیح مسئلہ تک رسائی کے لیے حق کے متلاشیوں کے لیے آسانی ہو جائے۔

**سوال** کچھ علماء سارے سر کا مسح واجب قرار دیتے ہیں، کچھ چوتھائی سر کا مسح واجب کہتے ہیں اور بعض کا موقف ہے کہ سر کے کچھ بالوں کا مسح کافی ہے۔ ان میں سے درست موقف کیا ہے؟ وضاحت کریں۔

**جواب** الحمد للہ! تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سارے سر کا مسح کرنا سنت ہے جیسا کہ یہ عمل نبی ﷺ سے مروی صحیح اور حسن احادیث سے ثابت ہے اور وہ راوی جو آپ کا طریقہ وضو نقل کرتے ہیں ان میں سے کسی نے بھی یہ بیان نہیں کیا کہ آپ نے بعض سر کے مسح پر اکتفا کیا ہو۔ وہ موقف جو بعض فقہاء جیسے قدوری نے مختصر قدوری وغیرہ میں بیان کیا ہے کہ آپ نے وضو کیا اور اپنی پیشانی کے بالوں پر مسح کیا، یہ صحیح

① تفسیر ابن کثیر: ۳/ ۵۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مسلم کی حدیث کا کچھ حصہ ہے کہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ تبوک کے سال وضو کیا اور اپنی پیشانی کے بالوں پر مسح کیا۔ (یہ حدیث کا ایک ٹکڑا بیان کر کے اپنے موقف کی دلیل لی گئی ہے، گزشتہ بحث میں اس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے)۔ اس حدیث کی رو سے کچھ علماء نے بعض سر کے مسح کے جواز کا موقف اختیار کیا ہے، جو ابوحنیفہ، شافعی کا موقف ہے اور مالک اور احمد سے ایک ایک قول منقول ہے۔ دیگر علما کا موقف ہے کہ سارے سر کا مسح واجب ہے، مالک اور احمد کا مشہور موقف یہی ہے اور یہی مسلک راجح اور درست ہے۔ کیونکہ قرآن حکیم میں ایسی دلیل نہیں ہے جو بعض سر کے مسح پر دلالت کرتی ہو۔

پھر سر کے مسح میں اللہ کا فرمان: "وَامْسَحُوا بِرُؤُوْسِكُمْ" وہ اس کے (تیمّم میں مسح کے حکم) "فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ" کی مثل ہے۔ ان دونوں آیات میں لفظ مسح اور حرف ب ہے (جو دلیل ہے کہ دونوں کا حکم ایک ہے، جب تیمّم میں بعض چہرے پر مسح کرنے سے تیمّم مکمل نہیں ہوتا تو بعض سر پر مسح کرنے سے سر کا مسح کیسے درست ہو سکتا ہے)۔ چنانچہ جب آیت تیمّم بعض مسح پر دلالت نہیں کرتی جو کہ وضو کا بدل ہے، (اور تیمّم) مٹی کے ساتھ مسح کرنا ہے جس میں تکرار مشروع نہیں، تو وضو کی آیت بعض مسح پر کیسے دلالت کر سکتی ہے جب کہ وہ اصل وضو ہے اور اس میں پانی کے ساتھ مسح ہے جس میں تکرار مشروع ہے۔ (یعنی اصل کو بعض پر محمول کرنا اور بدل کے لیے کل مسح کی شرط عائد کرنا یہ کہاں کی دانشمندی ہے)، صاحب دانش اس طرح کی بات نہیں کہہ سکتا۔

بعض سر کے مسح کا قائل شخص جو یہ گمان کرتا ہے کہ حرف ب تبعیض کے لیے یا یہ قدر مشترک پر دلالت کرتا ہے تو یہ خطا ہے جو اس نے ائمہ، لغت اور دلالت

محکم دلائل سے مزین متنوع و متفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قرآن کو سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ یہاں ب الصاق کے معنی میں ہے اور یہ کسی خاص فائدے کے لیے داخل ہوتی ہے، چنانچہ جب یہ کسی ایسے فعل پر داخل ہو جو از خود متعدی ہے تو یہ قدر زائد کا فائدہ دیتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: " عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ " (وہ ایک چشمہ ہے جس سے اللہ کے بندے سیر ہو کر پئیں گے، یہاں ب نے سیرابی کا معنی دیا ہے) اور اگر یوں کہا جاتا " يَشْرَبُ مِنْهَا " تو یہ کلمہ سیرابی پر دلالت نہیں کرتا، ب کے استعمال سے لفظ يَشْرَبُ نے يَرْوَى (سیرابی) کا معنی دیا ہے اور ایک قول ہے کہ " يَشْرَبُ بِهَا " اس جملہ نے یہ فائدہ دیا ہے کہ اس سے مراد ایسا پینا ہے جس سے سیرابی حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ فعل دوسرے فعل کے معنی کو ضمن میں لینے کے باب سے ہے حتی کہ وہ دوسرے فعل کا متعدی معنی اختیار کر لیتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے ان فرامین میں ہے: ﴿لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَى نِعَاجِهِ﴾ (بے شک اس نے تیری دنبی کو اپنی دنبیوں کے ساتھ ملا کر یقیناً تجھ پر ظلم کیا ہے)، دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا﴾ (اور ہم نے ان لوگوں کے خلاف اس کی مدد کی جنھوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا تھا) اور تیسرے مقام پر فرمایا: ﴿ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاءَ هُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَنْ يَفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَيْكَ ﴾ (اور ان سے بچ کر رہ کہ وہ تجھے کسی ایسے حکم سے بہکا دیں جو اللہ نے تیری طرف نازل کیا ہے) اور اس طرح کی قرآن مقدس میں کئی مثالیں ہیں۔ بصری نحویوں کے نزدیک یہ نحوی توجیہ اس سے کفایت کرتی ہو جو کوفی نحوی حروف میں اشتراک کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اسی طرح (اضافی معنوی توجیہ) وضو اور تیمّم کے مسح میں ہے (کہ حرف ب کی وجہ سے وضو اور تیمّم میں ایک زائد معنی پانی یا مٹی کے ساتھ تیمّم کا فائدہ حاصل ہوا ہے)۔ اگر اللہ تعالیٰ یوں فرماتے: "فَامْسَحُوْا رُؤُوْسَكُمْ أَوْ وُجُوْهَكُمْ" تو یہ الفاظ اس چیز پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دلالت نہیں کرتے جو مسح میں استعمال ہوگی، کیونکہ تم یہ قول کہو: ''مَسَحْتُ رَأْسَ فُلَانٍ'' (میں نے فلاں کے سر پر ہاتھ پھیرا) خواہ تمھارے ہاتھ پر تری نہ ہو (یہ جملہ درست ہے) لیکن جب یوں کہا جائے: ''فَامْسَحُوْا بِرُؤُوْسِكُمْ وَ بِوُجُوْهِكُمْ'' تو یہ جملہ مسح میں الصاق (مسح میں کوئی اضافی چیز ہاتھوں سے لگی ہو) کو شامل ہے تو اس نے فائدہ دیا ہے کہ تو اپنے سروں اور چہروں پر اس مسح میں کوئی چیز (پانی یا مٹی) ملو۔ آیت تیمّم میں (حرف ب) یہ فائدہ دیتی ہے کہ تیمّم میں چہرے اور ہاتھ پر مٹی ملنا ضروری ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے یہ الفاظ کہے ہیں: ﴿فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ﴾ (پس اس (مٹی) سے اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کرلو) یہ آیت اس پر قابل گرفت ہے جو بعض سر کا مسح جائز قرار دیتا ہے۔

پھر جو (بعض سر کے مسح کے قائلین ہیں) وہ آپس میں مسح کی مقدار کے بارے میں باہمی مخالفت کا شکار ہیں۔ کچھ کہتے ہیں: سر کے مسح میں پیشانی کی مقدار کفایت کرتی ہے، یہ امام احمد سے ایک قول مروی ہے اور بعض احناف کا قول ہے۔ بعض کہتے ہیں: اکثر سر کا مسح کفایت کرتا ہے۔ یہ احمد سے ایک روایت ہے اور بعض مالکیہ کا قول ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ چوتھائی سر کا مسح کفایت کرتا اور کچھ کہتے ہیں کہ تین انگلیوں کی مقدار کفایت کرتے ہے۔ یہ دونوں قول احناف کے ہیں۔ کچھ کہتے ہیں کہ سر کے تین بالوں یا کچھ بالوں کا مسح کافی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک بال یہ بال کا کچھ حصہ سر کے مسح میں کافی ہے۔ یہ دونوں قول شافعیہ کے ہیں۔ (جب ان میں اتنا شدید اختلاف ہے تو بعض سر کے مسح کی تعیین کیسے ممکن ہے؟)

جو لوگ سارے سر کے مسح کے وجوب کے قائل ہیں، جیسے مالک اور احمد کا مشہور مذہب ہے، ان کی دلیل قرآن کے ظاہری الفاظ ہیں۔ پھر جب ان کے مخالفین تیمّم کے مسح میں پورے چہرے اور ہاتھوں کے وجوب کو تسلیم کرتے ہیں تو وضو میں سر کے مسح میں لفظی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور معنوی اعتبار سے ( جمیع سر کے مسح کے وجوب کو تسلیم کرنا ) زیادہ لائق ہے۔ نیز یہ کہنا درست نہیں کہ تیمّم میں سارے چہرے پر ہاتھ پھیرنا اس لیے واجب ہے کہ تیمّم چہرہ دھونے سے بدل ہے اس لیے اس کا استیعاب ( مکمل چہرے کا احاطہ ) واجب ہے ( یہ استدلال اس لیے درست نہیں ) کیونکہ بدل مبدل منہ سے حکم میں قائم مقام ہوتا ہے وصف میں قائم مقام نہیں ہوتا۔ ( کیونکہ وضو میں صرف ہاتھ اور چہرہ ہی نہیں دھویا جاتا اس میں کئی اور واجبات ہیں، لیکن تیمّم میں صرف چہرے اور ہاتھوں کے تیمّم کا حکم ہے۔ پھر غسل کے واجب ہونے پر تمام بدن کو دھونا واجب ہے لیکن پانی کی عدم دستیابی کی صورت میں تیمّم واجب ہے اور تیمّم میں سارے جسم پر ہاتھ پھیرنے کا حکم نہیں بلکہ چہرے اور ہاتھوں کا تیمّم ہی غسل کے قائم مقام ہے، سو بدل کو مبدل منہ کا جمیع صورتوں یا اعضا میں مکمل قائم مقام قرار دینا درست نہیں ) نیز موزوں پر مسح کرنا پاؤں دھونے سے بدل ہے اور موزوں پر مسح میں مکمل پاؤں کا مسح کرنا واجب نہیں ( یعنی بدل مبدل منہ سے حکم میں نائب ہے وصف میں نائب نہیں )۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ سے ثابت احادیث بھی سارے سر کے مسح کے وجوب کی دلیل ہیں۔ پھر سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ( جس میں پیشانی کے بالوں اور پگڑی پر مسح کا حکم ہے ) اس سے احمد اور فقہائے محدثین نے استدلال کیا ہے کہ احادیث صحیحہ سے پگڑی پر مسح کرنا جائز ہے اور جب ( پگڑی پر مسح کرنے والا ) اپنی پیشانی پر مسح کر لے اور اس کے ساتھ پگڑی پر مسح کا عمل مکمل کر لے تو احمد کے نزدیک یہ عمل بلا ریب کفایت کر جاتا ہے۔ ①

## سر پر مہندی یا کلر لگا ہو:

سر پر مہندی یا کلر لگا ہو تو اسے اتارنا لازم نہیں، مہندی اور کلر کے اوپر سے مسح کرنا درست ہے۔ اس کے جواز کے لیے درج حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ②

« سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ مُلَبِّدًا »

---

① مجموع فتاوى ابن تيمية: ١٢٢، ١٢٣، ١٢٤، ١٢٥۔

② صحيح بخاری: ١٥٤٠۔ صحيح مسلم: ١١٨٤۔ سنن أبي داؤد: ١٧٤٧۔ سنن ابن ماجه: ٣٠٤٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، آپ سر کے بالوں کو (گوندھ وغیرہ سے) لیپ کر کے تلبیہ کہہ رہے تھے۔''

## فوائد:

۱۔ تلبید سر کے بالوں میں گوندھ وغیرہ لگانے سے بالوں کو چپکا لیا جاتا ہے تاکہ بال پراگندہ نہ ہوں اور ان میں غبار اور جوئیں داخل نہ ہوں۔ ایسا کام وہ شخص کرتا ہے جس نے احرام کی حالت میں لمبا عرصہ گزارنا ہو۔ ①

۲۔ جب محرم سر پر گوندھ چپکا کر کافی عرصہ اس حالت میں نمازیں ادا کر سکتا ہے اور مسح میں لیپ شدہ سر کے اوپر سے وضو کر سکتا ہے تو مہندی اور کلر لگانے والا شخص بھی مہندی اور کلر کی حالت میں مسح کر سکتا ہے اور اس کا یہ عمل درست قرار پاتا ہے۔

۳۔ ابو مالک کمال بن سید سالم بیان کرتے ہیں:

''جب سر پر مہندی وغیرہ لگی ہو تو اس پر مسح کرنا جائز ہے کیونکہ نبی ﷺ نے احرام کی حالت میں بالوں پر گوندھ چپکا رکھا تھا۔ سو (جس نے سر پر مہندی وغیرہ لگائی ہو) تو وضو کے لیے اسے اتارنے کا تکلف نہیں کرنا چاہیے کیونکہ جو چیز سر پر لگی ہے وہ سر ہی کے حکم میں ہے۔'' ②

## کانوں کا مسح کرنا:

اعضا کے تقسیم کے لحاظ سے تو کان اور سر جسم کے دو مختلف حصے ہیں لیکن شرعی اعتبار سے سر کے مسح کے حکم میں کان بھی شامل ہیں اور شرعی تعبیر کی رو سے سر کے مسح کی تکمیل کے لیے کانوں کا مسح بھی لازم ہے۔

---

① عون المعبود: ۱۱۷/۵۔ ذخیرة العقبی فی شرح المجتبی: ۸۵/۲۴۔
② صحیح فقه السنة: ۱۱۸/۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



❁ سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

(( أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا )) ①

"رسول اللہ ﷺ کے پاس وضو کا پانی لایا گیا تو آپ نے تین مرتبہ اپنی ہتھیلیاں دھوئیں، تین مرتبہ کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا اور تین مرتبہ اپنا چہرہ دھویا۔ پھر اپنے بازو تین تین مرتبہ دھوئے پھر اپنے سر کا اور کانوں کے ظاہری اور اندرونی حصوں کا مسح کیا۔"

نوٹ:

کانوں کے مسح کے لیے یہی ایک روایت سنداً صحیح ہے، اس کے علاوہ کانوں کے مسح کے متعلق جتنی روایات ہیں کوئی بھی ضعف سے خالی نہیں ہے۔

## سر اور کانوں کے مسح کا شرعی طریقہ:

سر اور کانوں کے مسح کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ دونوں بازو دھونے کے بعد ہاتھوں کو الگ پانی سے تر کیا جائے اور دونوں ہاتھوں کے سرے ملا کر سر کے سامنے حصے سے مسح شروع کر کے انھیں گدی تک لے جائیں پھر وہاں سے ایسے ہی ہاتھوں کو واپس پھیرتے ہوئے انھیں سر کے اگلے حصے تک لے آئیں اور اس کے بعد کانوں کے اندرونی حصے کا انگشت شہادت کے ساتھ و بیرونی حصوں کا انگوٹھوں کے ساتھ مسح کیا جائے۔ دلائل درج ذیل ہیں:

---

① صحیح: سنن أبی داؤد: ۱۲۱۔ عبدالرحمٰن بن میسرہ حضرمی ابوسلمہ حمصی ثقہ راوی ہے۔ حافظ ذہبی نے الکاشف میں اور عجلی نے الثقات میں اسے ثقہ کہا ہے۔ نیز یہ حریز بن عثمان رحبی کے اساتذہ میں سے ہے اور حریز کے اساتذہ کے بارے میں امام ابوداؤد بیان کرتے ہیں: أن شیوخ حریز ثقات کلهم (حریز کے تمام اساتذہ ثقہ ہیں) تحریر تقریب التهذیب۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۱۔ سیدنا عبد اللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ نبوی وضو بیان کرتے ہوئے مسح کا طریقہ بیان کرتے ہیں:

« ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ، فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ، بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ حَتَّى ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ، ثُمَّ رَدَّهُمَا إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ » ①

''پھر انھوں نے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کا مسح کیا، وہ انھیں سر کے اگلے حصے سے پیچھے اور پچھلے حصہ سے آگے لائے۔ انھوں نے سر کے اگلے حصہ سے مسح کا آغاز کیا حتی کے دونوں ہاتھوں کو اپنی گدی تک لے گئے، پھر اس جگہ پر لے آئے جہاں سے (مسح کا) آغاز کیا تھا۔ پھر اپنے پاؤں دھوئے۔''

۲۔ سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

« ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا » ②

''پھر آپ نے اپنے سر کا اور کانوں کے ظاہری اور اندرونی حصوں کا مسح کیا۔''

۳۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ! وضو کا طریقہ کیا ہے؟ آپ نے ایک برتن میں پانی منگوایا:

«فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ فَأَدْخَلَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّاحَتَيْنِ فِي أُذُنَيْهِ، وَمَسَحَ بِإِبْهَامَيْهِ عَلَى ظَاهِرِ أُذُنَيْهِ، وَبِالسَّبَّاحَتَيْنِ بَاطِنَ أُذُنَيْهِ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا الْوُضُوءُ فَمَنْ زَادَ عَلَى هَذَا أَوْ

---

① صحيح بخاری: ۱۸۵۔ صحيح مسلم: ۲۳۵۔ سنن أبی داوٗد: ۱۱۸۔ جامع ترمذی: ۳۲۔ سنن نسائی: ۹۷۔ سنن ابن ماجه: ۴۳۴۔

② صحيح: سنن أبی داوٗد: ۱۲۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نَقَصَ فَقَدْ أَسَاءَ وَظَلَمَ ، أَوْ ظَلَمَ وَأَسَاءَ )) ①

''آپ نے تین مرتبہ ہتھیلیاں دھوئیں، پھر تین مرتبہ اپنا منہ دھویا، پھر تین مرتبہ اپنے بازو دھوئے، بعد ازاں اپنے سر کا مسح کیا اور شہادت کی دونوں انگلیوں اپنے دونوں کانوں میں داخل کیں اور اپنے انگوٹھوں سے بیرونی کانوں کا مسح کیا اور شہادت کی انگلیوں سے کانوں کے اندرون کا مسح کیا، پھر دونوں پاؤں تین تین بار دھوئے پھر فرمایا: یہ وضو کا طریقہ ہے، چنانچہ جس نے اس سے اضافہ کیا یا اس سے کمی کی تو اس نے زیادتی کی اور ظلم کیا۔''

## طریقہ مسح کی غلط صورتیں:

سر کے مسح کے لیے ہاتھوں کو تر کرنا مشروع ہے، درج ذیل صورت کہ سر کے مسح کے لیے پانی کا چلو بھر کے سر کے درمیان میں انڈیل کر پھر سر کا مسح کرنا۔ یہ طریقہ درست نہیں، کیونکہ اس کے بارے میں مروی روایت ضعیف ہے۔

❁ مغیرہ بن فروہ اور یزید بن ابی مالک بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے لیے اس طرح وضو کیا جیسے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا تھا۔

((فَلَمَّا بَلَغَ رَأْسَهُ غَرَفَ غُرْفَةً مِنْ مَاءٍ، فَتَلَقَّاهَا بِشِمَالِهِ حَتَّى وَضَعَهَا عَلَى وَسَطِ رَأْسِهِ حَتَّى قَطَرَ الْمَاءُ، أَوْ كَادَ يَقْطُرُ، ثُمَّ مَسَحَ مِنْ مُقَدَّمِهِ إِلَى مُؤَخَّرِهِ، وَمِنْ مُؤَخَّرِهِ إِلَى مُقَدَّمِهِ ))

''پھر جب وہ سر کے مسح پر پہنچے تو پانی کا ایک چلو لیا، اسے اپنے بائیں ہاتھ میں لیا اور اسے درمیان سر میں رکھ دیا حتیٰ کہ پانی کے قطرے گرنے لگے یا قریب تھا

---

① حسن: سنن أبي داود: ۱۳۵۔ موسیٰ بن أبی عائشہ اور عمرو بن شعیب اور ان کے والد صدوق راوی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کہ قطرے گر پڑتے۔ پھر آگے سے پیچھے کی طرف اور پیچھے سے آگے کی طرف سر کا مسح کیا۔"[1]

## دوسری غلط صورت:

سر کے مسح کی مسنون صورت دونوں ہاتھ تر کر کے انھیں سر کے اگلے حصے سے گزارتے ہوئے پچھلے حصے تک اور پچھلے حصہ سے سر کے اگلے حصے تک لانا ہے جہاں سے مسح شروع کیا تھا۔ لیکن سر کے مسح کا آغاز پچھلے حصے سے کرنا اور پیچھے سے آگے اور آگے سے پچھلے سر کا مسح کرنا یہ صورت درست نہیں۔ اس بارے مروی روایت کمزور ہے۔

❁ سیدہ ربیع بنت معوذ ابن عفرا رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

(( أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّتَيْنِ، بَدَأَ بِمُؤَخَّرِ رَأْسِهِ، ثُمَّ بِمُقَدَّمِهِ، وَبِأُذُنَيْهِ كِلْتَيْهِمَا، ظُهُوْرِهِمَا وَ بُطُوْنِهِمَا ))۔[2]

"بلاشبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ سر کا مسح کیا، آپ نے مسح کا آغاز سر کے پچھلے حصہ سے کیا پھر اگلے حصہ سے اور دونوں کانوں کے بیرونی اور اندرونی حصوں کا مسح کیا۔"

---

[1] ضعیف: سنن أبی داوٗد: ۱۲٤۔ مسند احمد: ۱٦۸٥٤۔ مسند الشامیین: ۷۹٤۔ سنن بیهقی: ۲۷۳۔ ولید بن مسلم تدلیس تسویہ کرتے ہیں اور ان کا مسلسل سماع نہیں ہے، ابو ازہر مغیرہ بن فروہ مجہول راوی ہے اور یزید بن عبد الرحمٰن بن أبی مالک کی تدلیس اور ارسال ہے۔ حافظ ابو زرعہ عراقی کہتے ہیں کہ یزید بن عبدالرحمٰن بن ابی مالک دمشقی کا سیدنا معاویہ اور ابو ایوب رضی اللہ عنہما سے سماع ثابت نہیں (تحفة التحصیل فی ذکر رواة المراسیل ص: ۳۵۱)۔ قَالَ ابْن الْقَطَّان أحد رُوَاته لَا تعرف حَاله وَالْآخر لَا يعرف سَمَاعه مِنْهُ۔ ابن قطان کہتے ہیں کہ اس روایت کے راویوں میں سے ایک راوی (مغیرہ بن فروہ) مجہول الحال ہے اور دوسرا راوی (یزید بن عبد الرحمٰن بن ابی مالك) کا سیدنا معاویہ سے سماع غیر معروف ہے۔ (ذیل میزان الاعتدال ص: ۱۹٤)

[2] ضعیف: سنن أبی داوٗد: ۱۲٦۔ جامع ترمذی: ۳۳۔ طبرانی کبیر: ۲٤/ ۲٦۸: ٦۷۹۔ سنن بیهقی: ۳۰۰۔ عبداللہ بن محمد بن عقیل ضعیف راوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## سر کے مسح کے لیے نیا پانی لینا:

سر کے مسح کے لیے نیا پانی لینا اور ہاتھوں کو تر کر کے سر کا مسح کرنا مشروع ہے۔ ہاتھ دھوتے وقت ہاتھوں کے بچے ہوئے پانی سے سر کا مسح کرنا درست نہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ، وَأَنَّهُ مَسَحَ رَأْسَهُ بِمَاءٍ غَيْرِ فَضْلِ يَدَيْهِ» ①

''انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا اور آپ نے اپنا سر کا مسح اس پانی سے کیا جو ہاتھوں کا بچا ہوا نہ تھا۔''

### فوائد:

۱۔ امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ آپ نے سر کا مسح نئے پانی سے کیا، ہاتھوں کے بچے ہوئے پانی سے مسح نہیں کیا۔ ②

۲۔ امام ترمذی رحمہ اللہ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد بیان کرتے ہیں:

«وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ رَأَوْا: أَنْ يَأْخُذَ لِرَأْسِهِ مَاءً جَدِيدًا» ③

''اکثر علما کے نزدیک اس حدیث پر عمل ہے، ان کا موقف ہے کہ (سر کا مسح کرنے والا) سر کے لیے نیا پانی لے۔''

۳۔ امیر صنعانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''سر کے مسح کے لیے نیا پانی لینا لازم ہے، احادیث اسی پر

---

❶ صحيح مسلم: ٢٣٦۔ سنن أبي داوٗد: ١٢٠۔ جامع ترمذی: ٣٥۔
❷ شرح النووی: ٣/ ١٢٥۔
❸ جامع ترمذی تحت حدیث: ٣٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دلالت کرتی ہیں۔"[1]

۴۔ حافظ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

((فَالْقَوْلُ الرَّاجِحُ هُوَ أَنْ يُؤْخَذَ لِمَسْحِ الرَّأْسِ مَاءٌ جَدِيْدٌ ))[2]

"راجح موقف یہ ہے کہ سر کے مسح کے لیے نیا پانی لیا جائے۔"

## ضعیف راویت کا بیان:

۱۔ سیدنا جاریہ بن ظفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( خُذُوْا لِلرَّأْسِ مَاءً جَدِيْدًا ))[3]

"سر کے مسح کے لیے نیا پانی لو۔"

۲۔ سیدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

(( أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِيْضَأَةٍ، فَقَالَ: اسْكُبِي فَسَكَبْتُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ، وَأَخَذَ مَاءً جَدِيْدًا فَمَسَحَ بِهِ رَأْسَهُ، مُقَدَّمَهُ وَمُؤَخَّرَهُ، وَغَسَلَ قَدَمَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ))[4]

"میں وضو کا برتن لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے فرمایا: پانی بہاؤ۔" چنانچہ میں نے پانی بہایا تو آپ نے اپنا چہرہ اور بازو دھوئے، نیا پانی لیا اور اس سے اپنے سر کے اگلے اور پچھلے حصے کا مسح کیا اور اپنے پاؤں تین تین مرتبہ دھوئے۔"

---

[1] تحفة الأحوذی: ۱/۱۰۲۔ [2] تحفة الأحوذی: ۱/۱۰۳۔

[3] ضعیف جدا: طبرانی کبیر: ۲۰۹۱۔ سلسلة الأحادیث الضعیفة: ۹۹۵۔ ہشیم بن قران متروک اور نمران بن جاریہ مجہول راوی ہے۔

[4] ضعیف: سنن ابن ماجه: ۳۹۰۔ سنن بیهقی: ۱۱۲۵۔ معرفة السنن و الآثار: ۱۶۹۲۔ شریک بن عبداللہ قاضی کی تدلیس اور عبداللہ بن محمد بن عقیل ضعیف راوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## ہاتھوں کے بچے پانی سے مسح کرنا:

ہاتھوں کے بچے ہوئے پانی سے سر کا مسح کرنے درست نہیں، اس بارے مروی روایات ضعیف ہیں۔ لہٰذا اس عمل سے گریز کرنا چاہیے۔

۱۔ سیدنا عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ مازنی بیان کرتے ہیں:

«رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ بِالْجُحْفَةِ، وَمَسَحَ رَأْسَهُ بِمَاءٍ غَبْرٍ مِن فَضْلِ يَدِهِ» ①

''میں نے رسول اللہ کو جحفہ مقام پر وضو کرتے دیکھا۔ آپ نے اس پانی سے سر کا مسح کیا جو ہاتھوں سے بچے ہوئے پانی کا باقی ماندہ تھا۔''

۲۔ سیدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

« أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ رَأْسَهُ بِفَضْلِ مَا كَانَ فِي يَدِهِ فَبَدَأَ بِمُؤَخَّرِ رَأْسِهِ، ثُمَّ جَرَّهُ إِلَى مُقَدَّمِهِ، ثُمَّ جَرَّهُ إِلَى مُؤَخَّرِهِ» ②

''بلاشبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کے بچے ہوئے پانی سے اپنے سر کا مسح کیا اور مسح کا آغاز سر کے پچھلے حصے سے کیا۔ پھر ہاتھ اگلے حصے تک کھینچ کے لائے پھر پچھلے حصے تک لے گئے۔''

---

① شاذ: مسند أحمد: ١٦٤٦٠۔ عبداللہ بن لہیعہ اپنے سے اوثق راوی عمرو بن حارث کی مخالفت کر رہے ہیں کیونکہ عمرو بن حارث کی روایت میں غیر فضل یدیہ کے الفاظ ہیں اور وہ روایت بھی صحیح مسلم کی ہے۔ لہٰذا عبداللہ بن لہیعہ کی روایت شاذ ہے۔ امام ترمذی نے بھی جامع ترمذی میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے وہ عبداللہ بن لہیعہ کی مذکورہ روایت بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں: عمرو بن حارث کی حبان بن واسع سے روایت (عبداللہ بن لہیعہ کی روایت سے) زیادہ صحیح ہے۔ (جامع ترمذی تحت حدیث: ٣٥)۔ شعیب ارنؤوط اس حدیث کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: اس حدیث میں "بِمَاءٍ غَبْرٍ مِن فَضْلِ يَدِه" کے الفاظ شاذ ہیں کیونکہ اس روایت میں عبداللہ بن لہیعہ نے عمرو بن حارث کی مخالفت کی ہے اور عمرو بن حارث کی روایت میں "وَ مَسَحَ بِمَاءٍ غَيْرِ فَضْلِ يَدِهِ" کے الفاظ ہیں۔ (مسند أحمد بتحقيق شعيب ارنؤوط)۔

② ضعیف: طبرانی کبیر: ٢٤/٢٦٨: ٦٧٩۔ سفیان بن سعید ثوری کی تدلیس اور عبداللہ بن محمد بن عقیل ضعیف راوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## کانوں کے مسح کے لیے پانی لینا:

کانوں کے مسح کے لیے نیا پانی لینا چاہیے یا سر کے مسح کے لیے تر شدہ ہاتھ ہی کانوں پر پھیر لینے چاہییں اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ کچھ علماء بیان کرتے ہیں کہ سر کے مسح کے لیے نیا پانی لینے کی ضرورت نہیں سر کے مسح سے باقی ماندہ گیلے ہاتھوں ہی سے کانوں کا مسح کر لینا چاہیے۔ ہادی، ثوری اور ابو حنیفہ اس موقف کے قائل ہیں۔ ①

اس موقف کے قائلین کے دلائل درج ذیل ہیں:

❁ سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

« ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا » ②

''پھر آپ نے اپنے سر کا اور کانوں کے ظاہری اور اندرونی حصوں کا مسح کیا۔''

## فوائد:

۱۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ سر کے مسح کے ساتھ کانوں کا مسح کیا گیا ہے اور سر کے لیے کئے گئے تر ہاتھوں ہی سے کانوں کا مسح بھی ہوا ہے۔

۲۔ امیر یمانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

«وَيَشْهَدُ لَهَا أَحَادِيْثُ مَسْحِهِمَا مَعَ الرَّأْسِ مَرَّةً وَاحِدَةً، وَهِيَ أَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ عَنْ عَلِيٍّ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَالرُّبَيِّعِ، وَعُثْمَانَ، كُلُّهُمْ مُتَّفِقُوْنَ عَلَى أَنَّهُ مَسَحَهُمَا مَعَ الرَّأْسِ مَرَّةً وَاحِدَةً، أَيْ بِمَاءٍ وَاحِدٍ كَمَا هُوَ ظَاهِرُ لَفْظِ مَرَّةً، إِذْ لَوْ كَانَ يُؤْخَذُ لِلْأُذُنَيْنِ مَاءٌ جَدِيْدٌ مَا صُدِّقَ أَنَّهُ مَسَحَ رَأْسَهُ وَأُذُنَيْهِ مَرَّةً وَاحِدَةً » ③

---

① نيل الأوطار: ۱/ ۱۷۷۔

② صحيح: سنن أبي داوٗد: ۱۲۱۔

③ سبل السلام: ۱/ ۷۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''اور اس (مسئلہ کہ کانوں کا مسح سر کے مسح کے ساتھ اور اسی پانی سے کرنا چاہیے) کی شاہد وہ احادیث ہیں جن میں کانوں کا سر کے ساتھ ایک مرتبہ مسح کرنا ثابت ہے اور اس طرح کی کئی روایات ہیں جو سیدنا علی، سیدنا ابن عباس، سیدہ ربیع اور سیدنا عثمان سے مروی ہیں۔ یہ تمام راوی متفق ہیں کہ آپ نے کانوں کا مسح سر سمیت ایک ہی مرتبہ اور ایک ہی پانی سے کیا جیسا کہ احادیث کے ظاہری لفظ ''مرة'' دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ اگر کانوں کے مسح کے لیے نیا پانی لیا جائے تو اس پر یہ الفاظ صادق نہیں آتے کہ آپ نے سر اور کانوں کا ایک مرتبہ مسح کیا ہے۔''

## ضعیف روایات کا بیان:

جن روایات میں بیان ہے کہ کان سر کا حصہ ہیں۔ اس معنی کی تمام روایات ضعیف ہیں اس لیے صحیح روایات سے استدلال پر اکتفا کرنا چاہیے۔

۱۔ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( اَلْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ وَكَانَ يَمْسَحُ رَأْسَهُ مَرَّةً، وَكَانَ يَمْسَحُ الْمَأْقَيْنِ )) ①

''کان سر کا حصہ ہیں اور آپ ایک بار سر کا مسح کرتے اور آنکھوں کے کناروں کا مسح کرتے۔''

۲۔ سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( اَلْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ )) ②

''کان سر میں شامل ہیں۔''

---

① ضعیف: سنن أبی داوٗد: ۱۳٤۔ جامع ترمذی: ۳۷۔ سنن ابن ماجه: ٤٤٤۔ الطهور للقاسم بن سلام: ۸۸۔ مسند احمد: ۲۶۸/۵، ۲۸۵: ۲۲۲۲۳۔ سنان بن ربیعہ ضعیف راوی ہے۔

② ضعیف: سنن ابن ماجه: ٤٤٣۔ سوید بن سعید مختلط راوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۳۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( الْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ )) ①

''کان سر میں شامل ہیں۔''

## کانوں کے مسح کے لیے نیا پانی لینا:

مالک، شافعی، احمد، ابوثور اور مؤید باللہ کا موقف ہے کہ کانوں کے مسح کے لیے نیا پانی لینا چاہیے۔ ②

اس موقف کے قائلین کے دلائل حسب ذیل ہیں:

۱۔ سیدنا عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

(( رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَتَوَضَّأُ فَأَخَذَ مَاءً لِأُذُنَيْهِ خِلَافَ الْمَاءِ الَّذِيْ مَسَحَ بِهِ رَأْسَهُ )) ③

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے وضو کیا اور اپنی کانوں کے لیے اس پانی کے علاوہ پانی لیا جس سے آپ نے سر کا مسح کیا۔''

۲۔ سیدنا عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

(( أَنَّهُ رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ فَأَخَذَ لِأُذُنَيْهِ

---

❶ ضعيف جدًا: سنن ابن ماجه: ٤٤٥۔ عمرو بن حصین متروک راوی ہے۔ نیز اس معنی کی تمام روایات ضعیف ہیں اور کوئی ایسی روایت نہیں جو کلام سے خالی ہو۔ تفصیل کے لیے دیکھیے (سلسلة الأحاديث الصحيحة : ٣٦)

❷ نيل الأوطار: ١/ ١٧٧۔

❸ ضعيف: مستدرك حاكم: ١/ ١٥١۔ محمد بن احمد بن ابی عبید اللہ مجہول راوی ہے۔ امام حاکم اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اگر یہ محمد بن احمد بن ابی عبید اللہ کی (جہالت وضعف) سے محفوظ ہو تو یہ بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مَاءً خِلَافَ الْمَاءِ الَّذِي أَخَذَ لِرَأْسِهِ )) ①

''انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے دیکھا آپ نے کانوں کے لیے پانی لیا اس پانی کے علاوہ جو اپنے سر کے مسح کے لیے لیا تھا۔''

---

① شاذ: سنن بیهقی: ۱/ ۶۵: ۳۰۸۔ مستدرك حاكم: ۱/ ۱۵۲۔ امام بیہقی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد بیان کرتے ہیں کہ اسی روایت کو امام مسلم رحمہ اللہ اپنی صحیح میں اس سند سے بیان کیا ہے کہ ہارون بن معروف، ہارون بن سعید ایلی اور ابو الطاہر ابن وھب سے صحیح سند سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور آپ نے اپنے سر کا مسح ہاتھوں کے بچے ہوئے پانی کے علاوہ پانی سے کیا۔ اس حدیث میں کانوں کا بیان نہیں ہے اور یہ حدیث (صحیح مسلم والی) پچھلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے (اور پچھلی حدیث مخالف ثقات کی وجہ سے شاذ ہے) (سنن بیهقی: ۱/ ۶۵ (۳۰۹)۔

۲۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: صحیح مسلم میں یہ روایت اسی سند کے ساتھ مروی ہے اور اس میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ نے اپنے سر کا مسح ہاتھوں کے بچے ہوئے پانی کے علاوہ پانی سے کیا اور یہ (مسلم والی روایت) محفوظ (اور بیہقی والی روایت شاذ ہے)

۳۔ علامہ البانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: اس حدیث میں ابن وہب پر اختلاف کیا گیا ہے، ہیثم بن خارجہ، ابن مقلاص اور حرملہ بن یحییٰ نے سنن بیہقی میں اس (ابن وہب) روایت کے پہلے الفاظ کی روایت کی ہے جس میں یہ بیان ہے کہ آپ نے کانوں کے مسح کے لیے نیا پانی لیا۔ جب کہ (ابن وہب کے دیگر شاگردوں) ابن معروف، ابن سعید الأیلی اور ابو الطاہر نے ان (ابن وہب کے ان تین شاگردوں ہیثم بن خارجہ، ابن مقلاص اور حرملہ بن یحیی) کی مخالفت کی ہے اور انھوں نے اس (ابن وہب) سے دوسرے الفاظ بیان کیے ہیں جن میں یہ بیان ہے کہ آپ نے سر کے مسح کے لیے پانی لیا، اس میں کانوں کا ذکر نہیں ہے۔ امام بیہقی نے یہ وضاحت کی ہے کہ یہ روایت سابقہ روایت سے زیادہ صحیح ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ پہلی روایت (جس میں کانوں کے لیے الگ پانی لینے کا ذکر ہے) شاذ ہے اور حافظ ابن حجر نے بلوغ المرام میں اس روایت کے شذوذ کی صراحت کی ہے اور میرے نزدیک اس کے شاذ ہونے میں کوئی شک نہیں۔ کیونکہ (ابن وہب کے شاگردوں) ابو الطاہر سمیت تین راویوں کی تین اور راویوں نے متابعت کی ہے، وہ راوی یہ ہیں حجاج بن ابراہیم أزرق اور احمد بن عبد الرحمٰن بن وہب ان کی روایت مستخرج أبی عوانة: ۱/ ۲۴۹۔ پر اور سریج بن نعمان کی روایت مسند أحمد: ۴/ ۴۱۔ میں ہے۔ اور یہ یقینی بات ہے ایک روایت جس پر چھ راویوں کا اتفاق ہے وہ مخالفت کی صورت میں تین راویوں کی روایت سے راجح ہوتی ہے۔ [ سلسلة الأحاديث الضعيفة: ۹۹۵ ]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''سیدنا علی، سیدنا ابن عباس اور سیدنا انس رضی اللہ عنہم کے سوا کسی صحابی سے اس موقف کی مخالفت ثابت نہیں پھر ان کا بھی اپنے موقف سے رجوع ثابت ہے۔ عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ اصحاب رسول کا پاؤں دھونے پر اجماع ثابت ہے۔''

## احادیث سے تفسیر:

قرآن حکیم کے اکثر احکام مجمل ہیں احادیث جس کی تفصیل بیان کرتی ہیں۔ ذیل میں احادیث میں طریقہ وضو اس مسئلہ کی وضاحت کرتا ہے کہ وضو میں پاؤں کو دھونا فرض ہے اور پاؤں کا تعلق دھونے سے متعلق ہے مسح کے متعلق نہیں۔ البتہ اگر باوضو ہو کر جرابیں یا موزے پہنے ہوں تو ان پر مسح ہو سکتا ہے۔ ننگے پاؤں پر مسح کرنا کتاب وسنت سے ثابت نہیں اور ایسا کرنے والے کتاب وسنت کے دلائل کی صریح مخالفت کرتے ہیں۔

۱۔ سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! مجھے وضو کے بارے میں بتایئے تو آپ نے وضو کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا:

« ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ إِلَّا خَرَجَتْ خَطَايَا قَدَمَيْهِ مِنْ أَطْرَافِ أَصَابِعِهِ مَعَ الْمَاءِ » ①

''پھر وہ ٹخنوں سمیت اپنے پاؤں دھوئے جیسے اللہ نے اس حکم دیا ہے تو پانی کے ساتھ اس کے پاؤں اور انگلیوں کے اطراف کے گناہ گر جاتے ہیں۔''

## فائدہ:

امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ فِيهِ دَلِيلٌ لِمَذْهَبِ الْعُلَمَاءِ كَافَّةً أَنَّ الْوَاجِبَ

① صحیح مسلم: ۸۳۲۔ صحیح ابن خزیمة: ۱٦٥۔ یہ الفاظ ابن خزیمہ کے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



غَسْلُ الرِّجْلَيْنِ"

"پھر اپنے پاؤں دھوئے" یہ الفاظ جمیع علماء کے موقف کی دلیل ہیں کہ (وضو میں) پاؤں دھونا واجب ہے۔"

۲۔ "پھر پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے جیسے اللہ نے حکم دیا ہے" یہ الفاظ دلیل ہیں کہ وضو میں پاؤں دھونے کا حکم ہے اور اس حکم کی تعبیر میں نبی ﷺ نے اس کی توضیح بیان کی ہے۔ ①

۲۔ سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے نبوی وضو عملی طور پر کر کے دکھایا اور آخر میں پاؤں دھوئے ہیں۔ ②

۳۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے وضو کا طریقہ بیان کرتے ہوئے دونوں پاؤں تین تین مرتبہ دھوئے۔ ③

## وجوب کے مزید دلائل:

وضو میں دونوں پاؤں دھونا واجب ہیں، اس کے مزید دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں پیچھے رہ گئے جو سفر ہم نے آپ کے ساتھ کیا۔ پھر آپ نے ہمیں (سفر میں) پایا جب کہ ہم نماز عصر میں تاخیر کر چکے تھے اور ہم وضو کر رہے تھے۔ چنانچہ ہم (جلدی میں) اپنے پاؤں پر ہاتھ پھیرنے لگے تو آپ نے اپنی بلند آواز سے (ان الفاظ میں) دو یا تین مرتبہ منادی کی:

(( وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ )) ④

"(خشک) ایڑیوں کے لیے آگ سے ہلاکت ہے۔"

---

① شرح النووی: ۱۱۸/۶۔ ② صحیح بخاری: ۱۸۵۔
③ صحیح بخاری: ۱۵۹۔ صحیح مسلم: ۲۲۶۔
④ صحیح بخاری: ۹۶۔ صحیح مسلم: ۲۴۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## فائدہ:

۱۔ امام شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« وَالْحَدِيْثُ يَدُلُّ عَلَى وُجُوْبِ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ وَإِلَى ذَلِكَ ذَهَبَ الْجُمْهُوْرُ، قَالَ النَّوَوِيُّ: اخْتَلَفَ النَّاسُ عَلَى مَذَاهِبَ فَذَهَبَ جَمِيْعُ الْفُقَهَاءِ مِنْ أَهْلِ الْفَتْوَى فِي الْأَعْصَارِ وَالْأَمْصَارِ إِلَى أَنَّ الْوَاجِبَ غَسْلُ الْقَدَمَيْنِ مَعَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا يُجْزِئُ مَسْحُهُمَا وَلَا يَجِبُ الْمَسْحُ مَعَ الْغَسْلِ، وَلَمْ يَثْبُتْ خِلَافُ هَذَا عَنْ أَحَدٍ يُعْتَدُّ بِهِ فِي الْإِجْمَاعِ » [1]

''یہ حدیث پاؤں کے دھونے کے وجوب کی دلیل ہے اور جمہور علماء اسی موقف کے قائل ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہر علاقے اور دور کے مفتیان میں سے فقہاء کا مذہب ہے کہ (وضو میں) ٹخنوں سمیت پاؤں دھونا واجب ہے، ان پر مسح کفایت نہیں کرتا اور نہ دھو کر مسح کرنا واجب ہے۔ (اس پر تمام علماء کا اجماع ہے) اور اس موقف کے خلاف کسی ایسے صاحب علم سے ثابت نہیں جسے اجماع میں کوئی حیثیت ہو۔''

۲۔ ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یہ عنوان قائم کیا ہے:

« بَابُ التَّغْلِيْظِ فِي تَرْكِ غَسْلِ الْعَقِبَيْنِ فِي الْوُضُوْءِ، وَالدَّلِيْلُ عَلَى أَنَّ الْفَرْضَ غَسْلُ الْقَدَمَيْنِ لَا مَسْحُهُمَا، إِذَا كَانَتَا بَادِيَتَيْنِ غَيْرَ مُغَطَّيَتَيْنِ بِالْخُفِّ أَوْ مَا يَقُوْمُ مَقَامَ الْخُفِّ، لَا عَلَى مَا زَعَمَتِ الرَّوَافِضُ أَنَّ الْفَرْضَ مَسْحُ الْقَدَمَيْنِ لَا غَسْلُهُمَا، إِذْ لَوْ كَانَ

---

[1] نيل الأوطار: ۱/ ۱۸۳، ۱۸۴۔

www.KitaboSunnat.com



الْمَاسِحُ عَلَى الْقَدَمَيْنِ مُؤَدِّيًا لِلْفَرْضِ، لَمَا جَازَ أَنْ يُقَالَ لِتَارِكِ فَضِيلَةٍ: وَيْلٌ لَهُ، وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ، إِذَا تَرَكَ الْمُتَوَضِّئُ غَسْلَ عَقِبَيْهِ »[1]

"وضو میں ایڑھیوں کو نہ دھونے پر سختی کا بیان اور یہ دلیل ہے کہ (وضو میں) پاؤں کو دھونا فرض ہے، مسح کرنا فرض نہیں، جب پاؤں ننگے ہوں اور موزوں یا اس کے قائم مقام (جرابوں وغیرہ) سے ڈھکے نہ ہوں۔ یہ روایت روافض کے موقف کی دلیل نہیں جو یہ زعم کرتے ہیں کہ (وضو میں) پاؤں پر مسح کرنا فرض ہے، انھیں دھونا فرض نہیں۔ کیونکہ اگر پاؤں پر مسح کرنے والا فرض کی ادائیگی کرنے والا ہوتا تو کسی فضیلت کے کام کو ترک کرنے والے کے لیے یہ جائز نہیں کہ اس کے لیے ہلاکت کے الفاظ بولے جائیں لیکن جب وضو کرنے والے نے ایڑھیاں دھونا چھوڑ دیں تو آپ نے اس کے لیے یہ کلمات کہے کہ" (خشک) ایڑیوں کے لیے آگ سے ہلاکت ہے۔" (کسی کام کے ترک پر ہلاکت کی بد دعا اس کی فرضیت کی دلیل ہے)

۲۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا جس نے (وضو میں) اپنی ایڑھیاں نہیں دھوئی تھیں تو آپ نے فرمایا:

« وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ »[2]

"(خشک) ایڑیوں کے لیے آگ سے ہلاکت ہے۔"

## ۱۱۔ ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا:

پاؤں دھوتے وقت انگلیوں کا خلال لازم کریں کیونکہ انگلیوں کا خلال کرنے کا حکم دیا

---

[1] صحيح ابن خزيمة: قبل از حديث: ١٦١۔

[2] صحيح مسلم: ٢٤٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



گیا ہے۔

❁ سیدنا لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے وضو کے بارے میں بتایئے تو آپ نے فرمایا:

(( أَسْبِغِ الْوُضُوْءَ، وَخَلِّلْ بَيْنَ الْأَصَابِعِ )) ①

''خوب اچھی طرح وضو کر اور انگلیوں کے درمیان خلال کر۔''

**فوائد:**

❁ امام شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کے درمیان خلال کے وجوب کی دلیل ہے اور حافظ عبد الرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ نے بھی یہی موقف اختیار کیا ہے کہ یہ حدیث ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کے درمیان خلال کے وجوب کی دلیل ہے۔ ②

## ضعیف احادیث کا بیان:

انگلیوں کے خلال کے متعلق کچھ روایات غیر ثابت ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( إِذَا تَوَضَّأْتَ فَخَلِّلْ بَيْنَ أَصَابِعِ يَدَيْكَ وَ رِجْلَيْكَ )) ③

''جب تو وضو کرے تو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کے درمیان خلال کر۔''

۲۔ شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

---

① حسن: سنن أبی داوٗد: ۱٤۲۔جامع ترمذی:۷۷۸۔ سنن ابن ماجه: ٤۰۷۔ صحیح ابن خزیمه: ۱۵۰۔ یحییٰ بن سلیم طائفی صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

② نیل الأوطار: ۱/ ۱٦۹۔ تحفة الأحوذی: ۱/ ۱۰۸۔

③ ضعیف: ترمذی:۳۹۔ سنن ابن ماجه: ٤٤۷۔ عبد الرحمٰن بن ابی الزناد ضعیف راوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



«رَأَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا، وَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا، وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا، وَمَسَحَ رَأْسَهُ وَأُذُنَيْهِ ظَهْرَهُمَا وَبَاطِنَهُمَا، وَخَلَّلَ لِحْيَتَهُ ثَلَاثًا، وَغَسَلَ قَدَمَيْهِ وَخَلَّلَ أَصَابِعَ قَدَمَيْهِ ثَلَاثًا، وَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ كَمَا فَعَلْتُ» ①

''میں نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا انھوں نے وضو کیا اور اپنی ہتھیلیوں کو تین مرتبہ دھویا، تین مرتبہ کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا، تین مرتبہ اپنا چہرہ دھویا، تین مرتبہ اپنے بازو دھوئے، انھوں نے اپنے سر اور کانوں کے ظاہری و بیرونی حصوں کا مسح کیا، تین مرتبہ اپنی ڈاڑھی کا خلال کیا اور اپنے پاؤں دھوئے اور پاؤں کی انگلیوں کا تین مرتبہ خلال کیا اور بیان کیا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے ایسے ہی وضو کیا جیسے میں نے کیا ہے۔''

۳۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تو اپنی انگلیوں کا خلال کرتے اور ایڑھیاں ملتے تھے اور فرماتے:

«خَلِّلُوْا بَيْنَ أَصَابِعِكُمْ لَا يُخَلِّلُ اللّٰهُ تَعَالَى بَيْنَهَا بِالنَّارِ، وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ» ②

''اپنی انگلیوں کے درمیان خلال کرو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان سے آگ نہیں گزاریں گے۔ ایڑھیوں کے لیے آگ سے ہلاکت ہے۔''

---

① ضعيف: سنن الدارقطني: ٢٨٦، ٢٨٧۔ مختصر الأحكام مستخرج الطوسي: ١/ ١٩٩، ٢٠٠: ٢٨۔ عامر بن شقیق کمزور راوی ہے۔

② ضعيف جدًا: سنن الدارقطني: ٣١٧۔ سلسلة الأحاديث الضعيفة: ١٠٥٥١۔ عمر بن قیس متروک اور ابن شہاب زہری کی تدلیس ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۴۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( خَلِّلُوْا بَيْنَ أَصَابِعِكُمْ لَا يُخَلِّلُهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي النَّارِ )) ①

اپنی انگلیوں کے درمیان خلال کرو اللہ عزوجل روز قیامت ان سے آگ نہیں گزاریں گے۔"

## پاؤں کی انگلیوں کے خلال کا طریقہ:

پاؤں کی انگلیوں کا خلال ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے کرنا مسنون ہے۔ دائیں ہاتھ یا بائیں ہاتھ کی کوئی قید نہیں۔ احمد بن عبد الرحمٰن بن وہب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا (عبد اللہ بن وہب رحمہ اللہ) سے سنا، انھوں نے امام مالک رحمہ اللہ سے وضو میں پاؤں کی انگلیوں کے درمیان خلال کرنے کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے کہا: "یہ لوگوں پر لازم نہیں ہے۔" انھوں نے کہا کہ میں نے یہ (مسئلہ بیان کرنا) چھوڑ دیا حتی کہ لوگ اسے معمولی سمجھنے لگے۔ پھر میں نے انھیں (امام مالک رحمہ اللہ) سے کہا کہ ہمارے پاس (پاؤں کی انگلیوں کے خلال کرنے کے بارے میں) حدیث ہے۔" انھوں نے پوچھا: وہ کیا ہے؟" پھر انھوں نے اپنے طریق سے سند بیان کرتے ہوئے بیان کیا کہ سیدنا مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

(( رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْلُكُ بِخِنْصَرِهِ مَا بَيْنَ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ ))

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ اپنے چھوٹی انگلی سے اپنے پاؤں کی انگلیوں کے درمیانی حصوں کو خوب اچھی طرح مل رہے تھے۔"

---

① ضعيف جدًا : سنن الدارقطني : ٣١٨۔ سلسلة الأحاديث الضعيفة : ٣٥٥١۔ یحییٰ بن میمون بن عطاء متروک اور لیث بن أبی سلیم ضعیف راوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہ حدیث سن کر امام مالک نے کہا: ''یہ حدیث حسن ہے، میں نے یہ حدیث اس سے پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ پھر میں نے اس کے بعد سنا، انھیں اس مسئلہ کے بارے میں سوال ہوتا تو وہ انگلیوں کے خلال کا حکم دیا کرتے تھے۔''[1]

## ۱۲۔ ترتیب:

وضو میں ارکان وضو کی ترتیب کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔

## ترتیب کے عدم قائلین:

مالک، ثوری، اصحاب الرائے (احناف)، سعید بن مسیب، عطاء اور حسن بصری کا موقف ہے کہ وضو میں ترتیب واجب نہیں۔[2]

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

«فَالتَّرْتِيْبُ فِي الْوُضُوْءِ سُنَّةٌ عِنْدَنَا»[3]

''ہمارے نزدیک وضو میں ترتیب سنت ہے۔''

## دلائل:

۱۔ آیت وضو میں واؤ مطلق جمع کے لیے ہے، اس لیے اعضاء وضو میں تقدیم و تاخیر اور عدم ترتیب درست ہے۔

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

«وَلَنَا أَنَّ الْمَذْكُوْرَ فِيْهَا حَرْفُ الْوَاوِ وَهِيَ لِمُطْلَقِ الْجَمْعِ بِإِجْمَاعِ

---

1. حسن: سنن بیهقی: ۳٦۱۔ مقدمة الجرح و التعدیل لابن أبی حاتم: ۱/ ۳۱۔ احمد بن عبدالرحمٰن بن وہب صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں۔
2. المغنی لابن قدامة مع الشرح الکبیر: ۱/ ۱٥٦۔
3. الهدایة فی شرح بدایة المبتدی: ۱/ ۱٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



أَهْلِ اللُّغَةِ فَتَقْتَضِي إِعْقَابَ غَسْلِ جُمْلَةِ الْأَعْضَاءِ ))[1]

''ہماری دلیل یہ ہے کہ آیت میں مذکور واؤ اہل لغت کے اجماع کی رو سے مطلق جمع کے لیے ہے سو یہ تمام اعضاء کے ایک کے بعد دوسرے کو دھونے کا تقاضا کرتی ہے۔''

۲۔ ابن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ عدم قائلین کا موقف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

((وَاخْتَارَهُ ابْنُ الْمُنْذِرِ : لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالَى أَمَرَ بِغَسْلِ الْأَعْضَاءِ ، وَعَطَفَ بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ بِوَاوِ الْجَمْعِ، وَهِيَ لَا تَقْتَضِي التَّرْتِيْبَ، فَكَيْفَمَا غَسَلَ كَانَ مُمْتَثِلًا ))[2]

''اس (ترتیب کے عدم وجوب) کو ابن منذر نے پسند کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اعضاء کے دھونے کا حکم دیا ہے اور بعض کا بعض پر حرف واؤ سے عطف ڈالا ہے اور یہ حرف ترتیب کا تقاضا نہیں کرتا۔ سو (وضو کرنے والا) جیسے بھی (اعضائے وضو) دھو لے وہ (آیت وضو کی) تعمیل کرنے والا ہوگا۔''

واؤ نہ مطلق جمع کے لیے ہے اور نہ سیاق قرآن سے نبوی صراحت کے مخالف یہ توجیہ اختیار کرنا درست ہے۔ امام شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

(( وَمَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يُجْزِئُ وُضُوْءٌ غَيْرُ مُرَتَّبٍ عَلَى ذَلِكَ التَّرْتِيْبِ فَقَدْ خَالَفَ الْجَادَّةَ الْبَيْضَاءَ وَ الطَّرِيْقَةَ الْوَاضِحَةَ الَّتِيْ لَا يَزِيْغُ عَنْهَا إِلَّا زَائِغٌ، وَ أَمَّا كَوْنُ الْوَاوِ لَا تُفِيْدُ التَّرْتِيْبَ فَهَذَا لَوْ لَمْ يَرِدِ الْبَيَانُ النَّبَوِيُّ وَ أَمَّا بَعْدَ وُرُوْدِهِ دَائِمًا مُسْتَمِرًّا فَلَا ))[3]

''جو شخص یہ زعم رکھتا ہے کہ اس (شرعی) ترتیب کے برعکس غیر مرتب وضو کفایت کرتا ہے تو اس نے روشن اور واضح راستے کی مخالفت کی جس سے کوئی کج رو ہی کجی

---

[1] الهداية في شرح بداية المبتدي: ۱/ ۱۶۔
[2] المغني لابن قدامة مع الشرح الكبير: ۱/ ۱۵۶۔ [3] السيل الجرار: ۱/ ۸۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اختیار کر سکتا ہے اور ( یہ دعویٰ کہ ) واؤ ترتیب کا فائدہ نہیں دیتی تو ( یہ اس وقت درست ہے ) اگر ( ترتیب کے لیے مستعمل ہونے کا ) نبوی بیان وارد نہ ہوا ہو، لیکن نبوی دائمی وضاحت کے بعد ( کہ آپ نے واؤ کو ترتیب کے معنی میں لیا ہے اور دائمی ترتیب کو ملحوظ رکھا ہے، اس کے بعد واؤ کے عدم ترتیب کا دعویٰ ) درست نہیں۔"

مزید تفصیل کہ واؤ جمع ہی کے لیے نہیں بلکہ ترتیب کے لیے بھی مستعمل ہے اور واؤ کے عدم ترتیب پر نحویوں کا اجماع نہیں ہے آئندہ صفحات میں امام قرطبی اور حافظ ابن کثیر کی عبارات میں ملاحظہ کریں۔

۲۔ عبداللہ بن عمرو بن ہند رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

(( مَا أُبَالِي إِذَا أَتْمَمْتُ وُضُوْئِيْ بِأَيِّ أَعْضَائِيْ بَدَأْتُ )) ①

"جب میں اپنا وضو مکمل کر لوں تو میں پروا نہیں کرتا کہ میں نے اپنے کس عضو سے ابتدا کی ہے۔"

۳۔ زیاد مولیٰ بن مخزوم بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وضو میں دائیں جانب سے آغاز کرتے ہیں۔

(( فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ فَبَدَأَ بِمَيَاسِرِهِ )) ②

---

① ضعیف: سنن دارقطنی: ۲۹۳۔ سنن بیهقی: ٤٠٦۔ مصنف ابن أبی شیبة: ٤١٨۔ معرفة السنن و الآثار: ۷۵۲۔ امام بیہقی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ یہ روایت منقطع ہے کیونکہ عبداللہ بن عمرو بن ہند کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں نیز امام دارقطنی نے اسے ضعیف کہا ہے۔ [ میزان الاعتدال: ۲/ ٤٦٩ ]

② ضعیف: سنن دارقطنی: ۲۹۲۔ اس میں ہشیم بن بشیر کی تدلیس اور زیاد مولیٰ بنی مخزوم مجہول راوی ہے، اس سے روایت کرنے والے صرف عوف بن ابی جمیلہ ہی ہیں۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ زیاد مولیٰ بن مخزوم کچھ بھی نہیں ( الجرح و التعدیل لابن أبی حاتم، میزان الإعتدال) نیز اس معنی کی روایات سنن دارقطنی: ۲۹۰، ۲۹۱ اور مصنف ابن أبی شیبة: ٤١٩، سنن بیهقی: ٤٠٦۔ میں منقول ہیں، جن میں مرکزی راوی زیاد مولیٰ بنی مخزوم ہے۔ لہٰذا اس معنی کی تمام روایات ضعیف ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''اس پر انھوں نے پانی منگوایا، وضو کیا اور بائیں جانب سے آغاز کیا۔''

۴۔ مجاہد بن جبر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

« لَا بَأْسَ أَنْ تَبْدَأَ بِرِجْلَيْكَ قَبْلَ يَدَيْكَ » ①

''اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ تو ہاتھوں سے پہلے اپنے پاؤں دھو لے۔''

۵۔ بعض ہلالی شیوخ بیان کرتے ہیں:

« سُئِلَ ابْنُ مَسْعُودٍ عَنِ الرَّجُلِ يَتَوَضَّأُ فَبَدَأَ بِشِمَالِهِ قَبْلَ يَمِينِهِ، فَرَخَّصَ فِي ذَلِكَ » ②

''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ کوئی شخص وضو کرتا ہے اور دائیں عضو سے پہلے بایاں عضو دھو لیتا ہے تو انھوں نے اس کی رخصت دی۔''

## ترتیب کے قائلین اور ان کے دلائل:

احمد، شافعی، ابوثور اور ابوعبید کا موقف ہے کہ وضو میں ترتیب واجب ہے۔ ③

اس موقف کے قائلین کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَ

---

① ضعیف: سنن دارقطنی: ۲۹۶۔ مصنف ابن أبی شیبة: ۴۲۰۔ ابن جریج کی تدلیس ہے اور مجاہد بن جبر کا سیدنا ابن مسعود سے سماع ثابت نہیں۔ امام دارقطنی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ یہ روایت منقطع اور غیر ثابت ہے۔ اور امام ابوزرعہ الرازی کہتے ہیں: مُجَاهِد عَن معَاذ وَعَن سعد وَعَن عَليّ وَعَن ابْن مَسْعُود مُرْسل (مجاہد کی معاذ، سعد، علی اور ابن مسعود سے روایت مرسل ہے۔ [تحفة التحصيل فی ذكر رواة المراسيل ص: ۲۹۴]

② ضعیف: سنن بیهقی: ۴۰۷۔ اس میں ہلالی شیوخ مجہول ہیں، نیز امام بیہقی نے اس روایت کے متصل بعد عبداللہ بن مسعود سے بیان کیا ہے کہ ''وضو کرنے والا چاہے تو بائیں جانب سے آغاز کر لے'' یہ سند ضعیف ہے اس میں فرات بن احنف ضعیف راوی ہے (لسان المیزان)۔

③ المغنی لابن قدامة مع الشرح الكبير: ۱۵۶/۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



أَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ﴾

[ المائدة : ٦ ]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ اور اپنے ہاتھ کہنیوں سمیت دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں سمیت (دھولو۔")

## قرآن میں بیان کردہ ترتیب کو قبول کرنا:

قرآن حکیم کے سیاق کی وہی ترتیب معتبر ہے جس ترتیب سے بیان ہوا ہے الا کہ تقدیم و تاخیر کا اختیار دیا گیا ہو، نیز واؤ مطلق جمع کے لیے نہیں ہوتی، جمع کا معنی وہاں درست ہے جہاں عدم ترتیب میں اختیار ہو۔ آئندہ احادیث اس تعبیر کی واضح دلیل ہیں۔

۱۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (طواف سے فارغ ہو کر) صفا کی طرف نکلے اور جب صفا پہاڑی کے قریب پہنچے تو آپ نے یہ آیت تلاوت کی:

﴿ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ ﴾

"بلاشبہ صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے۔"

پھر فرمایا:

« أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللَّهُ بِهِ فَبَدَأَ بِالصَّفَا » ①

"میں وہاں سے آغاز کروں گا جہاں سے اللہ نے آغاز کیا ہے پھر آپ نے (سعی کا) آغاز صفا پہاڑی سے کیا۔"

۲۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفا مروہ کی سعی کے لیے) نکلے تو آپ نے یہ آیت تلاوت کی:

---

① صحیح مسلم : ۱۲۱۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



﴿ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ﴾

''بلاشبہ صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے۔''

پھر فرمایا:

« فَابْدَءُوْا بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهِ »[1]

''(سعی میں) وہاں سے آغاز کرو جہاں سے اللہ نے آغاز کیا ہے۔ (یعنی صفا مروہ کی سعی میں قرآنی ترتیب ملحوظ رکھو)

## احادیث سے بیان قرآن:

نبی رضی اللہ عنہ سے منقول وضو کے طریقہ میں اور آپ سے بیان کرنے والے تمام صحابہ نے وضو کو ترتیب وار ہی بیان کیا ہے، چونکہ قرآن کا عمدہ ترین بیان اور تفسیر احادیث رسول ہیں اس لیے احادیث میں ترتیب وار وضو کا بیان بین دلیل ہے کہ ترتیب سے وضو کرنا واجب ہے۔ درج ذیل احادیث اس مسئلہ کو سمجھنے کے لیے کافی ہیں۔

ا۔ سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! مجھے وضو کے بارے میں بتایئے تو آپ نے وضو کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا:

« مَا مِنْكُمْ رَجُلٌ يُقَرِّبُ وَضُوْءَهُ فَيَتَمَضْمَضُ، وَيَسْتَنْشِقُ فَيَنْتَثِرُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ، وَفِيْهِ وَخَيَاشِيْمِهِ، ثُمَّ إِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ مِنْ أَطْرَافِ لِحْيَتِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ أَنَامِلِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَمْسَحُ رَأْسَهُ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رَأْسِهِ مِنْ أَطْرَافِ شَعْرِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رِجْلَيْهِ

[1] حسن: سنن نسائی: ۲۹۶۵۔ جعفر بن محمد بن علی المعروف جعفر صادق صدوق راوی ہے اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مِنْ أَنَامِلِهِ مَعَ الْمَاءِ » ①

''تم میں سے جو بھی وضو کا پانی قریب کرے اور کلی کرے، ناک میں پانی چڑھائے اور ناک جھاڑے تو اس کے چہرے، منہ اور نتھنوں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ پھر وہ وہ اپنا چہرہ دھوئے جیسے اللہ نے اسے حکم دیا ہے تو پانی کے ساتھ اس کی ڈاڑھی کے اطراف سمیت چہرے کے گناہ گر جاتے ہیں۔ پھر وہ کہنیوں سمیت اپنے ہاتھ دھوئے تو پانی کے ساتھ اس کی انگلیوں کے پوروں سمیت اس کے ہاتھوں کے گناہ محو ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ سر کا مسح کرے تو پانی کے ساتھ اس کے بالوں کے اطراف سمیت اس کے سر کے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ پھر وہ ٹخنوں سمیت اپنے پاؤں دھوئے تو پانی کے ساتھ اس کی انگلیوں کے پوروں کے اطراف سمیت پاؤں کے گناہ گر جاتے ہیں۔''

۲۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! وضو کا طریقہ کیا ہے؟ آپ نے ایک برتن میں پانی منگوایا:

((فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ فَأَدْخَلَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّاحَتَيْنِ فِي أُذُنَيْهِ، وَمَسَحَ بِإِبْهَامَيْهِ عَلَى ظَاهِرِ أُذُنَيْهِ، وَبِالسَّبَّاحَتَيْنِ بَاطِنَ أُذُنَيْهِ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا الْوُضُوءُ. فَمَنْ زَادَ عَلَى هَذَا أَوْ نَقَصَ فَقَدْ أَسَاءَ وَظَلَمَ، أَوْ ظَلَمَ وَأَسَاءَ)) ②

''آپ نے تین مرتبہ ہتھیلیاں دھوئیں، پھر تین مرتبہ اپنا منہ دھویا، پھر تین مرتبہ

---

① صحیح مسلم: ۸۳۲۔

② حسن: سنن أبی داوٗد: ۱۳۵۔ موسیٰ بن أبی عائشہ اور عمرو بن شعیب اور ان کے والد صدوق راوی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اپنے بازو دھوئے، بعد ازاں اپنے سر کا مسح کیا اور شہادت کی دونوں انگلیوں اپنے دونوں کانوں میں داخل کیں اور اپنے انگوٹھوں سے بیرونی کانوں کا مسح کیا اور شہادت کی انگلیوں سے کانوں کے اندرون کا مسح کیا، پھر دونوں پاؤں تین تین بار دھوئے پھر فرمایا: یہ وضو کا طریقہ ہے، چنانچہ جس نے اس سے اضافہ کیا یا اس سے کمی کی تو اس نے زیادتی کی اور ظلم کیا۔"

۳۔ حمران مولیٰ عثمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا:

« تَوَضَّأَ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرَى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا، ثُمَّ الْيُسْرَى ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ نَحْوَ وَضُوْئِي هَذَا. ثُمَّ قَالَ: مَنْ تَوَضَّأَ وُضُوْئِي هَذَا، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهُ فِيهِمَا بِشَيْءٍ، إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ » ①

"انھوں نے وضو کیا اور اپنے دونوں ہاتھوں پر تین مرتبہ پانی ڈالا پھر کلی کی اور ناک جھاڑی۔ پھر تین بار اپنا چہرہ دھویا، پھر تین بار کہنی سمیت اپنا دایاں ہاتھ دھویا، پھر تین بار کہنی سمیت اپنا بایاں ہاتھ دھویا۔ پھر اپنے سر کا مسح کیا۔ پھر تین مرتبہ اپنا دایاں پاؤں دھویا، پھر تین مرتبہ بایاں پاؤں دھویا۔ پھر بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا پھر فرمایا: "جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا پھر دو رکعت نماز ادا کی کہ ان میں اپنے نفس سے محو گفتگو نہ ہو تو اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جاتا ہیں۔"

① صحیح بخاری: ۱۹۳٤۔ صحیح مسلم: ۲۲٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۴۔ یحییٰ بن عمارہ مازنی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن زید بن عاصم انصاری رضی اللہ عنہ سے کہا گیا:

« تَوَضَّأْ لَنَا وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَعَا بِإِنَاءٍ فَأَكْفَأَ مِنْهَا عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثًا، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَضْمَضَ، وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَاحِدَةٍ فَفَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَغَسَلَ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ فَأَقْبَلَ بِيَدَيْهِ وَأَدْبَرَ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ قَالَ هَكَذَا كَانَ وُضُوْءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ » ①

''ہمارے لیے رسول اللہ ﷺ کا وضو کیجیے تو انھوں نے ایک (پانی کا) برتن منگوایا اور اس سے پانی اپنے ہاتھوں پر انڈیلا اور انھیں تین مرتبہ دھویا۔ پھر اس میں ہاتھ ڈال کر پانی نکالا اور (اس پانی سے) ایک ہی چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا۔ پھر اس میں ہاتھ ڈالا اس سے پانی نکالا اور تین بار اپنا چہرہ دھویا۔ پھر اس میں ہاتھ داخل کیا پانی نکالا اور کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دو دو مرتبہ دھوئے۔ پھر اس میں ہاتھ ڈال کر پانی نکالا اور اپنے سر کا مسح کیا۔ آپ دونوں ہاتھوں کو سر کے اگلے حصے سے پیچھے اور پیچھے سے آگے لے گئے۔ پھر ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھوئے پھر بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا وضو اس طرح تھا۔''

۵۔ نعیم بن عبداللہ المجمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

---

① صحیح بخاری: ۱۸۵۔ صحیح مسلم: ۲۳۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



« رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ فَأَسْبَغَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى حَتَّى أَشْرَعَ فِي الْعَضُدِ، ثُمَّ يَدَهُ الْيُسْرَى حَتَّى أَشْرَعَ فِي الْعَضُدِ، ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى حَتَّى أَشْرَعَ فِي السَّاقِ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى حَتَّى أَشْرَعَ فِي السَّاقِ، ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ » ①

”میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا، انھوں نے اپنا چہرہ دھویا اور مکمل وضو کیا، پھر اپنا دایاں ہاتھ دھویا یہاں تک کہ کہنی کے اوپر تک لے گئے، پھر بایاں ہاتھ دھویا یہاں تک کہ کہنی کے اوپر تک لے گئے۔ پھر اپنے سر کا مسح کیا۔ پھر دایاں پاؤں دھویا یہاں تک کہ پنڈلی تک پہنچا دیا، پھر بایاں پاؤں دھویا یہاں تک کہ پنڈلی تک لے گئے، پھر بیان کیا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح وضو کرتے دیکھا ہے۔“

۶۔ ابو خیر بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے جب کہ وہ نماز ادا کر چکے تھے، انھوں نے وضو کا پانی منگوایا تو ہم نے کہا: یہ وضو کا پانی کیا کریں گے جب کہ یہ نماز ادا کر چکے ہیں، یہ ہمیں (وضو کا طریقہ) سکھانے ہی کا ارادہ رکھتے ہوں گے۔ چنانچہ ایک برتن لایا گیا جس میں پانی تھا۔

« فَأَفْرَغَ مِنَ الْإِنَاءِ عَلَى يَمِيْنِهِ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا، فَمَضْمَضَ وَنَثَرَ مِنَ الْكَفِّ الَّذِيْ يَأْخُذُ فِيْهِ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا، وَغَسَلَ يَدَهُ الشِّمَالَ ثَلَاثًا، ثُمَّ جَعَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً وَاحِدَةً، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا، وَرِجْلَهُ الشِّمَالَ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ

① صحيح مسلم: ٢٤٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



يَعْلَمَ وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ هٰذَا )) ①

''انھوں نے برتن سے دائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور دونوں ہاتھ دھوئے، پھر کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا اور کلی اور ناک میں پانی ایک ہی چلو سے چڑھایا جس میں پانی لیا تھا۔ پھر تین مرتبہ چہرہ دھویا اور تین مرتبہ دایاں ہاتھ اور تین مرتبہ بایاں ہاتھ دھویا، پھر برتن میں ہاتھ ڈالا اور ایک مرتبہ سر کا مسح کیا، پھر تین مرتبہ دایاں پاؤں دھویا اور تین مرتبہ بایاں پاؤں دھویا، پھر کہا: جسے رسول اللہ ﷺ کا وضو سیکھنا پسند ہو تو یہ رسول اللہ ﷺ کا وضو ہے۔''

## فوائد:

اوپر بیان کردہ قولی و فعلی احادیث وضو میں ترتیب کی فرضیت کی دلیل ہیں کیونکہ ان احادیث میں ان لوگوں کے موقف کی تردید ہے جو آیت وضو میں لفظ واو کو مطلق جمع کے لیے قرار دے کر عدم ترتیب کا موقف اپناتے ہیں۔ اس لیے کہ واو ہر جگہ مطلق جمع کے لیے نہیں ہوتی پھر نبوی صراحت سے کہ واو یہاں ترتیب کے لیے ہے ایک غیر مسلمہ نحوی قاعدے کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے۔ پھر نبوی وضو میں مروی تمام روایات اعضاء وضو میں ربط کے لیے لفظ واؤ نہیں آیا بلکہ لفظ ثم آیا ہے جو تمام نحویوں کے نزدیک ترتیب کے لیے ہے۔ جس سے ترتیب وضو کی فرضیت کا انکار کسی بھی سلیم الفطرت شخص سے ممکن نہیں۔

## مفسرین کی آراء:

وضو میں ترتیب کے عدم وجوب کے قائلین نے آیت وضو میں واؤ کو مطلق جمع کے معنی میں لیا ہے اور اس کی تعبیر میں محض ان اعضا کو دھونے سے وضو کو مکمل خیال کرتے ہیں، ترتیب کو ضروری قرار نہیں دیتے۔ لیکن مفسرین نے عربی و نحوی قواعد کی رو سے اس موقف کی

① صحیح: سنن أبی داؤد: ۱۱۱۔ سنن نسائی: ۹۲۔ سنن بیهقی: ۱/ ۵۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تردید کی ہے۔اس کی تفصیل سے آگاہی کے لیے مفسرین وفقہاء کی آراء پیش خدمت ہیں:

ا۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''(وَ أَرْجُلَكُمْ کو منصوب پڑھنا) یہ قراءت پاؤں کے دھونے کے وجوب کی واضح دلیل ہے جیسا کے سلف کا موقف ہے اور جس نے بھی ترتیب کے وجوب کا موقف اپنایا ہے اس نے اسی قراءت سے دلیل لی ہے، جیسا کہ جمہور علماء کا موقف ہے۔ سوائے ابوحنیفہ کے کہ ان کے نزدیک وضو میں ترتیب شرط نہیں ہے۔ بلکہ (ابوحنیفہ کے نزدیک) اگر وضو کرنے والا پاؤں دھولے پھر سر کا مسح کرلے اور بازو دھولے پھر منہ دھولے تو یہ وضو اسے کفایت کر جاتا ہے کیونکہ آیت میں ان اعضا کو دھونے کا حکم ہے (ترتیب سے دھونے کا حکم نہیں) اور واؤ ترتیب پر دلالت نہیں کرتی۔ جمہور علماء نے اس اعتراض کا کئی طریقے سے جواب دیا ہے۔ کچھ علماء کہتے ہیں: آیت دلالت کرتی ہے کہ نماز کے قیام کے لیے پہلے منہ دھونا واجب ہے کیونکہ منہ دھونے کا حکم فاء تعقیبہ کے ساتھ ہے اور تعقیب کی فا ترتیب کا تقاضا کرتی ہے اور علماء میں سے کسی کا بھی یہ موقف نہیں ہے کہ وضو میں اولاً منہ دھونا واجب ہے پھر دیگر ارکان وضو میں ترتیب واجب نہیں (اس موقف کا کوئی بھی قائل نہیں ہے)۔ بلکہ علماء کے دو طرح کے موقف ہیں۔ا۔ ایک گروہ ترتیب کو واجب قرار دیتا ہے، جیسا کہ آیت میں بیان ہے اور دوسرا گروہ ترتیب کے وجوب کا مطلق قائل نہیں ہے۔ آیت وضو (ارکان وضو میں سے) اولاً منہ دھونے کے وجوب پر دلالت کرتی ہے اور اس کے بعد کے اعضا میں ترتیب اجماع کی رو سے واجب ہے کیونکہ خلاف اجماع ثابت نہیں۔ کچھ علماء کہتے ہیں کہ ہم واؤ کو ترتیب ہی کے لیے تسلیم کرتے ہیں، بلکہ یہ ترتیب ہی پر دلالت کرتی ہے جیسا کہ کچھ نحویوں، کچھ لغویوں اور کچھ فقہاء کا موقف ہے۔ اس کے بعد ہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کہتے ہیں کہ بالفرض یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ لغوی طور پر واؤ ترتیب کے لیے نہیں ہے لیکن یہ شرعی طور پر تو ترتیب پر دلالت کرتی ہے لہٰذا اسے ترتیب ہی پر محمول کرنا موزوں ہے۔ (واؤ شرعی طور پر ترتیب کے لیے استعمال ہوتی ہے) اس کی دلیل یہ حدیث ہے کہ جب نبی ﷺ نے بیت اللہ کا طواف کیا تو آپ باب الصفا سے یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے نکلے:

﴿ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ﴾

پھر فرمایا: میں وہاں سے (سعی) کا آغاز کروں گا جہاں سے اللہ تعالیٰ نے آغاز کیا ہے۔ (جو ترتیب آیت میں ہے میں سعی میں وہی ترتیب ملحوظ رکھوں گا) یہ صحیح مسلم کے الفاظ ہیں اور سنن نسائی میں ہے کہ جہاں سے اللہ تعالیٰ نے آغاز کیا ہے وہاں سے آغاز کرو۔ یہ امر کا صیغہ استعمال ہوا اور اس کی سند صحیح ہے۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ جہاں سے اللہ تعالیٰ نے آغاز کیا ہے وہاں سے آغاز کرنا واجب ہے اور یہ بیان ہے کہ واؤ شرعاً ترتیب پر دلالت کرتی ہے۔ کچھ علماء بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے وضو کو اس ترتیب پر بیان کیا اور ایک مثل کو اس کی مثل سے الگ کیا اور دو دھوئے جانے والے اعضا کے درمیان مسح والے عضو کو داخل کیا ہے تو (آیت کا یہ اسلوب) ترتیب کے ارادہ کی دلیل ہے۔ ①

۲۔ امام قرطبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

" وَالصَّحِيْحُ أَنْ يُقَالَ : إِنَّ التَّرْتِيْبَ مُتَلَقًّى مِنْ وُجُوْهٍ أَرْبَعَةٍ : اَلْأَوَّلُ أَنْ يَبْدَأَ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهِ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ حِيْنَ حَجَّ : (نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهِ، الثَّانِي: مِنْ إِجْمَاعِ السَّلَفِ فَإِنَّهُمْ كَانُوْا يُرَتِّبُوْنَ، الثَّالِثُ : مِنْ تَشْبِيْهِ الْوُضُوْءِ بِالصَّلَاةِ، الرَّابِعُ: مِنْ مُوَاظَبَةِ

---

① تفسیر ابن کثیر: ۳/ ۵۱، ۵۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ذَلِكَ "[1]

"(اعضائے وضو کی ترتیب کے متعلق) صحیح بات یہ ہے کہ یوں کہنا درست ہے: ترتیب چار وجوہ سے ماخوذ ہے۔ ا۔ وضو وہاں سے شروع کیا جائے جہاں سے اللہ تعالیٰ نے شروع کیا ہے (یعنی وہی ترتیب ملحوظ رکھی جائے جو آیت وضو میں بیان ہوئی ہے) جیسا کہ آپ نے حج کے موقع پر فرمایا: (صفا مروہ کی سعی میں) ہم وہاں سے آغاز کریں گے جہاں سے اللہ تعالیٰ نے آغاز کیا ہے۔ ۲۔ سلف کے اس مسئلہ پر اجماع کی رو سے کیونکہ سلف ترتیب سے وضو کرتے رہے ہیں۔ ۳۔ وضو کی نماز سے تشبیہ کی وجہ سے (کیونکہ نماز میں ارکان نماز میں ترتیب لازم ہے تو وضو بھی نماز کے مشابہ ہے اس میں بھی ترتیب لازم ہے)۔ نبی ﷺ نے اس پر مواظبت کی ہی اس رو سے بھی ترتیب ضروری ہے۔

پھر آخر میں بیان کرتے ہیں کہ وضو میں ترتیب کے وجوب والا موقف ہی راجح اور قرین صواب ہے۔

۳۔ نواب صدیق الحسن خان بیان کرتے ہیں:

"(اعضائے وضو میں) دھوئے جانے والا اعضاء ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان سر کا بیان جس کا مسح ہونا ہے سے فاصلہ وضو میں ترتیب کے وجوب کا فائدہ دیتا ہے اور شافعی اسے موقف کے قائل ہیں۔"[2]

## فقہاء کی آراء:

ا۔ ابن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"ہماری دلیل (کہ وضو میں ترتیب واجب ہے) یہ ہے کہ آیت وضو میں ایسا

---

[1] تفسیر القرطبی: ۹۹/۶۔

[2] فتح البیان فی مقاصد القرآن: ۳۶۶/۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قرینہ ہے جو دلالت کرتا ہے (کہ آیت کے اسلوب سے) ترتیب مراد لی گئی ہے۔ کیونکہ سر کے مسح کو ان اعضائے کے درمیان داخل کیا گیا ہے جنھیں دھونے کا حکم ہے اور اہل عرب مثل کو اس کی مثل سے کسی فائدہ کے لیے الگ کرتے ہیں اور یہاں ترتیب کا فائدہ ہے۔ پھر اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہاں فائدہ ترتیب کا مستحب ہونا ہے۔ اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ آیت کا سیاق (اس ترتیب) کے بیان وجوب کے لیے ہے اس لیے ان (فرائض میں) وضو کی کوئی بھی سنت بیان نہیں ہوئی اور (اس لیے بھی ترتیب ضروری ہے کہ) جب لفظ ترتیب کا تقاضا کرے تو اسی ترتیب کا حکم ہوتا ہے اور حکم ترتیب کا تقاضا کرتا ہے۔ نیز جس کسی نے بھی رسول اللہ ﷺ سے وضو بیان کیا ہے اس نے ترتیب سے بیان کا ہے اور یہ (آپ کا عمل) کتاب اللہ کی تفسیر ہے۔"[1]

۲۔ ابن عثیمین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

(( وَالتَّرْتِيْبُ ، وَهُوَ أَنْ يُطَهَّرَ كُلُّ عُضْوٍ فِي مَحَلِّهِ، وَهَذَا هُوَ الْفَرْضُ الْخَامِسُ مِنْ فُرُوْضِ الْوُضُوْءِ ، وَالدَّلِيْلُ قَوْلُهُ تَعَالٰى: (يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُؤُوْسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ (المائدة: ٦) وَجْهُ الدَّلَالَةِ مِنَ الآيَةِ: إِدْخَالُ الْمَمْسُوْحِ بَيْنَ الْمَغْسُوْلَاتِ، وَلَا نَعْلَمُ لِهَذَا فَائِدَةً إِلَّا التَّرْتِيْبَ، وَإِلَّا لَسِيْقَتِ الْمَغْسُوْلَاتُ عَلَى نَسْقٍ وَاحِدٍ، وَلِأَنَّ هَذِهِ الْجُمْلَةَ وَقَعَتْ جَوَاباً لِلشَّرْطِ، وَمَا كَانَ جَوَاباً لِلشَّرط فَإِنَّهُ يَكُوْنُ مَرَتَّباً حَسْبَ وُقُوْعِ الْجَوَابِ، وَلِأَنَّ اللّٰهَ ذَكَرَهَا مُرَتَّبَةً، وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ

[1] المغنی لابن قدامة مع الشرح الکبیر: ۱/۱۵۶، ۱۵۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اللّٰهُ بِهِ [ صحيح مسلم : ١٢١٨ ] وَالدَّلِيْلُ مِنَ السُّنَّةِ : أَنَّ جَمِيْعَ الْوَاصِفِيْنَ لِوُضُوْئِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ذَكَرُوْا إِلَّا أَنَّهُ كَانَ يُرَتِّبُهَا عَلَى حَسْبِ مَا ذَكَرَ اللّٰهُ »[1]

اور ترتیب یہ ہے کہ ہر عضو اس کی باری پر دھویا جائے، یہ وضو کے فرائض میں سے پانچواں فرض ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں سمیت دھولو۔'' [ المائدة : ٦ ]

(ترتیب کی فرضیت کی) آیت سے دلیل ممسوح (مسح والے عضو سر) کو مغسولات (دھوئے جانے والا اعضاء) کے درمیان داخل کرنا ہے۔ ہمیں اس (سیاق سے) ترتیب ہے کا فائدہ سمجھ آتا ہے ورنہ مغسولات ایک ہی ترتیب سے بیان کیے جاتے۔ (اور ترتیب کی فرضیت کی دوسری دلیل یہ ہے کہ) یہ جملہ (جس میں اعضائے وضو کا بیان ہے) جواب شرط واقع ہوا ہے اور جواب شرط ترتیب وار ہوتا ہے نیز اللہ تعالیٰ نے (اعضائے وضو کو) ترتیب سے بیان کیا ہے (یہی ترتیب کے وجوب کی دلیل ہے اور اسی ترتیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے) نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں وہاں سے شروع کروں گا جہاں سے اللہ تعالیٰ نے شروع کیا ہے۔''[2]

اور سنت سے (وضو کے ترتیب کے واجب ہونے کی) دلیل یہ ہے کہ آپ کے وضو کو بیان کرنے والے تمام صحابہ اسے اسی ترتیب کے مطابق بیان کرتے ہیں جو ترتیب اللہ نے بیان کی ہے۔''

---

[1] الشرح الممتع على زاد المستقنع: ١/ ١٨٩، ١٩٠۔
[2] صحيح مسلم: ١٢١٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## راجح موقف:

دلائل کی رو سے ترتیب کے وجوب کے قائلین کا موقف راجح اور قرین صواب ہے۔

۱۔ امام قرطبی اس موقف کو راجح قرار دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

''وضو میں ترتیب کے وجوب والا موقف ہی راجح اور قرین صواب ہے۔''[1]

۲۔ ابو مالک کمال بن سید سالم بیان کرتے ہیں:

''علماء کے راجح ترین قول کے مطابق ترتیب واجب ہے اور یہ شافعیہ، حنابلہ، ابو ثور اور ابو عبید کا موقف ہے۔''[2]

## ہاتھوں اور پاؤں کی ترتیب:

ہاتھ اور پاؤں دھونے میں بھی ترتیب ہی ملحوظ رکھنی چاہیے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے دیگر اعضا کی طرح ہاتھوں اور پاؤں میں پہلے دایاں اور پھر بایاں ہاتھ اور پاؤں دھویا ہے اور آپ کا یہ دائمی عمل کتاب اللہ کی تعبیر ہے اور اسی تعبیر کو معتبر سمجھا جائے گا۔ دلائل حسب ذیل ہیں:

۱۔ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انھیں اپنی بیٹی (زینب) کے غسل کے متعلق فرمایا:

« اِبْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا »[3]

''اس کے دائیں حصوں سے اور وضو کے مقامات سے (غسل کا) آغاز کرو۔''

۲۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

«كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ، فِي تَنَعُّلِهِ، وَتَرَجُّلِهِ، وَطُهُوْرِهِ، وَفِي شَأْنِهِ كُلِّهِ »[4]

---

[1] تفسیر القرطبی: ۹۹/۶۔ [2] صحیح فقه السنة: ۱۲۰/۱۔
[3] صحیح بخاری: ۱۶۷۔ صحیح مسلم: ۹۳۹۔ سنن أبی داؤد: ۳۱۴۵۔ سنن نسائی: ۱۸۸۵۔
[4] بخاری: ۱۶۸۔ صحیح مسلم: ۲۶۸۔ سنن أبی داؤد: ۴۱۴۰۔ سنن نسائی: ۴۲۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''نبی ﷺ کو جوتا پہننے میں، کنگھی کرنے میں، وضو کرنے میں اور ہر کام میں دائیں جانب پسند تھی۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے ان دو روایات پر یہ عنوان قائم کیا ہے:

(( بَابُ التَّيَمُّنِ فِي الْوُضُوْءِ وَالغَسْلِ ))

''وضو کرنے اور دھونے میں دائیں جانب (سے ابتدا کرنے) کا بیان۔''

۳۔ حمران مولیٰ عثمان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا:

''انھوں نے وضو کیا اور اپنے دونوں ہاتھوں پر تین مرتبہ پانی ڈالا پھر کلی کی اور ناک جھاڑی۔ پھر تین بار اپنا چہرہ دھویا، پھر تین بار کہنی سمیت اپنا دایا ہاتھ دھویا، پھر تین بار کہنی سمیت اپنا بایاں ہاتھ دھویا۔ پھر اپنے سر کا مسح کیا۔ پھر تین مرتبہ اپنا دایاں پاؤں دھویا، پھر تین مرتبہ بایاں پاؤں دھویا۔ پھر بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا۔'' ①

۴۔ نعیم بن عبداللہ المجمر بیان کرتے ہیں:

''میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا، انھوں نے اپنا چہرہ دھویا اور مکمل وضو کیا، پھر اپنا دایاں ہاتھ دھویا یہاں تک کہ کہنی کے اوپر تک لے گئے، پھر بایاں ہاتھ دھویا یہاں تک کہ کہنی کے اوپر تک لے گئے۔ پھر اپنے سر کا مسح کیا۔ پھر دایاں پاؤں دھویا یہاں تک کہ پنڈلی تک پہنچا دیا، پھر بایاں پاؤں دھویا یہاں تک کہ پنڈلی تک لے گئے، پھر بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح وضو کرتے دیکھا ہے۔'' ②

## ضعیف روایت کا بیان:

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

① صحیح بخاری: ۱۹۳٤۔ صحیح مسلم: ۲۲٦۔
② صحیح مسلم: ۲٤٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(( إِذَا لَبِسْتُمْ، وَإِذَا تَوَضَّأْتُمْ، فَابْدَءُوْا بِأَيَامِنِكُمْ )) ①

''جب تم لباس پہنو اور وضو کرو تو اپنے دائیں سے شروع کرو۔''

## ۱۲۔ موالاۃ:

ارکان وضو میں موالاۃ (بغیر وقفہ کے اعضاء وضو کو دھونا کہ ایک کے خشک ہونے سے پہلے دوسرا عضو دھو لیا جائے) کے مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ کچھ علماء اس کے عدم وجوب اور کچھ وجوب کے قائل ہیں۔

### عدم وجوب کے قائلین:

ابو حنیفہ کا موقف، شافعی کا جدید موقف اور احمد کا ایک قول ہے کہ موالاۃ واجب نہیں ہے اور ابن حزم کا بھی یہی موقف ہے۔ ②

۱۔ ان کی دلیل آیت وضو کا ظاہر مفہوم ہے کیونکہ اس میں محض اعضا دھونے کا حکم ہے سو وضو کرنے والا جیسے بھی دھولے جائز ہے۔ نیز (عدم موالاۃ اس لیے بھی غیر واجب ہے کہ) یہ دو طہارتوں (وضو اور غسل) میں سے ایک طہارت ہے اور جیسے غسل میں موالاۃ واجب نہیں وضو میں بھی واجب نہیں ہے۔'' ③

- وضو اور غسل کو ہم مثل قرار دے کر موالاۃ کے وجوب کا انکار کرنا قطعاً درست نہیں کیونکہ وضو اور غسل کے احکام میں بہت زیادہ فرق ہے جس کی وضاحت شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے آئندہ بیان سے ملاحظہ کریں۔ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

---

❶ ضعيف: مسند أحمد: ۲/ ۳۵٤۔ سنن أبي داوٗد: ٤١٤١۔ سنن ابن ماجه: ٤٠٢۔ صحيح ابن خزيمة: ۱۷۸۔ صحيح ابن حبان: ۱۰۹۰۔ طبراني اوسط: ۱۰۹۷۔ عمل اليوم و الليلة لابن السني: ۱٦۔ سنن بيهقي: ۱/ ۸٦۔ سلیمان بن مہران اعمش کی تدلیس ہے۔

❷ صحيح فقه السنة: ۱/ ۱۲۲۔ ❸ المغني لابن قدامة مع الشرح الكبير: ۱/ ۱۵۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"وضو اور غسل میں معنوی فرق یہ ہے کہ وضو کے اعضاء متعدد ہیں علماء کے نزدیک جن میں ترتیب واجب ہے سو ان میں موالاۃ بھی واجب ہے اور غسل میں بدن ایک عضو کی مثل ہے جس میں نہ ترتیب ضروری ہے اور نہ موالاۃ۔ کیونکہ وضو کا حکم اپنے محل سے تجاوز کرتا ہے کہ (وضو میں) چار اعضاء دھوئے جائیں تو تمام جسم طاہر ہو جاتا ہے۔ لیکن جنابت نجاست کے مشابہ ہے اس کا حکم اپنے محل سے تجاوز نہیں کرتا (کہ کچھ جسم دھونے سے سارے جسم کی جنابت زائل نہیں ہوتی بلکہ سارا بدن دھونے سے جسم طاہر ہوتا ہے سو دو طہارتوں میں بہت زیادہ فرق اس لیے وضو کو غسل پر قیاس کرتے ہوئے اس سے موالاۃ کی شرط ختم نہیں کی جاسکتی)۔"[1]

## وجوب کے قائلین اور ان کے دلائل:

اوزاعی، مالک اور احمد بن حنبل کا موقف ہے کہ وضو میں موالاۃ واجب ہے۔[2]

ان کے دلائل حسب ذیل ہیں:

۱۔ اس موقف کے قائلین کی اول دلیل آیت وضو ہے کہ یہ آیت موالاۃ کا تقاضا کرتی ہے کیونکہ اعضا وضو کے بیان میں تسلسل ہے اور رسول اللہ ﷺ نے صفت وضو میں اس تسلسل کا دائمی لحاظ رکھا ہے، جو موالاۃ کے وجوب کی دلیل ہے۔

## فوائد:

۱۔ امام قرطبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« أَلْفَاظُ الْآيَةِ تَقْتَضِي الْمُوَالَاةَ بَيْنَ الْأَعْضَاءِ، وَهِيَ إِتْبَاعُ الْمُتَوَضِّئِ

---

[1] مجموع فتاوى ابن تيمية: ۲۱/۱۶۶۔
[2] نيل الأوطار: ۱/۱۹۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الْفِعْلَ الْفِعْلَ إِلَى آخِرِهِ مِنْ غَيْرِ تَرَاخٍ بَيْنَ أَبْعَاضِهِ، وَلَا فَصْلَ بِفِعْلٍ لَيْسَ مِنْهُ، وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي ذَلِكَ، فَهَذِهِ خَمْسَةُ أَقْوَالٍ ابْتُنِيَتْ عَلَى أَصْلَيْنِ:الْأَوَّلُ، أَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَمَرَ أَمْرًا مُطْلَقًا فَوَالِ أَوْ فَرِّقْ، وَإِنَّمَا الْمَقْصُودُ وُجُودُ الْغَسْلِ فِي جَمِيعِ الْأَعْضَاءِ عِنْدَ الْقِيَامِ إِلَى الصَّلَاةِ ، وَالثَّانِي : أَنَّهَا عِبَادَاتٌ ذَاتُ أَرْكَانٍ مُخْتَلِفَةٍ فَوَجَبَ فِيهَا التَّوَالِي كَالصَّلَاةِ، وَهَذَا أَصَحُّ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ ))[1]

''آیت کے الفاظ اعضاء وضو میں موالاۃ (تسلسل سے یکے بعد دیگرے اعضا دھونا کہ ان میں زیادہ وقفہ واقع نہ ہو) کا تقاضا کرتے ہیں اور (موالاۃ) وضو کرنے والے کا ایک عضو کے بعد دوسرے عضو کو دھونا کہ ان کے درمیان تاخیر نہ ہو اور ایسے فعل سے ان کے درمیان فاصلہ نہ کیا جائے جو وضو میں سے نہیں ہے۔ علماء کے اس مسئلہ میں پانچ مختلف اقوال ہیں جن کی بنیادی اساس دو ہیں۔ اول: اللہ تعالیٰ نے مطلق حکم دیا ہے سو چاہے تو موالاۃ کا اہتمام کر اور چاہے تو وقفے سے وضو کر اور مقصود کلام یہ ہے کہ نماز کے قیام کے وقت تمام اعضاء دھلے ہوئے ہوں۔ دوم: (اعضائے وضو) مختلف ارکان والی عبادات ہیں تو ان میں موالاۃ (بغیر وقفے کے تسلسل) اسی طرح واجب ہے جیسے نماز ہے۔ یہ موقف زیادہ درست اور قرین صواب ہے۔''

۲۔ ابن عطیہ اور ثعالبی بھی آیت وضو سے یہی استدلال کرتے ہیں:

(( وَ أَلْفَاظُ الْآيَةِ تَقْتَضِي الْمُوَالَاةَ بَيْنَ الْأَعْضَاءِ ))[2]

''آیت کے الفاظ اعضائے وضو میں موالاۃ کا تقاضا کرتے ہیں۔''

---

[1] تلخیص از تفسیر القرطبی: ۹۸/۶۔

[2] المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز لابن عطیة: ۱٦٤/۲۔ الجواهر الحسان فی تفسیر القرآن للثعالبی: ۳۵۹/۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا جب کہ اس نے وضو کیا تھا اور (پاؤں پر) ناخن کے برابر جگہ چھوڑ دی تھی وہاں پانی نہیں پہنچا تھا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا:

«اِرْجِعْ فَأَحْسِنْ وُضُوْءَكَ» ①

"واپس جا کر اچھی طرح وضو کر۔"

۳۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے وضو کیا اور پاؤں پر ایک ناخن کی جگہ خشک چھوڑ دی جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا:

«اِرْجِعْ فَأَحْسِنْ وُضُوْءَكَ فَرَجَعَ، ثُمَّ صَلَّى» ②

"واپس جا اور مکمل وضو کر۔ وہ واپس گیا (وضو کیا) پھر نماز ادا کی۔"

## فوائد:

۱۔ امام شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

یہ حدیث دلیل ہے کہ وضو میں اتنی مقدار بغیر دھوئے رہ جائے تو وضو کا اعادہ واجب ہے۔ ③

۲۔ فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"موالاۃ وضو کے فرائض میں سے چھٹا فرض ہے اور (موالاۃ یہ ہے کہ) ایک چیز دوسری کے بعد بلا تاخیر واقع ہو اور وضو میں موالاۃ شرط قرار دی گئی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

---

① صحیح: سنن أبی داؤد: ۱۷۳۔ سنن ابن ماجه: ٦٦٥۔ صحیح أبی داؤد: ۱٦٥۔

② صحیح مسلم: ۲٤۳۔

③ نیل الأوطار: ۱/۱۸٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ ﴾

[ المائدة : ٦ ]

''اس سے ( موالاۃ کے شرط ہونے کی ) دلیل یہ ہے کہ جواب شرط میں تسلسل ہوتا ہے اس میں تاخیر نہیں ہوتی اس ضرورت کے تحت کہ مشروط شرط سے ملا ہوا ہوتا ہے۔ سنت سے دلیل یہ ہے کہ نبی ﷺ نے پے در پے وضو کیا اور اعضائے وضو میں فاصلہ پیدا نہیں کیا نیز نبی ﷺ نے ایک کو شخص دیکھا جس نے وضو اور پاؤں پر ایک ناخن کے برابر جگہ چھوڑ دی تو آپ نے اسے اچھی طرح وضو کرنے کا حکم دیا اور صحیح مسلم میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے اس کہا کہ واپس جا اور اچھی طرح وضو کر۔ نیز مسند احمد میں ہے کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا کہ اس کی پاؤں کی پشت پر درہم کے برابر جگہ خشک تھی اسے پانی نہ لگا تھا تو آپ نے اسے وضو اور نماز دہرانے کا حکم دیا۔

اس استدلال سے بھی موالاۃ ثابت ہوتی ہے کہ وضو ایک ہی عبادت ہے اور جب اس کے ارکان میں فرق ڈالا جائے گا تو یہ ایک عبادت نہیں ہوگی۔

بعض علماء بیان کرتے ہیں کہ وضو میں موالاۃ سنت ہے وضو کی شرط نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اعضائے وضو کے دھونے کا حکم دیا موالاۃ یا تفریق سے جیسے بھی حاصل ہو جائے۔ راجح قول یہ ہے کہ موالاۃ شرط ہے کیونکہ یہ ایک ہی عبادت ہے جسے تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔'' ①

۴۔ خالد بن معدان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں کسی صحابی نے بیان کیا:

« أَنَّ النَّبِيَّ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي وَ فِي ظَهْرِ قَدَمِهِ لُمْعَةٌ قَدْرُ الدِّرْهَمِ

① الشرح الممتع على زاد المستقنع: ١/١٩١، ١٩٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لَمْ يُصِبْهَا الْمَاءُ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ أَنْ يُّعِيْدَ الْوُضُوْءَ وَ الصَّلَاةَ )) ①

''بلاشبہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا جب کہ اس کے پاؤں کے پشت پر درہم کے برابر خشک جگہ تھی جہاں پانی نہ پہنچا تھا تو نبی ﷺ نے اس وضو اور نماز دہرانے کا حکم دیا۔''

## فوائد:

۱۔ محمد شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

((وَهَذَا الْحَدِيْثُ فِيْهِ دَلِيْلٌ صَرِيْحٌ عَلَى وُجُوْبِ الْمُوَالَاةِ، لِأَنَّ الْأَمْرَ بِالْإِعَادَةِ لِلْوُضُوْءِ بِتَرْكِ اللُّمْعَةِ لَا يَكُوْنُ إِلَّا لِلُزُوْمِ الْمُوَالَاةِ )) ②

''یہ حدیث موالاۃ کے وجوب کی صریح دلیل ہے کیونکہ خشک جگہ چھوڑنے کی وجہ سے وضو دہرانے کا حکم موالاۃ کے لزوم کے لیے ہی ہے۔''

۲۔ امیر یمانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''یہ حدیث دلیل ہے کہ (وضو کے کسی عضو میں) بھول کر اور جہالت سے (کسی رکن وضو کو) ترک کرنے والے کا حکم قصداً ترک کرنے والے کے حکم کی مثل ہے۔'' ③

## راجح موقف:

دلائل کی رو سے موالاۃ کے وجوب کے قائلین کا موقف راجح اور درست ہے، جیسا کہ امام قرطبی اور ابن عثیمین نے اس موقف کو ترجیح دی ہے۔

① حسن: مسند أحمد: ۴۲۴/۳۔ سنن أبي داود: ۱۷۵۔ صحيح أبي داود: ۱۶۸۔ اس میں بقیہ بن ولید صدوق راوی اور باقی راوی ثقہ ہیں۔ مسند احمد میں بقیہ کی تحدیث ہے، نیز بقیہ بحیر بن سعد سے معنعن روایت کرے تو اس کی روایت اتصال پر مبنی ہے۔ ابن عبد الہادی کہتے ہیں: و رواية بقية عن بحير بن سعد صحيحة، سواء صرح بالتحديث أم لا (تعليقة على العلل لابن أبي حاتم ص: ۱۲۴ ح ۱۲۳/۳۵)۔ نیز خالد بن معدان تدلیس سے بری ہے۔ [ الفتح المبين في تحقيق طبقات المدلسين ص : ۳۸ ]

② عون المعبود : ۱۸۱/۱۔ سبل السلام : ۸۳/۱۔ ③ سبل السلام : ۸۳/۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# وضو کی سنتیں اور مستحبات

وضو کے فرائض کی طرح وضو کی کچھ سنتیں ہیں، جن پر عمل کرنا باعث اجر وثواب اور تقرب الٰہی کا باعث ہے۔ ذیل کی میں ان سنتوں کی تفصیل پیش خدمت ہے۔

## ا۔ مسواک کرنا:

مسواک کرنا مستحب عمل اور تقرب الٰہی کا ذریعہ ہے اس لیے مسواک کا کثرت سے اہتمام کرنا چاہیے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

« اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ » ①

''مسواک منہ کی صفائی اور رب کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔''

### فوائد:

امیر یمانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''تمام اوقات میں مسواک کرنا مستحب ہے اور پانچ اوقات میں اس کی فضیلت زیادہ ہو جاتی ہے۔ ا۔ وضو کے وقت۔ ۲۔ نماز کے وقت۔ ۳۔ تلاوت قرآن کے

---

① حسن: سنن نسائی: ۵۔ مسند أحمد: ۶/ ۶۲۔ مسند أبی یعلیٰ: ۴۹۱۶۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن أبی عتیق اور ان کے والد صدوق راوی ہیں۔ [ تحریر تقریب التهذیب ]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وقت۔۴۔ نیند سے بیدار ہونے کے وقت۔۵۔ منہ کا ذائقہ متغیر ہونے کے وقت۔ ①

## ۱۔ وضو کے وقت مسواک کرنا:

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي، لَأَمَرْتُهُمْ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ بِوُضُوءٍ أَوْ مَعَ كُلِّ وُضُوءٍ بِسِوَاكٍ، وَلَأَخَّرْتُ عِشَاءَ الْآخِرَةِ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ» ②

''اگر یہ بات نہ ہو کہ میں اپنی امت کو مشقت میں ڈال دوں گا تو میں انھیں ہر نماز کے ساتھ وضو کرنے یا ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا اور میں عشاء کو تہائی رات تک مؤخر کر دیتا۔''

یہ حدیث دلیل ہے کہ وضو کے آغاز میں مسواک کرنا مستحب اور افضل عمل ہے۔

## ۲۔ نماز کے وقت مسواک کرنا:

نماز کے شروع میں مسواک کرنا مستحب عمل ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي أَوْ عَلَى النَّاسِ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ» ③

''اگر یہ بات نہ ہو کہ میں اپنی امت کو یا لوگوں کو مشقت میں ڈال دوں گا تو میں انھیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔''

---

❶ سبل السلام: ۱/۵۸۔

❷ حسن: مسند أحمد: ۷۵۱۳۔ محمد بن عمرو بن علقمہ لیثی صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

❸ صحیح بخاری: ۸۸۷۔ صحیح مسلم: ۲۵۲۔ جامع ترمذی: ۲۲۔ سنن نسائی: ۷۔ سنن ابن ماجہ: ۲۸۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہ حدیث دلیل ہے کہ نماز سے قبل مسواک کرنا مستحب عمل ہے اور مسواک کرنا باعث اجر وثواب عمل ہے۔ لیکن مسواک کر کے نماز پڑھنے کی متعلق آئندہ روایات ضعیف ہیں۔

۱۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« فَضْلُ الصَّلَاةِ الَّتِي يُسْتَاكُ لَهَا عَلَى الصَّلَاةِ الَّتِي لَا يُسْتَاكُ لَهَا سَبْعِيْنَ ضِعْفًا » ①

''اس نماز کو جس کے لیے مسواک کی جائے اس نماز پر ستر گناہ فضیلت ہے جس کے لیے مسواک نہیں کی جاتی۔''

۲۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اَلرَّكْعَتَانِ بَعْدَ السِّوَاكِ أَحَبُّ مِنْ سَبْعِيْنَ رَكْعَةً قَبْلَ السِّوَاكِ » ②

''مسواک کے بعد دو رکعت نماز مسواک سے قبل ستر رکعت نماز سے (مجھے) زیادہ محبوب ہے۔''

۳۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« صَلَاةُ سِوَاكٍ خَيْرٌ مِنْ سَبْعِينَ صَلَاةٍ بِغَيْرِ سِوَاكٍ » ③

''مسواک والی نماز بغیر مسواک والی نماز سے ستر گنا بہتر ہے۔''

---

① ضعيف: صحيح ابن خزيمة: ١٣٧۔ مسند احمد: ١٤٦/٦۔ مستدرك حاكم: ١٤٦/١۔ الفردوس بماثور الخطاب: ٤٣٥٢۔ سنن بيهقي: ١٥٩۔ مسند أبي يعلىٰ: ٤٧٣٨۔ سلسلة الضعيفة: ١٥٠٣۔ یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس میں محمد بن اسحاق اور زہری کی تدلیس ہے۔ پھر مسند أبي يعلىٰ میں محمد بن اسحاق نے سماع کی صراحت کی اور معاویہ بن یحییٰ صدفی ضعیف راوی سے روایت بیان کی ہے۔

② ضعيف جدا: سنن بيهقي: ١٦٠:٣٨/١۔ شعب الإيمان للبيهقي: ٢٥٢٠۔ مجموع فيه مصنفات ابي جعفر ابن البختري: ٤٣٩۔ محمد بن عمر بن واقد واقدی متروک راوی ہے۔

③ ضعيف: سنن بيهقي: ١٦١:٣٨/١۔ كشف الخفاء: ١٦٠٤۔ اس کی سند میں حماد بن قیراط اور فرج بن فضالہ ضعیف راوی ہیں۔ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امام بیہقی کہتے ہیں کہ اس کی سند کمزور ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''نبی ﷺ جب رات کو بیدار ہوتے تو مسواک سے اپنا منہ صاف کرتے تھے۔''

۲۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((كُنَّا نُعِدُّ لَهُ سِوَاكَهُ وَطَهُوْرَهُ، فَيَبْعَثُهُ اللّٰهُ مَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَتَسَوَّكُ، وَيَتَوَضَّأُ)) ①

''ہم (رات کو) آپ کے لیے آپ کی مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھ چھوڑتی تھیں پھر اللہ تعالیٰ جب چاہتا آپ کو اٹھا دیتا تو آپ مسواک کرتے اور وضو کرتے تھے۔''

۳۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

(( أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَنَامُ إِلَّا وَالسِّوَاكُ عِنْدَهُ، فَإِذَا اسْتَيْقَظَ بَدَأَ بِالسِّوَاكِ)) ②

''رسول اللہ ﷺ سوتے نہیں تھے مگر مسواک آپ کے پاس ہوتی تھی، پھر جب آپ بیدار ہوتے تو مسواک سے آغاز کرتے تھے۔''

## مسواک نہ ہو تو کیا کرے؟

اگر وضو کرتے وقت مسواک میسر نہ ہو تو کلی کرنے ہی پر اکتفا کرنے چاہیے، مسواک نہ ہونے پر منہ میں انگلی پھیرنا یا جس کے دانت نہ ہو اس کا مسواک کے بجائے منہ میں انگلی پھیرنا درست نہیں۔ ایسی روایات جن میں مسواک کی عدم دستیابی کی صورت میں اور دانت نہ ہونے کی صورت میں منہ میں انگلی پھیرنے کا بیان ہے ضعیف اور نا قابل احتجاج ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

---

❶ صحيح مسلم: ٧٤٦۔ سنن أبي داوٗد: ٥٦۔ سنن نسائي: ١٣١٥۔ سنن ابن ماجه: ١١٩١۔

❷ حسن: مسند أحمد: ١١٧/٢۔ قيام الليل للمروزي ص: ٤٧۔ سلسلة الصحيحة: ٢١١١۔ محمد بن ابراہیم بن مسلم بن بن مہران صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۱۔ ابومطر جہنی بیان کرتے ہیں کہ ہم امیر المؤمنین (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا اور عرض کی: مجھے رسول اللہ ﷺ کا وضو کر کے دکھایئے۔ انھوں نے قنبر (اپنے غلام) کو بلایا اور کہا کہ مجھے پانی کا برتن دو۔

«فَغَسَلَ كَفَّيْهِ وَوَجْهَهُ ثَلَاثًا، فَأَدْخَلَ بَعْضَ أَصَابِعِهِ فِي فِيْهِ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا، وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا، وَمَسَحَ رَأْسَهُ وَاحِدَةً، ثُمَّ قَالَ يَعْنِي الْأُذُنَيْنِ، فَقَالَ: خَارِجَهُمَا مِنَ الرَّأْسِ وَ بَاطِنَهُمَا مِنَ الْوَجْهِ وَرِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، وَلِحْيَتُهُ تَهْطِلُ عَلَى صَدْرِهِ، ثُمَّ حَسَا حَسْوَةً بَعْدَ الْوُضُوءِ، ثُمَّ قَالَ: أَيْنَ السَّائِلُ عَنْ وُضُوْءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ هٰكَذَا كَانَ وُضُوْءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» ①

''انھوں نے اپنے ہاتھ اور چہرہ تین مرتبہ دھویا، اور اپنی کوئی انگلی منہ میں داخل کی، تین مرتبہ ناک میں پانی چڑھایا، تین مرتبہ اپنے بازو دھوئے اور ایک مرتبہ اپنے سر کا مسح کیا۔ کانوں کا مسح کیا چہرے کے اندورنی سمتوں کا اور سر کی بیرونی سمتوں کا اور تین بار پاؤں دھوئے۔ ان کی ڈاڑھی سینے تک پھیلی تھی۔ پھر انھوں نے ایک گھونٹ سے پانی پیا، پھر کہا: رسول اللہ ﷺ کے وضو کے بارے میں پوچھنے والا کہاں ہے؟ نبی ﷺ کا وضو اس طرح تھا۔''

۲۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«تَجْزِي مِنَ السِّوَاكِ الْأَصَابِعُ» ②

---

① ضعیف: مسند أحمد: ۱/۱۵۸۔ المنتخب من مسند عبد بن حمید: ۹۵۔ مختار بن نافع تیمی ضعیف اور ابومطر جہنی مجہول راوی ہے۔

② ضعیف: سنن بیهقی: ۱/۴۰۔ ارواء الغلیل: ۶۹۔ امام بخاری کہتے ہیں کہ عبدالحکم قسملی سیدنا انس اور سیدنا ابوبکر سے منکر روایات بیان کرتا ہے (سنن بیهقی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''انگلیاں مسواک سے کفایت کر جاتی ہیں۔''

۳۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« يُجْزِئُ مِنَ السِّوَاكِ الْأَصَابِعُ » ①

''انگلیاں مسواک سے کفایت کرتی ہیں۔''

۴۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« تجْزِى الْأَصَابِعُ مَجْزَى السِّوَاكِ » ②

''انگلیاں مسواک سے کفایت کرتی ہیں۔''

## خلاصہ بحث:

درج بالا روایات کی تحقیق سے ثابت ہوا کہ مسواک کرنا افضل عمل ہے اور مسواک کی دستیابی کی صورت میں مسواک کرنی چاہیے لیکن اگر مسواک نہ ہو تو وضو میں کلی کرتے وقت منہ میں شہادت کی انگلی پھیرنا اور اس سے منہ کی صفائی کرنا درست نہیں۔ مسواک کی عدم دستیابی کی صورت میں انگلی کو مسواک کا بدل قرار دینے والی تمام روایات ضعیف ہیں۔ لہٰذا اس مفہوم کی روایات کے عدم ثبوت کی صورت میں صاحب ہدایہ کی انگلی سے منہ کی صفائی کو مستحب کہنا اور اس فعل کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا درست نہیں۔ امام مرغینانی بیان کرتے ہیں:

---

① ضعیف : الأحاديث المختارة للضياء المقدسي : ۲۶۹۹۔ ابو محمد بن ابی بکر بن قاسم معروف بابن علیۃ مجہول راوی ہے۔ امام ذہبی نے اسے تاریخ الاسلام میں بغیر تعدیل و تجریح کے ذکر کیا ہے۔ اس روایت کو امام بیہقی نے سنن بیهقي: ۱/ ۴۰۔ (ارواء الغليل: ۱/ ۱۰۸۔) نیز جس سند کو امام بیہقی نے محفوظ قرار دیا ہے اس میں بعض اہل بیتی مجہول ہے۔

② ضعیف: سنن بيهقي: ۱/ ۴۰۔ الأحاديث المختارة للضياء المقدسي: ۲۷۰۰۔ عبد الرحمٰن بن عبد العزیز بن صادر مجہول راوی ہے۔ حافظ ضیاء مقدسی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: اس روایت کی سند میں ایک راوی ہے جسے میں نہیں جانتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



«وَعِنْدَ فَقْدِهِ يُعَالِجُ بِالْأُصْبُعِ لِأَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام فَعَلَ كَذَلِكَ، وَالْأَصَحُّ أَنَّهُ مُسْتَحَبٌّ» ①

"اور مسواک کی عدم دستیابی کی صورت میں انگلی سے صفائی کرے کیونکہ آپ ایسے کیا کرتے تھے اور راجح موقف یہ ہے کہ (مسواک نہ ملنے پر انگلی سے منہ کی صفائی کرنا) مستحب فعل ہے۔"

۵۔ سیدنا عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْأَصَابِعُ تَجْرِي مَجْرَى السِّوَاكِ، إِذَا لَمْ يَكُنْ سِوَاكٌ» ②

"انگلیاں مسواک کے قائم مقام ہیں جب مسواک نہ ہو۔"

## جس شخص کے دانت گر گئے ہوں؟

جس شخص کے منہ میں دانت نہ ہوں وہ بھی منہ کی صفائی کے لیے مسواک ہی کرے گا۔ اس شخص کے لیے یہی عمل مسنون اور تقرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔ نیز جس روایت میں بیان ہے کہ جس کے دانت نہ ہوں وہ انگلی سے منہ کی صفائی کرے اور یہ عمل مسواک کے قائم مقام ہے، ضعیف ہے۔

۱۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جس آدمی کے دانت جھڑ گئے ہوں وہ مسواک کرے گا؟ آپ نے فرمایا: "ہاں! میں نے پوچھا: "وہ کیسے مسواک کرے؟" آپ نے فرمایا: «يُدْخِلُ إِصْبَعَهُ فِي فِيهِ» ③

---

① الهداية في شرح بداية المبتدي: ۱/ ۱۵، ۱۶۔

② موضوع: طبراني اوسط: ۶۴۳۷۔ سلسلة الأحاديث الضعيفة: ۲۴۷۱۔ اس روایت میں کثیر بن عبداللہ بن عمرو متہم بالکذب راوی ہے۔

③ ضعیف: طبراني اوسط: ۶۶۷۸۔ اس میں عیسیٰ بن عبداللہ انصاری ضعیف راوی ہے۔ علامہ البانی کہتے ہیں: ابن حبان نے اسے ضعیف کہا اور ابن عدی نے بیان کیا کہ یہ روایت اس کی منکر روایات میں سے ہے۔ [تمام المنة ص: ۹۰]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''وہ انگلی منہ میں داخل کرے۔''

## ۲۔ آغاز وضو میں دونوں ہاتھ دھونا:

وضو کے آغاز میں دونوں ہاتھوں کو دھونا مسنون ہے۔ وضو کے آغاز میں دونوں ہاتھ کو پائچوں تک ایک مرتبہ، دو مرتبہ یا تین مرتبہ دھونا مسنون و مستحب عمل ہے۔ البتہ نیند سے بیدار ہونے پر انھیں تین مرتبہ دھونے کا حکم ہے۔ دلائل حسب ذیل ہیں۔

۱۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

(( تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً مَرَّةً )) ①

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک مرتبہ وضو کیا۔''

یہ حدیث دلیل ہے کہ دیگر اعضائے وضو کی طرح وضو کے آغاز میں دونوں ہاتھوں کو ایک بار دھونا مسنون عمل ہے۔

۲۔ سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کی فرمائش کی گئی تو انھوں نے نبوی طریقہ کے مطابق وضو کرنے کی ہامی بھری:

(( فَدَعَا بِمَاءٍ، فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَ مَرَّتَيْنِ )) ②

''انھوں نے پانی منگوایا، اسے اپنے ہاتھوں پر ڈالا اور انھیں دو مرتبہ دھویا۔''

۳۔ حمران مولیٰ عثمان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا انھوں نے وضو کا پانی منگوایا:

((فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ مِنْ إِنَائِهِ، فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ )) ③

''انھوں نے برتن سے پانی اپنے دونوں ہاتھوں پر ڈالا اور انھیں تین مرتبہ دھویا۔''

---

① صحیح بخاری: ۱۵۷۔ سنن أبی داوٗد: ۱۳۸۔ جامع ترمذی: ٤٥۔

② صحیح بخاری: ۱۸۵۔

③ صحیح بخاری: ١٦٤۔ صحیح مسلم: ۲۲٦۔ سنن نسائی: ۸٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## فوائد:

۱۔ امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

یہ حدیث (عثمان) دلیل ہے کہ وضو کے آغاز میں دونوں ہاتھوں کو دھونا سنت ہے اور اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔" ①

۲۔ یہ احادیث دلیل ہیں کہ وضو کے شروع میں دونوں ہاتھوں کو دھونا مستحب عمل ہے اور آغاز وضو میں انھیں ایک مرتبہ، دو مرتبہ یا تین مرتبہ دھونا جائز و مشروع ہے۔ البتہ نیند سے بیدار ہونے پر دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھونا لازم ہے پھر وضو یا غسل کے برتن میں ہاتھ داخل کرنے چاہییں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلْيَغْسِلْ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهَا فِي وَضُوْئِهِ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِيْ أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ» ②

"جب تم میں سے کوئی شخص نیند سے بیدار ہو تو وہ وضو والے برتن میں اپنا ہاتھ داخل کرنے سے پہلے (تین مرتبہ) دھوئے کیونکہ تم میں سے کوئی ایک نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری ہے۔"

## فوائد:

۱۔ امیر یمانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«اَلْحَدِيْثُ يَدُلُّ عَلَى إِيْجَابِ غَسْلِ الْيَدِ لِمَنْ قَامَ مِنْ نَوْمِهِ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا» ③

---

① شرح النووی: ۱/۱۰۰۔
② صحیح بخاری: ۱۶۲۔ صحیح مسلم: ۲۷۸۔ سنن أبی داوٗد: ۱۰۳۔
③ سبل السلام: ۱/۶۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''یہ حدیث دلیل ہے کہ رات یا دن کی نیند سے بیدار ہونے والے پر ہاتھوں کا دھونا واجب ہے۔''

۲۔ امام ترمذی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اسحاق بن راہویہ کا موقف ہے کہ جب کوئی شخص دن یا رات کی نیند سے بیدار ہو تو وہ اپنے وضو کے برتن میں ہاتھ داخل نہ کرے جب تک اسے دھو نہ لے۔

حافظ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''میرے نزدیک اسحاق بن راہویہ کا موقف راجح ہے (کہ نیند کے بعد ہاتھ دھونے سے پہلے کسی برتن میں ہاتھ داخل کرنا حرام ہے اور انھیں برتن میں داخل کرنے سے پہلے دھونا واجب ہے)۔ البتہ جب کوئی ہاتھ دھونے سے پہلے اسے برتن میں ڈال دے تو کیا پانی نجس ہوگا یا نہیں، ظاہر یہ ہے کہ ایسا پانی مشکوک ہو جاتا ہے اور اس کا حکم مشکوک پانی والا ہو جاتا ہے۔ [1] واللہ اعلم

## ۳۔۴۔۵۔ دو سے تین مرتبہ کلی کرنا، ناک میں پانی چڑھانا اور ناک جھاڑنا:

وضو میں ایک بار کلی کرنا، ایک بار ناک میں پانی چڑھانا اور ایک بار ناک جھاڑنا فرض ہے اور یہ افعال دو یا تین مرتبہ انجام دینا مسنون و مستحب ہے۔ اس لیے ان افعال کو ایک سے لے کر تین مرتبہ حیطۂ عمل میں لایا جا سکتا ہے۔

۱۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

(( تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً مَرَّةً )) [2]

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک مرتبہ وضو کیا۔''

---

[1] تحفة الأحوذی: ۱/۸۳۔

[2] صحیح بخاری: ۱۵۷۔ سنن أبی داؤد: ۱۳۸۔ جامع ترمذی: ٤٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

(( أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ )) ①

''بلاشبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو مرتبہ وضو کیا۔''

۳۔ سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ وضو کا نبوی طریقہ کی عملی مشق کرتے ہیں:

(( فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ، ثَلَاثَ غَرَفَاتٍ )) ②

''انھوں نے تین چلوؤں سے کلی کی، ناک میں پانی چڑھایا اور ناک جھاڑی۔''

فوائد:

یہ احادیث دلیل ہیں کہ وضو میں کلی کرنا، ناک میں پانی چڑھانا اور ناک جھاڑنا ایک بار، دو بار اور تین بار ثابت ہے اس لیے وضو میں جو بھی صورت اختیار کی جائے جائز و مسنون ہے۔

## ۶۔ بائیں ہاتھ سے ناک جھاڑنا:

وضو میں باقی اعضاء کے لیے دایاں ہاتھ استعمال کرنا چاہیے لیکن ناک جھاڑنا بائیں ہاتھ سے مسنون ہے۔

❁ عبد خیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے وضو کا پانی منگوایا:

(( فَتَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، وَنَثَرَ بِيَدِهِ الْيُسْرَى فَفَعَلَ هَذَا ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: هَذَا طُهُورُ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ )) ③

''پھر انھوں نے کلی کی، ناک میں پانی چڑھایا اور اپنے بائیں ہاتھ سے ناک جھاڑا۔ انھوں نے یہ عمل تین مرتبہ کیا پھر کہا: ''یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو ہے۔''

---

① صحیح بخاری: ۱۵۸۔ ② صحیح بخاری: ۱۸۶۔ صحیح مسلم: ۲۳۵۔

③ صحیح: سنن نسائی: ۹۱۔ سنن دارمی: ۷۶۲۔ مسند أبی یعلیٰ: ۲۸۶۔ صحیح ابن خزیمة: ۱۴۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## ۷۔ ناک جھاڑنے میں دو یا تین مرتبہ مبالغہ کرنا:

ناک میں پانی چڑھاتے اور ناک جھاڑتے وقت ایک مرتبہ مبالغہ کرنا فرض جب کہ دو یا تین مرتبہ مبالغہ کرنا مستحب عمل ہے۔

۱۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( اِسْتَنْثِرُوْا مَرَّتَيْنِ بَالِغَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا )) ①

''دو یا تین مرتبہ خوب اچھی ناک صاف کرو۔''

۲۔ ابو غطفان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا، انھوں نے وضو کیا تو کلی کی اور ناک میں دو مرتبہ پانی چڑھایا اور بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( إِذَا مَضْمَضَ أَحَدُكُمْ وَاسْتَنْثَرَ فَلْيَفْعَلْ ذَلِكَ مَرَّتَيْنِ بَالِغَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا )) ②

''جب تم میں سے کوئی شخص کلی کرے اور ناک جھاڑے تو وہ یہ عمل (ناک جھاڑنا) دو یا تین مرتبہ خوب اچھی طرح کرے۔''

### فوائد:

امام شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

(( وَالْحَدِيْثُ يَدُلُّ عَلَى وُجُوْبِ الْاِسْتِنْثَارِ، وَقَدْ تَقَدَّمَ ذِكْرُ الْخِلَافِ فِيْهِ فِي شَرْحِ حَدِيْثِ عُثْمَانَ، وَالْمُرَادُ بِقَوْلِهِ بَالِغَتَيْنِ: أَنَّهُمَا فِي أَعْلَى نِهَايَةِ الْاِسْتِنْثَارِ مِنْ قَوْلِهِمْ: بَلَغْتُ الْمَنْزِلَ، وَأَمَّا تَقْيِيْدُ الْأَمْرِ

---

① حسن: سنن أبي داوٗد: ۱٤۱۔ سنن ابن ماجه: ٤۰۸۔ مسند احمد: ۲۰۱۱۔ قارظ بن شیبہ صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

② حسن: مسند أبي داوٗد طیالسی: ۲۸٤۸۔ سنن بیهقی: ۲۲۷۔ قارظ بن شیبہ صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بِالِاسْتِنْثَارِ بِمَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَيُمْكِنُ الِاسْتِدْلَالُ عَلَى عَدَمِ وُجُوْبِ الثَّانِيَةِ وَالثَّالِثَةِ بِحَدِيْثِ (الْوُضُوْءُ مَرَّةً) وَيُمْكِنُ الْقَوْلُ بِإِيْجَابِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ، إِمَّا لِأَنَّهُ خَاصٌّ وَحَدِيْثُ الْوُضُوْءِ مَرَّةً عَامٌّ، وَإِمَّا لِأَنَّهُ قَوْلٌ خَاصٌّ بِنَا فَلَا يُعَارِضُهُ فِعْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا تَقَرَّرَ فِي الْأُصُوْلِ، الْمَقَامُ لَا يَخْلُو عَنْ مُنَاقَشَةٍ فِي كِلَا الطَّرَفَيْنِ "[1]

"یہ حدیث ناک جھاڑنے کے وجوب پر دلالت کرتی ہے۔ اس مسئلہ میں اختلاف حدیث عثمان کی شرح میں پیچھے بیان ہوا ہے۔ آپ کے فرمان: " بِالِغَتَيْنِ" سے مراد ناک جھاڑنے میں انتہائی حد تک جانا چاہیے جیسا کہ عربوں کا قول ہے کہ میں منزل پر پہنچا (یعنی تم سفر ختم کرنے کے بعد اصل منزل تک پہنچا ہوں)۔ نیز ناک صاف کرنے کے حکم کی دو یا تین مرتبہ قید لگانا ممکن ہے اس سے مراد حدیث وضو (کہ آپ نے وضو میں ایک مرتبہ ناک جھاڑی) کی رو سے دوسری اور تیسری مرتبہ ناک جھاڑنے کے عدم وجوب کی دلیل لی گئی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ دو یا تین مرتبہ ناک صاف کرنے کے وجوب کا استدلال کیا گیا ہو۔ کیونکہ یہ حدیث خاص اور وضو کی حدیث عام ہے۔ (سو عام کی تخصیص کی جائے گی) یا حکم ہمارے (امت کے) کے ساتھ خاص ہے اور آپ کا فعل اس (حکم) کے متعارض نہیں ہے، جیسا کے اصول میں یہ قاعدہ ثابت ہے۔ نیز یہ مقام دو طرفہ دلائل کی بحث سے خالی نہیں ہے۔"

۲۔ یہاں دو یا تین مرتبہ ناک میں پانی چڑھانے اور ناک صاف کرنے میں مبالغہ کرنے کا حکم استحباب کے لیے ہے، کیونکہ نبی ﷺ کا ذاتی عمل اس حکم کے خلاف ہے، اس لیے ناک میں پانی چڑھانے اور ناک صاف کرنے میں ایک ایک مرتبہ مبالغہ کرنا واجب

---

[1] نيل الأوطار: ۱/ ۱۶۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور دو یا تین مرتبہ یہ عمل کرنا مستحب اور افضل ہے۔ آئندہ احادیث گزشتہ حکم کو استحباب پر محمول کرنے کے لیے قرینہ صارفہ ہیں۔

۱۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

(( تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً مَرَّةً )) ①

''نبی ﷺ نے ایک ایک مرتبہ وضو کیا۔''

۲۔ گزشتہ حدیث کی تفصیل بیان کرتے ہوئے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبوی طریقہ وضو کا عملی مظاہرہ کرتے ہیں۔ عطا بن یسار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وضو کیا اور منہ دھویا، انھوں نے ایک چلو پانی لیا اور اس سے کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا (اور ناک صاف کی)۔ پھر انھوں نے ایک چلو پانی لیا اور اس کے ساتھ اپنا دوسرا ہاتھ ملایا (اور لپ میں پانی لے کر) اس سے اپنا منہ دھویا۔ پھر ایک چلو پانی لیا اور اس سے اپنا دایاں ہاتھ دھویا، پھر ایک چلو پانی لیا اور اس سے اپنا بایاں ہاتھ دھویا۔ پھر اپنے سر کا مسح کیا، اس کے بعد ایک چلو پانی لیا اور اسے اپنے دائیں پاؤں پر ڈالا اور اسے دھویا، پھر ایک اور چلو لیا اور اس سے اپنا بایاں پاؤں دھویا۔ پھر انھوں نے بیان کیا:

(( هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ )) ②

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح وضو کرتے دیکھا۔''

## فوائد:

۱۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے تمام فرائض وضو کے ایک ایک مرتبہ فرض ہونے کا موقف اختیار کیا

---

❶ صحیح بخاری: ۱۵۷۔

❷ صحیح بخاری: ۱۴۰۔ سنن أبی داوٗد: ۱۳۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے، بیان کرتے ہیں:

(( وَ بَيَّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ فَرْضَ الوُضُوْءِ مَرَّةً مَرَّةً )) ①

''نبی ﷺ نے بیان کیا کہ وضو کا فرض ایک ایک مرتبہ ہے۔''

۲۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے گزشتہ حدیث جس میں دو یا تین مرتبہ خوب اچھی طرح ناک صاف کرنے کا حکم ہے، اسے استحباب پر محمول کیا ہے۔ انھوں نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان قائم کیا ہے:

(( بَابُ سُنَّةِ التَّكْرَارِ فِي الْمَضْمَضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقِ )) ②

''کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے اور صاف کرنے میں تکرار کے مسنون ہونے کا بیان۔''

۳۔ درج بالا احادیث اور محدثین کے استدلال سے واضح ہوتا ہے کہ دوران وضو ناک میں پانی چڑھانا اور ناک صاف کرنا ایک ایک مرتبہ فرض اور دو یا تین مرتبہ مسنون و مستحب عمل ہے۔

## ۸۔ اعضائے وضو دو یا تین مرتبہ دھونا:

اعضائے وضو: چہرہ، دونوں ہاتھ اور پاؤں کو ایک ایک بار دھونا فرض اور دو یا تین مرتبہ دھونا سنت ہے۔

۱۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

(( تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً مَرَّةً )) ③

''نبی ﷺ نے ایک ایک مرتبہ وضو کیا۔''

---

① صحيح بخاری : باب ما جاء فی الوضوء۔
② سنن بيهقی : ۸۲/۱۔
③ صحيح بخاری : ۱۵۷۔ سنن أبی داوٗد : ۱۳۸۔ جامع ترمذی : ٤٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

(( أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ )) ①

''بلاشبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو مرتبہ وضو کیا۔''

**فائدہ:**

حافظ عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''دو دو مرتبہ وضو کرنا جائز ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔'' ②

۳۔ ابوانس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

((أَنَّ عُثْمَانَ تَوَضَّأَ بِالْمَقَاعِدِ فَقَالَ : أَلَا أُرِيكُمْ وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ ثُمَّ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا )) ③

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے (اپنے گھر کے قریب) نشست گاہوں پر وضو کیا اور فرمایا: ''کیا میں تمھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو کر کے نہ دکھاؤں؟'' پھر انھوں نے تین تین مرتبہ وضو کیا۔''

۴۔ شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

(( رَأَيْتُ عَلِيًّا، وَعُثْمَانَ تَوَضَّيَا ثَلَاثًا ثَلَاثًا، وَقَالَا: هٰكَذَا رَأَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ )) ④

''میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا انھوں نے تین تین مرتبہ وضو کیا اور بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح وضو کرتے دیکھا ہے۔''

---

① صحیح بخاری: ۱۵۸۔

② تحفة الأحوذی: ۱/ ۱۱۴۔

③ صحیح مسلم: ۲۳۰۔

④ حسن: مسند بزار: ۳۹۴۔ عبدالرحمٰن بن ثابت بن ثوبان صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## فوائد:

۱۔ امام بخاری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«وَبَيَّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ فَرْضَ الْوُضُوْءِ مَرَّةً مَرَّةً، وَتَوَضَّأَ أَيْضًا مَرَّتَيْنِ وَثَلَاثًا، وَلَمْ يَزِدْ عَلَى ثَلَاثٍ، وَكَرِهَ أَهْلُ الْعِلْمِ الْإِسْرَافَ فِيهِ، وَأَنْ يُجَاوِزُوْا فِعْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» ①

''نبی ﷺ نے واضح کیا ہے کہ ایک ایک مرتبہ وضو کرنا فرض ہے اور اسی طرح آپ نے دو مرتبہ اور تین مرتبہ بھی وضو کیا اور آپ نے (وضو میں) تین کے عدد سے اضافہ نہیں کیا۔ نیز اہل علم نے وضو میں اسراف اور نبی ﷺ کے فعل سے تجاوز کو ناپسند کیا ہے۔''

۲۔ امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«وَقَدْ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَى أَنَّ الْوَاجِبَ فِي غَسْلِ الْأَعْضَاءِ مَرَّةً مَرَّةً وَعَلَى أَنَّ الثَّلَاثَ سُنَّةٌ» ②

''تمام مسلمانوں کا اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ اعضائے وضو کو ایک ایک بار دھونا واجب ہے اور تین بار دھونا سنت ہے۔''

۴۔ اعضائے وضو کو دھونے میں عددی ترتیب اور عدم ترتیب دونوں صورتیں جائز ہیں، لہٰذا وضو کرنے والے چاہے تو تمام اعضائے وضو کو ایک ایک مرتبہ، تمام اعضائے وضو کو دو دو مرتبہ، تمام اعضائے وضو کو تین تین مرتبہ عددی ترتیب سے دھو سکتا ہے جیسا کہ گزشتہ احادیث میں ان صورتوں کی وضاحت ہے اور چاہے تو اعضائے وضو کی عددی ترتیب میں کمی بیشی کر سکتا ہے یعنی کچھ اعضاء کو ایک مرتبہ کچھ کو دو مرتبہ اور بعض کو تین مرتبہ دھو سکتا ہے۔

---

① صحیح بخاری: کتاب الوضوء، باب ما جاء فی الوضوء۔

② شرح النووی: ۳/ ۱۰۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۱۔ عمارہ بن ابی حسن رحمہ اللہ نے سیدنا عبد اللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے نبوی وضو کرنے کا مطالبہ کیا تو انھوں نے وضو سکھانے کی ہامی بھری اور وضو کا پانی منگوایا:

«فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ، فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ، بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ حَتَّى ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ، ثُمَّ رَدَّهُمَا إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ» ①

''انھوں نے اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور انھیں دو مرتبہ دھویا، پھر کلی کی اور تین مرتبہ ناک جھاڑی، اس کے بعد تین مرتبہ اپنا چہرہ دھویا، پھر اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دو دو بار دھوئے، پھر دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کا مسح کیا۔ وہ (سر کا مسح کرتے ہوئے) اپنے دونوں ہاتھوں کے سر کے اگلے حصے سے سر کے پیچھے اور پچھلے حصے سے آگے لے آئے۔ آپ نے مسح کا آغاز سر کے اگلے حصے سے کیا حتی کہ انھیں اپنی گدی تک لے گئے پھر انھیں واپس اس جگہ پر لے آئے جہاں سے آغاز کیا تھا۔ پھر اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔''

۲۔ سیدنا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«تَوَضَّأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ، وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ» ②

''رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور تین بار اپنا چہرہ دھویا، اپنے دونوں ہاتھ دو دو مرتبہ دھوئے، اپنے سر کا مسح کیا اور اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔''

---

① صحیح بخاری: ۱۸۵۔ صحیح مسلم: ۲۳۵۔

② صحیح: مسند حمیدی: ۴۲۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## فوائد:

۱۔ امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« وَقَدْ جَاءَتِ الْأَحَادِيْثُ الصَّحِيْحَةُ بِالْغَسْلِ مَرَّةً مَرَّةً وَثَلَاثًا ثَلَاثًا وَبَعْضُ الْأَعْضَاءِ ثَلَاثًا وَبَعْضُهَا مَرَّتَيْنِ وَبَعْضُهَا مَرَّةً قَالَ الْعُلَمَاءُ: فَاخْتِلَافُهَا دَلِيْلٌ عَلَى جَوَازِ ذَلِكَ كُلِّهِ وَأَنَّ الثَّلَاثَ هِيَ الْكَمَالُ وَالْوَاحِدَةُ تُجْزِئُ فَعَلَى هَذَا يُحْمَلُ اخْتِلَافُ الْأَحَادِيْثِ » [1]

''صحیح احادیث میں اعضائے وضو کو ایک ایک مرتبہ اور تین تین مرتبہ دھونا اور بعض اعضا کو تین مرتبہ، بعض کو دو مرتبہ اور بعض کو ایک مرتبہ دھونا ثابت ہے۔ علماء بیان کرتے ہیں کہ مختلف احادیث ان تمام صورتوں کے جواز کی دلیل ہیں۔ اعضائے وضو کو تین مرتبہ دھونا کمال اور ایک مرتبہ دھونا کفایت کرتا ہے۔ اس مفہوم پر مختلف احادیث کو محمول کیا جائے گا۔''

۱۔ امام ترمذی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« وَقَدْ رَخَّصَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي ذَلِكَ لَمْ يَرَوْا بَأْسًا أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بَعْضَ وُضُوْءِهِ ثَلَاثًا وَبَعْضَهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ مَرَّةً) وَهُوَ الْقَوْلُ الرَّاجِحُ الْمُعَوَّلُ عَلَيْهِ لِأَحَادِيْثِ الْبَابِ » [2]

''بعض علماء نے اس مسئلہ میں رخصت دی ہے، وہ اس بات میں کچھ حرج نہیں سمجھتے کہ کوئی شخص وضو کا کوئی رکن تین مرتبہ، کوئی دو مرتبہ اور کوئی ایک مرتبہ دھو لے (عبدالرحمٰن مبارکپوری کہتے ہیں) اور یہی موقف راجح ہے، احادیث الباب کی رو سے جس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔''

---

[1] شرح النووی: ۳/ ۱۰۱۔

[2] تحفة الأحوذی: ۱/ ۱۱۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## تین کے عدد سے تجاوز مکروہ عمل:

اعضائے وضو کو زیادہ سے زیادہ تین بار دھویا جا سکتا ہے اس سے تجاوز کرنا ناجائز اور سنت سے انحراف ہے۔

۱۔ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! وضو کا طریقہ کیا ہے؟

« فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ، وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا الْوُضُوْءُ فَمَنْ زَادَ عَلَى هَذَا أَوْ نَقَصَ فَقَدْ أَسَاءَ وَظَلَمَ » ①

''چنانچہ آپ نے پانی منگوایا اور تین تین مرتبہ وضو کیا، سر کا مسح کیا اور دونوں پاؤں دھوئے پھر فرمایا: ''اس طرح وضو ہے۔ سو جس نے اس پر اضافہ کیا یا کمی کی تو اس نے برا کیا اور ظلم کیا۔''

### فوائد:

۱۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ اعضائے وضو میں تین سے تجاوز کرنا ظلم و زیادتی اور گناہ کا کام ہے۔ امام بغوی رحمہ اللہ اس حدیث کی توضیح میں لکھتے ہیں:

« قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ: لَا آمَنُ إِذَا زَادَ فِي الْوُضُوْءِ عَلَى الثَّلَاثِ أَنْ يَأْثَمَ وَقَالَ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ: لَا يَزِيْدُ عَلَى الثَّلَاثِ إِلا رَجُلٌ مُبْتَلًى » ②

''عبداللہ بن مبارک بیان کرتے ہیں کہ مجھے ڈر ہے کہ جب کوئی شخص وضو میں تین سے تجاوز کرے گا تو وہ گناہ گار ہوگا اور احمد اور اسحاق کہتے ہیں کہ وضو میں تین سے تجاوز کوئی پاگل شخص ہی کرے گا۔''

---

① حسن: شرح معاني الآثار: ١٧٦۔ سنن أبي داوٗد: ١٣٥۔ شعیب بن محمد بن عبداللہ صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

② شرح السنة: ١/ ٤٤٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ ابونعامہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو سنا وہ کہہ رہا تھا کہ اے اللہ! میں جب جنت میں داخل ہوں تو تجھ سے جنت کے دائیں جانب سفید محل کا سوال کرتا ہوں۔ اس پر انھوں نے کہا: ''بیٹے! اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کر اور آگ سے اس کی پناہ طلب کر کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا:

«إِنَّهُ سَيَكُوْنُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ قَوْمٌ يَّعْتَدُوْنَ فِي الطَّهُوْرِ وَالدُّعَاءِ» ①

بلاشبہ عنقریب اس امت میں کچھ لوگ ہوں گے جو وضو اور دعا میں حد سے تجاوز کریں گے۔''

**فوائد:**

شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«فَالْاِعْتِدَاءُ فِي الطُّهُوْرِ بِالزِّيَادَةِ عَلَى الثَّلَاثِ وَإِسْرَافِ الْمَاءِ وَ بِالْمُبَالَغَةِ فِي الْغَسْلِ إِلَى حَدِّ الْوَسْوَاسِ» ②

''وضو میں حد سے بڑھنا تین کے عدد سے تجاوز کرنا، پانی کے استعمال میں اسراف کرنا اور اعضائے وضو دھونے میں وسوسے کی حد تک مبالغہ کرنا ہے۔''

## ۹۔ اعضائے وضو کو محل فرض سے زیادہ دھونا:

اعضائے وضو کو ان کی انتہائے حدود سے زیادہ دھونا مسنون و مستحب اور روزِ قیامت ارکان وضو میں زائد چمک کا باعث ہے۔

۱۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

① صحيح: سنن أبي داوٗد: ٩٦۔ صحيح ابن حبان: ٦٧٦٣۔ الدعاء للطبراني: ٥٩۔ صحيح أبي داوٗد: ٨٦۔

② عون المعبود: ١/ ١٠٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(( إِنَّ أُمَّتِي يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُّحَجَّلِيْنَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوْءِ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيْلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ )) ①

''بے شک میری امت روز قیامت آثار وضو سے غرمحجلون کے نام سے (ہاتھ پاؤں اور چہرے کی چمک والے) پکارے جائیں گے سوتم میں سے جو شخص اس چمک کو طول دے سکتا وہ ایسا کرے۔''

۲۔ نعیم بن عبداللہ المجمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا:

'' فَغَسَلَ وَجْهَهُ فَأَسْبَغَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى حَتَّى أَشْرَعَ فِي الْعَضُدِ، ثُمَّ يَدَهُ الْيُسْرَى حَتَّى أَشْرَعَ فِي الْعَضُدِ، ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى حَتَّى أَشْرَعَ فِي السَّاقِ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى حَتَّى أَشْرَعَ فِي السَّاقِ، ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ وَقَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْتُمُ الْغُرُّ الْمُحَجَّلُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ إِسْبَاغِ الْوُضُوْءِ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ فَلْيُطِلْ غُرَّتَهُ وَتَحْجِيْلَهُ'' ①

''انھوں نے چہرہ دھویا اور مکمل وضو کیا، پھر اپنا دایاں ہاتھ دھویا یہاں تک کہ کہنی سے اوپر والے حصے تک لے گئے، پھر بایاں ہاتھ دھویا یہاں تک کہ کہنی سے اوپر تک لے گئے، پھر اپنا دایاں پاؤں دھویا یہاں تک کہ پنڈلی تک پہنچا دیا، پھر بایاں پاؤں دھویا یہاں تک کہ پنڈلی تک لے گئے، پھر بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح وضو کرتے دیکھا ہے۔'' اور بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم روز قیامت مکمل وضو کرنے سے چہرے اور ہاتھ پاؤں کی چمک والے

① صحیح مسلم: ۲٤٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہو چنانچہ تم میں سے جو شخص طاقت رکھے وہ اپنے چہرے اور ہاتھوں پاؤں کی چمک بڑھا لے۔"

## فوائد:

امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"یہ احادیث واضح صراحت کرتی ہیں کہ وضو میں چہرے اور ہاتھوں پاؤں کی چمک کو طول دینا مستحب فعل ہے۔ چہرے کی چمک کو طول دینا یوں ہے کہ چہرے کو سر کے سامنے حصہ اور چہرے کے متجاوز حصے جو فرض جز سے زائد ہیں چہرے کو کامل دھونے کے یقین سے دھویا جائے اور ہاتھوں پاؤں کی چمک میں طوالت یہ ہے کہ کہنیوں اور ٹخنوں سے اوپر تک دھویا جائے۔ اصحاب شافعی کے نزدیک یہ عمل بالاتفاق مستحب ہے۔ لیکن مستحب مقدار کی تعیین میں ان کا اختلاف ہے۔ ایک توجیہ یہ ہے کہ کہنیوں اور ٹخنوں سے اوپر بلاتعیین مقدار اضافہ مستحب ہے، دوسری توجیہ یہ ہے کہ نصف بازو اور نصف پنڈلی تک اضافہ مستحب ہے اور تیسری توجیہ یہ ہے کہ ہاتھوں کو مونڈھوں تک اور پاؤں کو گھٹنوں تک دھونا مستحب ہے۔ احادیث الباب ان تمام توجیہات کا تقاضا کرتی ہیں (یعنی یہ تمام صورتیں درست ہیں)۔ البتہ امام ابوالحسن بن بطال مالکی اور قاضی عیاض کا یہ دعویٰ باطل ہے کہ تمام علماء کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ وضو میں کہنی اور ٹخنے سے اوپر دھونا غیر مستحب عمل ہے۔ ان کا یہ دعویٰ کیسے درست ہوسکتا ہے کیونکہ (اعضائے وضو کو زائد مقدار میں دھونا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے فعل سے ثابت ہے۔ (وضو میں اعضائے وضو کو فرض مقدار سے زیادہ دھونا) یہ ہمارا (شافعیہ) کا مذہب ہے اور اس میں ہمارے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص اس مسئلہ کی مخالفت کرے تو اس کی مخالفت صحیح احادیث کے مخالف آنے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وجہ سے مردود ہے۔ نیز ان (ابن بطال اور قاضی عیاض) کا اس حدیث ''جس نے اس (تین کے عدد) سے تجاوز کیا یا کمی کی تو اس نے برا کیا اور ظلم کیا'' سے (وضو کے اعضا کو فرض مقدار سے زیادہ دھونے کی کراہت کی) دلیل لینا صحیح نہیں کیونکہ اس سے مراد گنتی میں اضافہ کرنا ہے (عضو کی واجب حد سے تجاوز مراد نہیں)۔'' ①

## ۱۰۔ پانی کے استعمال میں احتیاط برتنا:

وضو کرتے وقت پانی کے استعمال میں احتیاط برتنی چاہیے۔ کیونکہ یہ عمل مستحب اور پانی کا بے جا اسراف اور ضیاع اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت کی ناقدری اور مکروہ فعل ہے۔

۱۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ إِلَى خَمْسَةِ أَمْدَادٍ، وَيَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ» ②

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک صاع سے لے کر پانچ مد پانی سے غسل اور ایک مد (نصف لیٹر پانی) سے وضو کیا کرتے تھے۔''

۲۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنی خالہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات بسر کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت بیدار ہوئے:

«فَتَوَضَّأَ مِنْ شَنٍّ مُعَلَّقٍ وُضُوْءًا خَفِيْفًا، قَالَ : وَصَفَ وُضُوْئَهُ، وَجَعَلَ يُخَفِّفُهُ وَيُقَلِّلُهُ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» ③

''آپ نے ایک لٹکے ہوئے مشکیزے سے انتہائی مختصر وضو کیا۔ راوی کہتے ہیں

---

① شرح النووی: ۳/ ۱۲۷، ۱۲۸۔ نیل الأوطار: ۱/ ۱۶۸۔

② صحیح بخاری: ۲۰۱۔ صحیح مسلم: ۳۲۵۔

③ صحیح بخاری: ۱۳۸۔ صحیح مسلم: ۷۶۳۔ سنن ابن ماجه: ۴۲۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کہ انھوں (ابن عباس رضی اللہ عنہما نے) آپ کے وضو کا طریقہ بیان کیا اور وہ اس میں تخفیف اور پانی کا قلیل استعمال بیان کرنے لگے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ پھر میں بھی اٹھا اور میں نے بھی ویسے ہی کیا جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔"

## فوائد:

۱۔ یہ احادیث دلیل ہیں کہ وضو کے لیے انتہائی احتیاط برتنی چاہیے اور پانی کی انتہائی معمولی مقدار استعمال کرنی چاہیے جس سے وضو کی تکمیل ہو سکے۔ بے جا پانی استعمال کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔ کسی برتن میں پانی لے کر ہی اس سنت پر عمل ممکن ہے۔ موجودہ حالات میں ٹونٹیاں کھول کر وضو کرنے سے پانی کے ضیاع سے بچنا انتہائی مشکل کام ہے۔ اگر کسی بیسن یا ٹونٹی سے وضو کرنا ہی ہو تو اسے معمولی مقدار میں کھول کر وضو کرنے سے پانی کا ضروری استعمال ممکن ہے۔

۲۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس پر درج ذیل عنوان "بَابُ التَّخْفِيْفِ فِي الْوُضُوْءِ" (وضو میں مختصر پانی استعمال کرنے کا بیان) اور امام ابن ماجہ نے یہ عنوان "بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَصْدِ فِي الْوُضُوْءِ وَكَرَاهِيَةِ التَّعَدِّي فِيْهِ (وضو میں میانہ روی اختیار کرنے اور پانی کے استعمال میں زیادتی کے مکروہ ہونے کا بیان)۔ قائم کر کے وضو کے لیے مختصر پانی استعمال کرنے کے استحباب کی طرف اشارہ کیا ہے۔

۳۔ وضو کے لیے پانی کا بے تحاشا استعمال مکروہ عمل ہے اس سے حتی الوسع بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّهُ سَيَكُوْنُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ قَوْمٌ يَعْتَدُوْنَ فِي الطَّهُوْرِ وَالدُّعَاءِ» ①

---

① صحيح: سنن أبي داود: ٩٦۔ صحيح ابن حبان: ٦٧٦٣۔ الدعاء للطبراني: ٥٩۔ صحيح أبي داود: ٨٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''بلاشبہ عنقریب اس امت میں کچھ لوگ ہوں گے جو وضو اور دعا میں حد سے تجاوز کریں گے۔''

## فوائد:

شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

'' فَالِاعْتِدَاءُ فِي الطُّهُوْرِ بِالزِّيَادَةِ عَلَى الثَّلَاثِ وَإِسْرَافِ الْمَاءِ وَ بِالْمُبَالَغَةِ فِي الْغَسْلِ إِلَى حَدِّ الْوَسْوَاسِ '' ①

''وضو میں حد سے بڑھنا تین کے عدد سے تجاوز کرنا، پانی کے استعمال میں اسراف کرنا اور اعضائے وضو دھونے میں وسوسے کی حد تک مبالغہ کرنا ہے۔''

## ضعیف احادیث:

وضو کے اسراف کے متعلق درج ذیل روایات ضعیف ہیں:

۱۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو وضو کرتے دیکھا تو فرمایا:

« لَا تُسْرِفْ، لَا تُسْرِفْ » ②

''اسراف نہ کر، اسراف نہ کر۔''

۲۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے قریب سے گزرے جب کہ وہ وضو کر رہے تھے۔ آپ نے پوچھا: ''یہ کیا اسراف ہے؟'' انھوں نے عرض کی: کیا وضو میں بھی اسراف ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

① عون المعبود: ۱/ ۱۰۴۔

② موضوع: سنن ابن ماجه: ۴۲۴۔ سلسلة الأحاديث الضعيفة: ۴۷۸۲۔ بوصیری کہتے ہیں: هٰذَا إِسْنَاد ضَعِيف: الْفضل بن عَطِيَّة ضَعِيف وَابْنه كَذَّاب وَبَقِيَّة مُدَلّس یہ سند ضعیف ہے اس میں فضل بن عطیہ ضعیف اور اس کا بیٹا (محمد بن فضل بن عطیہ) کذاب اور بقیہ مدلس ہے۔ [ مصباح الزجاجة: ۱/ ۶۲]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



« نَعَمْ، وَإِنْ كُنْتَ عَلَى نَهْرٍ جَارٍ » ①

''ہاں، خواہ تم بہتے ہوئے دریا پر ہو۔''

۳۔ سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِنَّ لِلْوُضُوْءِ شَيْطَانًا، يُقَالُ لَهُ: الْوَلَهَانُ، فَاتَّقُوْا وَسْوَاسَ الْمَاءِ » ②

''بلاشبہ وضو کا ایک شیطان ہے جسے ولہان کہا جاتا ہے، اس لیے پانی کے وسوسے سے بچو۔''

## ۱۱۔ اعضائے وضو کا ملنا:

دوران وضو اعضائے وضو کو ملنا مسنون عمل ہے اس لیے اعضائے وضو کو مل کر دھونا چاہیے۔

۱۔ سیدہ ام عمارہ بنت کعب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

« أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَأُتِيَ بِمَاءٍ فِي إِنَاءٍ قَدْرِ ثُلُثَيِ الْمُدِّ، أَنَّهُ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ وَجَعَلَ يَدْلُكُهُمَا، وَمَسَحَ أُذُنَيْهِ بَاطِنَهُمَا » ③

''بلاشبہ نبی نے وضو کیا، آپ کے پاس دو تہائی مد کے برابر ایک برتن میں پانی لایا گیا۔ آپ نے اپنے بازو دھوئے اور انھیں ملنا شروع ہوئے اور اپنے کانوں کے بیرونی حصوں کا مسح کیا۔''

۲۔ سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

---

❶ ضعيف: مسند أحمد: ۲۲۱/۲۔ سنن ابن ماجه: ٤٢٥۔ عبداللہ بن لہیعہ کی تدلیس اور حیی بن عبداللہ بن شریح معافری ضعیف راوی ہے۔

❷ ضعيف جدا: جامع ترمذی: ٥٧۔ سنن ابن ماجه: ٤٢١۔ مسند أبی داوٗد طیالسی: ٥٤٩۔ مسند أحمد: ٢١٢٣٨۔ صحيح ابن خزيمة: ١١٢۔ سنن بيهقی: ٣٠٣/١۔ خارجہ بن مصعب متروک راوی اور حسن بصری کی تدلیس ہے۔

❸ صحيح: سنن نسائی: ٧٤۔ سنن بيهقی: ١٩٦/١۔ سنن أبی داوٗد: ٩٤۔ صحيح أبی داوٗد: ٨٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



((أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِثُلُثَيْ مُدٍّ مَاءً، فَتَوَضَّأَ فَجَعَلَ يَدْلُكُ ذِرَاعَيْهِ)) ①

''بے شک نبی ﷺ کے پاس دو تہائی مد پانی لایا گیا، آپ نے وضو کیا اور اپنے بازوؤں کو ملنے لگے۔''

## فوائد:

یہ احادیث دلیل ہیں کہ اعضائے وضو کو مل کر دھونا مسنون و مستحب عمل ہے۔

## ۱۲۔ وضو کے بعد دعا پڑھنا:

وضو کے بعد درج ذیل دعائیں پڑھنا مسنون و مستحب ہے:

۱۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تم میں جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر یہ کلمات کہے:

(( أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ )) ②

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یقیناً محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

۲۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''جس نے وضو کیا اور یہ کلمات کہے:

((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ

---

① صحيح : صحيح ابن حبان:١٠٨٣۔ صحيح ابن خزيمه: ١١٨۔ مستدرك حاكم: ١٤٤/١۔ سنن بيهقى:١٩٦/١۔

② صحيح مسلم: ٢٣٤۔ سنن أبى داوٗد:١٦٩۔ صحيح ابن خزيمة: ٢٢٢۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ »[1]

"پاک ہے تو اے اللہ! اپنی تعریف کے ساتھ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں، میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔" تو اس کے لیے ایک رقعہ لکھا جاتا ہے پھر اس پر مہر لگا دی جاتی ہے اور وہ مہر قیامت کے دن توڑی جائے گی۔"

## ضعیف روایت کا بیان:

وضو کے بعد درج ذیل دعاؤں کا اہتمام درست نہیں کیونکہ یہ دعائیں کسی صحیح یا حسن حدیث سے ثابت نہیں۔

۱۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر یہ کلمات کہے:

« أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِيْنَ، وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ »[2]

---

❶ صحيح : السنن الكبرىٰ للنسائي: ٢٥/٦۔ عمل اليوم و الليلة للنسائي: ٨١۔ طبراني اوسط: ١٥١١۔ مصنف ابن أبي شيبة: ٢٩٨٨٤۔ مستدرك حاكم:١/٥٦٤۔ سلسلة الأحاديث الصحيحة : ٢٣٣٣۔

❷ ضعیف: جامع ترمذی: ٥٥۔ یہ حدیث دو علتوں کے وجہ سے ضعیف ہے۔ ۱۔ ابو ادریس عائذ اللہ بن عبد اللہ خولانی کا سیدنا عمر سے سماع ثابت نہیں۔ امام ترمذی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد بیان کرتے ہیں کہ یہ روایت اس کی سند میں اضطراب ہے اور اس مسئلہ میں بہت سی چیزیں نبی سے ثابت نہیں۔ اور امام بخاری کہتے ہیں کہ ابو ادریس خولانی نے سیدنا عمر سے کچھ بھی نہیں سنا۔ ۲۔ ابو عثمان سعید بن ہانیء کا سیدنا عمر سے سماع درست نہیں۔ اس انقطاع کی وجہ سے یہ روایت ضعیف ہے۔ ابو حاتم رازی بیان کرتے ہیں: أَبُو عُثْمَان آخر روى عَن عمر رَضِي الله عَنهُ مُرْسلا وَكَذَلِكَ عَن غَيره (ابو عثمان سیدنا عمر سے اور اسی طرح دیگر صحابہ سے بھی مرسل روایت کرتا ہے۔ [تحفة التحصيل فی ذكر رواة المراسيل ص: ٣٧٠]۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اے اللہ! مجھے بہت زیادہ توبہ کرنے والوں سے کر دے اور مجھے بہت زیادہ پاکی اختیار کرنے والوں سے کر دے۔''

۲۔ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ » ①

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اے اللہ مجھے بہت زیادہ توبہ کرنے والوں سے کر دے اور مجھے بہت زیادہ پاکی اختیار کرنے والوں سے کر دے۔''

۳۔ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ مولیٰ رسول اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے خوب اچھی طرح وضو کیا پھر وضو سے فراغت پر یہ کلمات کہے:

« لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ » ②

''اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اے اللہ! مجھے بہت زیادہ توبہ کرنے والوں سے کر دے اور مجھے بہت زیادہ پاکی اختیار کرنے والوں سے کر دے۔''

---

① ضعیف: طبرانی اوسط: ۴۸۹۵۔ میں ایک دوسری ضعیف سند سے مروی ہے جس میں اعمش کی تدلیس اور سالم بن أبی الجعد کا ثوبان سے سماع ثابت نہیں۔

② ضعیف: عمل الیوم واللیلة لابن السنی: ۳۲۔ طبرانی کبیر: ۱/۷۲/۱۔ إرواء الغلیل: ۱/۱۳۵۔ سعید بن مرزبان ابوسعد البقال الاعور ضعیف اور مدلس راوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۴۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص اپنے وضو سے فارغ ہونے پر تین مرتبہ یہ کلمات کہے:

(( أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ )) ①

''میں گواہی دیتا ہوں کے اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔''

تو وہ کھڑا نہیں ہوتا مگر اس کے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں حتیٰ کہ وہ اس دن کی طرح ہو جاتا ہے جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔''

۵۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص خوب اچھی طرح وضو کرے پھر تین بار یہ کلمات کہے:

(( أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ. )) ②

''میں گواہی دیتا ہوں کے اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کے محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔''

تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیتے ہیں وہ جس میں سے چاہے داخل ہو جائے۔''

## ۱۳۔ وضو کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا:

وضو کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا مستحب عمل ہے، اس کے لیے وضو کے بعد فرض، نفل نماز کا وقت ہے تو ان کی ادائیگی بھی وضو کے بعد کی نماز میں شامل ہے اور اگر نفل و فرض نماز

---

① موضوع: عمل اليوم و الليلة لابن السنى: ٢٩۔ عبداللہ بن محمد بن جعفر متہم بالکذب اور عبدالرحمٰن بن سوار ہذلی مجہول راوی ہے۔

② ضعيف: سنن ابن ماجه: ٤٦٩۔ عمل اليوم و الليلة لابن السنى: ٣٣۔ بوصیری کہتے ہیں کہ اس کی سند میں زید عمی ضعیف راوی ہے۔ (مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجه: ٦٨/١)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کا کوئی وقت نہ ہو تو وضو کے بعد کی دو رکعت نماز کی نیت کر کے خاص وضو کی نماز بھی ادا کی جاسکتی ہے۔

۱۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِي هٰذَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ» ①

''جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا پھر دو رکعت نماز اس کیفیت میں ادا کی کہ وہ اپنے نفس سے ہم کلام نہ ہو تو اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔''

۲۔ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهُ، ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، مُقْبِلٌ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ، إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ» ②

''جو بھی مسلمان شخص وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر کھڑا ہو کر دو رکعت نماز ادا کرے کہ اپنے دل اور چہرے سے ان کی طرف متوجہ ہو تو اس کے لیے جنت واجب ہے۔''

۲۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے نمازِ فجر کے وقت پوچھا:

«يَا بِلَالُ حَدِّثْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجَى عِنْدِي، أَنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ طَهُورًا فِي سَاعَةِ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ، إِلَّا صَلَّيْتُ

---

❶ صحیح بخاری: ۱۵۹۔ صحیح مسلم: ۲۲۶۔

❷ صحیح مسلم: ۲۳٤۔ سنن أبی داوٗد: ۱٦۹۔ سنن نسائی: ۱۵۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بِذَلِكَ الطُّهُوْرِ مَا كُتِبَ لِي أَنْ أُصَلِّيَ )) ①

''اے بلال! مجھے وہ عمل بتائے جو اسلام میں تو نے کیا ہے، جس کے قبول ہونے کی زیادہ امید ہے کیونکہ میں نے جنت میں اپنے سامنے تیرے قدموں کی آہٹ سنی ہے۔ انھوں نے بیان کیا کہ میں نے کوئی ایسا عمل نہیں کیا جس کے قبول ہونے کی مجھے زیادہ امید ہے (سوائے اس عمل کے کہ) میں نے دن رات کی جس بھی گھڑی وضو کیا ہے اس وضو کے سبب میں نے اپنی توفیق کے مطابق نماز ضرور پڑھی ہے۔''

www.KitaboSunnat.com

① صحیح بخاری:۱۱٤۹۔ صحیح مسلم:۲٤٥۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# غیر ثابت فرض اور سنتیں

گزشتہ بحث میں کتاب وسنت کے دلائل سے ثابت وضو کے فرائض و واجبات اور سنتوں کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ ذیل میں ان فرض اور سنتوں کا بیان ہے جو عامۃ الناس میں معروف ہیں لیکن دلائل سے ثابت نہ ہونے کی وجہ سے ان فرض اور سنتوں کو تسلیم کرنا نا درست ہے۔ کیونکہ کسی بھی شرعی مسئلہ کے ثبوت کے لیے اس کا کتاب وسنت سے ثابت ہونا اور دلیل کا معتبر و قابل حجت ہونا ضروری ہے۔ وہ فرض اور سنتیں جو دلائل سے ثابت نہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

## وضو کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنا:

وضو کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنے کے شرط، واجب اور سنت ہونے کے متعلق علماء کا اختلاف ہے۔

## شرط اور رکن کے قائلین:

شاہ ولی اللہ دھلوی اور حافظ عبد الرحمٰن مبارکپوری وضو کے شروع میں بسم اللہ کے شرط اور رکن ہونے کے قائل ہیں۔ حافظ عبد الرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"شاہ ولی اللہ اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث (جو بسم اللہ نہ پڑھے اس کا وضو نہیں) نص ہے کہ بسم اللہ پڑھنا وضو کا رکن اور شرط ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کو (بسم اللہ کے بغیر) وضو کامل نہیں ہوتا لیکن میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس مفہوم سے راضی نہیں کیونکہ یہ بعید تعبیر ہے جو ظاہر لفظ کی مخالفت پر منتج ہے۔
میں (مبارکپوری) کہتا ہوں کہ بلاشبہ یہ حدیث نص ہے کہ بسم اللہ پڑھنا وضو کا رکن اور اس کی شرط ہے۔" ①

## وجوب کے قائلین:

عترہ، ظاہریہ اور اسحاق بن راہویہ وضو کے آغاز میں بسم اللہ کے وجوب کے قائل ہیں۔ ②

## سنت کے قائلین:

شافعیہ، احناف، مالک، ربیعہ اور ہادی کا مذہب ہے کہ وضو کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنا سنت ہے۔ ③

## رکنیت، فرضیت اور سنیت کے قائلین کے دلائل:

وضو کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنے کی رکنیت، فرضیت اور سنیت کے متعلق مروی تمام روایات ضعیف اور ناقابل احتجاج ہیں اس لیے علماء کے بیان کردہ مذاہب میں سے کوئی بھی مذہب درست نہیں۔ دلائل کے ثابت نہ ہونے کی وجہ سے بسم اللہ کا وضو کے شروع میں پڑھنا شرعی مسئلہ ہی ثابت نہیں ہوتا۔ سو وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا وضو کے مسائل میں شامل ہی نہیں۔ وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنے کے متعلق روایات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا وُضُوْءَ لَهُ، وَلَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ

---

① تحفة الأحوذی: ۱/ ۸٤۔
② نیل الأوطار: ۱/ ۱۵۰۔
③ نیل الأوطار: ۱/ ۱۵۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تَعَالَى عَلَيْهِ ))[1]

''جس کا وضو نہیں اس کی نماز نہیں اور جو وضو پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے اس کا وضو نہیں۔''

۲۔ سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا وُضُوْءَ لَهُ، وَلَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ))[2]

۳۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ))[3]

''جس نے اللہ کا نام نہ لیا اس کا وضو نہیں۔''

۴۔ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] ضعیف: سنن أبی داؤد: ۱۰۱۔ سنن ابن ماجه: ۳۹۹۔ مسند أحمد: ۹٤۱۸۔ طبرانی اوسط: ۸۰۸۰۔ سنن الدارقطنی: ۲۵٦۔ یعقوب بن سلمہ لیثی اور ان کے والد مجہول راوی ہیں۔ نیز یعقوب بن سلمہ کا اپنے والد سلمہ لیثی اور سلمہ لیثی کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔ امام ترمذی بیان کرتے ہیں کہ میں نے محمد بن اسماعیل بخاری کو اس روایت کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا: يَعْقُوبُ بْنُ سَلَمَةَ مَدَنِيٌّ لَا يُعْرَفُ لَهُ سَمَاعٌ مِنْ أَبِيهِ، وَلَا يُعْرَفُ لِأَبِيهِ سَمَاعٌ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ (یعقوب بن سلمہ مدنی کا اپنے والد اور ان کے والد کا سیدنا ابو ہریرہ سے سماع معروف نہیں) العلل الکبیر ص: ۳۲۔

[2] ضعیف: جامع ترمذی: ۲۵۔ سنن ابن ماجه: ۳۹۸۔ مسند احمد: ٦/ ۳۸۲۔ ابوثفال المری اور رباح بن عبد الرحمٰن بن ابی سفیان مجہول راوی ہے۔ ابو حاتم نے علل میں اور حافظ ابن حجر نے تلخیص الحبیر میں اسے مجہول کہا ہے۔

[3] ضعیف: سنن ابن ماجه: ۳۹۷۔ سنن الدارقطنی: ۲۲۳۔ مسند أبی یعلیٰ: ۱۰٦۰۔ سنن الدارمی: ۷۵۲۔ مصنف ابن أبی شیبة: ۱٤۔ ربیح بن عبد الرحمٰن بن أبی سعید خدری ضعیف راوی ہے۔ امام ترمذی بیان کرتے ہیں کہ امام بخاری کہتے ہیں کہ ربیح بن عبد الرحمٰن منکر الحدیث ہے۔ (العلل الکبیر للترمذی ص: ۳۳) اور امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ یہ غیر معرف راوی ہے (الضعفاء و المتروکون لابن الجوزی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



« لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا وُضُوْءَ لَهُ، وَلَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ، وَلَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ، وَلَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا يُحِبُّ الْأَنْصَارَ » ①

''جس کا وضو نہیں اس کی نماز نہیں، اس کا وضو نہیں جس نے (وضو کرتے وقت) اللہ کا نام نہیں لیا، جس نے نبی پر درود نہیں بھیجا اس کی نماز نہیں اور اس کی نماز نہیں جو انصار سے محبت نہیں کرتا۔''

۵۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« تَوَضَّئُوْا بِسْمِ اللّٰهِ » ② ''بسم اللہ (پڑھ کر) وضو کرو۔''

---

❶ ضعیف: سنن ابن ماجه: ٤٠٠۔ سلسلة الضعيفة: ٤٨٠٦۔ اس روایت کی سند میں عبدالمہیمن بن عباس ضعیف راوی ہے۔ بوصیری کہتے ہیں کہ یہ سند ضعیف ہے کیونکہ عبدالمہیمن محدثین کے نزدیک بالاتفاق ضعیف راوی ہے۔ طبرانی کبیر: ٥٦٩٩۔ میں عبدالمہیمن کی متابعت ان کے بھائی اُبی بن عباس کر رہے ہیں۔ اُبی بن عباس بھی ضعیف راوی ہے۔

❷ ضعیف: سنن نسائی: ٧٨۔ صحيح ابن خزيمة: ١٤٤۔ مسند أحمد: ٣/١٦٥۔ صحيح ابن حبان: ٦٥١٠۔ عمل اليوم و الليلة لابن السني: ٢٧۔ سنن بيهقي: ١/٤٣۔ التوحيد لابن منده: ١٧٤۔ سنن الدارقطني: ٢٢١۔ مسند أبي يعلىٰ: ٣٠٣٦۔ تمام محدثین اس روایت کو معمر عن ثابت وقتادة عن اُنس اس سند سے روایت کرتے ہیں۔ اس میں معمر کے دو استاد ہیں اور یہی دو استاد اس روایت کے ضعف کا باعث ہیں۔ پہلی علت یہ ہے کہ معمر بن راشد کا ثابت سے روایت کرنا ضعف حدیث کا سبب ہے۔ حافظ ابن حجر تقریب التہذیب میں لکھتے ہیں: معمر بن راشد ثقہ ثبت فاضل راوی ہے لیکن ان کا ثابت، اعمش اور ہشام بن عروہ سے روایت کرنے میں کلام ہے۔ (تقريب التهذيب)۔ علی بن مدینی کہتے ہیں: وَفِي أَحَادِيثِ مَعْمَرٍ عَنْ ثَابِتٍ أَحَادِيثُ غَرَائِبُ وَمُنْكَرَةٌ (معمر کی ثابت سے احادیث منکر اور عجیب ہیں) (العلل لابن المدينی ص: ٧٢: ٩٢)، یحییٰ بن معین کہتے ہیں: حدیث معمر عن ثابت مضطرب كثير الأوهام (معمر کی ثابت سے روایت مضطرب اور کثیر وہم والی ہے) (شرح علل الترمذی لابن رجب: ٢/٦٩١) اور امام عقیلی بیان کرتے ہیں: وَأَنْكَرُهُمْ حَدِيثًا عَنْ ثَابِتٍ مَعْمَرٌ (ثابت سے سب سے زیادہ منکر روایات بیان کرنے والا راوی معمر ہے) (الضعفاء الكبير للعقيلي: ٢/ ٢٩١)۔ جمہور محدثین کی اتنی شدید اور مفصل جرح کے مقابلے میں امام احمد کا قول کہ معمر کا ثابت سے روایت کرنا بہت عمدہ ہے (المعرفة ☜

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



٦۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( مَا تَوَضَّأَ مَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ، وَمَا صَلَّى مَنْ لَمْ يَتَوَضَّأْ )) ①

''جس نے (وضو کرتے وقت) اللہ کا نام نہ لیا اس نے وضو نہ کیا اور جس نے وضو نہ کیا اس نے نماز نہ پڑھی۔''

٧۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( يَا أَبَا هُرَيْرَةَ ! إِذَا تَوَضَّأْتَ فَقُلْ : بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، فَإِنَّ حَفَظَتَكَ لَا تَسْتَرِيْحُ تَكْتُبُ لَكَ الْحَسَنَاتِ حَتّٰى تُحْدِثَ مِنْ ذٰلِكَ الْوُضُوْءِ )) ②

---

☜ و التاریخ: ٢/١٦٦) مرجوح ہے۔ نیز امام احمد نے از خود اس معمر عن ثابت سند کو منکر قرار دیا ہے۔ امام احمد سے اس سند ''عَنْ حَدِيثِ مَعْمَرٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الشِّغَارِ'' کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ یہ حدیث منکر ہے۔ (العلل و معرفة الرجال لأحمد رواية المروذي: ١/١١٠) اور اس سند میں معمر کے ثابت سے روایت کرنے کے علاوہ کوئی اور علت نہیں ہے یعنی معمر کا ثابت سے روایت کرنا امام احمد کے ہاں بھی معلول ہے۔

اس روایت میں ضعف کا دوسرا سبب معمر کا قتادہ سے روایت کرنا ہے کیونکہ معمر کا قتادہ سے روایت کرنا ضعف حدیث کا سبب اور معمر قتادہ سے منکر روایات بیان کرتا ہے (دیکھیے: نثل النبال بمعجم الرجال: ٣/٣٦٥) نیز ضعف کا تیسرا سبب قتادہ بن دعامہ کی تدلیس ہے۔

① ضعیف: سنن الدارقطني: ٢٢٢۔ سنن بیهقي: ١/٤٤۔ محمود بن محمد ظفری ضعیف، ایوب بن نجار نے یہ روایت یحییٰ بن کثیر نہیں سنی اور یحییٰ بن کثیر کی تدلیس ہے۔ امام بیہقی کہتے ہیں کہ ایوب بن نجار نے بیان کیا کہ میں نے یحییٰ بن کثیر سے فقط ایک حدیث ''آدم اور موسیٰ کی ملاقات ہوئی'' سنی ہے اور یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ یہ روایت منقطع ہے۔ (سنن بیهقي: ١/٤٤)

② ضعیف: طبراني صغیر: ١٩٦۔ الفردوس بماثور الخطاب للدیلمي: ٨٣٩٦۔ یہ روایت ضعیف ہے، اس میں عمرو بن ابی سلمہ ضعیف (تحریر تقریب التهذیب) اور ابراہیم بن محمد بن ثابت انصاری منکر روایات بیان کرتا ہے۔ (میزان الاعتدال، لسان المیزان)۔ نیز تذکرة الموضوعات للفتني: ١/٣١، الفوائد المجموعة: ٣٢، تنزیه الشریعة: ٢/٧٠ اور الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة: ٦٠٦۔ میں اس روایت کو منکر قرار دیا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''اے ابو ہریرہ! جب تو وضو کرے تو بسم اللہ و الحمد للہ کہہ تو تیرے محافظ فرشتے مسلسل تیرے لیے نیکیاں لکھتے رہیں گے یہاں تک کہ تو اس وضو سے بے وضو ہو جائے۔''

۸۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا تَطَهَّرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ، فَإِنَّهُ يُطَهِّرُ جَسَدَهُ كُلَّهُ، فَإِنْ لَمْ يَذْكُرْ أَحَدُكُمُ اسْمَ اللّٰهِ عَلَى طُهُوْرِهِ لَمْ يُطَهِّرْ إِلَّا مَا مَرَّ عَلَيْهِ الْمَاءُ، فَإِذَا فَرَغَ أَحَدُكُمْ مِنْ طُهُوْرِهِ فَلْيَشْهَدْ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، ثُمَّ لِيُصَلِّ عَلَيَّ، فَإِذَا قَالَ ذٰلِكَ فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ » ①

''جب تم میں سے وضو کرے تو اس پر اللہ کا نام لے (یعنی بسم اللہ پڑھے) بلاشبہ وہ (بسم اللہ پڑھنے والا) اپنے تمام بدن کو پاک کر لیتا ہے۔ لیکن اگر وہ وضو کرتے وقت اللہ کا نام نہ لے تو وہ اپنا اتنا ہی بدن پاک کرتا ہے جس پر (وضو کا) پانی گزرتا ہے اور جب کوئی شخص وضو سے فارغ ہو تو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ پھر مجھ پر درود بھیجے، چنانچہ وہ جب یہ کلمات کہتا ہے تو اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔''

۹۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ تَوَضَّأَ وَذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ تَطَهَّرَ جَسَدُهُ كُلُّهُ، وَمَنْ تَوَضَّأَ وَلَمْ

---

① موضوع: سنن الدارقطني: ۲۳۱۔ سنن بيهقي: ۱/ ٤٤۔ سلسلة الأحاديث الضعيفة: ٥٦٩١۔ علامہ البانی بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے اور اس کی آفت یحییٰ بن ہشام سمسار ہے، یہ ائمہ حدیث کے نزدیک کذاب وضاع اور سارق الحدیث ہے۔ نیز اس میں اعمش کی تدلیس ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ لَمْ يَتَطَهَّرْ إِلَّا مَوْضِعُ الْوُضُوْءِ )) ①

''جس نے وضو کیا اور اللہ کا نام لیا تو اس کا تمام بدن پاک ہو جاتا ہے اور جس نے وضو کیا اور اللہ کا نام نہ لیا تو وضو کا محل ہی پاک ہوتا ہے۔''

۱۰۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( مَنْ تَوَضَّأَ وَذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَى وُضُوْئِهِ كَانَ طَهُوْرًا لِجَسَدِهِ، وَمَنْ تَوَضَّأَ وَلَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَى وُضُوْئِهِ كَانَ طَهُوْرًا لِأَعْضَائِهِ )) ②

جو شخص وضو کرے اور وضو پر اللہ کا نام لے تو یہ اس کے جسم کی طہارت کا باعث ہے اور جو شخص وضو کرے اور وضو پر اللہ کا نام نہ لے تو یہ اس کے اعضاء کی طہارت کا باعث ہے۔''

۱۱۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَسَّ طَهُوْرَهُ يُسَمِّي اللّٰهَ، وَقَالَ أَبُو بَدْرٍ : كَانَ يَقُوْمُ إِلَى الْوُضُوْءِ فَيُسَمِّي اللّٰهَ ثُمَّ يُفْرِغُ

---

① سنن الدارقطني : ٢٣٢۔ سنن بيهقي: ١/ ٤٤۔ سلسلة الأحاديث الضعيفة: ١٢/ ٤٣٥۔ مرداس بن محمد بن عبداللہ مجہول راوی ہے۔ حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ میں اسے نہیں جانتا اور اس کی وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنے والی روایت منکر ہے۔ (میزان الاعتدال)

② موضوع: سنن الدارقطني: ٢٣٣۔ سنن بيهقي: ١/ ٤٤۔ سلسلة الأحاديث الضعيفة: ١٢/ ٤٣٦۔ اس میں عبداللہ بن حکیم ابوبکر متہم بالکذب راوی ہے۔ حافظ ابن حبان کہتے ہیں: كَانَ يَضَعُ الْحَدِيْثَ عَلَى الثِّقَاتِ وَيَرْوِيْ عَنْ مَالِكٍ وَالثَّوْرِيِّ وَمِسْعَرٍ مَا لَيْسَ مِنْ أَحَادِيْثِهِمْ لَا يَحِلُّ ذِكْرُهُ فِي الْكُتُبِ إِلَّا عَلَى سَبِيْلِ الْقَدْحِ فِيْهِ (یہ ثقہ راویوں کی طرف احادیث گھڑتا تھا اور مالک، ثوری اور مسعر سے ان کی غیر ثابت روایات بیان کرتا تھا۔ اس کا کتب میں جرح کی قبیل ہی سے بیان کرنا حلال ہے (المجروحین لابن حبان: ٥٠٠)۔ علامہ البانی کہتے ہیں کہ ابوبکر عبداللہ بن حکیم متروک اور متہم بالکذب راوی ہے۔ سلسلة الأحاديث الضعيفة: ١٢/ ٤٣٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الْمَاءَ عَلَى يَدَيْهِ ﴾ ①

"رسول اللہ جب وضو کا پانی چھوتے تو بسم اللہ پڑھتے اور ابو بدر راوی نے بیان کیا کہ جب آپ وضو کے لیے اٹھتے تو بسم اللہ پڑھتے پھر اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالتے۔"

## تسمیہ کی روایتوں کا ماحصل:

وضو کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنے کی بارے میں مروی تمام روایات ضعیف ہیں اور ان میں سے کوئی بھی روایت قابل حجت نہیں۔ جیسا سے تمام روایات کی اسنادی حیثیت تفصیل سے بیان کردی گئی ہے۔ نیز کچھ ائمہ حدیث بھی ان تمام روایت کو غیر ثابت قرار دیتے ہیں۔

۱۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں :

﴿ لَا أَعْلَمُ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيْثًا لَهُ إِسْنَادٌ جَيِّدٌ ﴾ ②

"مجھے اس باب (وضو کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنا) میں کوئی ایسی حدیث معلوم نہیں جس کی سند جید ہو۔"

۲۔ امام بزار کہتے ہیں:

اس باب (وضو کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنا) کے بارے میں مروی تمام روایات کمزور ہیں۔" ③

---

❶ ضعيف جدًا: سنن دارقطني: ٢٢٤۔ ذخيرة الحفاظ لمحمد بن طاهر المقدسي: ٤١٢١۔ اس میں حارثہ بن محمد ابی الرجال متروک راوی ہے۔ حافظ ذہبی کہتے ہیں: احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے اسے ضعیف کہا ہے، نسائی کہتے کہ یہ متروک ہے اور امام بخاری نے کہا: یہ منکر الحدیث ہے اور کسی بھی محدث نے اسے کوئی حیثیت نہیں دی اور علی بن مدینی کہتے ہیں کہ محدثین اسے مسلسل ضعیف کہتے رہے ہیں۔ میزان الإعتدال: ١٨٢/٢، ١٨٣۔

❷ جامع ترمذی تحت حدیث : ٢٥۔ ❸ تحفة الأحوذی : ٨٦/١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## ۲۔ ڈاڑھی کا خلال کرنا:

ڈاڑھی کے خلال کے متعلق علماء کے مختلف مذاہب ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔امام شوکانی بیان کرتے ہیں کہ علماء کا ڈاڑھی کے خلال کے مسئلہ میں اختلاف ہے چنانچہ عترہ، حسن بن صالح، ابوثور اور ظاہریہ کا موقف ہے کہ ڈاڑھی کا خلال واجب ہے اور انھوں نے اس حدیث ''آپ نے ڈاڑھی کا خلال کیا اور فرمایا: میرے رب نے مجھے اس طرح خلال کرنے کا حکم دیا ہے۔'' سے وجوب کی دلیل لی ہے۔ مالک، شافعی، ثوری اور اوزاعی کہتے ہیں کہ وضو میں ڈاڑھی کا خلال واجب نہیں۔ مالک اور کچھ اہل مدینہ کہتے ہیں کہ نہ وضو میں خلال واجب ہے اور نہ غسل میں اور شافعی، ابوحنیفہ، ان کے پیروکار، ثوری، اوزاعی، لیث، احمد بن حنبل، اسحاق، ابوثور، داؤد ظاہری، طبری اور اکثر اہل علم کا بیان ہے کہ غسل جنابت میں ڈاڑھی کا خلال واجب ہے اور وضو میں واجب نہیں۔ ①

## راجح موقف:

ڈاڑھی کے خلال کے بارے میں راجح موقف یہ ہے کہ ڈاڑھی کا خلال نہ واجب ہے اور نہ سنت اور نہ یہ شرعی مسئلہ ہے کیونکہ ڈاڑھی کے خلال کے بارے مروی تمام روایات ضعیف اور نا قابل احتجاج ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

« أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ، فَخَلَّلَ لِحْيَتَهُ » ②

''بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور اپنی ڈاڑھی کا خلال کیا۔''

---

① نيل الأوطار: ۱/ ۱۶۴، ۱۶۵۔ تحفة الأحوذی: ۱/ ۹۴۔

② ضعيف: جامع ترمذی: ۳۱۔ سنن ابن ماجه: ۴۳۵۔ سنن دارمی: ۷۳۱۔ ابن حبان: ۱۰۸۱۔ الأحاديث المختارة للمقدسی: ۳۴۶۔ مستدرك حاكم: ۱/ ۱۴۹۔ مصنف ابن أبی شيبة: ۱۱۳۔ یہ روایت ضعیف ہے اس میں عامر بن شقیق کمزور راوی ہے۔ حافظ ابن حجر بیان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کرتے ہیں کہ عامر بن شقیق لیّن الحدیث (کمزور راوی) ہے۔ (تقریب التھذیب)، ابن اَبی خیثمہ بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن معین نے کہا کہ یہ ضعیف الحدیث ہے اور ابو حاتم کہتے ہیں کہ یہ کمزور راوی ہے اور ابو وائل سے اس کی روایت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ نسائی نے کہا کہ اس سے روایت میں کچھ مضائقہ نہیں اور ابن حبان نے اسے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔ (تھذیب التھذیب: ۳/۳٤۲: ۳۵۹۵۔ میزان الإعتدال: ٤/۱۷: ٤۰۸۵۔ امام احمد کہتے ہیں: لیس بثقة (یہ ثقہ راوی نہیں ہے) إکمال تھذیب الکمال لمغلطای: ۷/۱۳۷۔

علامہ البانی نے ہدایۃ الرواۃ میں، ضیاء مقدسی نے المختارۃ میں، یحییٰ بن معین نے تاریخ ابن اَبی خیثمہ میں اس روایت کو ضعیف کہا ہے۔ نیز ابو حاتم، احمد بن حنبل اور حافظ ابن حزم نے بھی اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

ابن ابی خیثمہ کہتے ہیں: سُئِلَ يَحْيَى بْنُ مَعِيْن عَنْ حَدِيْثِ إِسْرَائِيلَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ شَقِيق، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عُثْمَان: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ ثَلاثًا ثَلاثًا، قَالَ: ضَعِيْفٌ۔ (یحییٰ بن معین سے عامر بن شقیق کی مروی اس روایت کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے) تاریخ ابن أبی خیثمة: ٤٤١۸۔ حافظ ابن حزم کہتے ہیں: هَذَا حَدِيْثٌ لَا يَصِحُّ لِأَنَّ عَامِرًا لَيْسَ مَشْهُوْرًا بِقُوَّةِ النَّقْلِ (یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ عامر بن شقیق کا حدیث بیان کرنے میں قوی ہونے میں مشہور نہیں ہے) إکمال تھذیب الکمال لمغلطای: ۷/۱۳۷۔

حافظ ابن حجر بیان کرتے ہیں: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ عَنْ أَبِيْهِ: لَيْسَ فِي تَخْلِيْلِ اللِّحْيَةِ شَيْءٌ صَحِيْحٌ، وَقَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ أَبِيْهِ: لَا يَثْبُتُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَخْلِيْلِ اللِّحْيَةِ شَيْءٌ (عبداللہ بن احمد اپنے والد احمد بن حنبل سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے بیان کیا کہ ڈاڑھی کے خلال کے متعلق کوئی بھی حدیث صحیح نہیں ہے اور ابن اَبی حاتم اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ڈاڑھی کے خلال میں نبی ﷺ سے کچھ بھی ثابت نہیں) التلخیص الحبیر: ۱/۱۵۳۔

محدثین کی عامر بن شقیق پر اتنی واضح اور مفصل جرح اور حدیث پر ضعف کا حکم بین دلیل ہے کہ یہ حدیث ضعیف اور نا قابل حجت ہے اس سند کو قابل حجت سمجھنا اور دلیل بنانا کسی طور بھی درست نہیں۔ کیونکہ راوی پر جرح کرنے والے اور حدیث کو ضعیف قرار دینے والے ائمہ حدیث معتدل اور فن حدیث کے امام ہیں۔ اس کے برعکس اس حدیث کو صحیح قرار دینے والے ائمہ مثلاً امام ترمذی، حاکم، ابن حبان اور ابن خزیمہ متساہل امام ہیں جن کے بغیر اختلاف کے تعدیل و توثیق کے مجمل و مفصل اقوال حجت نہیں تو اختلاف کی صورت میں ان کے اقوال کی کوئی معتبر حیثیت نہیں رہتی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

« أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ، أَخَذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَأَدْخَلَهُ تَحْتَ حَنَكِهِ فَخَلَّلَ بِهِ لِحْيَتَهُ، وَقَالَ: هٰكَذَا أَمَرَنِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ » ①

---

☜ نیز امام بخاری کا اس روایت کو حسن کہنا محل نظر ہے۔ امام ترمذی بیان کرتے ہیں: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ عَامِرِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عُثْمَانَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَّلَ لِحْيَتَهُ، قَالَ مُحَمَّد: أَصَحُّ شَيْءٍ عِنْدِي فِي التَّخْلِيلِ حَدِيثُ عُثْمَانَ، قُلْتُ: إِنَّهُمْ يَتَكَلَّمُوْنَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ: هُوَ حَسَنٌ (امام بخاری نے اس روایت کے متعلق بیان کیا کہ میرے نزدیک ڈاڑھی کے خلال کے متعلق صحیح ترین روایت حدیث عثمان ہے۔ (امام ترمذی کہتے ہیں) میں نے عرض کیا کہ محدثین اس روایت میں کلام کرتے ہیں تو انھوں نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے) العلل الکبیر: ۱/ ۳۳: ۱۹۔ امام بخاری کا اس روایت کو حسن کہنا محل نظر ہے۔ امام بخاری کی بیان کردہ صحیح بخاری کی مسند جمیع روایات صحیح ہیں لیکن صحیح بخاری کی احادیث کے علاوہ امام صاحب کی دیگر کتب اور روایات پر حکم من وعن قبول نہیں کیے جاتے بلکہ ان احادیث اور ان پر حکم کو معیار حدیث پر پرکھا جاتا ہے اور جو حدیث اس معیار حدیث پر پوری اترے وہ مقبول اور جو صحیح اور حسن کی تعریف پر صادق نہ آئے وہ مردود ہے۔ جیسا کہ الأدب المفرد پر علامہ البانی کی تحقیق اور دیگر کتابوں پر محققین کی تحقیق سے عیاں ہے۔ یہ سند جسے امام بخاری نے حسن قرار دیا ہے اسے بھی حدیث کی کسوٹی پر پرکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ اس روایت پر امام صاحب کا حسن کا حکم محل نظر ہے کیونکہ مذکورہ سند میں عبد الرزاق صنعانی کی تدلیس ہے اور عامر بن شقیق جمہور محدثین کے نزدیک کمزور راوی ہے۔ التاریخ الکبیر للبخاری میں امام صاحب نے خود عامر بن شقیق کے بارے میں خاموشی اختیار کی ہے اور ان کی توثیق و تعدیل نہیں کی۔ نیز عامر بن شقیق جہاں کمزور راوی ہے وہاں اس سند میں ایک اور علت ہے جو ابو حاتم نے الجرح و التعدیل میں بیان کی ہے کہ عامر کا اپنے والد ابو وائل سے روایت کرنا ضعف حدیث کا سبب ہے۔ اس ساری تفصیل کے بات یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مذکورہ روایت ضعیف اور ناقابل حجت ہے۔ لہٰذا اسے بنیاد بنا کر ڈاڑھی کے خلال کو سنت اور مستحب قرار نہیں دیا جا سکتا۔

❶ ضعيف: سنن أبي داوٗد: ١٤٥۔ الطهور للقاسم بن سلام: ٣١٣۔ مسند أبي يعلىٰ: ٤٢٦٩۔ سنن بيهقي: ٢٤٧۔ ولید بن زوران کمزور راوی ہے۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ یہ کمزور راوی ہے (تقریب التهذیب) اور ذہبی کہتے ہیں کہ یہ حجت نہیں (میزان الاعتدال)۔ نیز ولید بن زوران

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



”رسول اللہ ﷺ جب وضو کرتے تو ایک چلو پانی لیتے، اسے اپنی ٹھوڑی کے نیچے داخل کرتے اور اس سے اپنی ڈاڑھی کا خلال کرتے اور فرماتے: اس طرح میرے رب نے مجھے حکم دیا۔“

۳۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

« وَضَّأْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ تَحْتَ حَنَكِهِ، فَخَلَّلَ لِحْيَتَهُ، فَقُلْتُ: مَا هَذَا؟ قَالَ: بِهَذَا أَمَرَنِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ » ①

”میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرایا تو آپ نے اپنا ہاتھ اپنی ٹھوڑی کے نیچے داخل کیا اور ڈاڑھی کا خلال کیا۔“ میں نے پوچھا: ”یہ کیا ہے؟“ آپ نے فرمایا: اس کا میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے۔“

۴۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

« رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ، فَخَلَّلَ لِحْيَتَهُ مِنْ تَحْتِ حَنَكِهِ، وَقَالَ: بِهَذَا أَمَرَنِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ » ②

”میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے وضو کیا اور ٹھوڑی کے نیچے سے

---

☜ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بیان کر رہے ہیں اور ولید بن زوران کا سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے سماع مشکوک ہے۔ امام ابو زرعہ رازی بیان کرتے ہیں کہ امام ابو داؤد نے بیان کیا کہ ہمیں نہیں معلوم کہ ولید بن زوران نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایات سنی ہیں یا نہیں۔ تحفة التحصيل فی ذكر رواة المراسيل ص: ۳۲۷۔

① ضعیف: طبرانی اوسط: ۲۹۷۶۔ مطر بن طہمان وراق ضعیف راوی ہے اور اس کی سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت مرسل ہے۔ ابو زرعہ بیان کرتے ہیں: لم يسمع من انس شَيْئًا وَهُوَ مُرْسل (مطر وراق نے انس سے کوئی حدیث نہیں سنے اور یہ روایت مرسل ہے) تحفة التحصيل فی ذكر رواة المراسيل ص: ۳۰۶۔

② ضعیف جدًا: طبرانی أوسط: ۴۴۶۵۔ اس میں عمر بن حفص ابو حفص عبدی راوی متروک ہے۔ حافظ ☜

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ڈاڑھی کا خلال کیا اور فرمایا: ''اس کا مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے۔''

۵۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ خَلَّلَ لِحْيَتَهُ، وَفَرَّجَ أَصَابِعَهُ مَرَّتَيْنِ» ①

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تو اپنی ڈاڑھی کا خلال کرتے اور (خلال کے لیے) اپنی انگلیوں کو دو بار کھولتے۔''

۶۔ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

---

☜ ذہبی بیان کرتے ہیں کہ احمد بن حنبل نے کہا کہ ہم نے اس کی حدیث چھوڑ دی ہے اور اسے پھاڑ دیا ہے۔ علی بن مدینی کہتے ہیں کہ یہ غیر ثقہ راوی ہے، نسائی نے اسے متروک کہا ہے اور دار قطنی نے اسے ضعیف کہا ہے۔ میزان الإعتدال: ۲۲۶/۵، ۲۲۷: ۶۰۸۱۔ نیز اس سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی اس روایت کے دو مزید ضعیف شواہد مستدرك حاكم: ۱۴۹/۱۔ میں ہیں۔ جن میں ایک سند: ۵۴۴۔ میں زہری کی تدلیس ہے اور دوسری روایت بھی منقطع ہے اس میں موسیٰ بن أبی عائشہ کا سیدنا انس سے سماع ثابت نہیں۔ ابو زرعہ لکھتے ہیں: امام حاکم نے مستدرک میں موسیٰ بن أبی عائشہ عن انس کے طریق سے بیان کیا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے وضو کیا اور ڈاڑھی کا خلال کیا۔ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امام حاکم کہتے ہیں کہ انس کی یہ حدیث صحیح ہے۔ (یہ حدیث صحیح نہیں بلکہ منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے) کیونکہ ابن أبی حاتم نے علل میں اس کے انقطاع کی وضاحت کی ہے وہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ہم اسے غریب خیال کیا کرتے تھے پھر ہمارے لیے اس کی علت واضح ہوئی ہے کہ موسیٰ بن أبی عائشہ نے اس سند میں دو راویوں کا واسطہ چھوڑا ہے۔ اصل سند یوں ہے عن رجل عن يزيد الدوسي عن أنس۔ اس سند میں خطاء مروان بن محمد طاطری کی طرف سے ہے۔ تحفة التحصيل فی ذكر رواة المراسيل ص: ۳۲۰۔

① ضعیف: سنن ابن ماجه: ۴۳۲۔ بوصیری کہتے ہیں: هَذَا إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ لِضُعْفِ يَحْيَىٰ بْنِ كَثِيرٍ وَشَيْخِهِ (یہ سند ضعیف ہے کیونکہ یحییٰ بن کثیر (ابو نضر) اور ان کے استاد (یزید بن أبان رقاشی) ضعیف راوی ہیں)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(( رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَلِّلُ لِحْيَتَهُ )) ①

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ اپنی ڈاڑھی کا خلال کرتے تھے۔''

۷۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ عَرَكَ عَارِضَيْهِ بَعْضَ الْعَرْكِ، ثُمَّ شَبَكَ لِحْيَتَهُ بِأَصَابِعِهِ مِنْ تَحْتِهَا )) ②

''رسول اللہ ﷺ جب وضو کرتے تو اپنے رخساروں کو تھوڑا سا ملتے پھر ڈاڑھی میں انگلیاں ڈال کر نیچے کی طرف خلال کرتے۔''

۸۔ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ، فَخَلَّلَ لِحْيَتَهُ )) ③

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے وضو کیا اور اپنی ڈاڑھی کا خلال کیا۔''

---

① ضعيف: جامع ترمذی : ۲۹، ۳۰۔ سنن ابن ماجه: ۴۲۹۔ مسند حمیدی : ۱۴۶، ۱۴۷۔ مستدرك حاكم: ۱/ ۱۴۹۔ یہ روایت دو سندوں سے مروی ہے ایک سند میں سفیان بن عیینہ کی تدلیس ہے اور عبدالکریم بن أبی المخارق ضعیف راوی ہے اور دوسری سند میں سعید بن أبی عروبہ اور قتادہ کی تدلیس ہے۔

② ضعيف: سنن ابن ماجه: ۴۳۲۔ سنن دارقطنی: ۳۷۴، ۵۵۵۔ سنن بیهقی: ۲۴۹۔ عبد الواحد بن قیس جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف راوی ہے، حافظ ذہبی نے الکاشف میں اسے منکر الحدیث قرار دیا ہے۔

③ ضعيف: سنن ابن ماجه: ۴۳۳۔ یہ روایت ضعیف ہے، اس کی سند میں واصل بن سائب رقاشی اور ابوسورہ ضعیف راوی ہیں نیز ابوسورہ کا سیدنا ایوب سے سماع ثابت نہیں۔ امام ترمذی بیان کرتے ہیں: میں نے محمد بن اسماعیل بخاری سے اس روایت کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے کہا: یہ کچھ بھی نہیں۔ میں نے پوچھا: ابوسورہ کا نام کیا ہے؟ مجھے معلوم نہیں اس کا کیا کرنا ہے؟ عِنْدَهُ مَنَاكِيْرُ وَلَا يُعْرَفُ لَهُ سَمَاعٌ مِنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ (اس کے پاس منکر روایات ہیں اور اس کا ابوایوب سے سماع بھی معروف نہیں)۔ العلل الكبير للترمذی: ۲۰۔ بوصیری کہتے ہیں کہ یہ سند ابوسورہ اور واصل رقاشی کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔ مصباح الزجاجة فی زوائد ابن ماجه: ۱/ ۶۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## خلاصۂ تحقیق:

ڈاڑھی کے خلال کے بارے میں مروی تمام روایات ضعیف و ناقابل احتجاج ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

(( قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ عَنْ أَبِيْهِ: لَيْسَ فِي تَخْلِيْلِ اللِّحْيَةِ شَيْءٌ صَحِيْحٌ، وَقَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ أَبِيْهِ: لَا يَثْبُتُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَخْلِيْلِ اللِّحْيَةِ شَيْءٌ )) ①

''عبداللہ بن احمد اپنے والد احمد بن حنبل سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے بیان کیا کہ ڈاڑھی کے خلال کے متعلق کوئی بھی حدیث صحیح نہیں ہے اور ابن أبی حاتم اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ڈاڑھی کے خلال میں نبی ﷺ سے کچھ بھی ثابت نہیں۔''

لہٰذا ڈاڑھی کے خلال کو وضو میں سنت یا فرض قرار دینا درست نہیں اور وضو کے احکام میں ڈاڑھی کے خلال کا عمل دخل نہیں ہے۔

## وضو کے بعد شرمگاہ پر چھینٹے مارنا:

وضو کے بعد شرمگاہ پر چھینٹے مارنے کی کوئی مرفوع روایت نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہے اس لیے اسے وضو کے مسنون اعمال میں شامل کرنا درست نہیں۔ اس بارے میں مروی روایات ضعیف ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ حکم بن سفیان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَالَ يَتَوَضَّأُ وَيَنْتَضِحُ'' ②

''رسول اللہ ﷺ جب پیشاب کرتے تو وضو کرتے اور شرمگاہ پر چھینٹے مارتے تھے۔''

---

① التلخيص الحبير: ۱/ ۱۵۳۔

② ضعيف: سنن أبي داود: ۱۶۶۔ سنن نسائي: ۱۳۵۔ سنن ابن ماجه: ۴۶۱۔ سنن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بیہقی: ۷۵۲۔ یہ حدیث حکم بن سفیان کی جہالت، ان کے والد کے عدم ذکر اور ان کی جہالت کی وجہ سے ضعیف اور صحابی کے عدم ذکر کی وجہ سے مرسل ہے۔ ابن أبی حاتم کہتے ہیں: میں نے اپنے والد (ابو حاتم سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ اصل سند یوں ہے: الصَّحيحُ: مُجاهِد، عَنِ الحكم بن سُفْيانَ عَنْ أَبِيهِ (یعنی حکم بن سفیان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور اس سند میں ان کے والد کا ساقط ہونے منقطع ہونے کی علت ہے)۔ علل الحديث لابن أبی حاتم: ۱۰۳:۵۵۷/۱۔

علامہ البانی بیان کرتے ہیں: هَذَا الْحَدِيثُ لَا يَصِحُّ مَتْنُهُ لِأَنَّ فِيهِ اضْطِرَابًا كَثِيرًا عَلَى نَحْوِ عَشَرَةِ وُجُوهٌ لَخَّصَهَا الْحَافِظُ فِي "التَّهْذِيبِ" وَفِي ثُبُوتِ صُحْبَةِ الْحَكَمِ بْنِ سُفْيَانَ خِلَافٌ (اس حدیث کا متن کمزور ہے کیونکہ اس میں تقریباً دس صورتوں کا کثیر اضطراب ہے جسے حافظ (ابن حجر) نے التہذیب میں ملخص بیان کیا ہے نیز حکم بن سفیان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ (تمام المنة ص:٦٦)

ابو الحسن ابن القطان بیان کرتے ہیں: والْحَدِيثُ الْمَذْكُورُ قَدْ عَدِمَ الصِّحَّةَ مِنْ وُجُوهٍ: أَحَدُهَا مَا أَعْرَضَ عَنْهُ بَعْدَ الْإِشَارَةِ إِلَيْهِ مِنَ الِاضْطِرَابِ، وَالثَّانِي: الْجَهْلُ بِحَالِ الْحَكَمِ بْنِ سُفْيَانَ، فَإِنَّهُ غَيْرُ مَعْرُوفِهَا، وَلَا سِيَّمَا عَلَى مَا ارتضى أَبُو مُحَمَّدٍ مِنَ النَّسَائِيِّ، أَعْنِي أَنْ لَا يَكُونَ أَخْبَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا بِوَاسِطَةِ أَبِيهِ، وَالثَّالِثُ: أَنَّ أَبَاهُ الْمَذْكُورَ لَا تُعْرَفُ صُحْبَتُهُ، وَلَا رِوَايَتُهُ لِشَيْءٍ غَيْرِ هَذَا۔ (حدیث مذکور کئی وجوہ کی بنیاد پر ضعیف ہے۔ ا۔ (مؤلف نے) اس کے اضطراب کی طرف اشارہ کرنے کے بعد اس سے اعراض کیا ہے۔ ۲۔ حکم بن أبی سفیان کی جہالت کہ اس کی حالت غیر معروف ہے، بالخصوص اس بنا پر (یہ مجہول الحال ہے کہ) جو سند ابو محمد نے نسائی سے منتخب کی ہے کہ انھوں نے یہ روایت نبی ﷺ سے اس (حکم بن سفیان) کے والد کے واسطے سے بیان کی ہے (ان کے والد کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے جب کہ اس راوی کے مجہول الحال ہونے میں کوئی اختلاف نہیں)۔ ۳۔ ان (حکم بن سفیان) کے والد کا صحابی ہونا غیر معروف ہے اور ان سے اس روایت کے علاوہ کوئی روایت منقول نہیں ہے۔

بيان الوهم و الإيهام فی كتاب الأحكام: ۱۳۰/۵، ۱۳۱۔

حکم بن سفیان یا سفیان بن حکم مجہول راوی ہے اور اس کا صحابی ہونا ثابت نہیں۔ قَالَ شَرِيكٌ: سَأَلْتُ أَهْلَ الْحَكَمِ بْنِ سُفْيَانَ فَذَكَرُوا أَنَّهُ لَمْ يُدْرِكِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (شریک کہتے ہیں کہ میں نے حکم بن سفیان کے گھر والوں سے (ان کے صحابی ہونے کے بارے میں پوچھا) تو انھوں نے کہا: انھوں نے نبی ﷺ کو نہیں پایا) (العلل و معرفة الرجال لأحمد: ۲۴۸/۳: ۵۰۹۷)

امام ترمذی کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن اسماعیل بخاری سے اس روایت کے بارے میں پوچھا: مَنْصُور، عَنْ مُجَاهِد، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ سُفْيَانَ أَوْ أَبِي الْحَكَمِ أَوْ سُفْيَانَ بْنِ الْحَكَمِ أَنَّ النَّبِيَّ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ مجاہد بیان کرتے ہیں کہ ایک ثقفی شخص ( حکم بن سفیان ) اپنے والد سے بیان کرتا ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

(( رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالَ ثُمَّ نَضَحَ فَرْجَهُ ))[1]

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے پیشاب کیا پھر اپنی شرمگاہ پر چھینٹے مارے۔''

---

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ وَفَرَغَ مِنْ وُضُوئِهِ أَخَذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَرَشَّهُ تَحْتَهُ فَقَالَ : الصَّحِيحُ مَا رَوَى شُعْبَةُ وَوهَيْبٌ وَقَالَا: عَنْ أَبِيهِ، وَرُبَّمَا قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ: عَنْ أَبِيهِ، وَقَالَ شُعْبَةُ: عَنِ الْحَكَمِ أَوْ أَبِي الْحَكَمِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ مُحَمَّدٌ : وَقَالَ بَعْضُ وَلَدِ الْحَكَمِ بْنِ سُفْيَانَ: إِنَّ الْحَكَمَ لَمْ يُدْرِكِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَرَهُ (انھوں نے کہا: صحیح (سند وہ ہے) جسے شعبہ اور وہیب نے حکم بن سفیان سے ان کے والد کے واسطے سے بیان کیا ہے، اس حدیث کی بعض سندوں میں سفیان بن عیینہ نے بھی عن أبیہ سے روایت کی ہے اور شعبہ نے حکم یا ابو حکم عن أبیہ کے طریق سے روایت کی ہے۔ (یعنی حکم بن سفیان کا نبی ﷺ سے روایت کرنا درست نہیں بلکہ یہ اپنے باپ سے اور ان کے باپ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، اصل سند یوں ہے، جس بنیاد پر جہاں گزشتہ روایت حکم بن سفیان کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے وہاں ان کے والد کا واسطہ چھوڑنے کی وجہ سے مرسل بھی ہے)۔ پھر امام بخاری نے بیان کیا کہ حکم بن سفیان کے کسی بچے نے کہا کہ انھوں (حکم بن سفیان نے) نہ نبی ﷺ کا زمانہ پایا ہے اور نہ آپ کو دیکھا ہے۔ (یعنی باپ بھی مجہول شخص اور غیر صحابی ہے اور عن أبیہ کے طریق سے مروی روایت بھی باپ بیٹے کی جہالت کی وجہ سے اور مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے)۔[ العلل الکبیر للترمذی : ۳۷]

ڈاکٹر بشار عواد معروف اور شعیب ارنؤوط لکھتے ہیں: حکم بن سفیان کا صحابی ہونا ثابت نہیں، امام بخاری کہتے ہیں کہ حکم بن سفیان کے کسی بچے نے کہا کہ انہوں (حکم بن سفیان نے) نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا زمانہ نہیں پایا، نیز سفیان بن عیینہ، امام ترمذی اور دیگر محدثین نے ان کے صحابی ہونے کو نادرست قرار دیا ہے۔ کتب ستہ میں سنن أبی داؤد: ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، سنن نسائی: ۱/ ۸۶۔ سنن ابن ماجہ: ۴۶۱۔ ان سے ایک ہی روایت مروی ہے اور یہ حدیث ضعیف اور سخت مضطرب ہے۔[ تحریر تقریب التھذیب ص: ۱۹۷]

[1] ضعیف: سنن أبی داؤد: ۱۶۷۔ مستدرك حاکم: ۱/ ۱۷۱۔ سنن بیھقی: ۷۵۴۔ سفیان بن عیینہ اور عبد اللہ بن أبی نجیح کی تدلیس اور رجل من ثقیف اور ان کے والد (حکم بن سفیان یا سفیان بن حکم) مجہول راوی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۳۔ حکم بن سفیان اپنے والد سے بیان کرتے ہیں:

"أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَنَضَحَ فَرْجَهُ"①

"بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور شرم گاہ پر چھینٹے مارے۔"

۴۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

(( جَاءَنِيْ جِبْرِيْلُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، إِذَا تَوَضَّأْتَ فَانْتَضِحْ ))②

"میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا: اے محمد! جب تو وضو کرتے تو شرم گاہ پر چھینٹے مارے۔"

۵۔ سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

(( أَنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَاهُ فِي أَوَّلِ مَا أُوحِيَ إِلَيْهِ، فَعَلَّمَهُ الْوُضُوْءَ وَالصَّلَاةَ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْوُضُوْءِ، أَخَذَ غَرْفَةً مِنْ مَاءٍ فَنَضَحَ بِهَا فَرْجَهُ ))③

"جبرائیل علیہ السلام آغاز وحی میں آپ کے پاس آئے اور آپ کو وضو اور نماز سکھائی پھر جب وہ وضو سے فارغ ہوئے تو انھوں نے ایک چلو پانی لیا اور اسے اپنی شرم گاہ پر چھڑکا۔"

---

① ضعیف: سنن أبي داوٗد: ١٦٨۔ مسند أحمد: ١٥٣٨٤۔ حکم بن سفیان اور ان کے والد مجہول راوی ہیں۔

② ضعیف: جامع ترمذی: ٥٠۔ سنن ابن ماجه: ٤٦٣۔ سلسلة الأحاديث الضعيفة: ١٣١٢۔ حسن بن علی بن محمد بن ربیعہ ہاشمی ضعیف راوی ہے ہے۔ امام ترمذی بیان کرتے ہیں کہ میں نے محمد بن اسماعیل بخاری سے سنا کہ حسن بن علی ہاشمی منکر الحدیث ہے۔

③ ضعیف: مسند أحمد: ١٦١/٤۔ سنن ابن ماجه: ٤٦٢۔ سنن بيهقي: ١٦١/١۔ سنن دارقطني: ٣٩٠۔ المنتخب من مسند عبد بن حميد: ٢٨٣۔ یہ روایت ضعیف ہے، اس میں عبداللہ بن لہیعہ مختلط راوی ہے اور امام زہری کی تدلیس ہے۔ ابن أبی حاتم کہتے ہیں کہ میرے والد نے کہا: هَذَا حديثٌ كذبٌ باطِلٌ (یہ حدیث جھوٹ اور باطل ہے) علل الحديث لابن أبي حاتم: ١٠٤:٥٦٠/١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۶۔ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

(( أَنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا نَزَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَاهُ الْوُضُوْءَ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ وُضُوْئِهِ أَخَذَ حَفْنَةً مِنَ الْمَاءِ فَرَشَّ بِهَا فِي الْفَرْجِ )) ①

''جب جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی لے کر آئے تو انھوں نے آپ کو وضو سکھایا اور جب وضو سے فارغ ہوئے تو پانی کا ایک چلو لیا اور اسے شرم گاہ پر چھڑکا۔''

۷۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

(( تَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَضَحَ فَرْجَهُ )) ②

''رسول اللہ نے وضو کیا اور شرم گاہ پر چھینٹے مارے۔''

اس طرح کی کچھ اور روایات بھی ہیں جو اسنادی لحاظ سے کمزور ہیں۔ اس ساری بحث کا ماحصل یہ ہے کہ وضو کے بعد شرم گاہ پر چھینٹے مارنے والی تمام روایات کمزور ہیں اور کوئی ایسی روایت ثابت نہیں جس کی وجہ سے اس عمل کو مسنون قرار دیا جا سکے یا اسے معمول بنایا جا سکے۔

## وضو کرتے وقت کے اذکار:

دوران وضو ہر عضو دھوتے وقت کی دعائیں یا کوئی عام دعا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اس لیے اس بارے میں مروی خود ساختہ اذکار کا اہتمام کرنا خلاف سنت ہے۔ جب کہ احناف کے نزدیک دوران وضو ہر عضو دھوتے وقت ذکر کرنا روا ہے۔ حنفی کتب میں دوران وضو ہر عضو دھوتے وقت ذکر کرنا مشروع ہے۔ کنز الدقائق اور دیگر کتب میں یہ عبارت درج ہے:

---

① ضعیف: سنن دارقطنی: ۳۹۱۔ رشدین بن سعد ضعیف اور زہری کی تدلیس ہے۔

② ضعیف: سنن ابن ماجه: ٤٦٤۔ یہ حدیث ضعیف ہے اس میں قیس بن ربیع اسدی اور ان کے استاد محمد بن عبدالرحمٰن بن أبی لیلیٰ ضعیف راوی ہیں اور ابوزبیر مکی کی تدلیس ہے۔ بوصیری کہتے ہیں: یہ حدیث قیس اور ان کے استاد کی وجہ سے ضعیف ہے۔ [ مصباح الزجاجة فی زوائد ابن ماجه: ٦٧/١ ]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



« وَالذِّكْرُ الْمَحْفُوْظُ عِنْدَ كُلِّ عُضْوٍ » ③

''ہر عضو (کو دھوتے) وقت ذکر کرنا ثابت ہے۔''

امام زیلعی وغیرہ کہتے ہیں کہ کلی کرتے وقت یہ کلمات کہے:

« اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلَى تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ » ④

''اے اللہ! قرآن کی تلاوت، اپنے ذکر، شکر اور اچھی عبادت پر میری مدد کر۔''

ناک میں پانی چڑھاتے وقت کہے:

« اَللّٰهُمَّ أَرِحْنِي رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَلَا تُرِحْنِي رَائِحَةَ النَّارِ »

''اے اللہ! مجھے جنت کی خوشبو پہنچا اور جہنم کی بدبو نہ پہنچا۔''

چہرہ دھوتے وقت کہے:

« اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِيْ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ »

''اے اللہ! جس دن کچھ چہرے سفید اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے اس دن میرا چہرہ سفید کر دے۔''

دایاں ہاتھ دھوتے وقت کہے:

« اَللّٰهُمَّ أَعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِيَمِيْنِيْ وَحَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَسِيْرًا »

''اے اللہ! میری کتاب میرے دائیں ہاتھ میں دے اور آسان محاسبہ کر۔''

اور بایاں ہاتھ دھوتے وقت کہے:

« لَا تُعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِشِمَالِيْ وَلَا وَرَاءَ ظَهْرِيْ وَلَا تُحَاسِبْنِيْ حِسَابًا عَسِيْرًا »

''میرا اعمال نامہ میرے بائیں ہاتھ اور پشت کے پیچھے سے نہ دے اور میرا سخت محاسبہ نہ کر۔'' سر کا مسح کرتے وقت کہے:

« اَللّٰهُمَّ أَظِلَّنِيْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّ عَرْشِكَ »

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''اے اللہ! مجھے اپنے عرش کے نیچے سایہ عطا کر جس دن تیرے عرش کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔''

کانوں کا مسح کرتے وقت کہے:

« اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ أَحْسَنَهُ »

''اے اللہ! مجھے ان لوگوں سے کر دے جو بات سن کر اس کی بہترین پہلو کی پیروی کرتے ہیں۔''

گردن کا مسح کرتے وقت کہے:

« اَللّٰهُمَّ أَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ »

''اے اللہ! میری گردن آگ سے آزاد کر دے۔''

دایاں پاؤں دھوتے وقت کہے:

« اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمَیَّ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ الْأَقْدَامُ »

''اے اللہ! میرے قدم پل صراط پر ثابت رکھنا جس دن پاؤں پھسل جائیں گے۔''

پھر بایاں پاؤں دھوتے وقت یہ کلمات کہے:

« اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَسَعْیِیْ مَشْكُوْرًا وَتِجَارَتِیْ لَنْ تَبُوْرَ »[1]

''اے اللہ! میرے گناہ بخش دے، میری کوشش قابل قدر بنا دے اور میرا کاروبار ٹھپ نہ کر۔''

## علماء کی آراء:

۱۔ امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

---

[1] البحر الرائق شرح کنز الدقائق: ۱/ ۳۰۔ رد المختار: ۱/ ۱۲۷۔ تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق: ۱/ ۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



« وَأَمَّا الدُّعَاءُ عَلَى أَعْضَاءِ الْوُضُوْءِ، فَلَمْ يَجِئْ فِيْهِ شَيْءٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ » ①

''اعضائے وضو پر دعا پڑھنا، اس بارے میں نبی ﷺ سے کچھ بھی منقول نہیں ہے۔''

۲۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''امام نووی رحمہ اللہ نے الروضۃ میں بیان کیا کہ اس دعا کی کوئی اصل نہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور علماء نے یہ دعا بیان نہیں کی اور شرح المہذب میں بیان کیا کہ متقدمین نے یہ دعا بیان نہیں کی اور حافظ ابن الصلاح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اس مسئلہ میں کوئی بھی حدیث ثابت نہیں۔

میں (ابن حجر) کہتا ہوں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اس مسئلہ میں (ہر عضو پر دعائیہ کلمات پڑھنا) کئی سخت ضعیف سندوں سے مروی ہے، جنھیں مستغفری نے ''الدعوات'' میں اور ابن عساکر نے ''امالی'' میں نقل کیا ہے۔ ②

۳۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« وَلَمْ يَصِحَّ عَنْهُ فِي مَسْحِ الْعُنُقِ حَدِيْثٌ الْبَتَّةَ، وَلَمْ يُحْفَظْ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ عَلَى وُضُوْئِهِ شَيْئًا غَيْرَ التَّسْمِيَةِ، وَكُلُّ حَدِيْثٍ فِي أَذْكَارِ الْوُضُوْءِ الَّذِيْ يُقَالُ عَلَيْهِ فَكَذِبٌ مُخْتَلَقٌ لَمْ يَقُلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا مِنْهُ، وَلَا عَلَّمَهُ لِأُمَّتِهِ » ③

''آپ سے گردن کے مسح میں کوئی بھی حدیث ثابت نہیں اور نہ آپ سے یہ ثابت ہے کہ آپ وضو میں بسم اللہ کے علاوہ کچھ پڑھتے ہوں اور تمام وہ اذکار

---

① الأذكار للنووي ص: ۲۹۔ ② التلخيص الحبير: ۲۹۷/۱۔
③ زاد المعاد في هدى خير العباد: ۱۸۸/۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جو (اعضائے وضو دھوتے وقت) کہے جاتے ہیں وہ خود ساختہ جھوٹ ہے۔ ان میں کوئی بھی ذکر نہ آپ نے کیا ہے اور نہ اپنی امت کو سکھایا ہے۔"

## دوران وضو کی ایک اور دعا:

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا، آپ نے وضو کیا اور میں نے آپ سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمات کہتے تھے:

« اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ، وَوَسِّعْ لِيْ فِيْ دَارِيْ، وَبَارِكْ لِيْ فِيْ رِزْقِيْ » ❶

"اے اللہ میرے گناہ معاف کر دے، میرے لیے میرا گھر کشادہ کر دے اور میرے لیے میرے رزق میں برکت دے۔"

---

❶ ضعيف : عمل اليوم و الليلة لابن السني: ٢٨۔ عمل اليوم و الليلة للنسائي : ٨٠۔ مسند أبي يعلىٰ: ٧٢٧٣۔ ابو مجلز لاحق بن حمید بن سعید سدوسی کا ابو موسیٰ اشعری سماع ثابت نہیں۔ علامہ البانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ ابو مجلز اور ابو موسیٰ کے درمیان انقطاع ہے۔ حافظ ابن حجر "الامالی" میں بیان کرتے ہیں: امام نووی کا اس روایت پر صحت کا حکم لگانا مشکوک ہے کیونکہ ابو مجلز کی سمرہ بن جندب اور عمران بن حصین سے ملاقات نہیں جیسا کہ علی بن مدینی نے کہا ہے اور یہ دونوں صحابی ابو موسیٰ سے بعد میں فوت ہوئے ہیں سو ابو موسیٰ سے ان کا سماع محل نظر ہے، پھر ان (ابو مجلز) سے ان راویوں سے ارسال بھی ثابت ہے، جن سے ان کی ملاقات نہیں۔ [تمام المنة ص : ٩٦]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# وضو توڑنے والی چیزیں

درج ذیل چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے:

## ا۔ حدث اکبر سے طہارت ختم ہونا:

حدث اکبر (جنابت، حیض و نفاس) سے غسل کرنا واجب ہے اور جو چیزیں وجوب غسل کا باعث ہوں ان سے بالاتفاق وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

## ۲۔ پیشاب اور پاخانے سے فراغت پر:

قضائے حاجت (پیشاب اور پاخانے) سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

ا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾

[ المائدة : ٦ ]

''اور اگر تم بیمار ہو، یا کسی سفر پر ہو، یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو، یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو، پھر کوئی پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا قصد کرو۔''

### فائدہ:

یہ آیت دلیل ہے کہ بول و براز کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ لفظ ''الغائط'' سے مراد پیشاب اور پاخانہ ہے۔ ابو مالک کمال بن سید بیان کرتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



« وَالْغَائِطُ كِنَايَةٌ عَنْ قَضَاءِ الْحَاجَةِ مِنْ بَوْلٍ أَوْ غَائِطٍ، وَقَدْ أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى انْتِقَاضِ الْوُضُوْءِ بِخُرُوْجِهِمَا مِنَ السَّبِيْلَيْنِ:الْقُبُلِ وَالدُّبُرِ » ①

''غائط قضائے حاجت پیشاب اور پاخانے سے کنایہ ہے اور علماء نے ان دونوں کے سبیلین ( قبل و دبر ) سے خارج ہونے سے وضو ٹوٹنے پر اجماع کیا ہے۔''

۲۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ إِذَا أَحْدَثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ » ②

''اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی شخص کی نماز جب وہ ( پیشاب اور پاخانے کی وجہ سے ) بے وضو ہو جائے قبول نہیں کرتا جب تک وہ وضو نہ کر لے۔''

فائدہ:

امام شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حدث سے مراد سبیلین ( قبل و دبر کے راستوں سے ) سے نکلنے والی چیز ( پیشاب اور پاخانہ ) ہے۔ ③

۳۔ سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

« كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفْرًا أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهِنَّ، إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ، وَلَكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ » ④

---

❶ صحيح فقه السنة : ۱/ ۱۲۷۔

❷ صحيح بخاری: ٦٩٥٤۔ صحيح مسلم: ۲۲۵۔ سنن أبی داؤد: ٦٠۔ جامع ترمذی: ٧٦۔

❸ نيل الأوطار : ۱/ ۲۰٤۔

❹ حسن: جامع ترمذی : ٩٦۔ سنن نسائی : ۱۲۷۔ صحيح ابن خزيمة : ۱۷۔ صحيح ابن حبان: ۱۳۲۰۔ عاصم بن أبی النجود صدوق حسن الحدیث اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''رسول اللہ ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ جب ہم مسافر ہوں تو دن اور ان کی راتیں موزے نہ اتاریں مگر جنابت سے (یعنی غسل جنابت کے لیے موزے اتار لیں) لیکن پاخانے، پیشاب اور نیند سے (نہ اتاریں)۔

## فوائد:

یہ حدیث دلیل ہے کہ پاخانہ، پیشاب اور نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ابن خزیمہ نے اس حدیث پر یوں عنوان قائم کیا ہے۔'' بَابُ ذِكْرِ وُجُوْبِ الْوُضُوْءِ مِنَ الْغَائِطِ وَ الْبَوْلِ وَ النَّوْمِ '' پاخانے، پیشاب اور نیند سے وجوب وضو کا بیان۔

## ۳۔ ہوا خارج ہونے پر وضو کرنا:

پیٹ سے بالیقین ہوا خارج ہونے کی صورت میں وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ دلائل حسب ذیل ہیں:

۱۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ مَنْ أَحْدَثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ قَالَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَ مَوْتَ: مَا الْحَدَثُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: فُسَاءٌ أَوْ ضُرَاطٌ » [1]

''جو شخص بے وضو ہو جائے اس کی نماز اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک وہ وضو نہ کر لے۔'' حضرموت کے ایک شخص نے پوچھا: ''ابو ہریرہ! حدث (وضو کا ٹوٹنا) کیا ہے؟'' انھوں نے بیان کیا: ''پھسکی اور گوز (ناقض وضو ہیں)۔''

۲۔ سیدنا عبد اللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی گئی کہ ایک شخص نماز میں کچھ (ہوا کا خارج ہونا) محسوس کرتا ہے کیا وہ نماز توڑ دے؟'' آپ

---

[1] صحیح بخاری: ۱۳۵۔ صحیح مسلم: ۲۵۵۔ جامع ترمذی: ۳۳۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نے فرمایا:

« لَا حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا » ①

''نہیں (وہ نماز نہ توڑے)، جب تک (ہوا خارج ہونے کی) آواز نہ سن یا بدبو محسوس نہ کرے۔''

۳۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِي بَطْنِهِ شَيْئًا، فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ أَخَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ أَمْ لَا، فَلَا يَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا، أَوْ يَجِدَ رِيحًا » ②

''جب تم میں سے کوئی شخص اپنے پیٹ میں کچھ (گڑبڑ) محسوس کرے اور اس پر (فیصلہ کرنا) مشکل ہو کہ آیا (پیٹ سے) کچھ خارج ہوا ہے یا نہیں تو وہ مسجد سے ہرگز نہ نکلے حتی کہ (ہوا خارج ہونے کی) آواز سے سن یا بدبو پالے۔''

## فوائد:

یہ احادیث دلیل ہیں کہ پیٹ سے ہوا خارج ہونے کا یقین ہونے کی صورت میں وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ شک وغیرہ سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ابن منذر بیان کرتے ہیں:

« وُجُوبُ الْوُضُوْءِ بِخُرُوْجِ الرِّيْحِ مِنَ الدُّبُرِ مَأْخُوْذٌ مِنْ أَخْبَارِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّ خُرُوْجَ الرِّيْحِ مِنَ الدُّبُرِ حَدَثٌ يَنْقُضُ الْوُضُوْءَ » ③

''دبر سے ہوا خارج ہونے پر وضو کا واجب ہونا احادیث رسول سے ماخوذ ہے اور علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ دبر سے ہوا کا خارج ہونا حدث ہے جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔''

---

① صحیح بخاری: ۲۰۵۶۔ صحیح مسلم: ۳۶۱۔ سنن ابن ماجہ: ۵۱۳۔

② صحیح مسلم: ۳۶۲۔ جامع ترمذی: ۷۴۔ سنن ابن ماجہ: ۵۱۵۔

③ الأوسط فی السنن و الإجماع و الاختلاف لابن المنذر: ۱/ ۱۳۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## ۴۔ مذی سے وضو کرنا:

مذی شرم گاہ سے نکلنے والا ایک سفید لیس دار مادہ ہے جو بیوی سے چھیڑ خانی، جنسی گفتگو کے وقت شرم گاہ سے خارج ہوتا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ مذی کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

« وَالْمَذْيُ مَاءٌ أَبْيَضُ رَقِيقٌ لَزِجٌ يَخْرُجُ عِنْدَ شَهْوَةٍ لَا بِشَهْوَةٍ وَلَا دَفْقٍ وَلَا يَعْقُبُهُ فُتُورٌ وَرُبَّمَا لَا يُحَسُّ بِخُرُوْجِهِ وَيَكُونُ ذَلِكَ لِلرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ وَهُوَ فِي النِّسَاءِ أَكْثَرُ مِنْهُ فِي الرِّجَالِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ » ①

''مذی ایک سفید پتلا لیس دار مادہ ہے جو شہوت (بیوی سے کھیل کود یا جنسی گفتگو) کے وقت بغیر شہوت اور جوش سے نکلتا ہے اور اس کے بعد تھکاوٹ اور لاغری محسوس نہیں ہوتی اور بعض اوقات اس کے خارج ہونے کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ مرد اور عورت دونوں کو یہ عارضہ لاحق ہوتا ہے، البتہ مردوں کے نسبت عورتوں میں یہ عارضہ زیادہ پایا جاتا ہے۔''

مذی کے خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اس سے شرمگاہ کو دھونا یا چھینٹے مارنا لازم ہے اور اگر کپڑے پر مذی کے اثرات ہیں تو اسے بھی دھونا یا پانی چھڑکنا چاہیے۔ دلائل حسب ذیل ہیں:

۱۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مذی کے عارضہ میں شدید مبتلا شخص تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنے میں شرم محسوس کرتا تھا۔ چنانچہ میں نے سیدنا مقداد بن اسود کو حکم دیا انھوں نے آپ سے سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« فِيْهِ الْوُضُوْءُ » ②

''اس میں وضو ہے۔''

---

① شرح النووی: ۳/ ۲۱۳۔

② صحیح بخاری: ۱۷۸۔ صحیح مسلم: ۳۰۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مذی کے عارضہ میں شدید مبتلا شخص تھا اور آپ کی بیٹی کے رشتہ کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ سے سوال کرنے سے شرم محسوس کرتا تھا۔ چنانچہ میں نے سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کو حکم دیا انھوں نے آپ سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

« يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ » ①

''وہ اپنی شرم گاہ دھوئے اور وضو کرے۔''

۳۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مذی کے شدید عارضہ میں مبتلا تھا، چنانچہ میں غسل کرنا شروع ہوا حتی کے میری پشت پھٹ گئی۔ پھر میں نے نبی ﷺ کو یہ مسئلہ بیان کیا یا آپ کو یہ مسئلہ بیان ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَفْعَلْ إِذَا رَأَيْتَ الْمَذْيَ فَاغْسِلْ ذَكَرَكَ، وَتَوَضَّأْ وُضُوْءَكَ لِلصَّلَاةِ، فَإِذَا فَضَخْتَ الْمَاءَ فَاغْتَسِلْ » ②

''(مذی سے) غسل نہ کر، جب تو مذی دیکھے تو اپنی شرم گاہ دھو لے اور نماز والا وضو کر اور جب تو منی بہائے تو غسل کر۔''

**فوائد:**

یہ احادیث دلیل ہیں کہ مذی خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور مذی خارج ہونے کے بعد دوبارہ وضو کرنا لازم ہے۔

## ۵۔ نیند سے وضو کرنا:

نیند سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں، نیز نیند کی کون سی کیفیت ناقض وضو ہے اور کون سی کیفیت

---

① صحیح بخاری: ۲۶۹۔ صحیح مسلم: ۳۰۳۔

② حسن: سنن أبی داوٗد: ۲۰۶۔ صحیح ابن خزیمة: ۲۰۔ مسند احمد: ۱۰۹/۱۔ عبیدہ بن حمید حذاء اور حصین بن قبیصہ صدوق راوی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سے وضو نہیں ٹوٹتا؟ اس بارے میں علماء کے آٹھ مختلف اقوال ہیں، جنھیں دلائل سمیت بیان کرنے کے بعد راجح موقف کی وضاحت کی جائے گی۔

## قول اول:

کسی بھی قسم کی نیند ناقض وضو نہیں۔ یہ قول ابو موسیٰ اشعری، سعید بن مسیب، ابی مجلز، حمید اعرج اور شعبہ سے منقول ہے۔ ①

انھوں نے درج ذیل احادیث سے استدلال کیا ہے:

۱۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«كَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنَامُوْنَ ثُمَّ يُصَلُّوْنَ وَلَا يَتَوَضَّئُوْنَ» ②

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سو جاتے تھے پھر نماز پڑھتے اور وضو نہیں کرتے تھے۔''

۲۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، وَرَجُلٌ يُنَاجِي رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَا زَالَ يُنَاجِيْهِ حَتَّى نَامَ أَصْحَابُهُ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى» ③

''نماز کی اقامت ہو گئی اور ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کرنے لگا۔ وہ آپ سے مسلسل سرگوشی کرتا رہا حتی کے آپ کے اصحاب سو گئے پھر آپ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھائی۔''

۳۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

«أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شُغِلَ عَنْهَا لَيْلَةً، فَأَخَّرَهَا

---

① شرح النووی: ۷۳/۴۔ نیل الأوطار: ۲۰۸/۱۔

② صحیح مسلم: ۳۷۶۔ جامع ترمذی: ۷۸۔

③ صحیح بخاری: ۶۲۹۲۔ صحیح مسلم: ۳۷۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حَتَّى رَقَدْنَا فِي الْمَسْجِدِ، ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا، ثُمَّ رَقَدْنَا، ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا، ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ غَيْرُكُم ﴾ ①

''بلاشبہ رسول اللہ ﷺ اس (نماز عشاء) سے مشغول ہو گئے اور اسے مؤخر کیا حتی کہ ہم مسجد میں سو گئے، پھر بیدار ہوئے، پھر سو گئے پھر بیدار ہوئے۔ بعد ازاں نبی ﷺ ہمارے پاس آئے اور فرمایا: روئے زمین پر تمھارے سوا کوئی بھی نماز کا انتظار نہیں کر رہا۔''

۴۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

﴿كَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْتَظِرُوْنَ الصَّلَاةَ فَيَضَعُوْنَ جُنُوْبَهُمْ فَمِنْهُمْ مَنْ يَنَامُ ثُمَّ يَقُوْمُوْنَ إِلَى الصَّلَاةِ ﴾ ②

''رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نماز کا انتظار کرتے پھر لیٹ جاتے تھے اور ان میں بعض سو جاتے پھر اٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔''

۵۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

﴿أَنَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيه وَسَلَّم كَانُوْا يَضَعُوْنَ جُنُوبَهُمْ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَتَوَضَّأُ، وَمِنْهُمْ مَنْ لَا يَتَوَضَّأُ ﴾ ③

''اصحاب رسول (نیند کی وجہ سے نماز کے انتظار میں) اپنے پہلے زمین پر رکھ دیتے تھے (یعنی لیٹ کر نسو جاتے تھے)۔ پھر (نماز کے لیے) ان میں سے بعض وضو

---

① صحيح بخاری: ٥٧٠۔ صحيح مسلم: ٦٣٩۔ سنن أبی داوٗد: ١٩٩۔

② حسن: المحلى بالآثار: ١/ ١٨٤۔ أحمد بن عون اللہ صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

③ ضعيف: مسند بزار: ٧٠٧٧۔ مسند أبی يعلىٰ: ٣١٩٩۔ سنن أبی بكر الأثرم: ١٤٢۔ كشف الأستار عن زوائد البزار: ٢٨٢۔ یہ روایت ضعیف ہے اس میں سعید بن أبی عروبہ اور قتادہ بن دعامہ کی تدلیس ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کرتے اور بعض وضو نہیں کرتے تھے۔"

## مذہب ثانی:

نیند ہر حالت میں ناقض وضو ہے، خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ۔ حسن بصری، مزنی، ابو عبید قاسم بن سلام اور اسحاق بن راہویہ اس موقف کے قائل ہیں۔ شافعی سے ایک غریب قول منقول ہے اور ابن منذر کہتے ہیں: میں بھی اسی موقف کا قائل ہوں نیز یہی قول سیدنا ابن عباس، سیدنا انس اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ ①

اس موقف کے قائلین کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفْرًا أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهِنَّ، إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ، وَلَكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ» ②

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیتے تھے کہ جب ہم سفر پر ہوں تین دن اور ان کی راتیں اپنے موزے نہ اتاریں سوائے جنابت کے (اس حالت میں موزے اتار کر غسل کرنا لازم ہے)۔ لیکن پاخانے، پیشاب اور نیند سے (موزے نہ اتاریں، کیونکہ یہ ناقض وضو ہیں ناقض غسل نہیں کہ ان سے موزے اتارنا پڑیں)۔"

## فوائد:

۱۔ امام شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

آپ کا احداث جن سے موزے نہیں اتارے جائیں گے کا بیان کرنا اور ان میں

---

① شرح النووی: ۷۳/٤۔ نیل الأوطار: ۲۰۸/۱۔

② حسن: جامع ترمذی: ۹٦۔ مسند حمیدی: ۹۰۵۔ صحیح ابن خزیمة: ۱۷۔ إرواء الغلیل: ۱۰٤۔ عاصم بن بہدلہ صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''یہ دونوں احادیث صحیح ہیں اور ہمارے موقف ( کہ مطلق نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ) کی دلیل ہیں۔ کیونکہ ان روایات میں ہے کہ اونگھ میں مبتلا شخص کو جو وہ پڑھ رہا اور کہہ رہا اس کا علم نہیں ہوتا۔ اس طرح کی حالت میں نماز سے روک دیا گیا ہے۔ چنانچہ جب اونگھنے والا اسے جو کہہ رہا ہے اس کا علم نہیں ہے تو بلاشبہ وہ عقل کے ختم ہونے کی کیفیت میں ہے اور اس مسئلہ میں علماء کا اتفاق ہے کہ جس کی عقل چلی جائے اس کی طہارت باطل ہو جاتی ہے تو ان پر لازم آتا ہے کہ وہ نیند کو بھی اسی حکم میں تسلیم کریں۔''

## ضعیف روایات کا بیان:

مطلق نیند کے وضو کے لیے آئندہ احادیث بھی بطور دلیل پیش کی جاتی ہیں لیکن یہ اسنادی لحاظ سے کمزور ہونے کی وجہ سے قابل استدلال نہیں۔ لہٰذا صحیح احادیث ہی بطور دلیل پیش کرنی چاہییں۔

۱۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«وِكَاءُ السَّهِ الْعَيْنَانِ ، فَمَنْ نَامَ فَلْيَتَوَضَّأْ »[1]

''آنکھیں دبر کا تسمہ ہیں، سو جو شخص سو جائے وہ وضو کرے۔''

۲۔ سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ الْعَيْنَيْنِ وِكَاءُ السَّهِ، فَإِذَا نَامَتِ الْعَيْنَانِ اسْتَطْلَقَ الْوِكَاءُ »[2]

---

[1] ضعیف: سنن أبی داؤد: ۲۰۳۔ سنن ابن ماجه: ٤٧٧۔ مسند الشامیین: ٦٥٦۔ سنن الدارقطنی : ٦٠٠۔ الأحادیث المختارة للضیاء المقدسی : ٦٣٢۔ مسند أحمد : ٨٨٧۔ ضیاء مقدسی کہتے ہیں کہ یہ روایت منقطع ہے۔ الاحادیث المختارة : ٦٣٢۔ کیونکہ عبدالرحمٰن بن عائذ کی سیدنا علی سے روایت مرسل ہے۔ العلل لابن أبی حاتم : ١/ ٥٦٣۔

[2] ضعیف: مسند أحمد: ١٦٨٧٩۔ سنن دارمی: ٧٤٩۔ دارقطنی: ٥٩٧۔ مسند أبی یعلی: ٧٣٧٢۔ سنن بیهقی: ٥٧٩۔ ولید بن مسلم کی تدلیس ہے اور ابوبکر بن عبداللہ بن ابی مریم ضعیف راوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"بلاشبہ آنکھیں دبر کا تسمہ ہیں، چنانچہ جب آنکھیں سو جائیں تو تسمہ کھل جاتا ہے۔"

## مذہب ثالث:

زیادہ نیند ہر حالت میں ناقض وضو ہے اور تھوڑی نیند ہر حالت میں ناقض وضو نہیں ہے۔ زہری، ربیعہ، اوزاعی اور مالک اس موقف کے قائل ہیں اور احمد سے ایک روایت منقول ہے۔ ①

انھوں نے درج ذیل دلائل سے استدلال کیا ہے۔

۱۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«مَنِ اسْتَحَقَّ النَّوْمَ، فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْوُضُوْءُ» ②

"جو شخص نیند کا مستحق قرار پائے تو اس پر وضو واجب ہو جاتا ہے۔"

۲۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

«وَجَبَ الْوُضُوْءُ عَلَى كُلِّ نَائِمٍ إِلَّا مَنْ خَفَقَ بِرَأْسِهِ خَفْقَةً أَوْ خَفْقَتَيْنِ» ③

"ہر سونے والے شخص پر نیند واجب ہے سوائے اس شخص کے جو اپنے سر کو (نیند کی وجہ سے) ایک جھٹکا یا دو جھٹکے دے۔"

## مذہب رابع:

چوتھا موقف یہ ہے کہ جب کوئی شخص رکوع کرنے، سجدہ کرنے، قیام کرنے یا بیٹھنے کی حالت میں سوئے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا۔ (ان حالتوں میں سونے والا) خواہ نماز میں یا نماز

---

❶ شرح النووی: ۷۳/۴۔ نیل الأوطار: ۲۰۸/۱۔

❷ صحیح: مسند ابن الجعد: ۱۴۵۲۔ سنن بیهقی: ۵۸۴۔ التلخیص الحبیر: ۱۶۰۔ حافظ ابن حجر کہتے یہ موقوف روایت صحیح ہے۔

❸ ضعیف: مصنف ابن أبی شیبة: ۱۴۱۲۔ مصنف عبد الرزاق: ۴۷۹۔ سنن بیهقی: ۱۱۹/۱۔ اس میں سفیان ثوری کی تدلیس اور یزید بن أبی زیاد ضعیف راوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سے باہر (اس کا وضو باقی رہتا ہے)۔ لیکن اگر یہ لیٹ کر یا گدی کے بل چت لیٹ کر سو جائے تو اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ابو حنیفہ اور داؤد ظاہری اس موقف کے قائل ہیں اور شافعی سے ایک غریب قول منقول ہے۔ ①

اس موقف کے قائلین نے درج ذیل دلائل سے استدلال کیا ہے:

۱۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ نَامَ جَالِسًا فَلَا وُضُوْءَ عَلَيْهِ وَمَنْ وَضَعَ جَنْبَهُ فَعَلَيْهِ الْوُضُوْءُ» ②

''جو شخص بیٹھ کر سوئے اس پر کوئی وضو نہیں اور جو اپنا پہلو رکھ دے اس پر وضو ہے۔''

۲۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا يَجِبُ الْوُضُوْءُ عَلَى مَنْ نَامَ جَالِسًا أَوْ قَائِمًا أَوْ سَاجِدًا حَتَّى يَضَعَ جَنْبَهُ، فَإِنَّهُ إِذَا وَضَعَ جَنْبَهُ اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ» ③

''جو شخص بیٹھ کر، کھڑے ہو کر یا سجدہ کی حالت میں سوئے اس پر وضو واجب نہیں جب تک وہ لیٹ نہ جائے۔ چنانچہ جب وہ لیٹ جاتا ہے تو اس کے جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔''

۳۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کی حالت میں سوئے دیکھا حتی کہ آپ نے خراٹے لیے، پھر آپ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ سو چکے تھے۔ آپ نے فرمایا:

«إِنَّ الْوُضُوْءَ لَا يَجِبُ إِلَّا عَلَى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا، فَإِنَّهُ إِذَا

---

① شرح النووی: ۷۳/۴۔ نیل الأوطار: ۲۰۸/۱، ۲۰۹۔

② ضعیف جدًا: سنن دارقطنی: ۵۹۹۔ عمر بن ہارون بلخی متروک اور یعقوب بن عطاء بن أبی رباح ضعیف راوی ہیں۔

③ ضعیف: سنن بیہقی: ۵۹۸۔ ابو خالد یزید بن عبدالرحمٰن دالانی اور قتادہ بن دعامہ کی تدلیس ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اضْطَجَعَ اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ )) ①

''بلاشبہ وضو صرف اس شخص پر واجب ہوتا ہے جو لیٹ کر سوئے کیونکہ جب وہ لیٹتا ہے تو اس کے جوڑ ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔''

۴۔ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد مدینہ میں بیٹھا سو رہا تھا کہ ایک شخص نے مجھے پیچھے سے اپنے بازوؤں میں لے لیا۔ میں نے پیچھے جھانکا تو نا گہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ میں نے پوچھا: کیا مجھ پر وضو واجب ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

(( لَا، حَتَّى تَضَعَ جَنْبَكَ )) ②

''نہیں، جب تک تو اپنا پہلو زمین پر نہ رکھے (وضو واجب نہیں ہوگا)۔''

۵۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب بندہ سجدے میں سو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے سبب فرشتوں پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے:

((اُنْظُرُوْا إِلَى عَبْدِيْ رُوْحُهُ عِنْدِيْ وَجَسَدُهُ فِي طَاعَتِيْ )) ③

''میرے بندے کی طرف دیکھو اس کی روح میرے پاس ہے اور اس کا جسم میری اطاعت میں ہے۔''

---

① ضعيف : مسند أحمد: ٢٥٦/١۔ سنن أبي داوٗد: ٢٠٢۔ جامع ترمذي: ٧٧۔ طبراني كبير : ١٢٧٤٨۔ سنن دارقطني : ٥٩٦۔ مسند أبي يعلىٰ: ٢٤٨٧، ٢٦١٠۔ سنن بيهقي : ١/ ١٩٤۔ مصنف ابن أبي شيبة : ١٣٩٧۔ سلسلة الأحاديث الضعيفة : ٤٣٨٤۔ ابو خالد یزید بن عبد الرحمٰن دالانی اور قتادہ بن دعامہ کی تدلیس ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن اسماعیل بخاری سے اس روایت کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا: یہ روایت کچھ بھی نہیں ہے۔ (العلل الكبير للترمذي:٤٣)۔

② ضعيف: سنن بيهقي: ١٩٤/١۔التلخيص الحبير : ١٦٣۔ سلسلة الأحاديث الضعيفة : ٩/ ٣٧٤۔ قزعہ بن سوید بن حجیر ضعیف اور بحر بن کنیز متروک راوی ہے۔ نیز میمون خیاط اور ابو عیاض مجہول راوی ہیں۔

③ ضعيف جداً : فوائد تمام : ١٦٧٠۔ سلسلة الأحاديث الضعيفة : ٩٥٣۔ داوٗد بن زبرقان متروک راوی ہے اور سلیمان تیمی کی تدلیس ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۶۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب بندہ حالت سجدہ میں سوتا ہے تو اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں:

«اُنْظُرُوْا إِلَى عَبْدِيْ رُوْحُهُ عِنْدِيْ، وَبَدَنُهُ سَاجِدٌ لِي وَجَسَدُهُ»

''میرے بندے کی طرف دیکھو اس کی روح میرے پاس ہے اور اس کا بدن مجھے سجدہ ریز ہے۔''①

۷۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«لَيْسَ عَلَى الْمُحْتَبِي النَّائِمِ وَلَا عَلَى الْقَائِمِ النَّائِمِ وَلَا عَلَى السَّاجِدِ النَّائِمِ وُضُوْءٌ حَتَّى يَضْطَجِعَ، فَإِذَا اضْطَجَعَ تَوَضَّأَ» ②

''گوٹھ مار کر بیٹھ کر سونے والے، بیٹھ کر سونے والے اور سجدہ کی حالت میں سونے والے پر وضو نہیں جب تک وہ لیٹ نہ جائے۔ چنانچہ جب وہ لیٹ جائے تو وضو کرے۔''

## مذہب خامس:

رکوع اور سجدہ کرنے والے ہی کی نیند ناقض وضو ہے۔ (ان کے علاوہ لوگوں کی نیند ناقض وضو نہیں)۔ یہ احمد بن حنبل کا موقف ہے۔③

---

① ضعیف: أمالی ابن سمعون الواعظ: ۵۹۔ سلسلة الأحادیث الضعیفة: ۳۶۹/۲۔ یہ روایت تین علتوں کی وجہ سے ضعیف ہے۔ حجاج بن نصیر ضعیف راوی ہے اور مبارک بن فضالہ اور حسن بصری کی تدلیس ہے۔

② صحیح: سنن بیهقی: ۱/ ۱۲۲، ۱۲۳۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں: اس کی سند جید ہے اور یہ موقوف ہے۔ التلخیص الحبیر: ۲۱۱/۱۔

③ شرح النووی: ۷۳/٤۔ نیل الأوطار: ۲۰۹/۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## مذہب سادس:

صرف سجدہ کرنے والے ہی کی نیند سے وضوٹوٹتا ہے۔ یہ قول بن احمد بن حنبل سے منقول ہے۔ ①

## مذہب سادس:

نیند میں کسی بھی حالت میں نیند ناقض وضونہیں اور نماز سے خارج نیند سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔ یہ شافعی کا کمزور قول ہے۔ ②

## مذہب ثامن:

جب کوئی شخص بیٹھ کر اس حالت میں سوئے کہ اس کی سرین زمین پر لگی ہو تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا ورنہ وضوٹوٹ جاتا ہے۔ خواہ نیند قلیل ہو یا کثیر اور خواہ یہ شخص نماز میں ہو یا نماز سے باہر۔ یہ شافعی کا مذہب ہے اور ان کے نزدیک نیند فی نفسہ ناقض وضونہیں، بلکہ نیند ہوا خارج ہونے کی دلیل ہے۔ چنانچہ اگر سونے والا شخص کی سرین زمین پر نہ لگی ہو تو ہوا کے خارج ہونے کا غالب گمان ہے اور شرع نے اس حالت کی نیند میں ہوا کے خارج ہونے کو حقیقت مان لیا ہے۔ لیکن اگر دوران نیند سرین زمین پر لگی ہے تو ہوا کے خارج ہونے کا گمان غالب نہیں ہوتا اور اصل طہارت کا باقی رہنا ہے۔ (یعنی جب ہوا خارج ہونے کا گمان نہیں تو وضو سالم ہے)۔ ③

## راجح موقف:

اونگھ سے وضونہیں ٹوٹتا لیکن نیند سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔ دلائل کی رو سے مطلق نیند

① شرح النووی: ٤/٧٣۔ نیل الأوطار: ١/٢٠٩۔
② شرح النووی: ٤/٧٣۔ نیل الأوطار: ١/٢٠٩۔
③ شرح النووی: ٤/٧٣۔ نیل الأوطار: ١/٢٠٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے ناقض وضو ہونے کے قائلین کا مذہب راجح ہے کیونکہ سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نیند کو مطلق ناقض وضو قرار دیا گیا ہے۔

۱۔ علامہ البانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''حدیث صفوان دلیل ہے کہ پاخانے اور پیشاب کی طرح مطلق نیند ناقض وضو ہے اور یقیناً یہ حدیث سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے زیادہ راجح ہے کیونکہ حدیث صفوان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع ہے جب کہ حدیث انس رضی اللہ عنہ (جس میں صحابہ کے سوکر بغیر وضو نماز پڑھنے کا بیان ہے) مرفوع نہیں ہے، نیز یہ بھی ممکن ہے کہ یہ نیند سے وضو کے واجب ہونے سے پہلے کی بات ہو۔ چنانچہ برحق موقف یہ ہے کہ نیند مطلق ناقض وضو ہے اور کوئی ایسی دلیل ثابت نہیں جو حدیث صفوان کو مقید کرتی ہو۔'' ①

۲۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اسی موقف کو ترجیح دی ہے۔ انھوں نے درج ذیل عنوان قائم کر کے اسی موقف کی طرف اشارہ کیا ہے۔

«بَابُ الوُضُوْءِ مِنَ النَّوْمِ، وَمَنْ لَمْ يَرَ مِنَ النَّعْسَةِ وَالنَّعْسَتَيْنِ، أَوِ الخَفْقَةِ وُضُوْءًا» ②

''نیند سے وضو کرنے کا بیان (یعنی مطلق نیند ناقض وضو ہے) اور اس شخص کا بیان جو ایک مرتبہ یا دو مرتبہ کی اونگھ یا (اونگھ سے) سر جھکنے سے وضو خیال نہیں کرتا۔ (یعنی نیند ناقض وضو ہے اور اونگھ ناقض وضو نہیں)۔''

۳۔ حافظ ابن حزم رحمہ اللہ نے بھی اسی موقف کو ترجیح دی ہے، بیان کرتے ہیں:

''نیند فی نفسہ ناقض وضو ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر، بیٹھنے کی حالت میں یا کھڑے

---

① تمام المنة ص: ۱۰۰۔

② صحیح بخاری: کتاب الوضوء: بَابُ الوُضُوْءِ مِنَ النَّوْمِ، وَمَنْ لَمْ يَرَ مِنَ النَّعْسَةِ وَالنَّعْسَتَيْنِ أَوِ الخَفْقَةِ وُضُوْءًا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہونے کی حالت میں، نماز میں ہو یا نماز سے باہر، رکوع کی حالت میں ہو یا سجدے کی حالت میں، ٹیک لگا کر ہو یا لیٹ کر۔ اس کے آس پاس کے لوگوں کو اس کے بے وضو ہونے کا یقین ہو یا یقین نہ ہو۔ (ان تمام حالتوں میں نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے)۔ اس کی دلیل حدیث صفوان ہے، اس میں نبی ﷺ نے ہر قسم کی نیند کو (ناقض وضو میں) شامل کیا ہے اور قلیل کی کثیر سے اور مختلف حالتوں میں سے کسی حالت کی تخصیص نہیں کی اور نیند کو اور پیشاب اور پاخانے کو (ناقض وضو ہونے میں) برابر قرار دیا ہے۔"[1]

۴۔ ابوعبیدہ قاسم بن سلام بھی اسی موقف کی طرف مائل ہیں، وہ بیان کرتے ہیں:

«كُنْتُ أُفْتِي أَنَّ مَنْ نَامَ جَالِسًا لَا وُضُوْءَ عَلَيْهِ حَتَّى خَرَجَ إِلَى جَنْبِي يَوْمَ الْجُمْعَةِ رَجُلٌ فَنَامَ فَخَرَجَتْ مِنْهُ رِيْحٌ، فَقُلْتُ لَهُ: قُمْ فَتَوَضَّأْ، فَقَالَ: لَمْ أَنَمْ، فَقُلْتُ: بَلَى وَقَدْ خَرَجَتْ مِنْكَ رِيْحٌ تَنْقُضُ الْوُضُوْءَ، فَجَعَلَ يَحْلِفُ أَنَّهُ مَا كَانَ ذَلِكَ مِنْهُ، وَقَالَ لِي: بَلْ مِنْكَ خَرَجَتْ فَتَرَكْتُ مَا كُنْتُ أَعْتَقِدُ فِي نَوْمِ الْجَالِسِ وَ رَاعَيْتُ غَلَبَةَ النَّوْمِ وَ مُخَالَطَتَهُ لِلْقَلْبِ»[2]

"میں فتویٰ دیا کرتا تھا کہ جو شخص بیٹھ کر سوئے اس پر وضو نہیں ہے (یعنی بیٹھ کر سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا بلکہ لیٹ کر سونے سے وضو ٹوٹتا ہے) حتی کہ جمعہ کے روز میرے پہلو میں ایک شخص بیٹھا اور سو گیا اور اس کی ہوا خارج ہو گئی۔ میں نے کہا: اٹھ کر وضو کیجیے، اس نے کہا کہ میں تو سویا نہیں ہوں۔ میں نے کہا: کیوں نہیں، تیری ہوا خارج ہوئی ہے جس سے وضو ٹوٹ گیا ہے۔ اس پر وہ اللہ کی قسم

---

[1] المحلی بالآثار لابن حزم: ۱/ ۱۸۳۔
[2] الاستذکار لابن عبد البر: ۱/ ۱۱۷۔ تمام المنۃ ص: ۱۰۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نہ لگی ہو (تمام حالتوں میں وضو ٹوٹ جاتا ہے)۔ کیونکہ ان حالتوں میں عقل کا زائل ہونا نیند سے (حواس کے مختل ہونے پر) زیادہ غالب ہے۔'' ①

## ۷۔ شرم گاہ کو چھونے سے وضو کرنا:

شرم گاہ کو چھونے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں علماء کی مختلف آراء ہیں، جن کی تفصیل کے بعد راجح موقف کی نشاندہی کی جائے گی۔

### پہلا موقف:

شرم گاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ عبداللہ بن عمر، سعید بن مسیب، عطاء، ابان بن عثمان، عروہ، سلیمان بن یسار، زہری، اوزاعی، شافعی اور مالک مشہور روایت کی رو سے اس موقف کے قائل ہیں۔ نیز عمر بن خطاب، ابو ہریرہ، ابن سیرین اور ابو عالیہ سے بھی یہی مذہب منقول ہے۔ ②

اس موقف کے قائلین کے دلائل حسب ذیل ہیں:

۱۔ سیدہ بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلَا يُصَلِّ حَتَّى يَتَوَضَّأَ )) ③

''جو شخص اپنی شرم گاہ کو چھوئے تو جب تک وہ وضو نہ کرے نماز نہ پڑھے۔''

۲۔ ہشام بن عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد (عروہ) نے بیان کیا کہ مروان بن حکم رحمہ اللہ نے انھیں حدیث بیان کی کہ سیدہ بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا جو کہ صحابیہ ہیں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( مَنْ مَسَّ فَرْجَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ ))

---

① شرح النووی: ۷۴/۴۔ فقه السنة: ۵۰/۱۔

② المغنی لابن قدامة مع الشرح الکبیر: ۲۰۲/۱۔

③ صحیح: جامع ترمذی: ۸۲۔ سنن نسائی: ۴۴۸۔ صحیح ابن حبان: ۱۱۱۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''جو شخص اپنی شرم گاہ کو چھوئے وہ وضو کرے۔''

عروہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ بسرہ رضی اللہ عنہا سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے اس کی تصدیق کی۔'' ①

۳۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( إِذَا أَفْضَى أَحَدُكُمْ بِيَدِهِ إِلَى فَرْجِهِ، وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا سِتْرٌ وَلَا حِجَابٌ فَلْيَتَوَضَّأْ )) ②

''جب تم میں سے کوئی شخص اپنا ہاتھ اپنی شرم گاہ تک لے جائے اور ان دونوں (ہاتھ اور شرم گاہ) کے درمیان کوئی پردہ یا رکاوٹ نہ ہو تو وہ وضو کرے۔''

## آثار صحابہ:

صحابہ کرام میں سے سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا سعد بن أبی وقاص اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے صحیح آثار منقول ہیں کہ یہ صحابہ شرم گاہ کے چھونے کو ناقض وضو قرار دیتے تھے۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

((إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ )) ③

''جب تم میں سے کوئی شخص اپنی شرم گاہ کو چھوئے تو اس پر وضو واجب ہے۔''

---

❶ صحیح: مستدرك حاكم: ۱/۱۳۷۔ امام حاکم نے اس طرح کی مزید روایات نقل کی ہیں جن میں عروہ بن زبیر کی سیدہ بسرہ سے سماع اور ملاقات کی صراحت موجود ہے۔

❷ حسن: صحيح ابن حبان: ۱۱۱۸۔ طبرانی أوسط: ۱۸۵۰۔ طبرانی صغیر: ۱۱۰۔ عمران بن فضالہ کو خلیلی نے ارشاد الثقات میں اور خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں ثقہ کہا ہے اور احمد بن سعید ہمدانی اور نافع بن ابی نعیم القاری صدوق راوی ہیں۔ علامہ البانی نے سلسلة الأحاديث الصحيحة: ۳/۲۳۸۔ میں اس حدیث کو جید قرار دیا ہے۔

❸ صحیح: مؤطا امام مالك: ۱۲۹، ۱۳۰۔ سنن بیهقی: ۶۲۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ مصعب بن سعد بن اَبی وقاص رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«كُنْتُ أُمْسِكُ الْمُصْحَفَ عَلَى سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، فَاحْتَكَكْتُ، فَقَالَ لِي سَعْدٌ: لَعَلَّكَ مَسِسْتَ ذَكَرَكَ؟ قَالَ، قُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ:فَقُمْ، فَتَوَضَّأْ، فَقُمْتُ، فَتَوَضَّأْتُ، ثُمَّ رَجَعْتُ» ①

''میں نے سیدنا سعد بن اَبی وقاص رضی اللہ عنہ کے لیے قرآن پکڑ رکھا تھا کہ میں نے خارش کی تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا: شاید تو نے عضو خاص کو چھوا ہے، میں نے عرض کی: ہاں، انھوں نے کہا: اٹھ کر وضو کر تو میں اٹھا وضو کیا پھر واپس آیا۔''

۳۔ قتادہ بن دعامہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«كَانَ ابْنُ عُمَرَ، وَابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلَانِ فِي الرَّجُلِ يَمَسُّ ذَكَرَهُ يَتَوَضَّأُ» ②

''سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ جو شخص اپنے عضو خاص کو چھوئے وہ وضو کرے۔''

## دوسرا موقف:

شرم گاہ جسم کے دیگر اعضاء کی طرح ایک عضو ہے اور اسے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ علی، عمار، ابن مسعود، حذیفہ، عمران بن حصین اور ابو الدرداء رضی اللہ عنہم اس موقف کے قائل ہیں اور ربیعہ، ثوری، ابن منذر اور احناف کا بھی یہی مذہب ہے۔ ③

اس موقف کے قائلین نے درج ذیل حدیث سے دلیل لی ہے۔

---

① صحیح: مؤطا امام مالك: ۱۲۸۔ سنن بیهقی: ۶۲۸۔

② صحیح: سنن بیهقی: ۶۳۳۔ سلیمان شعیب کسائی اور عبد الرحمٰن بن زیاد رصاصی ثقہ راوی ہیں۔ صحیح أبی داوٗد: ۱۹۹/٤۔

③ المغنی لابن قدامة مع الشرح الکبیر: ۱/ ۲۰۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



❁ سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ایک دیہاتی شخص آیا اور عرض کی: اے اللہ کی نبی! وضو کے بعد آدمی اپنی شرم گاہ کو چھو لے تو اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا:

(( هَلْ هُوَ إِلَّا مُضْغَةٌ مِنْهُ، أَوْ قَالَ: بَضْعَةٌ مِنْهُ )) ①

''یہ اس کے جسم کا ایک ٹکڑا ہی ہے۔''

نیز اس مسئلہ کے متعلق مروی درج ذیل روایات ضعیف ہیں۔

۱۔ سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم گاہ کو چھونے (سے وضو) کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

(( لَيْسَ فِيهِ وُضُوءٌ، إِنَّمَا هُوَ مِنْكَ )) ②

''اس میں وضو نہیں ہے یہ تو تیرا ایک حصہ ہی ہے۔''

۲۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور سیدنا عصمہ بن مالک خطمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا:

((يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! إِنِّي احْتَكَكْتُ فِي الصَّلَاةِ فَأَصَابَتْ يَدَيَ فَرْجِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَأَنَا أَفْعَلُ ذَلِكَ )) ③

''اے اللہ کے رسول! میں نے نماز میں خارش کی اور میرا ہاتھ میری شرم گاہ کو لگ گیا (کیا اس سے وضو ہے)؟ آپ نے فرمایا: ''میں بھی ایسا کرتا ہوں۔ (اور وضو نہیں کرتا)۔''

---

❶ حسن: سنن أبي داوٗد: ۱۸۲۔ جامع ترمذی: الأحاديث المختارة للضياء المقدسي: ۱۶۲۔ قیس بن طلق بن علی صدوق راوی ہے۔

❷ ضعيف جدًا: سنن أبي داود: ۱۸۳۔ سنن ابن ماجه: ٤٨٤۔ جعفر بن زبیر متروک راوی ہے۔

❸ ضعيف جدًا: سنن دارقطني: ٥٤٢۔ فضل بن مختار ضعیف اور صلت بن دینار متروک راوی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## آثارِ صحابہ:

عضو خاص کو چھونے سے وضو نہ کرنے والے ان آثار کو بھی بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔

۱۔ حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«اجْتَمَعَ رَهْطٌ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ: مَا أُبَالِي مَسَسْتُهُ أَمْ أُذُنِي، أَوْ فَخِذِي، أَوْ رُكْبَتِي» ①

''اصحاب محمد کی ایک جماعت جمع ہوئی تو ان میں سے کسی نے کہا: میں عضو خاص، اپنے کان، ران یا گھٹنے کو چھونے کی کوئی پروا نہیں کرتا (یعنی سب کا حکم یکساں ہے)۔''

۲۔ عبد الرحمٰن بن علقمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے شرم گاہ کو چھونے کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں۔'' ②

۳۔ ارقم بن شرحبیل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ دوران نماز میں نے اپنے جسم پر خارش کی اور میرا ہاتھ میری شرم گاہ تک پہنچ گیا۔ میں نے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو بتایا تو وہ ہنس پڑے اور کہا:

«اِقْطَعْهُ أَيْنَ تَعْزِلُهُ إِنَّمَا هُوَ بُضْعَةٌ مِنْكَ» ③

''اسے کاٹ ڈال، اسے کہاں رکھ چھوڑے گا؟ یہ تیرا ایک حصہ ہی تو ہے۔''

۴۔ قیس بن سکن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

---

① ضعیف: مصنف عبد الرزاق: ٤٢٧۔ عبد الرزاق بن ہمام صنعانی اور ہشام بن حسان کی تدلیس ہے۔ نیز حافظ ابن حجر کہتے ہیں: ہشام بن حسان کا حسن بصری اور عطاء سے روایت کرنے میں کلام ہے کیونکہ یہ ان سے ارسال کرتے ہیں۔ (تقریب التهذیب)

② ضعیف: مصنف ابن أبی شیبه: ١٧٥٢۔ ابراہیم بن مہاجر بن جابر بجلی ضعیف راوی ہے۔

③ ضعیف: مصنف عبد الرزاق: ٤٣٠۔ عبد الرزاق بن ہمام صنعانی اور ابو اسحاق سبیعی کی تدلیس ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



«أَنَّ عَلِيًّا، وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ، وَحُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ، وَأَبَا هُرَيْرَةَ لَا يَرَوْنَ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ وُضُوْءًا، وَقَالُوْا: لَا بَأْسَ بِهِ» ①

''بلاشبہ سیدنا علی، سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا حذیفہ اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم عضو خاص کے چھونے سے وضو کے قائل نہ تھے اور یہ کہا کرتے تھے کہ اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔''

۵۔ کثیر من اہل المدینہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سیدنا عبداللہ نے بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا:

«لَوْ أَعْلَمُ أَنَّ مَا تَقُوْلُ فِي الذَّكَرِ حَقًّا لَقَطَعْتُهُ، ثُمَّ إِذَا لَوْ أَعْلَمُهُ نَجِسًا لَقَطَعْتُهُ، وَمَا أُبَالِي إِيَّاهُ مَسَسْتُ، أَوْ مَسَسْتُ أَنْفِي» ②

''وہ مجھے اگر معلوم ہو کہ جو تم کہتے ہو (کہ عضو خاص ناقض وضو ہے) وہ حق ہے تو میں اسے (عضو خاص کو) کاٹ دیتا، پھر اگر میں جان لوں کہ یہ (عضو خاص) نجس ہے تو بھی اسے کاٹ دوں اور میں اس بات میں پروا نہیں کرتا کہ میں اسے (عضو خاص کو) ہاتھ لگاؤں یا اپنی ناک کو ہاتھ لگاؤں۔''

۶۔ قیس بن أبی حازم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ شرم گاہ کو چھونے سے وضو کیا جائے گا تو انھوں نے کہا:

«إِنْ كَانَ مِنْكَ شَيْءٌ نَجِسٌ فَاقْطَعْهُ» ③

---

❶ ضعیف: مصنف عبد الرزاق: ٤٣٦۔ عبدالرزاق بن ہمام صنعانی اور سلیمان بن مہران اعمش کی تدلیس ہے۔

❷ ضعیف: مصنف عبد الرزاق: ٤٣٥۔ عبدالرزاق بن ہمام صنعانی کی تدلیس ہے۔ کثیر من اہل المدینہ سے آگاہی حاصل نہیں ہوئی۔

❸ ضعیف: مصنف عبد الرزاق: ٤٣٤۔ عبدالرزاق بن ہمام اور سفیان بن عیینہ اور اسماعیل بن أبی خالد کی تدلیس ہے۔ یہ روایت مصنف ابن أبی شیبة: ١٧٣٩۔ میں منقول ہے اور اس میں اسماعیل بن أبی خالد کی تدلیس ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''اگر تیرا کوئی نجس عضو ہے تو اسے کاٹ دے۔''

۷۔ عمیر بن سعید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک مجلس میں بیٹھا تھا کہ انھیں نماز میں عضو خاص کے چھونے کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے کہا:

((مَا هُوَ إِلَّا بِضْعَةٌ مِنْكَ)) ①

''یہ تیرا ایک عضو ہی ہے۔''

## تیسرا موقف:

شہوت کے بغیر عضو خاص کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور شہوت سے چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ علامہ البانی نے مذکورہ احادیث میں تطبیق کی یہ صورت بیان کی ہے۔ بیان کرتے ہیں:

((قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّمَا هُوَ بُضْعَةٌ مِنْكَ فِيْهِ إِشَارَةٌ لَطِيْفَةٌ إِلَى أَنَّ الْمَسَّ الَّذِيْ لَا يُوْجِبُ الْوُضُوْءَ إِنَّمَا هُوَ الَّذِيْ لَا يَقْتَرِنُ مَعَهُ شَهْوَةٌ لِأَنَّهُ فِي هٰذِهِ الْحَالَةِ يُمْكِنُ تَشْبِيْهُ مَسِّ الْعُضْوِ بِمَسِّ عُضْوٍ آخَرَ مِنَ الْجِسْمِ بِخِلَافِ مَا إِذَا مَسَّهُ بِشَهْوَةٍ فَحِيْنَئِذٍ لَا يُشْبِهُ مَسُّهُ مَسَّ الْعُضْوِ الْآخَرِ لِأَنَّهُ لَا يَقْتَرِنُ عَادَةً بِشَهْوَةٍ وَ هٰذَا أَمْرٌ بَيِّنٌ كَمَا تَرَى وَ عَلَيْهِ فَالْحَدِيْثُ لَيْسَ دَلِيْلًا لِلْحَنَفِيَّةِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ بِأَنَّ الْمَسَّ مُطْلَقًا لَا يَنْقُضُ الْوُضُوْءَ بَلْ هُوَ دَلِيْلٌ لِمَنْ يَقُوْلُ بِأَنَّ الْمَسَّ بِغَيْرِ شَهْوَةٍ لَا يَنْقُضُ وَ أَمَّا الْمَسُّ بِالشَّهْوَةِ فَيَنْقُضُ بِدَلِيْلِ حَدِيْثِ بُسْرَةَ وَ بِهٰذَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْحَدِيْثَيْنِ)) ②

''آپ کا فرمان کہ ''یہ (عضو خاص) تیرا ایک حصہ ہی ہے'' اس میں ایک

---

❶ صحيح : مصنف ابن أبي شيبة : ۱۷٤۳۔

❷ تمام المنة، ص: ۱۰۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



باریک اشارہ ہے کہ جس چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا وہ ایسا مس ہے جس میں شہوت شامل نہ ہو کیونکہ ایسی حالت میں (جب شہوت نہ ہو) عضو خاص کو بدن کے دیگر اعضا سے تشبیہ دینا ممکن ہے برعکس اس حالت کے جب وہ شہوت کے ساتھ چھوئے۔ تب اس چھونے میں اور جسم کے کسی دوسرے حصے کے چھونے میں تشبیہ نہیں دی جا سکتی۔ کیونکہ شہوت کی کیفیت عموماً طاری نہیں رہتی۔ یہ توضیح واضح ہے۔ نیز یہ حدیث احناف کے موقف کی دلیل نہیں ہے جو کہتے ہیں کہ عضو خاص کو چھونا مطلقاً ناقض وضو نہیں ہے۔ بلکہ یہ حدیث ان لوگوں کے موقف کی دلیل ہے جو کہتے ہیں کہ بغیر شہوت کے شرم گاہ کو چھونا ناقض وضو نہیں اور حدیث بسرہ کی رو سے شہوت سے چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ان دو متعارض احادیث کی تطبیق کی یہی صورت ہے۔"

## چوتھا موقف:

شرم گاہ کے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا البتہ اس سے وضو کرنا مستحب ہے۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے [مجموع الفتاویٰ: ۲۲۲/۱۲]۔ میں یہ موقف اختیار کیا ہے اور ابن عثیمین رحمہ اللہ بھی اسی موقف کے قائل ہیں۔ ابن عثیمین مختلف مذاہب بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

«وَالْخُلَاصَةُ: أَنَّ الْإِنْسَانَ إِذَا مَسَّ ذَكَرَهُ اسْتُحِبَّ لَهُ الْوُضُوْءُ مُطْلَقًا، سَوَاءٌ بِشَهْوَةٍ أَمْ بِغَيْرِ شَهْوَةٍ، وَ إِذَا مَسَّهُ لِشَهْوَةٍ فَالْقَوْلُ بِالْوُجُوْبِ قَوِيٌّ جِدًّا، لَكِنِّي لَا أَجْزِمُ بِهِ، وَالْاِحْتِيَاطُ أَنْ يَتَوَضَّأَ"[1]

"اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان جب عضو خاص کو چھوئے تو مطلق طور پر اس کے لیے وضو کرنا مستحب ہے خواہ یہ چھونا شہوت سے ہو یا بغیر شہوت کے اور جب شہوت سے سے چھوئے تو وضو کے وجوب والا موقف بہت مضبوط ہے لیکن میں

[1] الشرح الممتع على زاد المستقنع: ۲۸٤/۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اسے بالجزم اختیار نہیں کرسکتا البتہ احتیاط وضو کرنے میں ہے۔"

## راجح موقف:

دلائل کی رو سے عضو خاص کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اگر شرم گاہ اور ہاتھ کے درمیان کوئی کپڑا وغیرہ حائل نہ ہو۔ اور اس حکم میں مرد و عورت یکساں حیثیت کے حامل ہیں۔ اگر درمیان میں کوئی چیز حائل نہ ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اس موقف کے راجح اور قرین صواب ہونے کی دو صورتیں ہیں۔ ا۔ عضو خاص کو چھونے کے ناقض وضو کے دلائل کا ناسخ ہونا۔ ۲۔ ان دلائل کو عدم نقض کے دلائل پر فوقیت حاصل ہونا۔ ان دو صورتوں کی تفصیل ملاحظہ کریں۔

## دعویٰ تنسیخ:

کچھ علماء نے حدیث بسرہ کو ناسخ اور حدیث طلق بن علی کو منسوخ قرار دیا ہے۔ تنسیخ کے مدعین کے دلائل درج ذیل ہیں۔

ا۔ سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ کی روایت کے منسوخ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ یہ ہجرت کے ابتدائی سال میں مدینہ منورہ تشریف لائے ہیں اور اس آمد پر انھوں نے ہجرت کے ابتدائی سال میں عضو خاص سے وضو نہ ٹوٹنے کی حدیث سنی ہے، پھر یہ اپنے علاقے میں واپس چلے گئے اور ان کا دوبارہ مدینہ منورہ آنا ثابت نہیں ہے۔ جب کہ سیدہ بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا مدینہ کی باقاعدہ باسی ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں باقی زندگی بسر کی اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی عضو خاص کے چھونے سے وضو ٹوٹنے والی روایت بیان کرتی رہی ہیں۔ بیان کرنے کا مقصد کہ اگر حدیث طلق بعد کی روایت ہوتی تو اس روایت کی مخالفت ثابت ہوتی۔ دوسری حدیث طلق کے منسوخ ہونے کی دلیل سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس میں مس ذکر کو ناقض وضو قرار دیا گیا ہے کیونکہ سیدنا طلق رضی اللہ عنہ ہجرت کے آغاز میں مدینہ تشریف لائے ہیں جب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہجری کو مشرف بہ اسلام ہوئے تو ان کا یہ حدیث بیان کرنا حدیث طلق کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے۔ اس موقف کی وضاحت حافظ ابن حبان یوں بیان کرتے ہیں:

« ذِكْرُ الْوَقْتِ الَّذِي وَفَدَ طَلْقُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »

''اس وقت کا بیان جب سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔''

اس کے بعد یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

« بَنَيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسْجِدَ الْمَدِينَةِ فَكَانَ يَقُولُ: قَدِّمُوا الْيَمَامِيَّ مِنَ الطِّيْنِ فَإِنَّهُ مِنْ أَحْسَنِكُمْ لَهُ مَسًّا »

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد مدینہ تعمیر کی اور آپ فرماتے تھے کہ یمامی کو مٹی دو کیونکہ یہ تم سے مٹی کے استعمال کا زیادہ ماہر ہے۔'' ①

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد حافظ ابن حبان لکھتے ہیں:

«خَبَرُ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ الَّذِي ذَكَرْنَاهُ خَبَرٌ مَنْسُوْخٌ، لِأَنَّ طَلْقَ بْنَ عَلِيٍّ كَانَ قُدُوْمُهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَ سَنَةٍ مِنْ سِنِي الْهِجْرَةِ، حَيْثُ كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ يَبْنُوْنَ مَسْجِدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ، وَقَدْ رَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ إِيْجَابَ الْوُضُوْءِ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ، عَلَى حَسَبِ مَا ذَكَرْنَاهُ قَبْلُ وَأَبُو هُرَيْرَةَ أَسْلَمَ سَنَةَ سَبْعٍ مِنَ الْهِجْرَةِ، فَدَلَّ ذَلِكَ عَلَى أَنَّ خَبَرَ أَبِي هُرَيْرَةَ كَانَ بَعْدَ خَبَرِ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ بِسَبْعِ سِنِيْنَ » ②

---

① حسن: صحیح ابن حبان: ۱۱۲۲۔ قیس بن طلق بن علی صدوق راوی ہے اور التعلیقات الحسان میں علامہ البانی نے صحیح کہا ہے۔

② صحیح ابن حبان بعد حدیث: ۱۱۲۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت منسوخ ہے کیونکہ سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آمد ہجرت کے پہلے سال میں ہوئی ہے جب مسلمان مدینہ میں مسجد نبوی تعمیر کر رہے تھے اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عضو خاص کے چھونے سے وضو کے واجب ہونے کی روایت بیان کی ہے جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے یہ روایت بیان کی ہے اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہجرت کے ساتویں سال اسلام لائے ہیں۔ یہ دلیل ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سیدنا طلق رضی اللہ عنہ کی حدیث کے سات سال بعد کی ہے۔''

پھر سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ کا دوبارہ مدینہ آنا ثابت نہیں اور جو یہ دعویٰ کرے وہ دلیل کا پابند ہے اور ایسی دلیل لانے سے وہ قاصر رہے گا۔

## دعوی ترجیح:

کچھ علماء نے حدیث بسرہ کو کثرت طرق، راویوں کی ثقاہت اور محدثین کی کثیر تعداد کے اس حدیث کو صحیح کہنے کی وجہ سے حدیث طلق پر ترجیح دی ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ امیر صنعانی رحمہ اللہ صاحب سبل السلام بیان کرتے ہیں:

((وَأَحْسَنُ مِنْ الْقَوْلِ بِالنَّسْخِ الْقَوْلُ بِالتَّرْجِيْحِ، فَإِنَّ حَدِيْثَ بُسْرَةَ أَرْجَحُ لِكَثْرَةِ مَنْ صَحَّحَهُ مِنْ الْأَئِمَّةِ، وَلِكَثْرَةِ شَوَاهِدِهِ، وَلِأَنَّ بُسْرَةَ حَدَّثَتْ فِي دَارِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَهُمْ مُتَوَافِرُوْنَ، وَلَمْ يَدْفَعْهُ أَحَدٌ بَلْ عَلِمْنَا أَنَّ بَعْضَهُمْ صَارَ إِلَيْهِ، وَصَارَ إِلَيْهِ عُرْوَةُ عَنْ رِوَايَتِهَا، فَإِنَّهُ رَجَعَ إِلَى قَوْلِهَا وَكَانَ قَبْلَ ذَلِكَ يَدْفَعُهُ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُحَدِّثُ بِهِ عَنْهَا وَلَمْ يَزَلْ يَتَوَضَّأُ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ إِلَى أَنْ مَاتَ قَالَ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



الْبَيْهَقِيّ: يَكْفِي فِي تَرْجِيحِ حَدِيْثِ بُسْرَةَ عَلَى حَدِيْثِ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّهُ لَمْ يُخَرِّجْهُ صَاحِبَا الصَّحِيْحِ، وَلَمْ يُحْتَجَّ بِأَحَدٍ مِنْ رُوَاتِهِ، وَقَدِ احْتُجَّ بِجَمِيْعِ رُوَاةِ حَدِيْثِ بُسْرَةَ، ثُمَّ إِنَّ حَدِيْثَ طَلْقٍ مِنْ رِوَايَةِ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ قَالَ الشَّافِعِيُّ: قَدْ سَأَلْنَا عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ فَلَمْ نَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهُ، فَمَا يَكُونُ لَنَا قَبُوْلُ خَبَرِهِ، وَقَالَ أَبُو حَاتِمٍ وَأَبُو زُرْعَةَ: قَيْسُ بْنُ طَلْقٍ لَيْسَ فِيْمَنْ تَقُوْمُ بِهِ حُجَّةٌ وَوَهَّيَاهُ »[1]

''(حدیث بسرہ کو) ناسخ قرار دینے کے بجائے راجح قرار دینا، یہ قول زیادہ بہتر ہے کیونکہ حدیث بسرہ ائمہ محدثین کی کثرت کی تصحیح اور کثرت شواہد کی وجہ سے زیادہ راجح ہے۔ نیز سیدہ بسرہ رضی اللہ عنہا نے یہ حدیث مہاجرین و انصار کے مرکز میں بیان کی ہے اور کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی (تو صحابہ کا ان کی حدیث کو تسلیم کرنا اور اعراض نہ کرنا اس کے حجت ہونے کی قوی دلیل ہے) بلکہ یہ بھی معلوم ہے کچھ افراد نے اس کی مخالفت کی ہے اور یہ روش عروہ بن زبیر نے اختیار بھی کی پھر وہ ان کی بات کے قائل ہو گئے جب کہ اس سے قبل وہ (اس موقف کی) مخالفت کیا کرتے تھے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما یہ روایت ان (سیدہ بسرہ) سے بیان کیا کرتے تھے اور وہ مرتے دم تک عضو خاص کے چھونے سے وضو کرتے رہے ہیں۔ امام بیہقی کہتے ہیں: حدیث بسرہ کو حدیث طلق پر فوقیت کے لیے یہی کافی ہے کہ حدیث طلق بخاری اور مسلم نے بیان نہیں کی اور نہ اس حدیث کے کسی راوی سے دلیل لی ہے جب کہ حدیث بسرہ کے تمام راویوں سے بخاری و مسلم نے حجت پکڑی ہے۔ پھر حدیث طلق میں قیس بن طلق راوی ہے (جس پر محدثین نے جرح کی ہے)، امام شافعی کہتے ہیں: ہم نے قیس بن طلق کے بارے میں

---

[1] سبل السلام: ۱/۱۰۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



محدثین سے دریافت کیا تو کسی نے بھی اسے نہیں پہچانا (یعنی محدثین میں یہ غیر معروف ہے) تو ہمارے نزدیک اس کی حدیث کیونکر مقبول ہو سکتی ہے؟ ابو حاتم اور ابو زرعہ کہتے ہیں: قیس بن طلق قابل احتجاج راوی نہیں ہے اور ان دونوں محدثین نے اسے کمزور قرار دیا ہے۔"

۲۔ حافظ عبد الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

«اَلرَّاجِحُ الْمُعَوَّلُ عَلَيْهِ هُوَ أَنَّ حَدِيْثَ بُسْرَةَ وَحَدِيْثَ طَلْقٍ كِلَاهُمَا صَحِيْحَانِ لَكِنَّ حَدِيْثَهَا أَصَحُّ وَأَثْبَتُ وَأَرْجَحُ مِنْ حَدِيْثِهِ كَمَا عَرَفْتَ فِيمَا تَقَدَّمَ» ①

"معتمد اور راجح بات یہ ہے کہ حدیث بسرہ اور حدیث طلق دونوں ہی صحیح ہیں لیکن حدیث بسرہ زیادہ صحیح، زیادہ ثابت اور حدیث طلق سے راجح ہے جیسا کہ گزشتہ دلائل سے آپ جان چکے ہیں۔"

۳۔ السعایہ شرح الوقایہ کے مؤلف لکھتے ہیں:

«هَذَا تَحْقِيْقٌ حَقِيْقٌ بِالْقَبُوْلِ فَإِنَّهُ بَعْدَ إِدَارَةِ النَّظَرِ مِنَ الْجَانِبَيْنِ يَتَحَقَّقُ أَنَّ أَحَادِيْثَ النَّقْضِ أَكْثَرُ وَأَقْوَى مِنْ أَحَادِيْثِ الرُّخْصَةِ وَأَنَّ أَحَادِيْثَ الرُّخْصَةِ مُتَقَدِّمَةٌ وَهُوَ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مُتَيَقَّنًا لِجَوَازِ أَنْ يَكُوْنَ حَدِيْثُ أَبِي هُرَيْرَةَ وَغَيْرِهِ مِنْ مَرَاسِيْلِ الصَّحَابَةِ لَكِنَّهُ هُوَ الظَّاهِرُ فَالْأَخْذُ بِالنَّقْضِ أَحْوَطُ، وَهُوَ وَإِنْ كَانَ مِمَّا يُخَالِفُهُ الْقِيَاسُ مِنْ كُلِّ وَجْهٍ لَكِنْ لَا مَجَالَ بَعْدَ وُرُوْدِ الْحَدِيْثِ وَ أَمَّا كَوْنُ أَجَلِّ الصَّحَابَةِ كَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَلِيٍّ وَنَحْوِهِمْ قَائِلِيْنَ بِالرُّخْصَةِ فَلَا يَقْدَحُ بَعْدَ ثُبُوْتِ الْآثَارِ الْمَرْفُوْعَةِ وَالْعُذْرُ مِنْ قِبَلِهِمْ أَنَّهُ قَدْ بَلَغَهُمْ

① تحفة الأحوذی: ۲۰۲/۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حَدِيثُ طَلْقٍ وَأَمْثَالِهِ وَلَمْ يَبْلُغْهُمْ مَا يَنْسَخُهُ وَلَوْ وَصَلَ لَقَالُوْا بِهِ وَهَذَا لَيْسَ بِمُسْتَبْعَدٍ فَقَدْ ثَبَتَ انْتِسَاخُ التَّطْبِيْقِ فِي الرُّكُوْعِ عِنْدَ جَمْعٍ وَلَمْ يَبْلُغْ ابْنَ مَسْعُوْدٍ وَحَتَّى دَامَ عَلَى ذَلِكَ مَعَ كَوْنِهِ مُلَازِمًا لِلرَّسُوْلِ عَلَيْهِ الصَّلاةُ وَالسَّلامُ انْتَهَى كَلَامُهُ قُلْتُ: الْأَمْرُ عِنْدِيْ كَمَا قَالَ صَاحِبُ السِّعَايَةِ وَاللّٰهُ تَعَالَى أَعْلَمُ "[1]

"یہ تحقیق (کہ حدیث طلق منسوخ ہے جیسا کہ حازمی نے بیان کیا ہے) قابل عمل ہونے کے زیادہ مستحق ہے کیونکہ دوطرفہ دلائل کا جائزہ لینے کے بعد یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ احادیث النقض (وہ احادیث جن میں عضو خاص کو چھونے سے وضو ٹوٹنے کا بیان ہے) عضو خاص کے چھونے سے وضو کے نہ ٹوٹنے والی احایث سے اکثر اور زیادہ مضبوط ہیں اور رخصت والی احادیث پہلے کی ہیں (جب کہ وضو ٹوٹنے والی احادیث کا زمانہ بعد کا ہے)۔ حقیقت حال یہی ہے اگرچہ یہ یقینی امر نہیں کیونکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کی احادیث مراسیل صحابہ میں سے ہیں لیکن یہی بات درست ہے (کہ وضو ٹوٹنے والی احادیث ناسخ ہیں) اور وضو ٹوٹنے والا موقف اختیار کرنا زیادہ احتیاط پر مبنی ہے۔ اگرچہ عقلی قیاس ہر پہلو میں اس موقف کی مخالفت کرتا ہے لیکن حدیث کے وارد ہونے کے بعد اس عقلی قیاس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

البتہ جلیل القدر صحابہ جیسے سیدنا ابن مسعود، سیدنا ابن عباس اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ وغیرہ کا رخصت کا قائل ہونا (کہ عضو خاص کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا) مرفوع احادیث کے ثبوت میں قادح نہیں ہے اور ان کی طرف سے یہ عذر بھی ہو سکتا ہے کہ انھیں سیدنا طلق رضی اللہ عنہ اور ان جیسی دیگر احادیث ہی پہنچی ہوں اور ان کی ناسخ

---

[1] تحفة الأحوذی: ۱/ ۲۰۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



احادیث نہ پہنچی ہوں اور اگر انھیں یہ احادیث پہنچتی تو یہ بھی یہی موقف اختیار کرتے۔ یہ صورت بعید نہیں ہے کیونکہ صحابہ کی جماعت میں رکوع میں تطبیق کی تنسیخ ثابت ہو چکی تھی جب کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہما کو یہ خبر نہیں پہنچی تھی اور اسی (رکوع میں تطبیق) پر قائم رہے باوصف اس کے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت قریب تھے۔ صاحب سعایہ کی بات ختم ہوئی۔ میں (مبارک پوری) کہتا ہوں کہ مسئلہ اسی طرح ہے، جیسے صاحب سعایہ نے بیان کیا ہے (کہ حدیث بسرہ وغیرہ ناسخ اور زیادہ مضبوط ہے)۔"

## خلاصۃ البحث:

عضو خاص کو چھونے سے وضو ٹوٹنے کے دلائل اور گزشتہ بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ حدیث بسرہ اور حدیث ابو ہریرہ ناسخ بھی ہیں اور سند اور متن کی قوت کی وجہ سے انھیں ترجیح بھی حاصل ہے۔ یعنی تنسیخ و ترجیح دونوں صورتیں ہی اس مسئلہ میں پائی جاتی ہیں۔ اس لیے عضو خاص کو چھونے سے وضو کرنے کا موقف زیادہ قوی، راجح اور اقرب الی الصواب ہے۔

## وضو کب ٹوٹتا ہے؟

دلائل شرعیہ کی رو سے عضو خاص کو بغیر کسی حائل چیز کے ہاتھ لگنے ہی سے وضو ٹوٹتا ہے، ہاتھ چاہے الٹا لگے یا سیدھا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر ہاتھ اور عضو خاص کے درمیان کوئی رکاوٹ حائل ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا اور عضو خاص کو صرف ہاتھ لگنے ہی سے وضو ٹوٹتا ہے۔ جسم کا کوئی اور حصہ یعنی پاؤں، ران، بازو وغیرہ شرم گاہ سے لگ جائے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ اس کی دلیل درج ذیل حدیث ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا أَفْضَى أَحَدُكُمْ بِيَدِهِ إِلَى فَرْجِهِ، وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا سِتْرٌ وَلَا حِجَابٌ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فَلْيَتَوَضَّأْ" ①

"جب تم میں سے کوئی شخص اپنا ہاتھ اپنی شرم گاہ تک لے جائے اور ان دونوں (ہاتھ اور شرم گاہ) کے درمیان کوئی پردہ یا رکاوٹ نہ ہو تو وہ وضو کرے۔"

## فوائد:

۱۔ شرم گاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے جب شرم گاہ اور ہاتھ کے درمیان کوئی رکاوٹ حائل نہ ہو۔ اگر درمیان میں کپڑا یا کوئی اور چیز حائل ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ نیز ہاتھ کے علاوہ عضو خاص کو جسم کوئی اور حصہ لگ جائے تب بھی وضو نہیں ٹوٹتا۔ ابن قدامہ حنبلی کہتے ہیں:

"کلائی شرم گاہ سے لگ جائے تو اس وضو نہیں ٹوٹتا (صرف ہاتھ کے لگنے سے وضو ٹوٹتا ہے) یہ عطاء اور اوزاعی کا قول ہے اور امام احمد سے منقول ہے کہ کلائی کے شرم گاہ کو لگنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ یہ بھی ہاتھ ہی ہے۔ پہلا قول راجح ہے کیونکہ شرع میں مطلق ہاتھ سے معلق حکم چور کے ہاتھ کاٹنے، نیند سے بیدار ہونے پر ہاتھ دھونے اور تیمّم میں مسح کرنے کی دلیل کی رو سے ہاتھ کے پہنچے (گٹ) سے تجاوز نہیں کرتا۔ (ان دلائل کی رو سے ہاتھ کا اطلاق گٹ تک ہی ہوتا ہے گٹ سے آگے کلائی اور بازو مطلق ید میں شامل نہیں، سو محض عضو خاص سے ہاتھ لگے تب ہی وضو ٹوٹے گا اگر جسم کو کوئی اور عضو یا حصہ مس کرے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا)۔ ②

---

① حسن: صحیح ابن حبان: ۱۱۱۸۔ طبرانی أوسط: ۱۸۵۰۔ طبرانی صغیر: ۱۱۰۔ عمران بن فضالہ کو خلیلی نے ارشاد الثقات میں اور خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں ثقہ کہا ہے اور احمد بن سعید ہمدانی اور نافع بن ابی نعیم القاری صدوق راوی ہیں۔ علامہ البانی نے سلسلة الأحاديث الصحيحة: ۲۳۸/۳۔ میں اس حدیث کو جید قرار دیا ہے۔

② المغنی لابن قدامة مع الشرح الكبير: ۲۰۴/۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## کسی کی شرم گاہ چھونے سے وضو کا حکم:

کسی دوسرے کی شرم گاہ کو ہاتھ سے لگنے سے وضو کے ٹوٹنے کے بارے میں علماء میں اختلاف ہے کچھ اسے ناقض وضو قرار دیتے اور کچھ اس سے انکاری ہیں، لیکن درست موقف یہ ہے کہ جب اپنی شرم گاہ کو چھونے سے وضو کا ٹوٹنا ثابت ہے تو کسی کی شرم گاہ کو ہاتھ لگنے سے بالاَولی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ پھر وضو کے ٹوٹنے کی علت عضو خاص کو ہاتھ لگنا ہے، سو شرم گاہ کو کسی کا ہاتھ لگ جائے یا ہاتھ کسی کی شرم گاہ کو لگ جائے دونوں حالتوں میں وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ابن قدامہ حنبلی بیان کرتے ہیں:

"(شرم گاہ کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے) اس میں اپنی شرم گاہ اور کسی کی شرم گاہ میں کوئی فرق نہیں۔ داؤد ظاہری کہتے ہیں: کسی دوسرے کی شرم گاہ کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ اس کی کوئی دلیل نہیں، احادیث اپنے عضو خاص کے بارے میں وارد ہوئی ہیں لہٰذا اسی پر اکتفا کیا جائے گا۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ کسی کی (خاوند اور بیوی کے علاوہ کسی کی) شرم گاہ کو چھونا گناہ، شہوت اور منی کے اخراج کا بہت بڑا داعیہ ہے۔ نیز انسان (طہارت یا کسی عارضے کی صورت میں) اپنے عضو خاص کو چھونے کا محتاج ہے تو جب (اس ضرورت و احتیاج کے باوجود) اپنے عضو خاص کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو کسی غیر کے عضو خاص (جس کے چھونے کی کوئی ضرورت اور حاجت نہیں) بالاَولیٰ وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ تنبیہ دلیل سے مقدم ہے۔"[1]

## بچے کی شرم گاہ سے ہاتھ لگنے سے وضو کرنا:

شیر خوار یا اس سے بڑی عمر کے بچے ان کی نجاست صاف کرتے وقت، یا پیشاب

[1] المغنی لابن قدامة مع الشرح الکبیر: ۱/۲۰۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کرواتے یا کپڑے پہناتے وقت شرم گاہ کو ہاتھ لگ جائے تو اس سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ کیونکہ وضو ٹوٹنے کی علت شرم گاہ کو چھونا ہے۔ ابن قدامہ حنبلی بیان کرتے ہیں:

''چھوٹے اور بڑے کی شرم گاہ میں کوئی فرق نہیں (ناقض وضو ہونے میں ان کا حکم ایک جیسا ہے)، عطاء، شافعی اور ابوثور اس موقف کے قائل ہیں۔ دلیل اس کی یہ عام حدیث ہے کہ جس نے شرم گاہ کو چھوا وہ وضو کرے۔''[1]

## سعودی فتویٰ کمیٹی کا فتویٰ:

**سوال** کسی نے مسئلہ پوچھا کہ میں نے وضو کے بعد اپنے بچے کی شرم گاہ کو چھوا، کیا اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

**جواب** باوضو یا بے وضو شخص کا جسم سے نجاست دھونا ناقض وضو نہیں۔ البتہ اگر بچے کی شرم گاہ کو ہاتھ لگ جائے تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا، جس طرح اپنی شرم گاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اس طرح بچے کی شرم گاہ کو ہاتھ لگانے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔[2]

## دبر کو ہاتھ لگانے سے وضو کرنا:

دبر کو ہاتھ لگانا اور دبر سے نجاست صاف کرنا ناقض وضو نہیں ہے کیونکہ ناقض وضو میں نص عضو خاص کو چھونا بیان ہوئی ہے۔ ابن حزم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''امام شافعی کا دبر کے چھونے سے وضو واجب قرار دینا خطا ہے کیونکہ دبر کو فرج (شرم گاہ) قرار دینا درست نہیں۔ پھر اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ دبر کو عضو خاص پر قیاس کرنا چاہیے تو اس کا جواب یہ ہے کہ قیاس کے قائلین کے نزدیک قیاس دو حکموں میں کسی جامع علت پر ہوتا ہے اور عضو خاص کو چھونے اور دبر کو چھونے

---

1. المغنی لابن قدامة مع الشرح الکبیر: ۱/ ۲۰۴۔
2. فتاویٰ برائے خواتین ص: ۷۱۔ دار السلام۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں جامع علت نہیں ہے۔ پھر اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ دونوں نجاست کا مخرج ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ عضو خاص کا نجاست کا مخرج ہونا یہ وضو ٹوٹنے کی علت نہیں ہے کیونکہ نجاست کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا تو اس کے مخرج کو چھونے سے وضو کیونکر ٹوٹے گا۔" ①

شافعی کے برعکس مالک، ثوری اور اصحاب الرائے کا بھی یہی موقف ہے۔ ②

## خصیتین کے چھونے سے وضو کرنا:

خصیتین کے چھونے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ حدیث میں شرم گاہ کا بیان ہے خصیتین کا نہیں، نیز جن روایات میں خصیتین کا اضافہ ہے وہ کمزور اور مدرج الفاظ پر مشتمل ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ عکرمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(( مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ، أَوْ أُنْثَيَيْهِ، أَوْ رُفْغَيْهِ فَلْيُعِدِ الْوُضُوءَ )) ③

"جو شخص اپنے عضو خاص یا خصیتین کو چھوئے وہ دوبارہ وضو کرے۔"

۲۔ سیدہ بسرہ بنت مروان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(( مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ أَوْ أُنْثَيَيْهِ أَوْ رُفْغَيْهِ فَلْيَتَوَضَّأْ )) ④

---

① المحلیٰ بالآثار لابن حزم: ۱/ ۱۹۵۔ ② صحیح فقه السنة: ۱/ ۱۳۶۔

③ ضعیف: مصنف عبد الرزاق: ۴۴۳۔ یہ روایت مرسل ہے نیز عبد الرزاق اور ابن جریج کی تدلیس ہے۔

④ مدرج: طبرانی کبیر: ۲۴/ ۲۰۰: ۵۱۱۔ سنن دارقطنی: ۵۳۶۔ سنن بیهقی: ۶۵۲۔ یہ روایت سند کے اعتبار سے بظاہر حسن درجے کی روایت ہے لیکن اس میں علت یہ ہے کہ یہاں خصیتین کے الفاظ راوی کا وہم اور مرفوع روایت میں مدرج ہیں۔ امام دارقطنی بیان کرتے ہیں: كَذَا رَوَاهُ عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ هِشَامٍ، وَوَهِمَ فِي ذِكْرِ الْأُنْثَيَيْنِ وَالرَّفْغِ وَإِدْرَاجِهِ ذَلِكَ فِي حَدِيثِ بُسْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْمَحْفُوظُ أَنَّ ذَلِكَ مِنْ قَوْلِ عُرْوَةَ غَيْرِ مَرْفُوعٍ، كَذَلِكَ رَوَاهُ الثِّقَاتُ عَنْ هِشَامٍ، مِنْهُمْ أَيُّوبُ السَّخْتِيَانِيُّ وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَغَيْرُهُمَا (عبد الحمید بن جعفر نے ہشام سے ان الفاظ میں روایت کی ہے اور اسے خصیتین کے ذکر اور حدیث بسرہ میں ان الفاظ کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''جو شخص اپنی شرم گاہ اور خصیتین چھوئے تو وہ وضو کرے۔''

نیز آئندہ روایت بھی اس موقف کی تائید کرتی ہے۔ ہشام بن عروہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ سیدہ بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ ))

''جب تم میں سے کوئی اپنے عضو خاص کو چھوئے تو وضو کرے۔''

اور عروہ رحمہ اللہ نے بیان کیا:

(( إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ أَوْ رَفْغَيْهِ أَوْ أُنْثَيَيْهِ فَلْيَتَوَضَّأْ )) ①

''جو اپنی شرم گاہ اور خصیتین کو چھوئے تو وہ وضو کرے۔''

یہ روایت واضح نص ہے کہ خصیتین کا اضافہ عروہ بن زبیر کا ذاتی اجتہاد ہے۔ مرفوع روایت کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔ جب کہ کسی شرعی مسئلہ کے ثبوت کے لیے کتاب و سنت کی دلیل کا ہونا ضروری ہے۔

## اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کرنا:

امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹنے کے متعلق علماء کا اختلاف ہے۔ اکثر علماء کا مذہب ہے کہ اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ خلفائے راشدین ابو بکر، عمر، عثمان اور علی، ابن مسعود، اُبی بن کعب، ابن عباس، ابو الدرداء، ابو طلحہ، عامر بن ربیعہ، ابو امامہ اور جمہور تابعین، مالک، ابو حنیفہ، شافعی اور ان کے پیروکار اس موقف کے قائل ہیں۔ جب کہ احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، یحییٰ بن یحییٰ، ابو بکر بن منذر اور ابن خزیمہ وضو کے

---

☜ داخل کرنے میں وہم ہوا ہے جب کہ محفوظ یہ ہے کہ یہ عروہ بن زبیر کے الفاظ ہیں مرفوع الفاظ نہیں ہے۔ (ان الفاظ کے اضافہ کے بغیر) ہشام سے ثقہ راویوں نے روایت بیان کی ہے جن میں سے ایوب سختیانی اور حماد بن زید وغیرہ ہیں۔)

❶ صحيح: مختصر الأحكام للطوسي: ٦٩۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ٹوٹنے کے قائل ہیں، حافظ ابو بکر بیہقی نے اسے راجح قرار دیا ہے، محدثین سے مطلق یہ موقف منقول ہے اور صحابہ کی ایک جماعت سے بھی یہ موقف منقول ہے۔ ①

## ایک وہم کا ازالہ:

خلفائے راشدین اور جمہور صحابہ کی طرف اونٹ کا گوشت کھا کر وضو نہ کرنے کی نسبت درست نہیں کیونکہ کتب احادیث میں یہ آثار مفقود ہوں۔ دوسرا نسبت کرنے والے کو اس نسبت میں وہم ہوا ہے کہ خلفائے راشدین سمیت جمہور صحابہ آگ پر پکی چیز تناول کرنے کے بعد وضو کے قائل نہیں تھے، ان کے اس عمل کو غلط صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں امام نووی رحمہ اللہ کا یا دعویٰ خطاء پر مبنی ہے، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس واہمے سے ان الفاظ میں آگاہ کیا ہے۔

«وَأَمَّا مَنْ نَقَلَ عَنِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ أَوْ جُمْهُوْرِ الصَّحَابَةِ خِلَافَ هَذِهِ الْمَسَائِلِ، وَأَنَّهُمْ لَمْ يَكُوْنُوْا يَتَوَضَّئُوْنَ مِنْ لُحُوْمِ الْإِبِلِ فَقَدْ غَلِطَ عَلَيْهِمْ، وَإِنَّمَا تَوَهَّمَ ذَلِكَ لِمَا نُقِلَ عَنْهُمْ أَنَّهُمْ لَمْ يَكُوْنُوْا يَتَوَضَّؤُوْنَ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ، وَإِنَّمَا الْمُرَادُ أَنَّ أَكْلَ مَا مَسَّ النَّارَ لَيْسَ هُوَ سَبَبًا عِنْدَهُمْ لِوُجُوْبِ الْوُضُوْءِ، وَالَّذِيْ أَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوُضُوْءِ مِنْ لُحُوْمِ الْإِبِلِ لَيْسَ سَبَبُهُ مَسَّ النَّارِ» ②

''جس نے خلفائے راشدین اور جمہور صحابہ سے یہ بات نقل کی ہے کہ وہ اونٹ کے گوشت سے وضو نہیں کرتے تھے، اس نے ان کی طرف غلط نسبت کی ہے۔ اسے اس بات سے وہم ہوا ہے جو ان سے منقول ہے کہ وہ آگ پر پکی ہوئی

---

① شرح النووی: ٤/٤٨۔

② القواعد النورانیة ص: ٩۔ تمام المنة ص: ١٠٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



چیز سے وضو نہیں کرتے تھے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ان (صحابہ) کے نزدیک ہر وہ چیز جسے آگ نے چھوا ہو وہ ناقض وضو نہیں ہے اور نبی ﷺ نے جو اونٹ کے گوشت سے وضو کا حکم دیا ہے اس کا سبب اس کو آگ کا چھونا نہیں ہے۔"

## اونٹ کے گوشت سے وضو کے قائلین کے دلائل:

اونٹ سے وضو کے وجوب کے قائلین نے درج ذیل احادیث سے استدلال کیا ہے۔

۱۔ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَ أَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُوْمِ الْغَنَمِ؟ قَالَ: إِنْ شِئْتَ فَتَوَضَّأْ، وَإِنْ شِئْتَ فَلَا تَوَضَّأْ، قَالَ: أَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُوْمِ الْإِبِلِ؟ قَالَ: نَعَمْ فَتَوَضَّأْ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ» ①

"ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ کیا میں بکری کے گوشت سے وضو کروں؟ تو آپ نے فرمایا: اگر چاہے تو وضو کر لے اور اگر چاہے تو وضو نہ کر۔ اس نے عرض کیا: کیا میں اونٹ کے گوشت سے وضو کروں؟ آپ نے فرمایا: "ہاں، اونٹ کے گوشت سے وضو کر۔"

۲۔ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَتَوَضَّأَ مِنْ لُحُوْمِ الْإِبِلِ، وَلَا نَتَوَضَّأَ مِنْ لُحُوْمِ الْغَنَمِ» ②

"رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اونٹ کے گوشت سے وضو کریں اور بکری کے گوشت سے وضو نہ کریں۔"

---

① صحیح مسلم: ۳۶۰۔
② صحیح: سنن ابن ماجه: ۴۹۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۳۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

« سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوُضُوْءِ مِنْ لُحُوْمِ الْإِبِلِ فَأَمَرَ بِهِ، وَسُئِلَ عَنِ الصَّلَاةِ فِي مَبَارِكِ الْإِبِلِ فَنَهَى عَنْهُ » ①

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اونٹ کے گوشت سے وضو کا سوال کیا گیا تو آپ نے وضو کا حکم دیا اور اونٹوں کے باڑے میں نماز کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے اس سے روک دیا۔''

۴۔ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

« كُنَّا نَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُوْمِ الْإِبِلِ، وَلَا نَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُوْمِ الْغَنَمِ » ②

''ہم اونٹ کے گوشت سے وضو کیا کرتے اور بکری کے گوشت سے وضو نہیں کیا کرتے تھے۔''

## وضو کے عدم قائلین کے دلائل:

جو علماء اونٹ کا گوشت کھانے سے عدم وضو کے قائل ہیں انھوں نے درج ذیل دلائل سے استدلال کیا ہے۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

« كَانَ آخِرَ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْكُ الْوُضُوْءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ » ③

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری معاملہ آگ سے پکی ہوئی چیز سے وضو چھوڑنا ہے۔''

---

❶ صحیح: مسند أبی داوٗد طیالسی: ۷۷۰۔ شعبہ کی اعمش سے روایت اتصال پر مبنی ہے۔ (الفتح المبین فی طبقات تدلیس المدلسین ص: ٤٣)

❷ حسن: مصنف ابن أبی شیبة: ٥١٣۔ تمام المنة ص: ١٠٦۔ جعفر بن أبی ثور صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

❸ صحیح: سنن أبی داوٗد: ١٩٢۔ سنن نسائی: ١٨٥۔ المنتقیٰ لابن الجارود: ٢٤۔ صحیح ابن حبان: ١١٣٤۔ طبرانی اوسط: ٤٦٦٣۔ صحیح أبی داوٗد: ١٨٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ اونٹ سے گوشت سے وضو کا حکم پہلے کا ہے جو اس حدیث کی وجہ سے منسوخ ہو چکا ہے لہٰذا اونٹ کے گوشت سے وضو والا حکم باقی نہیں رہا اور نہ اس سے وضو کی ضرورت ہے۔ حافظ عبد الرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ استدلال درج ذیل وجوہ کی وجہ سے باطل ہے۔

## اوّل:

اونٹ کے گوشت سے وضو کا حکم آگ سے پکی ہوئی چیز سے وضو سے متاخر یا دونوں کا حکم ایک ساتھ ہے اس دلیل کی رو سے کہ آپ نے اونٹ کے گوشت سے وضو کے حکم کے ساتھ بکری کے گوشت سے منع کیا ہے جب کہ بکری کا گوشت بھی آگ پر پکا ہوتا ہے۔ پھر یا تو (آگ پر پکی چیز سے وضو کا) نسخ اس ممانعت سے حاصل ہوا ہے یا اس کا نسخ اس سے پہلے حاصل ہو چکا ہے۔ اگر یہ صورت حال ہے تو اونٹ کے گوشت سے وضو کا حکم آگ سے پکی چیز کے حکم کے ساتھ کا ہے تو یہ اس (وضو سے پکی چیز سے وضو کے حکم سے) کیسے منسوخ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ناسخ کا منسوخ سے متاخر ہونا شرط ہے۔ اگر ناسخ کی مدت (منسوخ سے) پہلے کی ہے تو یہ اپنے ماقبل کی وجہ سے منسوخ نہیں ہو سکتا۔

## ثانی:

"اونٹ کا گوشت اس لیے ناقض وضو ہے کہ یہ اونٹ کا گوشت ہے یہ آگ پر پکنے کی وجہ سے ناقض وضو نہیں ہے۔ اس لیے اس کے کچے گوشت سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ سو اس کی ایک جہت (آگ پر پکے ہونے) سے منسوخ ہونے سے اس کی دوسری جہت کی تنسیخ ثابت نہیں ہوتی۔ (یعنی کچا گوشت ناقض وضو ہو اور پکا ہوا گوشت ناقض وضو نہیں ہے یہ صورت درست

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نہ بن پاتی۔)''

## ثالث:

ان (اونٹ کے گوشت کو غیر ناقض ماننے والوں) کی حدیث عام ہے اور ہماری حدیث (جس میں اونٹ کے گوشت کو ناقض وضو کہا گیا ہے) خاص اور عام کے ساتھ خاص کو منسوخ نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ منسوخ ہونے کی شرط یہ ہے کہ (دو طرفہ دلائل میں) تطبیق ناممکن ہو جب کہ عام اور خاص میں تطبیق ممکن ہے کہ خاص کو چھوڑ کر باقی چیزوں کو عام پر محمول کیا جائے۔ (یہاں بھی یہ صورت بنے گی کہ آگ پر پکی چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا لیکن اونٹ کے گوشت سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ تخصیص کی وجہ سے اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔)''[1]

## راجح موقف:

دلائل کی رو سے اونٹ کے گوشت کو ناقض وضو قرار دینے والوں کا موقف راجح اور قرین صواب ہے کیونکہ اس کے ناقض ہونے میں اس کے آگ پر پکنے کی کوئی قید نہیں اور جب ایک ہی حدیث میں اونٹ کے گوشت کو ناقض وضو اور بکری کے گوشت کو غیر ناقض وضو قرار دیا جا رہا ہے تو اس حدیث کے سیاق ہی سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ آگ پر پکی چیز سے وضو کے منسوخ ہونے کے بعد کی دلیل ہے اور اس کے ناقض ہونے کا تعلق گوشت کے ساتھ ہے آگ پر پکنے اور نہ پکنے سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ اونٹ کا ہر طرح کا گوشت ناقض وضو ہے۔ اس علت سے معرفت کی صورت میں اونٹ کے گوشت سے وضو

---

[1] تحفة الأحوذی: ۱/۱۹۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے حکم کو منسوخ قرار دینے والوں کے استدلال میں کوئی وزن ہی نہیں رہتا۔ سو راجح اونٹ کے گوشت کا ناقض وضو ہونا ہی ہے۔

۱۔ ابو مالک کمال بن سید سالم بیان کرتے ہیں:

«فَالرَّاجِحُ : أَنَّهُ يَجِبُ الْوُضُوْءُ مِنْ أَكْلِ لَحْمِ الإِبِلِ عَلَى كُلِّ حَالٍ، وَلِذَا قَالَ النَّوَوِيُّ فِي شَرحِ مُسْلِمٍ (٣٢٨/١) وَهَذَا الْمَذْهَبُ أَقْوَى دَلِيْلًا وَإِنْ كَانَ الْجُمْهُوْرُ عَلَى خِلَافِهِ »[1]

''راجح موقف یہ ہے کہ اونٹ کے گوشت سے وضو ہر حال میں واجب ہے اسی لیے امام نووی نے شرح مسلم میں بیان کیا ہے کہ یہ (اونٹ کے گوشت سے وضو ٹوٹنے کا) مذہب دلیل کے اعتبار سے زیادہ مضبوط ہے اگرچہ جمہور علماء اس کے مخالف ہیں۔''

۲۔ علامہ شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

«وَلَكِنَّ هَذَا الْحَدِيْثَ عَامٌّ وَحَدِيْثُ الْوُضُوْءِ مِنْ لُحُوْمِ الْإِبِلِ خَاصٌّ وَالْخَاصُّ مُقَدَّمٌ عَلَى الْعَامِّ، وَهُوَ مَبْنِيٌّ عَلَى أَنَّهُ يُبْنَى الْعَامُّ عَلَى الْخَاصِّ مُطْلَقًا كَمَا ذَهَبَ إِلَيْهِ الشَّافِعِيُّ وَجَمَاعَةٌ مِنْ أَئِمَّةِ الْأُصُوْلِ وَهُوَ الْحَقُّ »[2]

''لیکن یہ حدیث (جس میں آگ سے پکی چیز سے ترک وضو کا حکم ہے) عام اور اونٹ کے گوشت سے وضو کی حدیث خاص ہے اور خاص کو عام سے مقدم کیا جاتا

---

[1] صحيح فقه السنة : ١٣٨/١۔

[2] نيل الأوطار : ٢١٩/١۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے۔ یہ اصول اس قاعدہ پر مبنی ہے کہ عام کی بنیاد مطلق طور پر خاص پر رکھی جاتی ہے (یعنی خاص عام کے حکم سے خارج ہوتا ہے) جیسا کہ شافعی اور اصولیوں کی ایک جماعت کا موقف اور یہی بات برحق ہے۔"

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# جن چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا

وہ چیزیں جن سے وضو نہیں ٹوٹتا ان کی تفصیل بیان کی جارہی ہے۔ یہ امور نواقض وضو اس لیے نہیں ہیں کیونکہ ان کے نواقض وضو ہونے کے دلائل ثابت نہیں ہیں، لیکن دلائل کے عدم ثبوت کے باوجود مختلف مذاہب کے پیروکار انھیں نواقض وضو میں شمار کرتے ہیں۔ بیان کرنے کا مقصود حقائق سے آگاہی اور عوام میں پھیلے غلط تصورات اور ضعیف و غیر ثابت روایات سے غلط استدلال کی بیخ کنی ہے۔ ذیل میں غیر ثابت نواقض وضو چیزوں کا بیان ملاحظہ کریں۔

## ا۔ خون بہنے سے وضو کرنا:

خون بہنے سے وضو کے ٹوٹنے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے، احناف کے نزدیک خون کا بہنا ناقض وضو ہے اور جمہور علماء کے نزدیک اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

## احناف کا موقف:

فقہ حنفی کی معروف کتاب ''الہدایہ'' میں یہ عبارت درج ہے:

« وَالدَّمُ وَالْقَيْحُ إِذَا خَرَجَا مِنْ الْبَدَنِ فَتَجَاوَزَا إِلَى مَوْضِعٍ يَلْحَقُهُ حُكْمُ التَّطْهِيرِ »[1]

[1] الهداية فی شرح بداية المبتدی: ۱/۱۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''خون اور پیپ جب بدن سے نکلے اور اس جگہ سے تجاوز کر جائے جہاں پاکی کا حکم لاحق ہوتا ہے (تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے)۔''

## دلائل:

احناف نے درج ذیل روایات کی رو سے خون کو ناقض وضو قرار دیا ہے۔

۱۔ سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْوُضُوْءُ مِنْ كُلِّ دَمٍ سَائِلٍ» ①

''ہر بہنے والے خون سے وضو ہے۔''

۲۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَيْسَ فِي الْقَطْرَةِ وَالْقَطْرَتَيْنِ مِنَ الدَّمِ وُضُوْءٌ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ دَمًا سَائِلًا» ②

''خون کے ایک یا دو قطروں سے وضو نہیں ہے الا کہ وہ بہنے والا خون ہو۔''

۳۔ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

① ضعیف: سنن الدارقطنی: ۵۸۱۔ معرفة السنن و الآثار: ۱۱۹۹۔ سلسلة الأحاديث الضعيفة: ۴۷۰۔ اس روایت میں بقیہ بن ولید کی تدلیس، یزید بن خالد اور یزید بن محمد مجہول راوی اور عمر بن عبدالعزیز کا سیدنا تمیم داری سے سماع ثابت نہیں۔ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امام دارقطنی بیان کرتے ہیں: عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ وَلَا رَآهُ، وَيَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ وَيَزِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ مَجْهُولَانِ (عمر بن عبدالعزیز نے نہ تمیم داری سے حدیث سنی ہے اور نہ اسے دیکھا ہے اور یزید بن خالد اور یزید بن محمد مجہول راوی ہیں)۔

② ضعيف جدًا: سنن الدارقطنی: ۵۸۲۔ الفردوس بمأثور الخطاب: ۵۱۹۸۔ سلسلة الأحاديث الضعيفة: ۴۳۸۶۔ محمد بن فضل بن عطیہ کذاب اور سفیان بن زیاد اور حجاج بن نصیر ضعیف راوی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



«اَلْوُضُوْءُ مِنْ كُلِّ دَمٍ سَائِلٍ» ①

''ہر بہنے والے خون سے وضو ہے۔''

## جمہور علما کا موقف:

جمہور علماء خون کے ناقض وضو اور نجس ہونے کے قائل نہیں کیونکہ خون کے ناقض وضو ہونے اور نجس ہونے کی کوئی ٹھوس دلیل نہیں جب کہ اس کے برعکس بہتے ہوئے خون کو غیر ناقض قرار دینا اور خون بہنے کی حالت میں صحابہ اور سلف سے نماز پڑھنا ثابت ہے۔ علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: عبداللہ بن مسعود، سالم بن عبداللہ، طاؤس، حسن، قاسم، عطاء مکحول، ربیعہ، مالک، ابوثور اور داؤد خون کے غیر ناقض ہونے کے قائل ہیں اور صحابہ و تابعین کی اکثریت کا بھی یہی موقف ہے۔ ②

## راجح موقف:

جمہور علماء کا موقف راجح اور قرین صواب ہے کیونکہ خون کے ناقض وضو ہونے کی کوئی

---

① ضعیف جدًا: الکامل فی ضعفاء الرجال: ۳۱۳/۱۔ سلسلة الأحادیث الضعیفة: ۴۷۰۔ اس میں احمد بن فرج ابوعتبہ کذاب راوی ہے۔ علامہ البانی بیان کرتے ہیں: احمد بن فرج حمصی ملقب حجازی ہے اسے محمد بن عوف نے سخت ضعیف کہا ہے۔ یہ (محمد بن عوف) بھی حمصی ہیں اور یہ اسے (احمد بن فرج کو) باقی لوگوں کی نسبت زیادہ جانتے ہیں۔ یہ اس پر کلام کرتے ہوئے کہتے ہیں: (احمد بن فرج) کذاب راوی ہے اور اس کے پاس بقیہ بن ولید کی احادیث سرے سے نہیں ہیں۔ یہ مخلوق میں ان احایث (بقیہ) میں جھوٹا ترین انسان ہے۔ یہ احادیث (جنھیں احمد بن فرج بقیہ بن ولید سے بیان کرتا ہے) کسی محدث کی تحریر سے ملی ہیں جس کے شروع میں یہ سند درج ہے حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ ..... (اس سند کو اس نے اپنی طرف منسوب کر لیا ہے)۔ پھر اس پر شراب نوشی کی بھی تہمت ہے۔ خطیب بغدادی نے ان پر یہ جرح نقل ہے جس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں: میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ (احمد بن فرج) کذاب ہے۔ اس کے علاوہ بھی محدثین نے اسے کذاب قرار دیا ہے۔

② عون المعبود: ۲۰۳/۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صحیح اور مستند دلیل نہیں ہے اور کسی بھی چیز کے ناقض وضو ہونے کے لیے کسی ٹھوس اور مضبوط نص کا ہونا ضروری ہے۔ درج ذیل ائمہ نے اس موقف کو راجح قرار دیا ہے۔

ا۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک خون کے نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا وہ اس موقف کے برحق ہونے کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

(( يُذْكَرُ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ فَرُمِيَ رَجُلٌ بِسَهْمٍ، فَنَزَفَهُ الدَّمُ، فَرَكَعَ وَسَجَدَ وَمَضَى فِي صَلَاتِهِ، وَقَالَ الحَسَنُ: مَا زَالَ المُسْلِمُوْنَ يُصَلُّوْنَ فِي جِرَاحَاتِهِمْ وَقَالَ طَاوُسٌ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ، وَعَطَاءٌ، وَأَهْلُ الحِجَازِ: لَيْسَ فِي الدَّمِ وُضُوْءٌ، وَعَصَرَ ابْنُ عُمَرَ بَثْرَةً فَخَرَجَ مِنْهَا الدَّمُ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ، وَبَزَقَ ابْنُ أَبِي أَوْفَى دَمًا فَمَضَى فِي صَلَاتِهِ، وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ، وَالحَسَنُ فِيْمَنْ يَحْتَجِمُ: لَيْسَ عَلَيْهِ إِلَّا غَسْلُ مَحَاجِمِهِ )) ①

''سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ ذات الرقاع میں تھے کہ ایک آدمی کو تیر لگا اور اس سے خون پھوٹ پڑا پھر اس نے رکوع کیا اور سجدہ کیا اور نماز جاری رکھی، حسن بصری کہتے ہیں: مسلمان ہمیشہ سے اپنے زخموں کی حالت میں نماز پڑھتے رہے ہیں۔ طاؤس، محمد بن علی، عطاء اور اہل حجاز کہتے ہیں کہ خون سے وضو نہیں ہے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک پھنسی کو دبایا اور اس سے خون نکالا لیکن انھوں نے وضو نہیں کیا۔ سیدنا ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے خون تھوکا اور نماز جاری رکھی اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حسن بصری اس شخص کے بارے میں جو سینگی لگوائے، کہتے ہیں: اس پر سینگی کے آلات دھونا لازم ہیں (وہ وضو نہیں کرے گا)۔

① صحيح بخاري، كتاب الوضوء، باب من لم ير الوضوء إلا من المخرجين من القبل و الدبر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سبیلین (قبل اور دبر) کے علاوہ خون کا نکلنا ناقض وضو نہیں ہے، خواہ خون بہنے والا ہو یا نہ بہنے والا۔ اکثر علماء اسی موقف کے قائل ہیں اور یہی موقف برحق ہے۔"[1]

مزید کہتے ہیں: زخموں کا خون پاک ہے اور زخمیوں کے لیے اس میں تخفیف کی گئی ہے۔ مالکیہ اس مذہب کے قائل ہیں اور یہی درست ہے۔ اس مسئلہ میں تواتر سے احادیث منقول ہیں کہ مجاہدین فی سبیل اللہ جہاد کرتے رہے ہیں اور انھیں بے تحاشا زخم سہنا پڑے ہیں اور کوئی بھی شخص ان زخموں سے خون بہنے اور اس خون سے ان کے کپڑے لتھڑنے کا انکار نہیں کرسکتا، اس کے باوصف (کہ ان کے بدن اور کپڑے خون آلود ہوتے تھے) وہ اس حالت میں نماز ادا کرتے تھے۔ پھر آپ سے یہ منقول نہیں ہے کہ آپ نے انھیں نماز کی حالت میں خون آلود کپڑے اتارنے کا حکم دیا ہو۔ نیز سیدنا سعد رضی اللہ عنہ خندق کے دن زخمی ہو گئے اور ان کے لیے مسجد میں خیمہ نصب کیا گیا جس میں وہ ٹھہرے اور ان کا خون مسجد میں بہتا تھا اور خون ان کی وفات تک بہتا رہا۔ خون کے طاہر ہونے کی دلیل سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ اثر بھی ہے کہ انھوں نے نماز فجر اس حالت میں ادا کی کہ ان کا خون بہہ رہا تھا اور یہ بات عیاں ہے کہ جس زخم سے خون بہہ رہا ہو اس سے یقیناً کپڑے بھی خون آلود ہوتے ہیں۔ یہ بھی ناممکن ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا عمل کیا ہو جو شرعاً ناجائز ہو پھر تمام صحابہ اس پر بغیر نکیر کے خاموش رہے ہوں۔ یہ واقعات زخموں کے پاک ہونے کی دلیل ہیں۔[2]

---

[1] عون المعبود: ۱/ ۲۰۳۔

[2] عون المعبود: ۱/ ۱۰۳، ۲۰۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۳۔ علامہ البانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

(( وَالْحَقُّ أَنَّهُ لَايَصِحُّ حَدِيْثٌ فِي إِيْجَابِ الْوُضُوْءِ مِنْ خُرُوْجِ الدَّمِ، وَالْأَصْلُ الْبَرَاءَةُ، كَمَا قَرَّرَهُ الشَّوْكَانِيُّ وَغَيْرُهُ، وَلِهَذَا كَانَ مَذْهَبُ أَهْلِ الْحِجَازِ أَنْ لَيْسَ فِي الدَّمِ وُضُوْءٌ ، وَهُوَ مَذْهَبُ الْفُقَهَاءِ السَّبْعَةِ مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَسَلَفُهُمْ فِي ذَلِكَ بَعْضُ الصَّحَابَةِ )) ①

''برحق بات یہ ہے کہ خون نکلے سے وضو کے واجب کرنے کی کوئی بھی حدیث صحیح ثابت نہیں ہے اور اصل براءت ہے (یعنی اصول فقہ کا معروف قاعدہ کہ اصل میں ہر چیز طاہر اور غیر ناقض وضو ہے، جب تک اس کے نجس اور ناقض ہونے کی دلیل نہ ثابت ہو) جیسا کہ شوکانی وغیرہ نے یہ قاعدہ بیان کیا ہے۔ لہٰذا اہل حجاز کا مذہب ہے کہ خون نکلنے سے وضو نہیں ہے، اہل مدینہ میں سے فقہاء سبعہ اور ان کے اسلاف میں سے بعض صحابہ کا بھی یہی موقف ہے۔''

## قے اور نکسیر سے وضو:

قے کے ناقض وضو ہونے میں اختلاف ہے، جمہور علماء کے نزدیک قے ناقض وضو ہے اور بعض علماء کے نزدیک قے ناقض وضو نہیں ہے۔

## پہلا موقف:

امام ترمذی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: صحابہ و تابعین وغیرہ میں سے کئی علماء قے اور نکسیر سے وضو کے قائل ہیں اور سفیان ثوری، عبد اللہ بن مبارک، احمد اور اسحاق بھی اس موقف کے قائل ہیں نیز زہری، علقمہ، اسود، عامر شعبی، عروہ بن زبیر، نخعی، قتادہ، حکم بن عیینہ، حماد، ثوری، حسن بن صالح بن حی، عبید اللہ بن حسین اور اوزاعی بھی اسی رائے کے

---

① سلسلة الأحاديث الضعيفة: ۱/ ۶۸۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قائل ہیں۔ ①

نیز احناف بھی اسی موقف کے قائل ہیں۔

## اس موقف کے قائلین کے دلائل:

اس موقف کے قائلین نے درج ذیل روایات سے دلیل لی ہے۔

۱۔ سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ أَصَابَهُ قَيْءٌ أَوْ رُعَافٌ أَوْ قَلَسٌ أَوْ مَذْيٌ، فَلْيَنْصَرِفْ، فَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ لِيَبْنِ عَلَى صَلَاتِهِ، وَهُوَ فِي ذَلِكَ لَا يَتَكَلَّمُ» ②

''جسے قے آئے، نکسیر پھوٹے، متلی آئے یا مذی نکلے تو نماز سے چلا جائے اور وضو کرے پھر اپنی نماز پر بنا رکھے اس حال میں کہ اس مدت میں وہ کسی سے ہم کلام نہ ہو۔''

۲۔ عبدالعزیز بن جریج بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا قَاءَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ أَوْ قَلَسَ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيَبْنِ عَلَى صَلَاتِهِ مَا لَمْ يَتَكَلَّمْ» ③

''جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں قے یا متلی کرے تو وہ نماز سے چلا جائے، وضو کرے اور اپنی نماز پر بنا رکھے بشرطیکہ اس نے گفتگو نہ کی ہو۔''

---

① تحفة الأحوذی : ۱/۲۰۹، ۲۱۰۔

② ضعیف: سنن ابن ماجه: ۱۲۲۱۔ طبرانی اوسط: ۵۴۲۹۔ سنن دارقطنی: ۵۶۳۔ سنن بیهقی : ۶۹۹۔ امام شوکانی بیان کرتے ہیں: اس روایت کو کئی محدثین نے معلول قرار دیا ہے کیونکہ اسماعیل بن عیاش ابن جریج حجازی سے روایت کر رہے ہیں اور اسماعیل بن عیاش کی حجازیوں سے روایات ضعیف ہیں۔ نیل الأوطار: ۱/۲۰۵۔

③ ضعیف مرسل: سنن دارقطنی: ۵۶۴۔ معرفة السنن و الآثار: ۱۱۷۸۔ سنن بیهقی: ۶۷۰۔ یہ روایت تین علت کی وجہ سے ضعیف ہے۔۱۔ ابن جریج کی تدلیس ہے۔۲۔ عبدالعزیز بن جریج ضعیف راوی ہے۔۳۔ مرسل روایت ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۳۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا قَاءَ أَحَدُكُمْ أَوْ رَعَفَ وَهُوَ فِي الصَّلاةِ أَوْ أَحْدَثَ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ لِيَجِئْ فَلْيَبْنِ عَلَى مَا مَضَى» ①

''جب حالت نماز میں تم میں سے کوئی قے کرے یا اس کی نکسیر پھوٹے یا وہ بے وضو ہو جائے تو نماز چھوڑ کر وضو کرے پھر آئے اور اپنی گزشتہ نماز پر بنا رکھے۔''

۴۔ معدان بن أبی طلحہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

«أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاءَ فَتَوَضَّأَ، فَلَقِيتُ ثَوْبَانَ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: صَدَقَ، أَنَا صَبَبْتُ لَهُ وَضُوءَهُ» ②

''بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قے کی اور وضو کیا۔ پھر میں سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مسجد دمشق میں ملا تو میں نے انھیں یہ حدیث بیان کی تو انھوں نے کہا: اس (ابوالدرداء) نے سچ کہا ہے۔ میں نے ہی آپ پر وضو کا پانی بہایا تھا۔''

---

① موضوع: العلل المتناهية في الأحاديث الواهية: ٦٠٧۔ التلخيص الحبير: ١/ ٦٥٥۔ تذكرة الحفاظ للقيسراني: ٨٨۔ نصب الراية: ١/ ٨٥۔ یہ روایت من گھڑت ہے اس میں عبداللہ بن حکیم ابوبکر الداہری کذاب اور وضاع راوی ہے اور حجاج بن ارطاۃ اور زہری کی تدلیس ہے نیز حجاج بن ارطاہ کی زہری سے ملاقات ثابت نہیں۔ حافظ زیلعی حنفی بیان کرتے ہیں: وَهُوَ مَعْلُولٌ بِأَبِي بَكْرٍ الدَّاهِرِيِّ، قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي التَّحْقِيقِ قَالَ أَحْمَدُ: لَيْسَ بِشَيْءٍ، وَقَالَ السَّعْدِيُّ: كَذَّابٌ، وَقَالَ ابْنُ حِبَّانَ: يَضَعُ الْحَدِيثَ، وَيَنْبَغِي أَنْ يُنْظَرَ فِي حَجَّاجٍ هَذَا مَنْ هُوَ؟ فَإِنِّي رَأَيْت فِي حَاشِيَةٍ أَنَّ حَجَّاجَ بْنَ أَرْطَاةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنَ الزُّهْرِيِّ وَلَمْ يَلْقَهُ (یہ روایت ابوبکر داہری کی وجہ سے معلول ہے۔ ابن جوزی ''التحقیق'' میں بیان کرتے ہیں کہ امام احمد نے کہا یہ کچھ بھی نہیں ہے اور سعدی نے اسے کذاب کہا ہے اور ابن حبان کہتے ہیں: یہ احادیث گھڑتا ہے اور مناسب ہے کہ حجاج کے بارے میں تحقیق کی جائے کہ یہ کون ہے؟ پھر میں نے حاشیہ میں دیکھا کہ حجاج بن ارطاہ کا زہری سے نہ سماع ثابت ہے اور نہ ملاقات۔ (نصب الراية: ١/ ٨٥، ٨٦)

② حسن: ترمذی: ٨٧۔ سنن أبی داؤد: ٢٣٨١۔ دارقطنی: ٥٩٠۔ صحيح ابن خزيمة: ١٩٥٦۔ المنتقىٰ لابن الجارود: ٨۔ إرواء الغليل: ١١١۔ اس میں عبدالصمد بن عبدالوارث صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## فوائد:

قے سے وضو ٹوٹنے کے متعلق کوئی بھی روایت صحیح ثابت نہیں ہے۔ سید سابق بیان کرتے ہیں کہ قے ناقض وضو نہیں ہے خواہ منہ بھر کے آئے یا اس سے کم ہو کیونکہ اس کے ناقض وضو ہونے کی کوئی حدیث ایسی نہیں جو قابل احتجاج ہو۔ ①

نیز آخری حدیث جس میں قے کے بعد وضو کرنے کا بیان ہے یہ حدیث قے کے ناقض ہونے کی دلیل نہیں ہے بلکہ اس سے زیادہ سے زیادہ استحباب کی دلیل لی جاسکتی ہے۔ علماء کی آئندہ آراء اس بات کی دلیل ہیں کہ قے کے بعد وضو کرنا مستحب ہے، واجب اور فرض نہیں۔

۱۔ علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"حدیث کے الفاظ کہ آپ نے قے کی اور وضو کیا، یہ واضح دلیل نہیں ہیں کہ قے ناقض وضو ہے کیونکہ ان الفاظ میں یہ احتمال موجود کہ یہاں ف سببیہ کے برعکس تعقیبیہ ہے (یعنی قے کی وجہ سے وضو نہیں کیا بلکہ اتفاقاً قے کے بعد وضو کیا ہے)۔ امام طحاوی شرح الآثار میں بیان کرتے ہیں کہ ان دو احادیث یعنی حدیث أبی الدرداء اور حدیث ثوبان جن میں بیان ہے کہ آپ نے قے کی اور روزہ افطار کیا، میں یہ دلیل نہیں ہے کہ قے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اس میں تو محض یہ بیان ہے کہ آپ نے قے کے بعد روزہ افطار کیا ہے۔ (یعنی یہاں ف تعقیب کی ہے سببیہ نہیں ہے)۔ ②

۲۔ علامہ البانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"مصنف نے اس حدیث (آپ نے قے کی اور وضو کیا) سے دلیل لی ہے کہ

---

❶ فقه السنة : ۱/ ۵۱۔

❷ تحفة الأحوذی: ۱/ ۲۰۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قے ناقض وضو ہے اور ہر کسی نے اپنے حساب سے قے کی مقدار کی قید لگائی ہے۔ اس قید کا حدیث میں کوئی بیان نہیں ہے جب کہ حدیث مطلق طور پر وضو کے ٹوٹنے پر دلالت نہیں کرتی کیونکہ یہ (قے سے وضو کرنا) آپ کا مجرد فعل ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ فعل وجوب پر دلالت نہیں کرتا۔ زیادہ سے زیادہ اس عمل کی مشروعیت کی دلیل بن سکتا ہے۔ وجوب کے لیے تو کوئی خاص دلیل ضروری ہے اور اس حدیث میں وجوب کی دلیل کا وجود تک نہیں ہے۔ اسی وجہ سے (کہ اس میں وجوب کا ثبوت نہیں) بہت سے محققین نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ قے ناقض وضو نہیں ہے، ان میں سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی فتاویٰ اور اپنے دیگر کتب میں یہ موقف اختیار کیا ہے۔"[1]

## دوسرا موقف:

امام ترمذی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ بعض علماء کا موقف ہے کہ قے اور نکسیر سے وضو نہیں ہے اور مالک اور شافعی رحمہ اللہ بھی اس موقف کے قائل ہیں۔[2]

ان علماء کی دلیل یہ ہے کہ قے کے ناقض ہونے کے بارے میں کوئی بھی صحیح حدیث ثابت نہیں ہے۔

## راجح موقف:

مالک اور شافعی کا موقف کے قے سے وضو نہیں ٹوٹتا راجح اور درست ہے کیونکہ قے کے ناقض وضو ہونے کے متعلق مروی روایات ضعیف اور ناقابل حجت ہیں۔ نیز جس روایت میں قے سے وضو کرنے کا بیان ہے اس سے وضو کا استحباب ثابت ہوتا ہے وجوب نہیں۔ سو قے سے وضو نہیں ٹوٹتا لیکن اگر کوئی قے کے بعد وضو کر لے تو یہ مستحب عمل ہے۔

---

[1] إرواء الغليل: ١/١٤٨۔

[2] تحفة الأحوذي: ١/٢١٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## نکسیر سے وضو کرنا:

نکسیر ناقض وضو نہیں ہے اور جن روایات سے نکسیر کا ناقض وضو ہونا ثابت ہوتا ہے وہ تمام روایات کمزور ہیں۔ کچھ کی تفصیل تو قے کے بیان میں گزر چکی ہے، مزید تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( إِذَا رَعَفَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَغْسِلْ عَنْهُ الدَّمَ، ثُمَّ لِيُعِدْ وُضُوْئَهُ وَيَسْتَقْبِلْ صَلَاتَهُ )) ①

''جب تم میں سے کسی کو نماز میں نکسیر آئے تو وہ چلا جائے، اپنے سے خون دھوئے پھر دوبارہ وضو کرے اور نماز جاری رکھے۔''

۲۔ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

(( رَآنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ سَالَ مِنْ أَنْفِي دَمٌ، فَقَالَ: أَحْدِثْ وُضُوْءًا )) ②

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا جب کہ میری ناک سے خون جاری تھا تو آپ نے فرمایا: ''دوبارہ وضو کر۔''

۳۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

---

① ضعیف جداً : طبرانی کبیر : ۱۱۳۷٤۔ سنن دارقطنی : ٥٦٠۔ سلسلة الأحاديث الضعيفة : ۲٥۳۱۔ اس روایت میں سلیمان بن ارقم متروک راوی ہے۔

② موضوع : سنن دارقطنی : ٥۷۷۔ طبرانی کبیر : ٦۰۹۹۔ معرفة السنن و الآثار : ۱۱۹۲۔ نصب الراية : ۱/ ۸۷۔ عمرو بن خالد ابو خالد قرشی کذاب اور وضاع ہے۔ حافظ زیلعی حنفی لکھتے ہیں: ابن قطان نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہ عمرو بن خالد واسطی احادیث گھڑتا ہے، ابن معین نے اسے کذاب کہا ہے نیز ابن جوزی اور ابوزرعہ نے بھی اسے وضاع کہا ہے۔ (نصب الراية: ۱/ ۸۷)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



«كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَعَفَ فِي صَلَاتِهِ تَوَضَّأَ ثُمَّ بَنَى عَلَى مَا بَقِيَ مِنْ صَلَاتِهِ» ①

''رسول اللہ ﷺ جب نماز میں آپ کی نکسیر پھوٹتی تو آپ وضو کرتے پھر اپنی بقیہ نماز پر بنا رکھتے۔''

## فائدہ:

سید سابق بیان کرتے ہیں:

مخرج معتاد (قبل و دبر کے علاوہ جسم کے کسی حصے سے) خون نکلنا ناقض وضو نہیں ہے، خواہ وہ کسی زخم، سینگی لگانے یا نکسیر پھوٹنے سے نکلے اور خواہ اس کی مقدار قلیل ہو یا کثیر۔ (اس سے وضو نہیں ٹوٹتا) ②

## قہقہے سے وضو کرنا:

قہقہہ لگانے سے وضو ٹوٹنے کے بارے میں علماء کی دو آراء ہیں۔

## پہلی رائے:

احناف، حسن بصری، ابراہیم نخعی اور سفیان ثوری کی رائے ہے کہ نماز میں قہقہہ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور نماز سے باہر قہقہہ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ③

اس موقف کے قائلین نے درج ذیل روایات سے استدلال کیا ہے۔

---

① موضوع: سنن دارقطنی: ۵۷۹۔ التحقیق فی مسائل الخلاف: ۱۹۹۔ ابن جوزی کہتے ہیں: یہ حدیث ثابت نہیں، فلاس نے کہا کہ عمر بن رباح دجال ہے، امام دارقطنی نے اسے متروک کہا ہے اور ابن حبان کہتے کہ یہ ثقہ راویوں سے من گھڑت روایات بیان کرتا ہے۔ التحقیق فی مسائل الخلاف: ۱۹۹۔

② فقه السنة: ۱/ ۵۱۔

③ المغنی مع الشرح الکبیر: ۱/ ۲۰۱.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۱۔ سیدنا اسامہ بن عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کر رہے تھے کہ ایک نابینا شخص آیا اور مسجد کے ایک گھڑے میں گر گیا تو آپ کے مقتدی ہنس پڑے اس پر رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا:

(( مَنْ ضَحِكَ أَنْ يُعِيْدَ الْوُضُوْءَ وَالصَّلَاةَ )) ①

''جو ہنسا ہے وہ وضو اور نماز دہرائے۔''

اس مفہوم کی کئی روایات جو سنن دار قطنی وغیرہ میں کئی سندوں اور کئی راویوں سے مروی ہیں جو کہ تمام کی تمام کمزور اور نا قابل احتجاج ہیں۔ نماز میں ہنسنے سے وضو ٹوٹنے کے بارے میں مروی روایات کے بارے میں علماء و محدثین کی آراء ملاحظہ کیجیے۔

۱۔ زیلعی حنفی نے نصب الرایۃ میں تقریباً اس موضوع کی تمام روایات کا احاطہ کیا ہے اور تمام روایات کو ضعیف قرار دیا ہے۔

۲۔ ابن جوزی نے التحقیق فی مسائل الخلاف میں اس معنی کے روایات بیان کر کے ہر روایت کی سند پر جرح کی اور اس کے ضعف کا سبب بیان کیا ہے۔

۳۔ حافظ ابن حجر بیان کرتے ہیں کہ ابن جوزی کہتے ہیں ہنسنے سے وضو ٹوٹنے کے بارے میں کوئی بھی حدیث صحیح نہیں ہے، اسی طرح ذہلی نے کہا کہ اس مسئلہ کے متعلق کوئی بھی حدیث نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہے اور ابن عدی نے بیان کیا کہ احمد بن حنبل نے کہا کہ ہنسنے سے وضو ٹوٹنے کے متعلق کوئی حدیث صحیح نہیں ہے۔ ②

۴۔ علامہ البانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''یہ روایت بہت سی دیگر اسناد سے مروی ہے جو ساری معلول ہیں، ان میں

---

① ضعیف جداً : سنن دارقطنی: ۶۰۲۔ محمد بن اسحاق اور قتادہ کی تدلیس ہے اور حسن بن دینار متروک راوی ہے۔

② التلخیص الحبیر : ۳۲۷/۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سے کوئی بھی روایت قابل احتجاج نہیں ہے۔ یہ روایات دارقطنی نے اپنی سنن میں اور زیلعی نے نصب الرایۃ میں بیان کی ہیں اور ان کے ضعف کی علتیں بھی بیان کی ہیں اور اس موضوع کی تمام روایات علامہ ابو الحسنات لکھنوی نے اپنے رسالہ " الهسهة فی ینقض الوضوء بالقهقهة " میں بیان کی ہیں۔" ①

## دوسری رائے:

عروہ بن زبیر، عطاء، زہری، مالک، شافعی، اسحاق بن راہویہ اور ابن منذر کا موقف ہے کہ نماز میں قہقہہ ناقض وضو نہیں ہے۔ ②

ان علماء کی دلیل یہ کہ اس مسئلہ میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے۔

## راجح موقف:

نماز میں قہقہہ سے وضو نہ ٹوٹنے والے علماء کا موقف درست ہے کیونکہ اس کے ناقض ہونے کوئی دلیل نہیں ہے اور کسی مسئلہ کے ثبوت کے لیے قرآن وسنت سے کسی دلیل کا ہونا ضروری ہے۔

سید سابق بیان کرتے ہیں:

(( اَلْقَهْقَهَةُ فِی الصَّلَاةِ لَا تَنْقُضُ الْوُضُوْءَ لِعَدَمِ صِحَّةِ مَا وَرَدَ فِی ذَلِكَ )) ③

"نماز میں قہقہہ ناقض وضو نہیں ہے کیونکہ اس کے بارے میں بیان کردہ کوئی روایت صحیح نہیں ہے۔"

---

① إرواء الغليل : ۲/ ۱۱۷۔

② المغنی مع الشرح الکبیر: ۱/ ۲۰۱۔

③ فقه السنة: ۱/ ۵۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## عورت کو چھونے سے وضو کرنا:

عورت کو چھونے سے وضوٹوٹنے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔علماء کا ایک گروہ عورت کو مطلق چھونے سے وضوٹوٹنے کا قائل ہے اور جمہور علماء کے نزدیک عورت کو چھونے سے وضونہیں ٹوٹتا بلکہ یہاں عورت کے ملامسہ سے مراد مجامعت ہے، عورت کو محض چھونا یا ہاتھ لگانا مراد نہیں ہے۔

### پہلا موقف:

سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا عبداللہ بن عمر، زہری، شافعی، اصحاب شافعی، زید بن اسلم وغیرہ کا موقف ہے کہ عورت کو چھونے سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔[1]

ان کے دلائل حسب ذیل ہیں:

۱۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا﴾ [النساء: ٤٣]

”اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو، یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو، پھر کوئی پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا قصد کرو، پس اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں پر ملو۔بے شک اللہ ہمیشہ سے بہت معاف کرنے والا، بے حد بخشنے والا ہے۔“

### فائدہ:

ملامسہ کو لمس (چھونے) کے معنی پر محمول کرنا درست نہیں کیونکہ مفسرین کے نزدیک

[1] نیل الأوطار: ۲۱۲/۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہاں ملامسہ اور لمس سے مراد مجامعت ہے، مطلق چھونا نہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہاں لمس اور ملامسہ سے مراد مباشرت ہی لی ہے۔ سو صحابی کی تفسیر کو احتمالات پر ترجیح دی جائے گی۔

۱۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں میں لفظ لمس کا بیان ہوا تو مَوَالِی (آزاد کردہ غلاموں) میں سے کچھ لوگوں نے کہا کہ اس سے مراد جماع نہیں ہے (بلکہ اس سے مراد مطلق چھونا ہے) اور کچھ عرب لوگوں نے کہا کہ لمس سے مراد جماع ہے۔ سیدنا سعید بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور انھیں بتایا کہ موالی اور اہل عرب میں لمس کے معنی میں اختلاف ہوا ہے۔ موالی کہتے ہیں کہ اس مراد جماع نہیں ہے اور عرب کہتے ہیں کہ اس سے مراد جماع ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو کن لوگوں میں ہے؟ اس نے عرض کیا: میری رائے موالی والی ہے۔ انھوں نے کہا کہ موالیوں کا موقف مرجوح ہے۔

«إِنَّ الْمَسَّ وَ اللَّمْسَ وَالْمُبَاشَرَةَ الْجِمَاعُ، وَلَكِنَّ اللّٰهَ يَكْنِي مَا شَاءَ بِمَا شَاءَ» ①

"بلاشبہ (قرآن حکیم میں منقول الفاظ) مس، لمس اور مباشرت سے مراد جماع ہے، لیکن اللہ تعالیٰ جس لفظ سے جو چاہے کنایہ کرتا ہے۔"

۲۔ نواب صدیق الحسن خان کہتے ہیں:

«وَأَمَّا وُجُوْبُ الْوُضُوْءِ أَوْ التَّيَمُّمِ عَلَى مَنْ لَمَسَ الْمَرْأَةَ بِيَدِهِ أَوْ بِشَيْءٍ مِنْ بَدَنِهِ فَلَا يَصِحُّ الْقَوْلُ بِهِ اسْتِدْلَالًا بِهَذِهِ الآيَةِ لِمَا عَرَفْتَ مِنَ الإِحْتِمَالِ» ②

---

① صحیح: تفسیر طبری: ۹۵۸۱۔ سنن بیہقی: ۱/۱۲۵۔

② نیل المرام ص: ۷۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''جو شخص عورت کو ہاتھ یا بدن سے چھوئے تو اس پر تیمّم یا وضو کا واجب ہونا اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے یہ موقف اختیار کرنا درست نہیں کیونکہ اس میں (اس معنی کا) احتمال ہے (اور محض احتمال دلیل نہیں بنتا)۔

۲۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ! آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو ایک عورت سے ملا جسے وہ جانتا ہے پھر اس نے اس کی ساتھ وہ کیا جو مرد اپنی بیوی سے کرتا ہے البتہ اس نے اس سے مباشرت نہیں کی۔ اس پر یہ آیت نزل ہوئی:

﴿وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ﴾ [هود : ١١٤]

''اور دن کے دونوں کناروں میں اور رات کی کچھ گھڑیوں میں نماز قائم کر، بے شک نیکیاں برائیوں کو لے جاتی ہیں۔''

اس پر نبی ﷺ نے اسے فرمایا:

((تَوَضَّأْ ثُمَّ صَلِّ، قَالَ مُعَاذٌ ، فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! أَلَهُ خَاصَّةً أَمْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ عَامَّةً؟ قَالَ: بَلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ عَامَّةً)) ①

''وضو کر پھر نماز پڑھ۔ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا یہ اس کے لیے خاص ہے یا تمام مسلمانوں کے لیے عام ہے؟ آپ نے فرمایا: بلکہ یہ مومنوں کے لیے عام ہے۔''

---

① ضعيف: مسند أحمد : ٢٤٤/٥۔ جامع ترمذی : ٣١١٣۔ التحقيق فی مسائل الخلاف لابن الجوزی : ١٦٧۔ یہ روایت منقطع ہے کیونکہ عبدالرحمٰن بن أبی لیلیٰ کا سیدنا معاذ سے سماع ثابت نہیں ہے۔ امام ترمذی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: یہ روایت متصل نہیں ہے، عبدالرحمٰن بن أبی لیلیٰ کا سیدنا معاذ سے سماع ثابت نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## دوسرا موقف:

بعض علماء کا موقف ہے کہ جب عورت کو شہوت سے چھوا جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور بغیر شہوت کے وضو نہیں ٹوٹتا۔ احمد کا مشہور مذہب یہی ہے، نیز علقمہ، ابو عبیدہ، نخعی، حکم، حماد، مالک، ثوری، اسحاق اور شعبی اس موقف کے قائل ہیں۔ ①

## تیسرا موقف:

سیدنا علی، سیدنا عبداللہ بن عباس، عطاء، طاؤس، عترہ، ابوحنیفہ اور ابو یوسف کا موقف ہے کہ عورت کو ہاتھ لگانے یا بدن کوئی حصہ لگنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ②

کیونکہ اس سے وضو ٹوٹنے کی قرآن وسنت میں کوئی نص موجود نہیں ہے اس کے برعکس احادیث نبویہ سے عورت کے چھونے سے وضو نہ ٹوٹنے کے دلائل موجود ہیں۔

ا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ رِجْلَايَ فِي قِبْلَتِهِ، فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ، فَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا، قَالَتْ: وَالْبُيُوتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيهَا مَصَابِيحُ)) ③

''میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے سویا کرتی تھی جب کہ میرے پاؤں آپ کے قبلہ کی طرف ہوتے، پھر جب آپ سجدہ کرتے تو مجھے ٹھوکر لگاتے تو میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی اور جب کھڑے ہوتے تو میں پاؤں پھیلا لیتی تھی۔ بیان کرتی ہیں کہ ان دنوں گھروں میں چراغ نہیں ہوتے تھے۔''

---

① المغنی مع الشرح الکبیر: ۱/ ۲۱۹۔

② نیل الأوطار: ۱/ ۲۱۲۔

③ صحیح بخاری: ۳۸۲۔ صحیح مسلم: ۵۱۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((فَقَدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً مِنَ الْفِرَاشِ فَالْتَمَسْتُهُ فَوَقَعَتْ يَدِيْ عَلَى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوبَتَانِ وَهُوَ يَقُولُ ))

''ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو بستر سے گم پایا اور میں نے آپ کو ٹٹولا تو میرا ہاتھ آپ کے پاؤں کے تلوے پر لگا جب کہ آپ سجدہ والی جگہ میں تھا، آپ کے پاؤں کھڑے تھے اور آپ یہ کلمات کہہ رہے تھے:

((اَللّٰهُمَّ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ ))[1]

''اے اللہ میں تیری رضا مندی سے تیری ناراضی کی، تیری معافی سے تیری سزا کی پناہ مانگتا ہوں اور میں تجھے سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ میں تیری تعریف کا احاطہ نہیں کر سکتا، تو ایسے ہے جیسے تو ان اپنی تعریف خود کی ہے۔''

۳۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُ بَعْضَ نِسَائِهِ ثُمَّ لَا يَتَوَضَّأُ ))[2]

''بلاشبہ نبی ﷺ اپنی کسی بیوی کو بوسہ دیتے پھر وضو نہیں کرتے تھے۔''

---

[1] صحيح مسلم: ٤٨٦۔ سنن أبي داوٗد: ٨٧٩۔ جامع ترمذي: ٣٤٩٣۔ سنن ابن ماجه: ٣٨٤١۔

[2] صحيح: نصب الراية: ١/ ٧٤۔ صحيح أبي داوٗد: ٣٢٢/١۔ زیلعی حنفی نے اسے مسند بزار کے حوالے سے درج کیا ہے اور اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے اور علامہ البانی نے ان کی موافقت کی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## فائدہ:

یہ احادیث دلیل ہیں کہ عورت کو ہاتھ لگانے یا محض چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا، عورت کو چھونا اور بوسہ دینا ناقض وضو نہیں۔

## راجح موقف:

دلائل کی رو سے عورت کو چھونے اور ہاتھ لگانے سے مطلق طور پر وضو نہ ٹوٹنے والوں کا موقف درست اور قرین صواب ہے۔ حافظ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

«قَوْلُ مَنْ قَالَ إِنَّ مَسَّ الْمَرْأَةِ لَا يَنْقُضُ الْوُضُوْءَ هُوَ الْأَقْوَى وَالْأَرْجَحُ عِنْدِيْ وَاللّٰهُ تَعَالَى أَعْلَمُ» ①

''ان علماء کا موقف جو کہتے ہیں کہ عورت کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا میرے نزدیک زیادہ قوی اور راجح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!''

۲۔ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«(أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ) الْمُرَادُ بِهِ: الْجِمَاعُ، كَمَا قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَغَيْرُهُ مِنْ الْعَرَبِ، وَهُوَ يُرْوَى عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَغَيْرِهِ وَهُوَ الصَّحِيْحُ فِي مَعْنَى الْآيَةِ، وَلَيْسَ فِي نَقْضِ الْوُضُوْءِ مِنْ مَسِّ النِّسَاءِ لَا كِتَابٌ وَلَا سُنَّةٌ، وَقَدْ كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ دَائِمًا يَمَسُّوْنَ نِسَاءَهُمْ وَمَا نَقَلَ مُسْلِمٌ وَاحِدٌ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَمَرَ أَحَدًا بِالْوُضُوْءِ مِنْ مَسِّ النِّسَاءِ» ②

''یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہے (اس آیت میں ملامسہ سے) مراد جماع

---

① تحفة الأحوذی: ۱/۲۰۷۔

② مجموع الفتاوٰی لابن تیمیة:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر اہل عرب نے اس معنی کی وضاحت کی ہے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مفہوم منقول ہے۔ آیت کا یہی درست مفہوم ہے۔ عورت کو چھونے سے وضو ٹوٹنے کے بارے میں کتاب وسنت سے کوئی بھی دلیل ثابت نہیں ہے۔ نیز مسلمان ہمیشہ سے عورت کو چھوتے آئے ہیں لیکن کسی بھی مسلمان نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نقل نہیں کیا کہ آپ نے کسی شخص کو عورت کے چھونے سے وضو کا حکم دیا ہے۔"

## اونٹوں کے دودھ سے وضو کرنا:

اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن اونٹ کا دودھ پینے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اس بارے مروی روایات کمزور ہیں۔

۱۔ سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« لَا تَوَضَّؤُوْا مِنْ أَلْبَانِ الْغَنَمِ، وَتَوَضَّؤُوْا مِنْ أَلْبَانِ الْإِبِلِ » ①

"بکریوں کے دودھ سے وضو نہ کرو اور اونٹنیوں کے دودھ سے وضو کرو۔"

۲۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« تَوَضَّئُوْا مِنْ لُحُوْمِ الْإِبِلِ، وَلَا تَتَوَضَّئُوْا مِنْ لُحُوْمِ الْغَنَمِ، وَتَوَضَّئُوْا مِنْ أَلْبَانِ الْإِبِلِ، وَلَا تَوَضَّئُوْا مِنْ أَلْبَانِ الْغَنَمِ » ②

"اونٹوں کے گوشت سے وضو کرو اور بکریوں کے گوشت سے وضو نہ کرو۔ اونٹنیوں کے دودھ سے وضو کرو اور بکریوں کے دودھ سے وضو نہ کرو۔"

---

① ضعیف: سنن ابن ماجه: ٤٩٦۔ بوصیری کہتے ہیں: یہ روایت حجاج بن ارطاہ کے ضعف اور تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ (مصباح الزجاجة فی زوائد ابن ماجه: ۱/ ۷۱)۔

② سنن ابن ماجه: ٤٩٧۔ بوصیری کہتے ہیں: اس میں بقیہ کی تدلیس ہے اور خالد بن یزید بن عمر بن ہبیرہ فزاری مجہول راوی ہے۔ (مصباح الزجاجة: ۱/ ۷۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۳۔ سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ مِنْ أَلْبَانِ الْإِبِلِ، وَلُحُوْمِهَا وَلَا يُصَلِّي فِي أَعْطَانِهَا، وَلَا يَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُوْمِ الْغَنَمِ وَأَلْبَانِهَا، وَيُصَلِّي فِي مَرَابِضِهَا» ①

''نبی ﷺ اونٹوں کے دودھ اور گوشت سے وضو کرتے اور ان کے باڑوں میں نماز نہیں پڑھتے تھے اور بکریوں کے دودھ اور ان کے گوشت سے وضو نہیں کرتے تھے اور ان کے باڑوں میں نماز پڑھتے تھے۔

## وضو میں شک پیدا ہونے سے وضو کرنا:

وضو کرنے کے بعد نماز میں یا نماز سے خارج اگر وضو ٹوٹنے کا شک پیدا ہو یا شیطان وضو ٹوٹنے کا وسوسہ دلائے تو محض شک اور وسوسے سے وضو کرنا ضروری نہیں۔ اس کیفیت میں مبتلا شخص کا وضو قائم ہے حتی کہ اسے وضو ٹوٹنے کا یقین ہو جائے۔

۱۔ سیدنا عبد اللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ سے شکایت کی گئی کہ ایک شخص نماز میں (وضو ٹوٹنے کے بارے میں) کچھ محسوس کرتا ہے۔ کیا اس سے وہ نماز توڑ دے؟ آپ نے فرمایا:

«لَا حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا» ②

''نہیں، (وہ نماز نہ توڑے) جب تک (ہوا خارج ہونے کی) آواز نہ سن لے یا بدبو محسوس نہ کرے۔''

---

① ضعيف: مسند أبي يعلىٰ: ٦٣٢۔ نیز بوصیری نے اس روایت کے کئی اور طرق بیان کیے ہیں اور آخر میں کہتے ہیں: مَدَارُ طُرُقِ هَذِهِ الْأَسَانِيْدِ عَلَى لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ، وَهُوَ ضَعِيفٌ (ان طرق کا دارومدار لیث بن أبی سلیم پر ہے اور یہ ضعیف راوی ہے۔ (اتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة: ١/ ٣٦٧)۔

② صحيح بخاري: ٢٠٥٦۔ صحيح مسلم: ٣٦١۔ سنن أبي داود: ١٧٦۔ جامع ترمذي: ٧٥۔ سنن نسائي: ١٦٠۔ سنن ابن ماجه: ٥١٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِي بَطْنِهِ شَيْئًا، فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ أَ خَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ أَمْ لَا فَلَا يَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا، أَوْ يَجِدَ رِيحًا» ①

"جب تم میں سے کوئی شخص اپنے پیٹ میں گڑبڑ محسوس کرے اور اس پر (یہ جاننا) مشکل ہو جائے کہ پیٹ سے کچھ نکلا ہے یا نہیں تو وہ مسجد سے نہ نکلے جب تک (ہوا نکلنے کی) آواز نہ سنے یا بدبو محسوس نہ کرے۔"

## فوائد:

امام ترمذی رحمہ اللہ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

«وَهُوَ قَوْلُ الْعُلَمَاءِ : أَنْ لَا يَجِبَ عَلَيْهِ الْوُضُوْءُ إِلَّا مِنْ حَدَثٍ يَسْمَعُ صَوْتًا أَوْ يَجِدُ رِيحًا، وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ: إِذَا شَكَّ فِي الْحَدَثِ، فَإِنَّهُ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْوُضُوْءُ حَتَّى يَسْتَيْقِنَ اسْتِيْقَانًا يَقْدِرُ أَنْ يَحْلِفَ عَلَيْهِ» ②

"علماء کا یہی موقف ہے کہ وضو کرنے والے شخص پر وضو واجب نہیں مگر اس حدث سے جس میں وہ آواز سنے یا بدبو محسوس کرے اور عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں: جب کوئی شخص وضو ٹوٹنے کے بارے میں شک محسوس کرتے تو اس پر وضو واجب نہیں ہے جب تک اسے اتنا یقین نہ کہ جس پر وہ قسم کھا سکے (پھر اس کا وضو ٹوٹے گا بصورت دیگر اس کا وضو قائم ہے)۔"

## آگ پر پکی چیز کھانے سے وضو کرنا:

آگ پر پکی چیز کھا کر وضو کرنے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض علماء آگ

① صحیح مسلم: ۳۶۲۔ سنن أبی داؤد: ۱۷۷۔ جامع ترمذی: ۷٤۔

② جامع ترمذی: بعد حدیث: ۷۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پر پکی چیز کے استعمال سے وضو ٹوٹنے کے قائل ہیں اور بعض علماء کے نزدیک یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے۔

## پہلا موقف:

سیدنا عبد اللہ بن عمر، سیدنا ابوطلحہ، انس بن مالک، ابوموسیٰ، عائشہ، زید بن ثابت، ابو ہریرہ، ابوغرہ ہذلی، عمر بن عبد العزیز، ابومجلز لاحق بن حمید، ابو قلابہ، یحییٰ بن یعمر، حسن بصری اور زہری کا موقف ہے کہ آگ پر پکی چیز کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ①

انھوں نے درج ذیل احادیث سے استدلال کیا ہے۔

۱۔ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( اَلْوُضُوْءُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ )) ②

''جسے آگ چھوئے اس سے وضو ہے۔''

۲۔ عبد اللہ بن ابراہیم بن قارظ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مسجد میں وضو کرتے پایا تو انھوں (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے پنیر کے ٹکڑے کھانے کی وجہ سے وضو کیا ہے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا:

(( تَوَضَّئُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ )) ③

''آگ سے پکی چیز سے وضو کرو۔''

۳۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( تَوَضَّئُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ )) ④

---

① تحفة الأحوذی: ۱۰/۱۸۷۔

② صحیح مسلم: ۳۵۱۔

③ صحیح مسلم: ۳۵۲۔

④ صحیح مسلم: ۳۵۲۔ سنن ابن ماجه: ٤٨٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''آگ سے پکی چیز سے وضو کرو۔''

## دوسرا موقف:

جمہور علماء کے نزدیک آگ سے پکی چیز سے وضو کا عمل متروک ہو چکا ہے اور اب آگ سے پکی چیز استعمال کرنے سے وضو واجب نہیں ہے۔ حافظ عبد الرحمٰن مبارک پوری بیان کرتے ہیں:

''اکثر علماء اور فقہاء کا مذہب ہے کہ آگ پر پکی چیزوں کے استعمال سے وضو کا عمل متروک ہو چکا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے فعل سے آخری عمل ترک وضو کا ہے۔ جو آگ پر پکی چیز سے وضو کی قائل نہیں ہیں ان میں سے صحابہ میں سے ابوبکر، عمر، عثمان، علی، ابن مسعود، ابن عباس، عامر بن ربیعہ، ابوامامہ، مغیرہ بن شعبہ، جابر بن عبد اللہ ہیں اور تابعین میں سے عبیدہ سلمانی، سالم بن عبد اللہ اور قاسم بن محمد ہیں، نیز فقہائے مدینہ، مالک بن انس، شافعی، ان کے پیروکار، اہل حجاز، سفیان ثوری، ابوحنیفہ، اہل کوفہ، ابن مبارک، احمد اور اسحاق بھی اسی موقف کے قائل ہیں۔''

حافظ عبد الرحمٰن مبارکپوری کہتے ہیں کہ اکثر علماء کا موقف زیادہ راجح ہے۔ ①

اس موقف کے قائلین کے دلائل حسب ذیل ہیں:

۱۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ)) ②

''بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے بکری کے شانے کا گوشت کھایا پھر نماز ادا کی اور وضو نہ کیا۔''

---

① تحفة الأحوذی: ۱/۱۸۷، ۱۸۸۔ ② بخاری: ۲۰۷۔ صحیح مسلم: ۳۵٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ سیدنا عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔

«يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ، فَدُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَلْقَى السِّكِّيْنَ، فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ» ①

"آپ بکری کے کندھے کا گوشت (چھری سے) کاٹ رہے تھے پھر نماز کے لیے بلایا گیا تو آپ نے چھری پھینک دی، نماز ادا کی اور وضو نہ کیا۔"

۳۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

«أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ عِنْدَهَا كَتِفًا، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ» ②

"بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاں شانے کا گوشت کا کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔"

۴۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

«كَانَ آخِرَ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْكُ الْوُضُوْءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ» ③

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو معاملوں میں سے آخری معاملہ آگ پر پکی چیز سے وضو چھوڑنا ہے۔"

## فوائد:

یہ احادیث دلیل ہیں کہ آگ پر پکی چیز کی فرضیت کا حکم منسوخ ہو چکا ہے اور آگ پر

---

① صحيح بخاری: ۲۰۸۔ صحيح مسلم: ۳۵۵۔

② صحيح بخاری: ۲۱۰۔ صحيح مسلم: ۳۵۶۔

③ صحيح: سنن أبي داؤد: ۱۹۲۔ سنن نسائی: ۱۸۵۔ المنتقیٰ لابن الجارود: ۲٤۔ صحيح ابن حبان: ۱۱۳٤۔ طبرانی أوسط: ٤٦٦۳۔ صحيح ابن خزيمة: ٤۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پکی چیز کا استعمال نواقض وضو میں سے نہیں ہے۔ نیز جمہور علماء آگ پر پکی چیز سے وضو کے وجوب کے ساقط ہونے کے تو قائل ہیں لیکن اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ اس سے وضو کرنے کا حکم منسوخ ہو چکا ہے یا آگ پر پکی چیز سے وضو کے حکم کی فرضیت ختم ہوئی ہے، لیکن وضو کا استحباب باقی ہے۔ امام شوکانی نے نیل الأوطار، سید سابق نے فقہ السنۃ اور عبدالرحمٰن مبارکپوری نے تحفۃ الأحوذی میں آگ پر پکی چیز سے وضو کی تنسیخ کے بجائے وضو کے استحباب کا موقف اختیار کیا ہے۔ لیکن دلائل کی رو سے منسوخیت والا حکم راجح ہے۔

## راجح موقف:

دلائل کی رو سے راجح موقف آگ پر پکی چیز سے وضو کے منسوخ ہونے کا ہے اور درج ذیل ائمہ نے اسے منسوخ قرار دیا ہے۔

۱۔ امام نووی رحمہ اللہ نے آگ پر پکی چیزوں سے وضو نہ کرنے والی روایات پر درج ذیل عنوان قائم کیا ہے:

«بَابُ نسْخِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ» ①

''آگ پر پکی چیز سے وضو کے منسوخ ہونے کا بیان۔''

۲۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی یہ حدیث وضو سے پکی چیزوں سے وضو کرنے کے منسوخ ہونے کی واضح نص ہے:

« كَانَ آخِرَ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْكُ الْوُضُوْءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ » ②

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو معاملوں میں سے آخری معاملہ آگ پر پکی چیز سے وضو چھوڑنا ہے۔''

---

① صحيح مسلم : كتاب الحيض، بَابُ نسْخِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ۔

② صحيح: سنن أبي داوٗد: ١٩٢۔ سنن نسائي: ١٨٥۔ المنتقىٰ لابن الجارود: ٢٤۔ صحيح ابن حبان: ١١٣٤۔ طبراني أوسط: ٤٦٦٣۔ صحيح ابن خزيمة: ٤٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



امام نووی رحمہ اللہ نے ناسخ ومنسوخ حدیث کے لیے جو قواعد بیان کیے ہیں، ان میں ایک قاعدہ کی بنیاد ہی اس حدیث پر رکھی کہ صحابی کسی معاملے کو آخری معاملہ قرار دے تو یہ پچھلے معاملے کا ناسخ اور پہلا معاملہ منسوخ قرار پاتا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

(( قَالَ الْعُلَمَاءُ يُعْرَفُ نَسْخُ الْحَدِيْثِ تَارَةً بِنَصٍّ كَهٰذَا وَتَارَةً بِإِخْبَارِ الصَّحَابِيِّ كَكَانَ آخِرَ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْكُ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ وَتَارَةً بِالتَّارِيْخِ إِذَا تَعَذَّرَ الْجَمْعُ وَتَارَةً بِالْإِجْمَاعِ كَتَرْكِ قَتْلِ شَارِبِ الْخَمْرِ فِي الْمَرَّةِ الرَّابِعَةِ وَالْإِجْمَاعُ لَا يَنْسَخُ لَكِنْ يَدُلُّ عَلَى وُجُوْدِ نَاسِخٍ )) ①

''علماء بیان کرتے ہیں: حدیث کا منسوخ ہونا بعض اوقات اسی جیسی نص سے ثابت ہوتا ہے، کبھی حدیث کا منسوخ ہونا صحابی کے خبر دینے سے ہوتا ہے جیسا حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا آخری معاملہ آگ پر پکی چیز سے وضو کا چھوڑنا ہے (یعنی وضو کا حکم منسوخ ہو چکا ہے)، کبھی حدیث کی تنسیخ تاریخ سے حاصل ہوتی ہے جب دو احادیث میں تطبیق مشکل ہو اور کبھی نسخ کی معرفت اجماع سے حاصل ہوتی ہے جیسے شراب پینے والے کو چوتھی مرتبہ قتل کرنا ہے۔ اجماع فی ذاتہ ناسخ نہیں ہوتا لیکن ناسخ کے وجود پر دلالت کرتا ہے۔''

۳۔ امام ترمذی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

((وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ، مِثْلِ سُفْيَانَ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَ إِسْحَاق: رَأَوْا تَرْكَ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ، وَهَذَا آخِرُ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

① شرح النووی : ۱۳۵/۱۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وَسَلَّمَ، وَكَأَنَّ هَذَا الحَدِيْثَ نَاسِخٌ لِلْحَدِيْثِ الْأَوَّلِ حَدِيْثِ الوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ )) ①

''اسی ( آگ پر پکی چیز سے وضو نہ کرنے ) پر صحابہ و تابعین اور مابعد میں سے اکثر اہل عمل کا عمل ہے۔ جیسے سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق ہیں۔ یہ آگ سے پکی چیز سے وضو نہ کرنے کے قائل ہیں۔

( آگ سے پکی چیز سے وضو نہ کرنا ) یہ رسول اللہ ﷺ کا آخری عمل ہے گویا کہ یہ حدیث ( کہ وضو نہ کرنا آپ کا آخری عمل ہے ) پہلی حدیث آگ پر پکی چیز سے وضو کرنے کی ناسخ ہے۔''

۴۔ حافظ ابن حبان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

(( إِنَّمَا هُوَ نَسْخٌ لِإِيْجَابِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ، خَلَا لَحْمِ الْجَزُوْرِ فَقَطْ )) ②

''یہ حدیث ( جابر ) محض آگ پر پکی چیز سے وضو کے وجوب کی ناسخ ہے سوائے اونٹ کے گوشت کے ( یہ آگ پر پکا ہو تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے باقی آگ پر پکی کسی چیز سے وضو نہیں ٹوٹتا )۔''

## شلوار ٹخنے سے نیچے لٹکانے سے وضو کرنا:

مرد حضرات کا شلوار، تہبند، پتلون اور پاجامہ ٹخنے سے نیچے لٹکانا سنگین جرم ہے اور اس پر سخت وعید وارد ہے۔

ا۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

① جامع ترمذی: أبواب الطهارة، باب ما جاء فی ترك الوضوء مما غيرت النار
② صحيح ابن حبان: بعد از حديث : ١١٣٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(( مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ )) ①

''جس نے تکبر سے اپنا کپڑا لٹکایا اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی طرف نہیں دیکھیں گے۔''

۲۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فَفِي النَّارِ )) ②

''ازار بند کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہے وہ آگ میں ہے۔''

۳۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ قَالَ: فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِرَارٍ، قَالَ أَبُو ذَرٍّ: خَابُوا وَخَسِرُوا، مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: الْمُسْبِلُ، وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ )) ③

''روز قیامت اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے نہ کلام کریں گے، نہ ان کی طرف دیکھیں گے، نہ انھیں پاک کریں گے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات تین مرتبہ کہے۔ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''یا رسول اللہ! وہ ناکام و نامراد ہوں۔ یہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: شلوار (ٹخنوں سے نیچے) لٹکانے والا، احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسم سے سودا بیچنے والا۔''

یہ احادیث دلیل ہیں کے حالت نماز یا نماز سے باہر ہر مرد کے لیے شلوار، پتلون اور

---

① صحیح بخاری: ۳۶۶۵۔ صحیح مسلم: ۲۰۸۵۔ سنن أبی داوٗد: ۴۰۸۵۔ جامع ترمذی: ۱۷۳۰۔ سنن نسائی: ۵۳۲۹۔

② صحیح بخاری: ۵۷۸۷۔ سنن نسائی: ۵۳۳۲۔

③ صحیح مسلم: ۱۰۶۔ سنن أبی داوٗد: ۴۰۸۷۔ سنن نسائی: ۲۵۶۴۔ سنن ابن ماجه: ۲۲۰۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پاجامہ ٹخنوں سے اوپر رکھنا فرض ہے اور ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا حرام ہے۔ لیکن کپڑا لٹکانے سے وضو ٹوٹنے کے متعلق مروی روایت ضعیف ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص تہہ بند لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: ''جا کر وضو کر۔ وہ گیا جا کر وضو کیا اور واپس آیا تو آپ نے دوبارہ فرمایا: جا کر وضو کر۔ اس نے جا کر وضو کیا پھر واپس آیا تو ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے اسے وضو کرنے کا حکم کیوں دیا، پھر آپ نے خاموشی کیوں اختیار کی؟ آپ نے فرمایا:

« إِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ مُسْبِلٌ إِزَارَهُ وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ إِزَارَهُ » ①

''یقیناً یہ تہہ بند لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جو تہہ بند لٹکا رہا ہو۔''

فائدہ:

❁ شلوار یا کپڑا ٹخنوں سے نیچا لٹکانے سے وضو تو نہیں ٹوٹتا لیکن نماز میں کپڑا لٹکانے اتنا نقصان دہ ضرور ہے کہ اس سے نفل و فرض نماز قبول نہیں ہوتی اور اس کا اللہ کی حلال کردہ اور حرام کردہ چیزوں سے ایمان باقی نہیں رہتا۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

① ضعیف: سنن أبی داوٗد: ٦٣٨۔ مسند بزار: ٨٧٦٢۔ السنن الکبریٰ للنسائی: ٩٦٢٣۔ سنن بیهقی: ٣٣٠٤، ٣٣٠٥۔ ضعیف أبی داوٗد: ٩٧۔ ابوجعفر مؤذن مدنی مجہول راوی ہے۔ ڈاکٹر بشار عواد اور شعیب ارنؤوط نے تحریر تقریب التہذیب میں اسے مجہول قرار دیا ہے۔ علامہ البانی بیان کرتے ہیں: فعلة الحديث جهالة حال أبی جعفر هذا والله أعلم (اس حدیث کی علت ابوجعفر کا مجہول ہونا ہے)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



«مَنْ أَسْبَلَ إِزَارَهُ فِي صَلَاتِهِ خُيَلَاءَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِي حِلٍّ وَلَا حَرَامٍ» ①

"جو شخص نماز میں تکبر سے ازار بند لٹکائے تو وہ اللہ کی طرف سے حلال وحرام میں نہیں (یعنی اس کا اللہ تعالی کی حلال کردہ اور حرام کردہ چیزوں پر ایمان نہیں ہے)۔"

فوائد:

۱۔ علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

« وَالْمَعْنَى : فَلَيْسَ عِنْدَ اللّٰهِ فِي شَيْءٍ وَ قَدْ شَاعَ بَيْنَ الْعَرَبِ ضَرْبُ الْمِثْلِ بِقَوْلِهِمْ : فُلَانٌ لَا يَنْفَعُ لِلْحَلَالِ وَلَا لِلْحَرَامِ، وَ يُرِيْدُوْنَ بِهِ أَنَّهُ سَاقِطٌ مِنْ الْأَعْيُنِ، لَا يُلْتَفَتُ إِلَيْهِ ، وَلَا يُعْبَا بِهِ وَ بِأَفْعَالِهِ، وَ كَذَلِكَ مَعْنَى الْحَدِيْثِ : مَنْ أَسْبَلَ إِزَارَهُ فِي صَلَاتِهِ خُيَلَاءَ فَلَيْسَ هُوَ عِنْدَ اللّٰهِ فِي شَيْءٍ، وَلَا يَعْبَا اللّٰهُ بِهِ وَلَا بِصَلَاتِهِ » ②

"اس جملے کا مفہوم کہ وہ اللہ کے ہاں حلال وحرام میں نہیں (اس مفہوم کا) مقولہ اہل عرب میں اس ضرب المثل کے ساتھ معروف ہے کہ فلاں شخص حلال وحرام کے لیے مفید نہیں اس سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ آنکھوں سے گرا ہوا شخص ہے، وہ اس قابل نہیں ہے کہ اس کی طرف التفات کیا جائے اور نہ اس کی اور نہ اس کے افعال کی کوئی قدر ومنزلت ہے۔ حدیث کا مفہوم بھی ایسے ہی ہے کہ جو شخص نماز میں تکبر سے کپڑا لٹکائے تو اللہ کے ہاں اس کی کوئی حیثیت نہیں اور

① صحیح : سنن أبی داوٗد: ٦٣٧۔
② شرح أبی داوٗد للعینی: ٣/ ١٧٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اسے اس کی اور اس کی نماز کی کوئی پروا نہیں ہے۔"

۲۔ "وہ اللہ کے ہاں حلال وحرام میں نہیں" کا ایک مفہوم یہ ہے کہ وہ اللہ کی حلال اور حرام چیزوں پر ایمان نہیں رکھتا اور امام نووی کہتے ہیں: کہ یہ شخص اللہ کی طرف سے بری ہے اور یہ اپنے دین سے منحرف ہو گیا ہے۔"[1]

[1] فیض القدیر: ۵۲/۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# جن چیزوں سے وضو کرنا مستحب ہے

درج ذیل صورتوں میں وضو کرنا مستحب ہے۔

## سوتے وقت وضو کرنا:

سوتے وقت باوضو ہو کر سونا اور درج ذیل دعا کا اہتمام کرنا مستحب عمل ہے۔

۱۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب تو اپنے بستر پر آئے تو نماز والا وضو کر، پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹ پھر یہ کلمات کہہ:

«اَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِيْ إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، اَللّٰهُمَّ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ» [1]

"اے اللہ! میں نے اپنا چہرہ تیرے سپرد کیا، میں نے اپنا معاملہ تجھے سونپا، میں نے تجھ پر اعتماد کیا تیرے ثواب کے شوق اور تیرے عذاب کے ڈر سے۔ تجھ سے تیرے سوا نہ کوئی پناہ کی جگہ ہے اور نہ نجات کی۔ میں تیری نازل کردہ کتاب پر اور تیرے بھیجے ہوئے نبی پر ایمان لایا۔ آپ نے فرمایا: اگر اس رات تو فوت ہو

---

[1] صحیح بخاری: ۲۴۷۔ صحیح مسلم: ۲۷۱۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



گیا تو فطرت پر فوت ہوگا اور انھیں آخر کلمات بنا۔"

۲۔ سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَا مِنْ رَجُلٍ يَبِيتُ عَلَى طُهْرٍ ثُمَّ يَتَعَارُّ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَذْكُرُ وَيَسْأَلُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ خَيْرًا مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا آتَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِيَّاهُ» ①

"جو شخص رات (سونے) کے وقت باوضو ہو پھر رات کو بے خوابی کا شکار ہونے پر اللہ عزوجل کا ذکر کرے اور اس سے دنیا و آخرت کی کسی بھی خیر کا سوال کرے تو اللہ عزوجل اسے وہ (خیر) ضرور عطا کرتے ہیں۔"

## فوائد:

یہ احادیث دلیل ہیں کہ سوتے وقت وضو کرنا مستحب عمل ہے اور اس کے بے شمار فضائل ہیں۔ البتہ سونے سے قبل وضو کرنا واجب نہیں ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: اس حدیث (براء بن عازب) میں تین مسنون عمل بیان ہوئے ہیں جو واجب نہیں ہیں: ا۔ سونے سے پہلے وضو کرنا۔۲۔ سوتے وقت دائیں پہلو پر لیٹنا۔۳۔ سوتے وقت اللہ کا ذکر کرنا۔ ②

## ایک من گھڑت روایت کی وضاحت:

سونے سے پہلے وضو کرنے کی فضیلت میں بیان کردہ آئندہ روایت من گھڑت ہے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

① صحیح: مسند احمد: ۱۷۰۲۱۔ عاصم بن بہدلہ اور ابوظبیہ ثقہ راوی ہیں۔ [تحریر تقریب التهذیب]

② تلخیص از شرح النووی: ۱۷/۳۲، ۳۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(( مَنْ بَاتَ عَلَى طَهَارَةٍ، ثُمَّ مَاتَ مِنْ لَيْلَتِهِ مَاتَ شَهِيْدًا )) ①

''جو شخص باوضو ہو کر سویا پھر اس رات فوت ہو گیا تو وہ شہادت کی موت مرے گا۔''

## جنبی شخص کا کھانے پینے اور سونے سے پہلے وضو کرنا:

جنبی شخص کے لیے کھانے پینے اور سونے سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے۔

۱۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ جُنُبًا، فَأَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَنَامَ، تَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلَاةِ )) ②

''رسول اللہ ﷺ جب جنبی ہوتے پھر کھانے یا سونے کا ارادہ کرتے تو نماز والا وضو کرتے تھے۔''

۲۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ ہم میں سے کوئی شخص حالت جنابت میں سو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا:

(( نَعَمْ إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْقُدْ وَهُوَ جُنُبٌ )) ③

''ہاں، جب تم میں سے کوئی شخص وضو کرے تو وہ حالت جنابت میں سو جائے۔''

۳۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا کہ اسے رات کو جنابت لاحق ہوئی ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(( تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ، ثُمَّ نَمْ )) ④

---

① موضوع: عمل اليوم و الليلة لابن السنی: ۷۳۵۔ سلسلة الأحاديث الضعيفة: ۶۲۹۔ علامہ البانی نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔

② صحيح بخاری: ۲۸۸۔ صحيح مسلم: ۳۰۵۔

③ صحيح بخاری: ۲۸۷۔ صحيح مسلم: ۳۰۶۔

④ صحيح بخاری: ۲۹۰۔ صحيح مسلم: ۳۰۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"وضو کر اور اپنی شرم گاہ کو دھو پھر سو جا۔"

## دوبارہ ہم بستری سے پہلے وضو کرنا:

بیوی سے دوبارہ ہم بستری سے پہلے وضو کرنا مستحب عمل اور زیادہ چستی ونشاط کا باعث ہے۔

۱۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ، ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَعُودَ فَلْيَتَوَضَّأْ» ①

"جب تم میں کوئی شخص اپنی بیوی سے ہم بستری کرے پھر دوبارہ مباشرت کرنا چاہے تو وضو کرے۔"

۲۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ، ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَعُودَ فَلْيَتَوَضَّأْ، فَإِنَّهُ أَنْشَطُ لِلْعَوْدِ» ②

"جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی سے ہم بستری کرے پھر دوبارہ مباشرت کرنا چاہے تو وضو کرے، اس لیے کہ وضو دوبارہ مباشرت کے لیے زیادہ نشاط کا باعث ہے۔"

امیر یمانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث دلیل ہے کہ بیوی سے دوبارہ مباشرت کے وقت وضو کرنا مستحب عمل ہے۔ ③

## غسل جنابت سے پہلے وضو کرنا:

غسل جنابت سے پہلے وضو کرنا مسنون ومستحب عمل ہے۔

---

① صحیح مسلم: ۳۰۸۔ جامع ترمذی: ۱۴۱۔ سنن ابن ماجه: ۵۸۷۔

② صحیح: ابن حبان: ۱۲۱۱۔ مستدرك حاكم: ۱/۱۵۲۔ سنن بیهقی: ۱/۲۰۴۔

③ سبل السلام: ۱/۱۴۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ''نبی ﷺ جب غسل جنابت کرتے تو آپ پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے پھر آپ اس طرح وضو کرتے جیسے نماز کے لیے وضو کرتے تھے۔''[1]

## ہر فرض نماز کے لیے نیا وضو کرنا:

ایک وضو کے ساتھ کئی نمازیں ہو سکتی ہیں حتیٰ کہ وضو کے محفوظ ہونے کی صورت میں دن رات کی پانچ نمازیں بھی ادا کی جا سکتی ہیں۔ لیکن ہر فرض نماز کے لیے نیا وضو کرنا مستحب اور آپ کا اکثر عمل رہا ہے۔

۱۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ قُلْتُ : كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ؟ قَالَ: يُجْزِئُ أَحَدَنَا الْوُضُوْءُ مَا لَمْ يُحْدِثْ »[2]

''نبی ﷺ ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے تھے۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے کہا: تم (صحابہ کرام) کیا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: ہم وضو اس وقت تک کفایت کرتا جب تک وہ بے وضو نہ ہوتا۔''

۲۔ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فتح مکہ کے دن ایک وضو کے ساتھ کئی نمازیں ادا کیں اور اپنے موزوں پر مسح کیا۔ اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کی کہ آپ نے آج ایسا عمل کیا ہے جو آپ کیا نہیں کرتے تھے (یعنی ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھی ہیں) آپ نے فرمایا:

« عَمْدًا صَنَعْتُهُ يَا عُمَرُ »[3]

---

[1] صحیح بخاری: ۲۴۸۔ صحیح مسلم: ۳۱۶۔
[2] صحیح بخاری: ۲۱۴۔ جامع ترمذی: ۶۰۔
[3] صحیح مسلم: ۲۷۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''اے عمر! میں نے یہ عمل قصداً کیا ہے۔''

## جب وضو ٹوٹے وضو کرنا:

ہر حدث (بے وضو ہونے) کی صورت میں وضو کرنا مستحب و مستحسن عمل ہے۔

❁ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: ''بلال! کس وجہ سے تم نے مجھ سے جنت میں پہل کی ہے؟ میں پچھلی رات جنت میں داخل ہوا تو میں نے اپنے سامنے تیری چلنے کی آواز سنی۔'' اس پر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول!

«مَا أَذَّنْتُ قَطُّ إِلَّا صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ، وَمَا أَصَابَنِي حَدَثٌ قَطُّ إِلَّا تَوَضَّأْتُ عِنْدَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِهَذَا» [1]

''میں نے جب بھی اذان دی دو رکعت نماز ادا کی ہے اور مجھے جب بھی کوئی حدث (وضو ٹوٹنے کا عارضہ) لاحق ہوا میں نے اس وقت وضو کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تیری اس فضیلت کی) یہی وجہ ہے۔''

## قے سے وضو کرنا:

قے سے وضو کرنا مسنون و مستحب ہے۔

❁ معدان بن ابی طلحہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

«أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاءَ فَتَوَضَّأَ، فَلَقِيتُ ثَوْبَانَ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: صَدَقَ، أَنَا صَبَبْتُ لَهُ وَضُوْئَهُ»

---

[1] حسن: مسند احمد: ۲۳۰۵۰۔ صحیح ابن خزیمة: ۱۲۰۹۔ حسین بن واقد صدوق راوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے قے کی اور وضو کیا۔ پھر میں سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مسجد دمشق میں ملا تو میں نے انھیں یہ حدیث بیان کی تو انھوں نے کہا: اس (ابو الدرداء) نے سچ کہا ہے۔ میں نے ہی آپ پر وضو کا پانی بہایا تھا۔'' ①

## میت کو اٹھانے سے وضو کرنا:

میت کو غسل دیتے وقت غسل دینے والے پر غسل کرنا اور لاش کو اٹھانے اور غسل میں مدد دینے والوں پر وضو کرنا مستحب ہے۔

۱۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

(( مِنْ غُسْلِهِ الْغُسْلُ، وَمِنْ حَمْلِهِ الْوُضُوْءُ يَعْنِي الْمَيِّتَ )) ②

''میت کو غسل دینے سے غسل اور اسے اٹھانے سے وضو ہے۔''

۲۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

(( مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا فَلْيَغْتَسِلْ، وَمَنْ حَمَلَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ )) ③

''جو شخص میت کو غسل دے وہ غسل کرے اور جو اسے اٹھائے وہ وضو کرے۔''

### فائدہ:

علامہ البانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں اس حدیث کی رو سے جو میت کو اٹھائے اس کے لیے وضو کرنا مستحب ہے۔ ④

---

① حسن: جامع ترمذی: ۸۷۔ سنن أبی داوٗد: ۲۳۸۱۔ سنن دارقطنی: ۵۹۰۔ صحیح ابن خزیمة: ۱۹۵۶۔ المنتقیٰ لابن الجارود: ۸۔ إرواء الغلیل: ۱۱۱۔ اس میں عبدالصمد بن عبدالوارث صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

② حسن: جامع ترمذی: ۹۹۳۔ سنن ابن ماجه: ۱۴۶۳۔ سنن بیهقی: ۳۰۰/۱: ۱۴۳۵۔ محمد بن عبدالملک بن أبی الشوارب اور سہیل بن أبی صالح صدوق راوی ہیں۔

③ حسن: صحیح ابن حبان: ۱۱۶۱۔

④ احکام الجنائز ص: ۷۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# تیمّم کا بیان

## تیمّم کی لغوی و اصطلاحی تعریف:

امام شوکانی رحمہ اللہ تیمّم کی تعریف میں لکھتے ہیں:

«التَّيَمُّمُ فِي اللُّغَةِ الْقَصْدُ، قَالَ الْأَزْهَرِيُّ: التَّيَمُّمُ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ الْقَصْدُ، يُقَالُ: تَيَمَّمْتُ فُلَانًا وَتَأَمَّمْتُهُ وَأَمَمْتُهُ أَيْ قَصَدْتُهُ وَفِي الشَّرْعِ: الْقَصْدُ إِلَى الصَّعِيدِ لِمَسْحِ الْوَجْهِ وَالْيَدَيْنِ بِنِيَّةِ اسْتِبَاحَةَ الصَّلَاةِ وَنَحْوِهَا قَالَهُ فِي الْفَتْحِ، وَاعْلَمْ أَنَّ التَّيَمُّمَ ثَابِتٌ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالْإِجْمَاعِ، وَهِيَ خِصِّيصَةٌ خَصَّصَ اللّٰهُ تَعَالَى بِهَا هَذِهِ الْأُمَّةَ، قَالَ فِي الْفَتْحِ، وَاخْتُلِفَ هَلْ التَّيَمُّمُ عَزِيمَةٌ أَوْ رُخْصَةٌ؟ وَفَصَلَ بَعْضُهُمْ فَقَالَ: هُوَ لِعَدَمِ الْمَاءِ عَزِيمَةٌ وَلِلْعُذْرِ رُخْصَةٌ»[1]

”لغت میں تیمّم کا معنی قصد و ارادہ ہے۔ ازہری کہتے ہیں: کلام عرب میں تیمّم سے مراد قصد ہے۔ کلام عرب میں کہا جاتا ہے: ”تَيَمَّمْتُ فُلَانًا وَتَأَمَّمْتُهُ وَأَمَمْتُهُ“ یعنی میں نے فلاں شخص کا قصد کیا۔ شریعت میں تیمّم سے مراد نماز یا دیگر عبادات کی اباحت کے لیے چہرے اور ہاتھوں (کی طہارت) کے لیے مٹی کا قصد کرنا ہے۔ یہ عبارت فتح الباری میں مذکور ہے۔ تیمّم کتاب وسنت اور

---

[1] نيل الأوطار: ۱/ ۲۷۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اجماع سے ثابت ہے اور یہ ایک خاصہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس امت ہی کو نوازا ہے۔ فتح الباری میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: تیمّم عزیمت ہے یا رخصت؟ اس بارے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء نے تفصیل بیان کی ہے کہ پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمّم کرنا عزیمت اور عذر کی صورت میں رخصت ہے۔"

## تیمّم کی مشروعیت کا ثبوت:

تیمّم کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے اور اس کے ثبوت کے دلائل درج ذیل ہیں:

### کتاب اللہ سے ثبوت:

❁ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ مَّرْضَىٰٓ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَآءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَآئِطِ أَوْ لَٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَآءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا﴾ [ النساء : ٤٣ ]

"اور اگر تم بیمار ہو یا کسی سفر پر ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو، یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو، پھر کوئی پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا قصد کرو، پس اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں پر ملو۔ بے شک اللہ ہمیشہ سے بہت معاف کرنے والا، بے حد بخشنے والا ہے۔"

### سنت سے ثبوت:

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا، فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ، وَأُحِلَّتْ لِي الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ، وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً ))[1]

''مجھے پانچ چیزیں عطا ہوئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں ملیں۔ ایک ماہ کی مسافت سے رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے، میرے لیے زمین کو مسجد اور پاکی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ میری امت کا جو بھی شخص اس کے لیے نماز کا وقت ہو تو (وہ کسی بھی جگہ) نماز پڑھ لے، میرے لیے غنیمتیں حلال کی گئی ہیں، مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہ تھیں، مجھے شفاعت نصیب ہوئی ہے اور نبی اپنی مخصوص قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا جب کہ میں عامۃ الناس کی طرف مبعوث ہوا ہوں۔''

## اجماع امت:

ابن قدامہ حنبلی کہتے ہیں:

((وَأَمَّا الْإِجْمَاعُ، فَأَجْمَعَتْ الْأُمَّةُ عَلَى جَوَازِ التَّيَمُّمِ فِي الْجُمْلَةِ))[2]

''اجماع کی دلیل یہ ہے کہ تمام امت نے تیمّم کے جواز پر اجماع کیا ہے۔''

## تیمّم کی مشروعیت کا پس منظر:

تیمّم کی مشروعیت کا سبب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا گم شدہ ہار بنا، جس کی تلاش میں قافلے والوں کو رکنا پڑا اور پانی کی عدم دستیابی کی صورت میں ان کے پریشانی کے ازالے کے لیے اللہ تعالیٰ نے تیمّم کی رخصت عنایت کی اور آیت تیمّم نازل کی۔

---

[1] صحیح بخاری: ۳۳۵۔ صحیح مسلم: ۵۲۱۔

[2] المغنی مع الشرح الکبیر: ۱/۲۶۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے ہار ادھار لیا جو (دوران سفر) گم ہو گیا۔ اس کی تلاش میں رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی بھیجا جس نے وہ ہار تلاش کر لیا۔ اس دوران نماز کا وقت ہو گیا جب کہ ان کے پاس پانی نہیں تھا۔ چنانچہ انھوں نے (بغیر وضو کے) نماز ادا کی اور رسول اللہ ﷺ کی طرف اس بات (پانی نہ ملنے اور بغیر پانی کے نماز پڑھنے) کی شکایت کی تو اس پر اللہ تعالیٰ نے تیمّم کی آیت نازل کی۔ چنانچہ سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے، آپ پر جو بھی مشکل آئی ہے جسے آپ ناپسند کرتی ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے (آپ کی اس آزمائش میں) مسلمانوں کے لیے خیر رکھی ہے۔"[1]

## تیمّم حدث اکبر و حدث اصغر کا بدل:

تیمّم حدث اکبر (جنابت وحیض) اور حدث اصغر (بے وضو ہونا) دونوں کا بدل ہے اور جنابت وحیض سے غسل کی صورت میں بیماری یا پانی کی عدم دستیابی میں بھی تیمّم مشروع ہے اور وضو کے لیے پانی میسر نہ ہو یا بیماری کے بڑھنے کا خطرہ ہو تو وضو کے لیے بھی تیمّم کیا جا سکتا ہے۔ جمہور علماء کا یہی موقف ہے البتہ سیدنا عمر بن خطاب، سیدنا عبداللہ بن مسعود اور ابراہیم نخعی حدث اکبر سے تیمّم کے قائل نہیں ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"حدث اصغر سے تیمّم کے جواز پر علماء کا اجماع ہے، اسی طرح اہل اسلام کا جنبی، حائضہ اور نفاس والی عورت کے لیے تیمّم کے جواز پر اجماع ہے۔ اس مسئلہ کے جواز میں سلف وخلف میں سے کسی نے مخالفت نہیں کی سوائے سیدنا عمر بن خطاب اور سیدنا عبداللہ بن مسعود کے، اس طرح یہ موقف (کہ حدث اکبر سے تیمّم مباح نہیں) ابراہیم نخعی سے بھی منقول ہے۔ ایک قول بیان کیا جاتا ہے کہ سیدنا عمر اور سیدنا عبداللہ نے اپنے موقف سے رجوع کر لیا تھا۔ نیز جنبی کے تیمّم کے جواز پر

---

[1] صحیح بخاری: ۳۳۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کئی صحیح احادیث ثابت ہیں۔"[1]

## راجح موقف:

جمہور علماء کا موقف راجح ہے اور اس کے اقرب الی الصواب ہونے کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا﴾ [النساء: ٤٣]

"اور اگر تم بیمار ہو یا کسی سفر ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہے یا تم نے بیویوں سے ہم بستری کی ہے پھر پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا قصد کرو اور اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں پر ملو۔ بے شک اللہ ہمیشہ سے بہت معاف کرنے والا، بے حد بخشنے والا ہے۔"

## فائدہ:

اس آیت کریمہ میں حدث اصغر (قضائے حاجت سے فارغ ہونا) اور حدث اکبر (جنابت) دونوں سے تیمّم کی رخصت ہے سو یہ آیت دلیل ہے کہ حدث اصغر اور حدث اکبر دونوں سے تیمّم مباح ہے۔

۲۔ سیدنا عمران بن حصین خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک سفر میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک (نماز باجماعت سے) الگ شخص دیکھا جس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہ پڑھی تھی تو آپ نے فرمایا: اے فلاں شخص! تجھے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس

[1] شرح النووی: ٤/٥٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



چیز نے روکا ہے؟ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے جنابت لاحق ہوئی ہے اور پانی نہیں ہے۔'' اس پر آپ نے فرمایا:

«عَلَيْكَ بِالصَّعِيدِ فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ» ①

''تم مٹی کا التزام کرو وہ تجھے کافی ہے۔''

یہ حدیث جنابت سے تیمّم کے جواز کی واضح نص ہے۔

۳۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا:

«يَا أَبَا ذَرٍّ! إِنَّ الصَّعِيدَ طَهُورٌ لِمَنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ عَشْرَ سِنِينَ، فَإِذَا وَجَدْتَ الْمَاءَ فَأَمْسِسْهُ بَشَرَتَكَ» ②

''اے ابوذر! بلاشبہ مٹی اس شخص کے لیے پاکی کا ذریعہ ہے جو دس سال تک پانی نہ پائے۔ پھر جب تو پانی پائے تو اسے اپنی جلد پر لگا۔''

یہ حدیث دلیل ہے کہ زائد عرصہ پانی سے محروم شخص وضو اور غسل دونوں طہارتوں کا محتاج ہوگا اور پانی کی عدم دستیابی کے صورت میں وہ دونوں طہارتوں کے لیے تیمّم ہی کرے گا، جو حدث اکبر اور حدث اصغر سے تیمّم کے جواز کی زبردست دلیل ہے۔

## تیمّم کس چیز سے مشروع ہے؟

تیمّم صرف مٹی سے کرنا مشروع ہے یا اس میں زمین کی تمام اجناس شامل ہیں، اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔

### پہلا موقف:

شافعی، احمد، ابن منذر، ابن منذر، داؤد ظاہری اور اکثر فقہاء کا موقف ہے کہ تیمّم صرف

---

① صحیح بخاری: ۳۴۸۔ صحیح مسلم: ۶۸۲۔

② حسن: سنن دارقطنی: ۷۲۳۔ اس میں خلف بن موسیٰ اور ان کے والد موسیٰ بن خلف عمی صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں نیز ایوب سختیانی اور ابو قلابہ عبداللہ بن زید بن عمرو تدلیس سے بری ہیں۔ [ دیکھیے الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین ]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پاک مٹی ہی سے جائز ہے، جس پر غبار ہو جو عضو کے ساتھ چپک جائے۔ ①

انھوں نے درج ذیل دلائل سے استدلال کیا ہے:

۱۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« فُضِّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلَاثٍ: جُعِلَتْ صُفُوْفُنَا كَصُفُوْفِ الْمَلَائِكَةِ، وَجُعِلَتْ لَنَا الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا، وَجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طَهُوْرًا، إِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ » ②

''ہمیں لوگوں (پچھلی امتوں) پر تین چیزوں سے فضیلت دی گئی ہے۔ ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں کی مثل بنائی گئی ہیں، ہمارے لیے تمام زمین مسجد قرار دی گئی ہے اور جب ہم پانی نہ پائیں تو اس کی مٹی ہمارے لیے پاکی کا سبب بنائی گئی ہے۔''

۲۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا » ③

''اور میرے لیے زمین کو مسجد اور پاکی کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔''

اس طرح کی دیگر روایات جن میں لفظ ارض یا تراب وارد ہوا ہے سے استدلال کیا گیا ہے کہ تیمم کے لیے فقط مٹی ہی مشروع ہے، زمین کی دیگر اقسام سے تیمم مشروع نہیں ہے۔

## استدلال میں خطا کی نشاندہی:

اس موقف کے قائلین سے لفظ تراب، تربت اور ارض کا معنی صرف مٹی اخذ کرنے میں غلطی ہوئی ہے کہ کیونکہ تربت اور تراب کا معنی مٹی اور زمین کی دیگر اقسام پر بھی بولا جاتا

---

① شرح النووی: ۵۷/۴۔
② صحیح مسلم: ۵۲۲۔
③ صحیح بخاری: ۳۳۵۔ صحیح مسلم: ۵۲۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے۔اس کی دلیل آئندہ حدیث ہے۔

ا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا:

«خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ» ①

''اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے دن زمین پیدا کی۔''

## فائدہ:

صاحب لسان العرب ابن منظور افریقی ''اَلتُّرْبَةُ'' کی توضیح میں لکھتے ہیں:

«خَلَقَ اللهُ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ، يَعْنِي الْأَرْضَ» ②

''اللہ تعالیٰ نے ہفتے کے دن تربت یعنی زمین پیدا کی۔''

۲۔ جن احادیث میں مٹی سے مسح کا بیان ہے یہ لفظ صعید ''سطح زمین'' کی تخصیص نہیں ہے بلکہ اجزاء زمین کی ایک قسم بیان ہوئی ہے کیونکہ اس کی تاکید و تخصیص کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

## دوسرا موقف:

زمین کی قدرتی سطح کی ہر قسم سے مسح کرنا جائز ہے، قدرتی سطح خواہ مٹی، پتھر، ریت، چونا، پہاڑ یا کوئی اور چیز ہے۔ زمین کی ان تمام اجناس سے تیمّم کرنا مباح ہے۔ ابو حنیفہ اور مالک اس موقف کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک زمین کی تمام انواع حتی کے دھلی ہوئی چٹان سے بھی تیمّم جائز ہے۔

اس موقف کے قائلین نے درج ذیل دلائل سے استدلال کیا ہے۔

ا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

---

① صحیح مسلم: ۲۷۸۹۔

② لسان العرب: ۱/۲۲۷۔

③ شرح النووی: ۴/۵۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



﴿ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا ﴾ [ النساء : ٤٣ ]

''پھر کوئی پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا قصد کرو۔''

## فوائد:

لفظ صعید سے مراد مٹی اور زمین کی قدرتی بالائی سطح ہے اور اس پر اہل لغت کا تقریباً اتفاق ہے۔

۱۔ علامہ محمد بن یعقوب فیروز آبادی بیان کرتے ہیں:

(( وَالصَّعِيْدُ التُّرابُ، أو وَجْهُ الْأَرضِ، ج : صُعُدٌ وصُعُدَاتٌ ))[1]

''لفظ صعید کا معنی مٹی یا سطح زمین ہے۔ اس کی جمع صعد یا صعدات آتی ہے۔ نیز اس کا معنی راستہ اور قبر بھی ہے۔

۲۔ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''ابو اسحاق زجاج کہتے ہیں کہ '' اَلصَّعِيْدُ ''زمین کی بالائی سطح ہے اور تیمّم کرنے والے انسان پر لازم ہے کہ وہ تیمّم کے لیے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور اس بات کی پروا نہ کرے کہ اس کہ اس جگہ مٹی ہے یا کوئی اور چیز کیونکہ صعید صرف مٹی ہی نہیں بلکہ اس کا معنی زمین کی سطح ہے وہ مٹی ہو یا کوئی اور چیز۔ پھر اگر زمین پتھریلی ہے جس پر مٹی نہ ہو اور تیمّم کرنے والا چٹان پر ہاتھ مارے تو یہ (چٹان سے تیمّم کرنا) اس کے لیے پاکی کا باعث ہوگا۔ نیز میں اہل لغت کے درمیان اس بات میں کہ صعید کا معنی زمین کی بالائی سطح ہے، کوئی اختلاف نہیں جانتا۔ اس کے علاوہ ازہری، ابن اَعرابی، جوہری اور ثعلب کے نزدیک بھی صعید کا معنی زمین کی بالائی سطح ہے۔''[2]

---

[1] القاموس المحیط ص:۲۹۳۔ نیز صاحب منجد نے بھی یہی معنی بیان کیا ہے۔ ان کے علاوہ دیگر کئی لغویوں نے یہی معنی بیان کیا ہے کہ صعید سے مراد مٹی اور زمین کی بالائی سطح ہے۔

[2] تلخیص از عون المعبود : ۲/۲۳، ۲۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا )) ①

''اور میرے لیے زمین کو مسجد اور پاکی کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔

فائدہ:

جس طرح ہر قسم کی زمین اور ہر جگہ پر نماز پڑھنا درست ہے اسی طرح زمین کی تمام انواع سے تیمّم کرنا درست ہے کیونکہ ارض کا اطلاق مٹی سمیت زمین کی تمام انواع پر ہوتا ہے۔

راجح موقف:

دلائل کی رو سے مالک اور ابوحنیفہ کا موقف راجح ہے کیونکہ لفظ صعید اور ارض کا اطلاق مٹی سمیت زمین کی تمام انواع پر ہوتا ہے سو تمام انواع زمین سے تیمّم کرنا جائز ہے اور کسی ایک نوع کی تخصیص، تاکید یا ترجیح کسی نص سے ثابت نہیں۔

۱۔ سید سابق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

(( يَجُوْزُ التَّيَمُّمُ بِالتُّرَابِ الطَّاهِرِ وَكُلِّ مَا كَانَ مِنْ جِنْسِ الْأَرْضِ، كَالرَّمْلِ وَالْحَجَرِ وَالْجَصِّ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾ وَقَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ اللُّغَةِ عَلَى أَنَّ الصَّعِيْدَ وَجْهُ الْأَرْضِ، تُرَابًا كَانَ أَوْ غَيْرَهُ )) ②

''پاک مٹی اور زمین کی ہر جنس ریت، پتھر اور چونے سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ''پاک سطح زمین سے تیمّم کرو'' کی رو سے تیمّم کرنا جائز ہے۔ نیز اہل لغت کا اس بات پر اجماع ہے کہ صعید سے مراد سطح زمین ہے خواہ مٹی ہو یا کوئی اور جنس۔''

① صحیح بخاری: ۳۳۵۔ صحیح مسلم: ۵۲۱۔

② فقه السنة: ۱/ ۷۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ ابو مالک کمال بن سید نے بھی اسی موقف کو راجح کہا ہے۔ ①

## کن لوگوں کے لیے تیمّم مباح ہے؟

کتاب وسنت کے دلائل کی رو سے درج ذیل افراد کو تیمّم کی رخصت حاصل ہے۔

### ا۔ نماز کے اوقات میں پانی نہ پانے والا:

سفر وحضر میں پانی نہ پانے والا شخص کوشش بسیار کے باوجود پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمّم کر سکتا ہے۔ پانی کی تلاش میں عرف عام کو ملحوظ رکھا جائے گا اس میں کوئی میل یا اس سے زیادہ مسافت کی شرط نہیں ہے۔ اپنی پوری کوشش اور تگ ودو کے باوجود پانی نہ ملے تو تیمّم کرنا مشروع ہے۔

ا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾

[ النساء : ٤٣ ]

”اور اگر تم بیمار ہو یا کسی سفر پر ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو، یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو، پھر کوئی پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا قصد کرو۔“

۲۔ سیدنا عمران بن حصین خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک سفر میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک (نماز باجماعت سے) الگ شخص دیکھا جس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہ پڑھی تھی تو آپ نے فرمایا: اے فلاں شخص! تجھے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا ہے؟ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے جنابت لاحق ہوئی ہے اور پانی نہیں ہے۔“ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

① صحيح فقه السنة : ١/ ٢٠٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(( عَلَيْكَ بِالصَّعِيدِ فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ )) ①

''تم مٹی کا التزام کرو وہ تجھے کافی ہے۔''

۳۔ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا:

(( يَا أَبَا ذَرٍّ! إِنَّ الصَّعِيدَ طَهُورٌ لِمَنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ عَشْرَ سِنِينَ، فَإِذَا وَجَدْتَ الْمَاءَ فَأَمْسِسْهُ بَشَرَتَكَ )) ②

''اے ابو ذر! بلاشبہ مٹی اس شخص کے لیے پاکی کا ذریعہ ہے جو دس سال تک پانی نہ پائے۔ پھر جب تو پانی پائے تو اسے اپنی جلد پر لگا۔''

فوائد:

۱۔ مسافر اور مقیم پانی کی عدم دستیابی کی صورت میں تیمّم کریں گے اور اس کی کوئی مدت مقرر نہیں ہے۔ جب تک پانی نہ ملے تیمّم کرنا مباح ہے۔

۲۔ غسل جنابت یا حیض سے پاکی کی صورت میں غسل کرنے والی خواتین وحضرات پانی کی دستیابی کی صورت میں غسل کریں گے کیونکہ تیمّم کی رخصت پانی کے نہ ملنے تک تھی اور تیمّم غسل جنابت وحیض کی قائم مقام طہارت تھی جو (اصل پانی) کی صورت میں ختم ہو جاتی ہے اور پانی ملنے کی صورت میں غسل کرنا لازم قرار پاتا ہے۔ جیسا کی حدیث أبی ذر میں اس کی صراحت موجود ہے۔

## ۲۔ بیمار اور زخمی شخص:

ایسا بیمار اور زخمی شخص، وضو یا غسل کی وجہ سے جس کی بیماری اور زخم بگڑنے کا خدشہ ہے

---

① صحیح بخاری: ۳۴۸۔ صحیح مسلم: ۶۸۲۔

② حسن: سنن دارقطنی: ۷۲۳۔ اس میں خلف بن موسیٰ اور ان کے والد موسیٰ بن خلف عمی صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں نیز ایوب سختیانی اور ابو قلابہ عبداللہ بن زید بن عمرو تدلیس سے بری ہیں۔ [ دیکھیے الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین ]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وہ وضو اور غسل کے بجائے تیمّم کر کے اپنے فرائض وعبادات سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾ [ النساء : ٤٣ ]

اور اگر تم بیمار ہو یا کسی سفر پر ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو، یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو، پھر کوئی پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا قصد کرو۔

فوائد:

۱۔ امام قرطبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« وَهُوَ عَلَى ضَرْبَيْنِ كَثِيْرٍ وَيَسِيْرٍ، فَإِذَا كَانَ كَثِيْرًا بِحَيْثُ يَخَافُ الْمَوْتَ لِبَرْدِ الْمَاءِ، أَوْ لِلْعِلَّةِ الَّتِي بِهِ، أَوْ يَخَافُ فَوْتَ بَعْضِ الْأَعْضَاءِ، فَهَذَا يَتَيَمَّمُ بِإِجْمَاعٍ »[1]

”بیماری کی دو قسمیں ہیں: معمولی بیماری، زیادہ بیماری۔ چنانچہ جب کوئی شخص زیادہ بیمار ہو کہ ٹھنڈے پانی کے استعمال سے موت کا، بیماری کے بڑھنے یا کسی عضو کے تلف ہونے کا ڈر ہو تو بالاجماع ایسا شخص تیمّم کر سکتا ہے۔“

۲۔ اگر بیماری معمولی ہے لیکن پانی کے استعمال سے بیماری کے بڑھنے کا خدشہ ہے ایسا مریض بھی تیمّم کر سکتا ہے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«فَإِنْ كَانَ يَسِيْرًا إِلَّا أَنَّهُ يَخَافُ مَعَهُ حُدُوْثَ عِلَّةٍ أَوْ زِيَادَتَهَا أَوْ بُطْءَ بُرْءٍ فَهَؤُلَاءِ يَتَيَمَّمُوْنَ بِإِجْمَاعٍ مِنَ الْمَذْهَبِ»[2]

”پھر اگر بیماری معمولی ہے مگر اس (پانی کے استعمال) سے کسی بیماری کے پیدا

---

[1] تفسیر قرطبی: ۲۱۶/۵۔

[2] تفسیر قرطبی: ۲۱۶/۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہونے، مرض کے بڑھنے یا زخم کی اندمال میں تاخیر ہونے کا ڈر ہو تو یہ لوگ بھی بالاجماع تیمّم کر سکتے ہیں۔''

## ۳۔ پانی کے استعمال سے بیماری لگنے یا موت کا ڈر ہو:

شدید سردی میں اگر گرم پانی کی سہولت میسر نہیں ہے تو ٹھنڈے پانی سے غسل کی وجہ سے شدید بیماری لاحق ہونے یا موت کا خوف ہو تو ایسا شخص تیمّم کر سکتا ہے۔

❁ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

« اِحْتَلَمْتُ فِی لَیْلَةٍ بَارِدَةٍ فِی غَزْوَةِ ذَاتِ السُّلَاسِلِ فَأَشْفَقْتُ إِنِ اغْتَسَلْتُ أَنْ أَهْلِكَ فَتَیَمَّمْتُ، ثُمَّ صَلَّیْتُ بِأَصْحَابِی الصُّبْحَ فَذَكَرُوْا ذَلِكَ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: یَا عَمْرُو! صَلَّیْتَ بِأَصْحَابِكَ وَأَنْتَ جُنُبٌ؟ فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِی مَنَعَنِی مِنَ الِاغْتِسَالِ وَقُلْتُ: إِنِّی سَمِعْتُ اللّٰهَ یَقُولُ: ﴿ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِیمًا ﴾ [ النساء: ١٩ ] فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ یَقُلْ شَیْئًا » ①

''غزوہ ذات سلاسل میں ایک سرد رات مجھے احتلام ہو گیا اور میں اس بات سے ڈرا کہ اگر میں نے غسل کیا تو فوت ہو جاؤں گا۔ سو میں نے تیمّم کیا پھر اپنے رفقاء کو صبح کی نماز پڑھائی۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا: اے عمرو! تو نے حالت جنابت میں اپنے رفقاء کو نماز پڑھا دی؟ میں نے وہ سبب بیان کیا جو مجھے غسل کرنے سے مانع تھا اور میں نے عرض کیا: میں نے اللہ تعالیٰ کو فرماتے سنا ہے کہ ''اپنی جانوں کو قتل نہ کرو۔ بے شک اللہ

---

① صحیح: سنن أبی داوٗد: ٣٣٤۔ سنن دار قطنی: ٦٨١۔ مستدرك حاكم: ١/١٧٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہمیشہ سے تم پر بہت مہربان ہے۔'' النسا:۱۶۔ اس پر رسول اللہ ہنس دیے اور کچھ نہ کہا۔''

## اگر فرض نماز کے فوت ہونے یا جماعت چھوٹنے کا ڈر ہو؟

اگر فرض نماز، نماز جنازہ یا نماز عیدین کے فوت ہونے کا ڈر ہو تو وضو اور غسل کر کے نماز پڑھنی چاہیے یا نماز کے فوت ہونے کے ڈر سے تیمّم کر کے نماز پڑھ لینی چاہیے۔ احناف کے نزدیک نماز جنازہ، نماز عید یا نماز کسوف کے فوت ہونے کا ڈر ہو کہ اگر وضو یا غسل میں مشغول ہو گیا تو نماز جنازہ، عید یا کسوف چھوٹ جائے گی تو وہ تیمّم کر کے نماز میں شامل ہو جائے۔ جب کہ امام شافعی کے نزدیک وضو کرنا ضروری ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیل در مختار اور بدائع الصنائع حنفی کتب میں دیکھی جا سکتی ہے۔

## راجح موقف:

اس مسئلہ میں راجح موقف یہ ہے کہ نماز عید، نماز جنازہ اور نماز کسوف کے لیے اسی طرح طہارت شرط جیسے نماز جمعہ اور دیگر نمازوں کے لیے ہے۔ چنانچہ جب دیگر نمازوں کے فوت ہونے کے ڈر سے تیمّم کی رخصت نہیں تو بغیر کسی شرعی نص کے نماز عید، نماز جنازہ اور نماز کسوف کے لیے تیمّم کی رخصت کیسے دی جا سکتی ہے۔ دلائل کی رو سے پانی کی موجوگی کی صورت میں بیمار، زخمی اور بیماری پیدا ہونے یا موت کے خطرے کے پیش نظر تیمّم کی رخصت ہے۔ ان لوگوں کے علاوہ پانی کی سہولت میسر ہونے کی صورت میں کسی بھی شخص کو تیمّم کرنے کی رخصت نہیں خواہ نماز باجماعت چھوٹ رہی ہو یا کسی نماز کا وقت ختم ہو رہا ہو۔

## نواب صدیق الحسن خان کی رائے:

نواب صدیق الحسن خان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''یہ موقف کہ پانی کے استعمال سے نماز کا فوت ہو جانا اور تیمّم کے ذریعے نماز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کو پالینا تیمّم کے مباح ہونے کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔ اس موقف کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ بلکہ اس صورت میں پانی کا استعمال کرنا واجب ہے۔ اس صورت میں اگر کسی عذر مثلاً نیند، یا بھولنے وغیرہ سے نماز میں تاخیر ہو جائے تو ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ نے نماز کی ادائیگی اس وقت (مؤخر) میں اس طہارت کے ساتھ واجب کی جو طہارت (وضو) اس نے فرض کیا ہے اور اگر نماز میں تاخیر بغیر عذر کے ہے کہ وضو کرنے سے نماز کا وقت نکل جائے گا تو اس پر وضو لازم ہے اور (بلا عذر نماز میں تاخیر کے) گناہ کی وجہ سے وہ گناہ گار ہوگا۔"[1]

## علامہ البانی کی رائے:

علامہ البانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"سید سابق کا یہ موقف کہ پانی کے استعمال پر قادر شخص کو اگر وضو یا غسل کی وجہ نماز کے فوت ہونے کا ڈر ہو تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لے۔ اس پر نماز دہرانا لازم نہیں ہے۔ میں (البانی) کہتا ہوں کہ حقیقت اس موقف کے برخلاف ہے۔ کیونکہ شریعت میں نص قرآن کی رو سے تیمّم کی رخصت اس شخص کو ہے جس کے پاس پانی نہ ہو اور سنت مطہرہ نے اس میں توسیع کرتے ہوئے بیماری اور سخت سردی میں تیمّم کی رخصت دی ہے۔ لیکن پانی پر قدرت ہونے کی صورت میں تیمّم کی رخصت کی دلیل کہاں ہے؟ اگر یہ کہا جائے (کہ ایسے شخص کو تیمّم کی رخصت اس لیے ہے) کہ نماز کے فوت ہونے کا ڈر ہے تو تنہا یہ عذر دلیل بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا کیونکہ جس کی نماز فوت ہو رہی ہو اس کی دو حالتیں ہیں تیسری کوئی صورت نہیں۔ یعنی نماز میں تاخیر کا سبب اس کا ذاتی فعل اور کاہلی ہے یا نماز

---

[1] التعليقات الرضية على الروضة الندية: ۱/۲۱۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں تاخیر (اس کی ذاتی سستی کے بغیر) نیند یا بھول کی وجہ سے ہورہی ہے۔ دوسری صورت (یعنی نیند اور بھول کی وجہ سے نماز میں تاخیر کی صورت میں) اس کی نماز کی ادائیگی کا وقت ہی اس کی نیند سے بیداری یا نماز کے یاد آنے پر شروع ہوتا ہے (اس میں تاخیر کا نقصان کوئی نہیں ہے) اس کی دلیل نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے:

(( مَنْ نَسِيَ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا، فَكَفَّارَتُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا ))[1]

''جو شخص نماز بھول جائے یا اس سے سویا رہے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب اسے یہ نماز یاد آئے اسے پڑھ لے۔''

شارع حکیم نے اس معذور شخص کے لیے خاص وقت مقرر کیا ہے (یہ خاص وقت یہ ہے کہ) جب وہ شرعی حکم کے مطابق نماز ادا کرے تو وہ اپنے غسل اور وضو کے لیے پانی استعمال کرے۔ اس پر نماز کے وقت سے نکلنے سے نہیں ڈرا گیا، اس سے ثابت ہوا کہ یہ تیمم کرے گا۔ حافظ ابن تیمیہ نے نے ''الاختیارات ص: ۱۲'' میں اس موقف کو پسند کیا ہے اور ''المسائل الماردینیۃ'' میں بیان کیا ہے کہ جمہور علماء اس موقف کے قائل ہیں۔

اور دوسری حالت (کہ نمازی اپنی سستی اور کاہلی کی وجہ سے نماز لیٹ کر دیتا ہے) تو یہ بات مسلمہ ہے کہ اصل میں یہ شخص پانی کے استعمال کا حکم دیا گیا ہے، یہ تیمم نہیں کرے گا اور اس حالت میں وہ پانی استعمال کرے گا۔ پھر اگر وہ نماز پالے تو ٹھیک ورنہ وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے کیونکہ اس نتیجہ کا خود ہی ذمہ دار ہے۔[2]

---

[1] صحیح بخاری: ۵۹۷۔ صحیح مسلم: ٦٨٤۔

[2] تمام المنۃ ص: ۱۳۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## تیمّم کے ارکان:

تیمّم وضو اور غسل کا بدل ہے سو وضو یا غسل کی صورت میں پانی نہ ملے یا پانی سے بیماری کی شدت بڑھنے کا خطرہ ہے تو تیمّم کرنا چاہیے۔ تیمّم کے ارکان درج ذیل ہیں۔

### ا۔ نیت کرنا:

دیگر عبادات کی طرح تیمّم کے شروع میں نیت کرنا ضروری ہے۔

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اعمال کا انحصار نیتوں پر ہے۔''①

### مٹی پر ایک مرتبہ ہاتھ مار کر چہرے اور ہاتھوں پر ملنا:

تیمّم کے لیے دونوں ہاتھ مٹی وغیرہ پر ایک مرتبہ ماریں پھر انھیں پھونک کر ہاتھوں اور چہرے پر پھیر لیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ﴾ [ المائدة : ٦ ]

''پھر کوئی پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا قصد کرو پس اس سے اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کر لو۔''

۲۔ عبد الرحمٰن بن ابزیٰ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور عرض کی: میں جنبی ہوں اور (غسل کے لیے) پانی نہیں پاتا۔ اس پر سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ کو یاد نہیں کہ میں اور آپ سفر پر

---

① صحیح بخاری: ۱۔ صحیح مسلم: ۱۹۰۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تھے کہ (ہم جنبی ہو گئے اور پانی نہیں تھا تو) آپ نے نماز نہیں پڑھی لیکن میں زمین میں لوٹ پوٹ ہوا اور نماز پڑھ لی۔ پھر میں نے یہ واقعہ نبی ﷺ کو بیان کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ هَكَذَا فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَفَّيْهِ الْأَرْضَ، وَنَفَخَ فِيهِمَا، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ» ①

''آپ کو اس طرح ہی کافی تھا۔ پھر نبی ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے، ان میں پھونکا پھر انھیں اپنے چہرے اور دونوں ہتھیلیوں پر پھیرا۔''

تیمّم کرتے وقت پہلے چہرے پر پھر ہاتھوں پر ہاتھ پھیر لیں یا پہلے ہاتھوں پر بعد میں چہرے پر ہاتھ پھیر لیں دونوں صورتیں جائز ہیں۔ کیونکہ یہاں واؤ مطلق جمع کے لیے ہے کہ تیمّم میں چاہیں تو پہلے چہرے پر اور بعد میں ہتھیلیوں پر ہاتھ پھیر لیں اور چاہیں تو پہلے ہتھیلیوں پر اور بعد میں چہرے پر ہاتھ پھیر لیں۔ نیز آئندہ روایت بھی اس مسئلہ کی وضاحت کرتی ہے کہ تیمّم میں پہلے ہاتھوں پر اور بعد میں چہرے پر ہاتھ پھیرنا مباح ہے۔

❀ سیدنا عمار بن یاسر بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے انھیں فرمایا:

«إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَصْنَعَ هَكَذَا، فَضَرَبَ بِكَفِّهِ ضَرْبَةً عَلَى الْأَرْضِ، ثُمَّ نَفَضَهَا، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا ظَهْرَ كَفِّهِ بِشِمَالِهِ أَوْ ظَهْرَ شِمَالِهِ بِكَفِّهِ، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ» ②

''تجھے یہی کافی تھا کہ تم اس طرح کر لیتے۔ پھر آپ نے اپنی ہتھیلیاں زمین پر ماریں ان میں پھونکا پھر بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ کی پشت پر یا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی پشت پر پھر ان سے اپنے چہرے کا مسح کیا۔''

---

① صحیح بخاری: ۳۳۸۔ صحیح مسلم: ۳٦۸۔

② صحیح بخاری: ۳٤۷۔ صحیح مسلم: ۳٦۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## تیمّم کا طریقہ کار اور اختلاف رائے:

تیمّم کے طریقہ کار میں دو مسائل پر علماء کا اختلاف ہے: ① تیمّم میں محض ہاتھوں کے پائچوں تک مسح کیا جائے گا یا کہنیوں تک۔ ② تیمّم کے لیے زمین پر ایک مرتبہ ہاتھ مارنے ہیں یا دو مرتبہ۔

## ا۔ مسح میں ہاتھوں کی حد کا بیان:

تیمّم میں ہاتھوں کا مسح ہاتھوں کے پائچوں تک کرنا چاہیے، کہنیوں تک کرنا چاہیے یا کندھوں تک۔ اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔

### پہلا موقف:

عطاء، مکحول، اوزاعی، احمد، اسحاق، ابن منذر اور اصحاب الحدیث کا موقف ہے کہ تیمّم میں صرف ہتھیلیوں کے مسح پر اکتفا کیا جائے گا۔ ①

اس موقف کے قائلین نے درج ذیل دلائل سے استدلال کیا ہے۔

ا۔ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ هَكَذَا فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَفَّيْهِ الْأَرْضَ، وَنَفَخَ فِيهِمَا، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ» ②

"آپ کو اس طرح ہی کافی تھا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے، ان میں پھونکا پھر انھیں اپنے چہرے اور دونوں ہتھیلیوں پر پھیرا۔"

### فائدہ:

امام شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ حدیث ان لوگوں کے موقف کی دلیل ہے جو کہتے

---

① نيل الأوطار: ۱/ ۲۸۵۔

② صحيح بخاری: ۳۳۸۔ صحيح مسلم: ۳٦۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہیں کہ تیمّم میں ہتھیلیوں کے مسح پر اکتفا کیا جائے گا۔ ①

۲۔ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَضْرِبَ بِيَدَيْكَ الْأَرْضَ، ثُمَّ تَنْفُخَ، ثُمَّ تَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَكَ، وَكَفَّيْكَ» ②

''تجھے اتنا ہی کافی تھا کہ تم زمین پر اپنے ہاتھ مارتے پھر (ان میں) پھونک مارتے پھر ان کے ساتھ اپنے چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کا مسح کرتے۔

## فائدہ:

لغت عربی میں کف کا اطلاق ہاتھ کے پائچے (گٹ) تک ہوتا ہے اس لیے مذکورہ روایات سے تیمّم میں ہتھیلیوں کے مسح پر اکتفا کرنا ہی ثابت ہوتا ہے۔ اس لیے کہنیاں اور کندھے تیمّم میں شامل نہیں۔

## دوسرا موقف:

علی بن ابی طالب، عبداللہ بن عمر، حسن بصری، شعبی، سالم بن عبداللہ بن عمر، سفیان ثوری، مالک، ابوحنیفہ اور اصحاب الرائے کا موقف ہے کہ تیمّم میں کہنیوں تک مسح کرنا واجب ہے۔ ③

اس موقف کے قائلین نے درج ذیل دلائل سے استدلال کیا ہے۔

۱۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«اَلتَّيَمُّمُ ضَرْبَتَانِ ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ لِلْيَدَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ» ④

---

① نيل الأوطار: ۱/ ۲۸۵۔

② صحيح مسلم: ۳٦۸۔

③ نيل الأوطار: ۱/ ۲۸۵۔

④ ضعيف جدًا: سنن دارقطني: ٦۸۵۔ طبراني كبير: ۱۳۳٦٦۔ مستدرك حاكم: ۱/ ۱۷۹۔ سلسلة الأحاديث الضعيفة: ۳٤۲۷۔ علی بن ظبیان متروک راوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



"تیمّم دو ضربیں ہیں ایک ضرب چہرے کے لیے اور ایک ضرب ہاتھوں سے لے کر کہنیوں تک۔"

۲۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

«تَيَمَّمْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضَرْبَتَيْنِ: ضَرْبَةٍ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ وَضَرْبَةٍ لِلذِّرَاعَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ» ①

"ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ دو ضربوں کے ساتھ تیمّم کیا، ایک ضرب چہرے کے لیے اور ہتھیلیوں کے لیے اور ایک دونوں کلائیوں سے کہنیوں تک۔"

۳۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«اَلتَّيَمُّمُ ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ لِلذِّرَاعَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ» ②

"تیمّم ایک ضرب چہرے کے لیے اور ایک ضرب کلائیوں سے لے کر کہنیوں تک ہے۔"

اس مسئلہ میں اس طرح کی کئی اور روایات منقول ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی مرفوع روایت پایا ثبوت کو نہیں پہنچتی۔

## تیسرا موقف: ③

زہری کا موقف ہے کہ تیمّم میں بغلوں تک ہاتھ پھیرنا واجب ہے۔

انھوں نے درج ذیل دلائل سے دلیل لی ہے۔

۱۔ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہو گیا اور لوگ ہار کی تلاش میں رک گئے حتیٰ کہ فجر روشن ہو گئی اور لوگوں کے پاس وضو کے لیے پانی نہیں تھا اس پر اللہ تعالیٰ

---

① ضعیف: سنن دارقطنی: ٦٨٩۔ سلیمان بن ارقم ضعیف اور زہری کی تدلیس ہے۔

② ضعیف: سنن دارقطنی: ٦٩١۔ مستدرك حاكم: ١/ ١٨٠۔ ابوزبیر مکی کی تدلیس ہے۔

③ نيل الأوطار: ١/ ٢٨٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نے پاک مٹی سے پاکی حاصل کرنے کی رخصت نازل کی۔

« فَقَامَ الْمُسْلِمُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَرَبُوْا بِأَيْدِيْهِمْ إِلَى الْأَرْضِ، ثُمَّ رَفَعُوْا أَيْدِيَهُمْ، وَلَمْ يَقْبِضُوْا مِنَ التُّرَابِ شَيْئًا، فَمَسَحُوْا بِهَا وُجُوْهَهُمْ وَأَيْدِيَهُمْ إِلَى الْمَنَاكِبِ، وَمِنْ بِطُوْنِ أَيْدِيهِمْ إِلَى الْآبَاطِ » ①

''تو لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہوئے انھوں نے اپنے ہاتھ زمین پر مارے پھر ہاتھ اٹھائے اور ہاتھوں میں کچھ بھی مٹی نہ لی۔ پھر اس (ہاتھوں کے ساتھ لگی مٹی) سے اپنے چہروں کا اور ہاتھوں کا کندھوں تک اور ہاتھوں کے اندرونی جانب سے بغلوں تک کا مسح کیا۔''

## فوائد:

۱۔ سنن أبي داوٗد میں اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

« وَلَا يَعْتَبِرُ بِهَذَا النَّاسُ »

''لوگ اس روایت پر اعتبار نہیں کرتے۔'' یعنی لوگوں کا اس حدیث پر عمل نہیں ہے بلکہ یہ روایت دیگر دلائل کی رو سے مرجوح اور منسوخ ہے۔

۲۔ امام شافعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

«فِي حَدِيثِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ هَذَا أَنَّ تَيَمُّمَهُمْ إِلَى الْمَنَاكِبِ بِأَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ مَنْسُوخٌ لِأَنَّ عَمَّارًا أَخْبَرَهُ بِأَنَّ هَذَا أَوَّلُ تَيَمُّمٍ كَانَ حِينَ نَزَلَتْ آيَةُ التَّيَمُّمِ فَكُلُّ تَيَمُّمٍ كَانَ

---

① صحيح : سنن أبي داوٗد : ۳۲۰۔ سنن نسائي : ۳۱۵۔ المنتقٰى لابن الجارود : ۱۲۱۔ مسند أحمد : ۲۶۳/۲۔ سنن بيهقي : ۲۰۸/۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَهُ فَخَالَفَهُ فَهُوَ لَهُ نَاسِخٌ قَالَ الشَّافِعِيُّ : وَ رُوِيَ عَنْ عَمَّارٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يَتَيَمَّمَ وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ ))[1]

''سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر صحابہ کرام نے اپنے کندھوں تک تیمّم کیا منسوخ ہے کیونکہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ آیت تیمّم کے نزول کے وقت یہ پہلا تیمّم تھا اور ہر وہ تیمّم جو اس کے بعد کا اور (اس سابق تیمّم ) کے مخالف ہے وہ اس کا ناسخ ہے۔ امام شافعی کہتے ہیں: (اس کے بعد کا تیمّم یہ ہے کہ ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو چہرے اور ہتھیلیوں کے تیمّم کا حکم دیا۔''

۲۔ حافظ ابن حبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((كَانَ هَذَا حَيْثُ نَزَلَ آيَةُ التَّيَمُّمِ قَبْلَ تَعْلِيمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَّارًا كَيْفِيَّةَ التَّيَمُّمِ، ثُمَّ عَلَّمَهُ ضَرْبَةً وَاحِدَةً لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ، لَمَّا سَأَلَ عَمَّارٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّيَمُّمِ ))[2]

''یہ صورت (جس میں کندھوں تک مسح کا بیان ہے ) آیت تیمّم نازل ہونے کے وقت اور عمار کو تیمّم کی کیفیت کی تعلیم دینے سے پہلے کی ہے پھر جب سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے آپ سے تیمّم کی کیفیت کا سوال کیا تو آپ نے چہرے اور ہتھیلیوں کے لیے ایک ضرب کے ساتھ تیمّم کی تعلیم دی۔''

۳۔ نواب صدیق الحسن خان رحمہ اللہ کہتے ہیں: زہری نے سیدنا عمار کی جس روایت سے دلیل لی ہے کہ تیمّم بغلوں تک ہے وہ بقول شافعی منسوخ ہے۔[3]

---

[1] سنن بیهقی: ۱/ ۲۰۸۔ [2] صحیح ابن حبان: بعد از حدیث: ۱۳۱۰۔
[3] التعلیقات الرضیة علی الروضة الندیة: ۱/ ۲۰۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## راجح موقف:

دلائل کے ثبوت کے اعتبار سے پہلے موقف کے قائلین (کہ تیمم میں صرف ہتھیلیوں کا مسح کرنا ہے) زیادہ قوی اور راجح ہے۔

۱۔ نواب صدیق الحسن خان رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''پہلے موقف کے قائلین کا موقف برحق ہے۔''[1]

۲۔ امام شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''پہلے موقف والے ہی حق پر ہیں جب تک کوئی ایسی دلیل ثابت نہ ہو جو اس موقف سے پھیر دے۔ (اور ایسی کوئی دلیل ثابت نہیں ہے)''[2]

## ۲۔ تیمّم کے لیے ایک مرتبہ زمین پر ہاتھ مارنا یا دو مرتبہ:

تیمّم کے لیے زمین پر ایک مرتبہ ہاتھ مارنے چاہییں، دو مرتبہ یا تین مرتبہ، اس مسئلہ میں علماء کے تین موقف ہیں۔

## پہلا موقف:

عطاء، مکحول، احمد بن حنبل، اسحاق، جعفر صادق اور امامیہ کا موقف ہے کہ تیمّم میں چہرے اور ہاتھوں کے لیے ایک مرتبہ زمین پر ہاتھ مارنا ہے۔ ابن منذر نے جمہور علماء سے مذہب نقل کیا ہے اور اسے راجح قرار دیا ہے نیز عام محدثین بھی اسی کے قائل ہیں:[3]

اس موقف کے قائلین کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] التعليقات الرضية على الروضة الندية: ۱/ ۲۰۹۔

[2] نيل الأوطار: ۱م۲۸۵۔

[3] نيل الأوطار: ۱/۲۸۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



« إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَقُولَ بِيَدَيْكَ هَكَذَا ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ الْأَرْضَ ضَرْبَةً وَاحِدَةً، ثُمَّ مَسَحَ الشِّمَالَ عَلَى الْيَمِينِ، وَظَاهِرَ كَفَّيْهِ، وَوَجْهَهُ » ①

''تجھے یہی کافی تھا کہ تم اپنے دونوں ہاتھوں کے ساتھ اس طرح کر لیتے۔ پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ ایک مرتبہ زمین پر مارے، پھر بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ پر اور دونوں ہتھیلیوں کی پشت پر پھیرا پھر اپنے چہرے کا مسح کیا۔''

۲۔ سیدنا ابوجہم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

« أَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَحْوِ بِئْرِ جَمَلٍ، فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ حَتَّى أَقْبَلَ عَلَى الْجِدَارِ فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ » ②

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بئر جمل مقام سے آئے اور آپ سے ایک آدمی ملا، اس نے سلام کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب نہ دیا حتی کہ دیوار کے پاس آئے اور اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا پھر اس کے سلام کا جواب دیا۔''

فائدہ:

یہ احادیث دلیل ہیں کہ چہرے اور ہاتھوں کے تیمّم کے لیے ایک مرتبہ زمین پر ہاتھ مارنا مشروع ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث سے یہی مفہوم کشید کیا ہے اور درج ذیل عنوان قائم کیا ہے:

«بَابٌ : التَّيَمُّمُ ضَرْبَةٌ » ③

''اس مسئلہ کا بیان کہ تیمّم ایک مرتبہ زمین پر ہاتھ مارنا ہے۔''

---

① صحیح بخاری: ۳۴۷۔ صحیح مسلم: ۳۶۸۔ یہ الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔

② صحیح مسلم: ۳۶۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## دوسرا موقف:

ہادی، ناصر، مؤید باللہ، ابو طالب، امام یحییٰ اور فقہاء کا موقف ہے کہ تیمّم میں دو مرتبہ زمین پر ہاتھ مارنا واجب ہے۔ ایک ضرب چہرے اور ایک ضرب ہاتھوں کے لیے۔ ①

اس موقف کے قائلین کے کچھ دلائل تیمّم میں ہاتھوں کے مسح کی حد کے بیان کے تحت بیان ہوئے ہیں جو تمام ضعیف ہیں اور اس موقف کے جواز کی کوئی بھی دلیل صحیح ثابت نہیں۔

## تیسرا موقف:

سعید بن مسیّب اور ابن سیرین کا موقف ہے کہ تیمّم میں تین ضربیں واجب ہیں، ایک ضرب چہرے کے لیے، دوسری ضرب ہاتھوں کے لیے اور تیسری ضرب کلائیوں کے لیے ہے۔ (امام شوکانی کہتے ہیں) اس تیسرے موقف کی کسی دلیل سے میں واقف نہیں ہوں اور امام یحییٰ نے کہا: کوئی ایسی دلیل ثابت نہیں جو تیمّم میں تین ضربوں پر دلالت کرتی ہو۔ ②

## راجح موقف:

دلائل کی رو سے جمہور علماء کا موقف راجح ہے کہ تیمّم کے لیے ایک ضرب مشروع ہے۔

۱۔ امام شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"برحق موقف صحیحین میں ثابت حدیث عمار پر موقوف ہے کہ تیمّم میں ایک ضرب پر اکتفا کرنا ہے جب تک اس مقدار سے اضافہ صحیح روایت سے ثابت نہیں ہوتا۔" ③

۲۔ نواب صدیق الحسن خان رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"تیمّم ایک ضرب کے ساتھ ہے کیونکہ احادیث صحیحہ سے یہی بات ثابت ہے اور اس کے مخالف موقف کی کوئی بھی دلیل صحیح نہیں ہے۔" ④

---

① نیل الأوطار: ۱/ ۲۸٤۔
② نیل الأوطار: ۱/ ۲۸٤۔
③ نیل الأوطار: ۱/ ۲۸٤۔
④ التعلقیات الرضیة علی الروضة الندیة: ۱/ ۲۰۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ ابو مالک کمال بن سید سالم کہتے ہیں:

''راجح موقف یہ ہے کہ چہرے اور ہاتھوں کے تیمّم کے لیے ایک ہی ضرب ہے۔''①

## پانی اور تیمّم کے ساتھ طہارت حاصل نہ کر سکنے والے کا حکم:

اگر دشمن کی قید، کسی جگہ محبوس ہونے یا بیماری سے شدید لاچاری کی صورت میں طہارت کے لیے پانی اور اجزائے زمین نہ ملیں تو اس صورت میں بغیر غسل، وضو اور تیمّم کے نماز پڑھ لی جائے یا طہارت کے لیے پانی اور تیمّم کے اجزاء ملنے تک کا انتظار کیا جائے۔ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔

### پہلا موقف:

جمہور علماء کا موقف ہے کہ پانی اور تیمّم نہ کر سکنے والا شخص اسی حالت میں پانی اور تیمّم سے طہارت حاصل کیے بغیر نماز پڑھے گا۔ اس کیفیت میں بغیر طہارت کے نماز پڑھنا درست ہے اور بعد میں پانی یا تیمّم کے اجزاء کی دستیابی کی صورت میں اس پر نماز دہرانا واجب نہیں۔ شافعی، احمد ان کے پیروکاروں، ابن حزم اور ابن تیمیہ اس موقف کے قائل ہیں۔②

اس موقف کے قائلین کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

پانی اور تیمّم سے طہارت سے معذور شخص ایسی حالت میں پانی اور تیمّم سے طہارت حاصل کرنے کا مکلّف نہیں سو یہ بغیر طہارت حاصل کیے نماز پڑھ سکتا ہے اور شرعی طور پر اس کی رخصت موجود ہے۔

۱۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

---

① صحيح فقه السنة : ۱/ ۲۰۳۔

② صحيح فقه السنة : ۱/ ۲۰۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ [ البقرة : ٢٨٦ ]

''اللہ تعالیٰ کسی جان کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی گنجائش کے مطابق۔''

۲۔ دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ [ التغابن : ١٦]

''اس سے اس قدر ڈرو جتنی طاقت رکھو۔''

۳۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ، وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوْهُ )) ①

''جب میں تمھیں کسی چیز کا حکم دوں تو بقدر استطاعت اس کی تعمیل کرو اور جب میں تمھیں کسی چیز سے روکوں تو اسے چھوڑ دو۔''

۴۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے ہار ادھار لیا اور (دوران سفر) وہ گم ہو گیا۔

((فَأَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي طَلَبِهَا، فَأَدْرَكَتْهُمُ الصَّلَاةُ، فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوْءٍ، فَلَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَكَوْا ذَلِكَ إِلَيْهِ، فَنَزَلَتْ آيَةُ التَّيَمُّمِ )) ②

''چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کچھ اصحاب کو اس کی تلاش کے لیے بھیجا اور انھیں نماز کا وقت ہو گیا تو انھوں نے بغیر وضو کے نماز پڑھی۔ پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو انھوں آپ سے اس کی شکایت کی تو اس پر تیمّم کی آیت نازل ہوئی۔''

---

① صحیح بخاری : ٧٢٨٨۔ صحیح مسلم : ١٣٣٧۔

② صحیح بخاری: ٥١٦٤۔ صحیح مسلم: ٣٦٧۔ سنن أبی داوٗد: ٣١٧۔ سنن ابن ماجه: ٥٦٨۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## فوائد:

۱۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے درج بالا حدیث سے یہی استدلال کیا ہے کہ پانی اور مٹی نہ پانے والا شخص بغیر وضو اور تیمّم کے نماز پڑھ سکتا ہے۔ انھوں نے درج ذیل عنوان قائم کر کے اس مسئلہ کے جواز کی طرف اشارہ کیا ہے۔

«بَابُ إِذَا لَمْ يَجِدْ مَاءً وَلَا تُرَابًا»

''اس مسئلہ کا بیان کہ جب کوئی شخص پانی اور مٹی نہ پائے (تو وہ بغیر وضو اور تیمّم کے نماز پڑھ سکتا ہے)۔''

۲۔ امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''یہ حدیث دلیل ہے کہ جو شخص پانی اور مٹی نہ پائے وہ اسی حالت میں نماز پڑھ لے۔''①

## دوسرا موقف:

ابوحنیفہ، ثوری اور اوزاعی کہتے ہیں کہ ایسا شخص جب تک پانی یا مٹی پر قادر نہ ہو نماز نہ پڑھے پھر وہ اس کی قضا دے کیونکہ یہ عبادت ہے اور اس کی قضا ساقط نہیں ہوتی۔②

## تیسرا موقف:

امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایسا شخص نہ نماز ادا کرے گا اور نہ اس کی قضا دے گا کیونکہ یہ طہارت سے عاجز شخص ہے چنانچہ حائضہ عورت کی طرح اس پر نماز واجب نہیں ہے۔③

---

① شرح النووی: ٤/٦٠۔

② المغنی لابن قدامة مع الشرح الکبیر: ١/٢٨٤۔

③ المغنی لابن قدامة مع الشرح الکبیر: ١/٢٨٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## راجح موقف:

جمہور علماء کا موقف راجح ہے کہ پانی اور مٹی نہ پانے والا شخص بغیر طہارت ہی کے نماز پڑھے گا۔ اس حالت میں پڑھے جانے والی نماز سے نمازی کا فریضہ ساقط ہو جاتا ہے اور پانی یا مٹی ملنے کی صورت میں اس پر سابقہ نماز کی قضا نہیں دینا ہوگی۔

۱۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"اگر کوئی شخص پانی کے استعمال اور مٹی کے ساتھ تیمّم کرنے پر قادر نہیں ہے تو جمہور علماء کے نزدیک ایسا شخص پانی اور تیمّم کے بغیر نماز پڑھے گا۔ یہ موقف زیادہ درست ہے اور راجح موقف کی رو سے وہ نماز نہیں دہرائے گا۔" ①

۲۔ امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ امام شافعی کے چار موقف ہیں اور چوتھا موقف ہے کہ پانی اور مٹی نہ پانے والے شخص پر نماز واجب ہے (جو وہ بغیر وضو اور تیمّم کے ادا کرے گا) اور اس پر نماز دہرانا واجب نہیں۔ مزنی کا بھی یہی موقف ہے اور دلائل کی رو سے یہ موقف زیادہ قوی ہے۔ ②

## تیمّم کے وقت کی انتہا:

تیمّم وضو کا قائم مقام ہے اور جس طرح ایک وضو کے ساتھ کئی نمازیں پڑھی جا سکتیں ہیں اسی طرح تیمّم کے ساتھ کئی نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں اور تیمّم کے ساتھ ایک فرض نماز پڑھنے کے بعد اس نماز کا وقت ختم ہونے سے تیمّم کے ٹوٹنے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

امام شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"مٹی کے ساتھ طہارت کا حکم پانی کے ساتھ طہارت کی مثل ہے۔ تیمّم کے ساتھ

---

① مجموع الفتاوی لابن تیمیه : ۲۱/ ٤٦٧۔

② شرح النووی : ٤/ ٦٠۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تیمّم کرنے والا وہی عمل کرسکتا ہے جو پانی کے ساتھ طہارت کرنے والا کرسکتا ہے اس موقف کے خلاف کتاب وسنت اور صحیح رائے میں کوئی بھی دلیل ثابت نہیں ہے۔ تیمّم انھی چیزوں سے ٹوٹتا ہے جس سے وضو ٹوٹتا ہے اور یہ دعویٰ کہ جس عبادت میں تیمّم سے مشغول ہو اس سے فراغت سے تیمّم ٹوٹ جاتا ہے یا جس فریضہ کے لیے تیمّم کیا ہے اس کے علاوہ میں مشغول ہونے سے تیمّم ٹوٹ جاتا ہے اس دعویٰ کی کوئی دلیل نہیں ہے۔" ①

## تیمّم سے نماز پڑھنے والا نماز کے وقت میں پانی پالے:

تیمّم کے ساتھ نماز پڑھنے والا شخص نماز سے فارغ ہونے کے بعد پانی پالے تو اس کے لیے نماز دہرانا ضروری نہیں ہے۔ اس کی فرض نماز ادا ہو چکی ہے، البتہ دوبارہ نماز پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے اور دوبارہ نماز پڑھنے سے دہری نماز کا اجر حاصل کرسکتا ہے۔

❖ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دو آدمی سفر پر روانہ ہوئے اور نماز کا وقت ہوگیا جب کہ ان کے پاس پانی نہیں تھا۔ چنانچہ انھوں نے تیمّم کر کے نماز پڑھ لی پھر نماز کے وقت میں پانی پالیا تو ان میں سے ایک نے نماز اور وضو دہرایا اور دوسرے نے (نماز اور وضو) نہ دہرایا۔ پھر یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کو یہ واقعہ بیان کیا تو آپ نے اس شخص سے، جس نے وضو اور نماز نہ دہرائی تھی فرمایا:

«أَصَبْتَ السُّنَّةَ، وَأَجْزَأَتْكَ صَلَاتُكَ وَقَالَ لِلَّذِيْ تَوَضَّأَ وَأَعَادَ: لَكَ الْأَجْرُ مَرَّتَيْنِ» ②

"تو سنت کو پہنچا ہے اور تجھے تیری نماز کفایت کر گئی ہے اور اس شخص سے فرمایا،

---

① السيل الجرار: ۱/ ۱۴۰۔

② حسن: سنن أبي داؤد: ۳۳۸۔ محمد بن اسحاق مسیبی اور عبداللہ بن نافع صائغ صدوق راوی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جس نے وضو کر کے نماز دہرائی تھی: تیرے لیے دوہرا اجر ہے۔"

## فوائد:

امام شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"یہ حدیث دلیل ہے کہ جو شخص تیمّم کے ساتھ نماز پڑھے پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد پانی پالے تو اس پر نماز دہرانا واجب نہیں ہے۔" ①

## اگر میت کو غسل دینے کے لیے پانی نہ ہو:

اگر میت کو غسل دینے کے لیے پانی نہ ہو تو پانی کی عدم دستیابی کی صورت میں اسے تیمّم کروانا درست ہے۔ حافظ ابن حزم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"اگر میت کے غسل کے لیے پانی معدوم ہو تو جس طرح زندہ آدمی تیمّم کرتا ہے میت کو تیمّم کروایا جائے گا۔ کیونکہ اسے غسل دینا واجب ہے اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب ہم پانی نہ پائیں تو نبی ﷺ نے پانی کو طہارت کا باعث قرار دیا ہے۔ یہ قاعدہ ہر فرض طہارت کے لیے عام ہے۔" ②

## تیمّم توڑنے والی چیزیں:

جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان سے تیمّم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ حافظ ابن حزم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"ہر وہ چیز جو ناقض وضو ہے اس سے تیمّم ٹوٹ جاتا ہے، اس مسئلہ میں اہل اسلام کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔" ③

---

① نیل الأوطار: ۱/۲۸٦۔
② المحلیٰ بالآثار لابن حزم: ۲/۱۳٤۔
③ المحلیٰ بالآثار لابن حزم: ۲/۱۰٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



البتہ تیمّم کے نواقض میں ایک اضافی چیز پانی کا میسر آنا یا تیمّم کے عذر بیماری کا ختم ہونا یا زخم وغیرہ کا مندمل ہونا ہے۔ ان اعذار کے خاتمہ کی صورت میں تیمّم ٹوٹ جاتا ہے اور غسل یا وضو کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

❁ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا:

«يَا أَبَا ذَرٍّ ! إِنَّ الصَّعِيْدَ طَهُوْرٌ لِمَنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ عَشْرَ سِنِيْنَ، فَإِذَا وَجَدْتَ الْمَاءَ فَأَمْسِسْهُ بَشْرَتَكَ» ①

''اے ابو ذر! بلاشبہ مٹی اس شخص کے لیے پاکی کا ذریعہ ہے جو دس سال تک پانی نہ پائے۔ پھر جب تو پانی پائے تو اسے اپنی جلد پر لگا۔''

فوائد:

۱۔ یہ حدیث واضح دلیل ہے کہ پانی میسر آنے کی صورت میں پانی کے استعمال کا حکم ہے اور تیمّم کی اباحت ختم ہو جاتی ہے۔ نیز تیمّم کی علت پانی کا نہ ملنا ہے چنانچہ جب پانی ملے جائے گا تو تیمّم کی اباحت از خود ختم ہو جائے گی۔ لہٰذا تیمّم کے بعد نماز سے پہلے، دوران نماز یا نماز کے بعد جب بھی پانی نظر آئے تو تیمّم کا حکم باطل ہو جائے گا۔

۲۔ سید سابق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''تیمّم کے لیے ہر وہ چیز ناقض وضو ہے جو وضو کو توڑ دیتی ہے کیونکہ تیمّم وضو کا بدل ہے۔ اسی طرح جس کے پاس پانی نہ ہو اسے پانی ملنے پر یا پانی کے استعمال سے عاجز شخص پانی کے استعمال پر قادر ہو جائے تو تیمّم ٹوٹ جاتا ہے۔ لیکن جب وہ تیمّم سے نماز پڑھ لے پھر وہ پانی پالے یا نماز سے فراغت کے بعد پانی کے استعمال

---

① حسن: سنن دارقطنی: ۷۲۳۔ اس میں خلف بن موسیٰ اور ان کے والد موسیٰ بن خلف عمی صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں نیز ایوب سختیانی اور ابو قلابہ عبد اللہ بن زید بن عمرو تدلیس سے بری ہیں۔ [ دیکھیے الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین ]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پر قدرت پالے، اس پر نماز کا اعادہ واجب نہیں ہے اگر چہ نماز کا وقت ابھی باقی ہو۔"[1]

## زخمی شخص کا پٹیوں پر مسح کرنا:

زخمی شخص کا غسل اور وضو کرنے سے زخم کے خراب ہونے اور بگڑنے کا ڈر ہے اور اگر زخم یا چوٹ معمولی ہے تو اس صورت میں متاثرہ حصے کے علاوہ غسل اور وضو میں باقی جسم اور اعضا دھو لینے چاہییں اور متاثرہ حصے کو نہ دھونا چاہیے اور نہ تیمّم کرنا چاہیے کیونکہ اس کیفیت میں متاثرہ شخص زخمی یا چوٹ زدہ حصہ دھونے کا مکلّف نہیں ہے اور شرعی طور پر زخم یا چوٹ زدہ حصہ ترک کرنے کی شرعی رخصت ہے۔

۱۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ [ البقرة : ٢٨٦ ]

"اللہ تعالیٰ کسی جان کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی گنجائش کے مطابق۔"

۲۔ دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ [ التغابن : ١٦ ]

"اللہ تعالیٰ سے اس قدر ڈرو جتنی طاقت رکھو۔"

۳۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ، وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوْهُ))[2]

"جب میں تمھیں کسی چیز کا حکم دوں تو بقدر استطاعت اس کی تعمیل کرو اور جب میں تمھیں کسی چیز سے روکوں تو اسے چھوڑ دو۔"

لیکن اگر زخمی شخص کے زخم اور چوٹ کے اثرات گہرے اور زیادہ ہیں اور اس کے لیے

---

[1] فقه السنة : ١/٧٦۔

[2] صحيح بخاری : ٧٢٨٨۔ صحيح مسلم : ١٣٣٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جزوی غسل یا وضو کرنا مشکل اور تکلیف کا باعث ہے تو ایسے شخص کے لیے تیمّم کی رخصت ہے اور شرعی طور پر یہ ان معذور و بیمار افراد میں شامل ہے آیت تیمّم میں جنھیں تیمّم کی رخصت دی گئی ہے۔ نیز وضو اور غسل میں باقی جسم کو دھونا اور زخم زدہ حصے پر تیمّم کرنا درست نہیں کیونکہ اس طریقہ وضو یا غسل کے جواز کی کوئی شرعی نص ثابت نہیں اور اس بارے میں مروی روایات غیر ثابت ہیں۔

۱۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سفر پر نکلے تو ہم میں سے ایک شخص کو پتھر لگا اور اس کے سر پر چوٹ لگی پھر اسے احتلام ہوگیا تو اس نے اپنے رفقاء سے پوچھا کہ تم میرے لیے تیمّم کی رخصت پاتے ہو؟ تو انھوں نے کہا: ہم تیرے لیے کوئی رخصت نہیں پاتے جب کہ تم غسل کرنے کی قدرت رکھتے ہو۔ چنانچہ اس نے غسل کیا اور فوت ہوگیا۔ پھر جب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو آپ کو اس واقعہ کی خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا:

((قَتَلُوْهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ أَلَا سَأَلُوْا إِذْ لَمْ يَعْلَمُوْا فَإِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ، إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْهِ أَنْ يَتَيَمَّمَ وَيَعْصِرَ أَوْ يَعْصِبَ عَلَى جُرْحِهِ خِرْقَةً، ثُمَّ يَمْسَحَ عَلَيْهَا وَيَغْسِلَ سَائِرَ جَسَدِهِ)) ①

”جنھوں نے اسے قتل کیا انھیں اللہ غارت کرے، جب انھیں علم نہیں تھا تو انھوں نے پوچھا کیوں نہیں۔ جہالت کا علاج سوال کرنا ہی ہے۔ اسے یہی کافی تھا کہ وہ تیمّم کرتا، اپنے زخم پر کوئی پٹی باندھ لیتا، اس پر مسح کرتا اور باقی تمام جسم دھو لیتا۔“

۲۔ سیدنا علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

---

① ضعیف: سنن أبی داؤد: ۳۳۶۔ سنن دارقطنی: ۷۲۹۔ سنن بیهقی: ۲۲۸/۱۔ إرواء الغلیل: ۱۰۵۔ زبیر بن خریق ضعیف راوی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



«اِنْكَسَرَتْ إِحْدَى زَنْدَيَّ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَمْسَحَ عَلَى الْجَبَائِرِ» ①

''میری ایک کلائی ٹوٹ گئی اور میں نے نبی ﷺ سے پوچھا تو آپ نے مجھے پٹیوں پر مسح کرنے کا حکم دیا۔''

۳۔ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ابن قمئہ نے نبی ﷺ کو زخمی کیا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا:

«إِذَا تَوَضَّأَ حَلَّ عَنْ عِصَابَتِهِ وَ مَسَحَ عَلَيْهَا بِالْوُضُوْءِ» ②

''جب آپ نے وضو کیا اپنی پٹی اتاری اور وضو میں اس پر مسح کیا۔''

۴۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

«أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْسَحُ عَلَى الْجَبَائِرِ» ③

''بلاشبہ نبی ﷺ پٹیوں پر مسح کیا کرتے تھے۔''

۵۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

«مَنْ كَانَ لَهُ جُرْحٌ مَعْصُوْبٌ عَلَيْهِ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْعَصَائِبِ

---

① موضوع: سنن ابن ماجه: ٦٥٧۔ سنن دارقطني: ٨٧٨۔ الطب النبوي لأبي نعيم: ٤١١۔ سنن بيهقي: ١/ ٢٢٨۔ بوصیری کہتے ہیں: اس روایت میں عمرو بن خالد قرشی راوی ہے جسے احمد اور ابن معین نے کذاب کہا ہے، بخاری اسے منکر الحدیث کہتے ہیں، ابوزرعہ نے کہا کہ یہ احادیث گھڑتا ہے اور حاکم کہتے ہیں: یہ زید بن علی سے موضوع روایات بیان کرتا ہے۔ (مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجه: ١/ ٤٨)

② ضعيف: مسند الشاميين: ٤٥٤۔ علامہ البانی بیان کرتے ہیں کہ اس روایت میں اسحاق بن داؤد صواف طبرانی کے استاد کے حالات نہیں ملے اور حفص بن عمر عدنی کو نسائی نے ضعیف کہا ہے۔ (تمام المنة ص: ١٣٤)۔

③ ضعيف جدًا : سنن دارقطني: ٧٨٥۔ اس میں ابوعمارہ محمد بن احمد بن مہدی سخت ضعیف راوی ہے اور عبداللہ بن ابی نجیح کی تدلیس ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وَ يَغْسِلُ مَا حَوْلَ الْعَصَائِبِ ))①

''جسے کوئی زخم ہے جس پر پٹی بندھی ہوئی ہے وہ وضو کرے، پٹیوں پر مسح کر لے اور پٹیوں کے ارگرد کا حصہ دھو لے۔''

## قول فیصل:

حافظ ابن حزم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''جس کی کلائیوں، انگلیوں یا پاؤں پر پٹیاں ہوں یا کسی ضرورت کی وجہ سے کوئی دوائی لگی ہو کسی بھی چیز پر مسح کرنا لازم نہیں ہے۔ اس جگہ کے دھونے کا حکم ساقط ہو چکا ہے، چنانچہ وضو کے مکمل ہونے کے بعد کسی چیز کا حکم ساقط ہو جائے تو وہاں پانی گزارنا ضروری نہیں۔ وہ حصہ اپنی طہارت پر ہے جب تک وہ بے وضو نہ ہو۔'' اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ [ البقرة : ٢٨٦ ]

''اللہ تعالیٰ کسی جان کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی گنجائش کے مطابق۔''

اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ ''جب میں تمھیں کسی چیز کا حکم دوں تو بقدر استطاعت اس کی تعمیل کرو۔''②

چنانچہ قرآن وسنت کے دلائل کی رو سے انسان سے ہر وہ چیز ساقط ہے جس سے وہ بے بس ہے۔ (اور جو چیز ساقط ہو جائے) اس کا متبادل شریعت سے ثابت ہو گا اور شریعت کتاب وسنت ہی سے ثابت ہوتی ہے۔ جب کہ جو شخص پٹیوں اور دوائی لگے حصے کو دھونے پر قادر نہیں ہے اسے ان جگہوں پر مسح کرنے کا بیان قرآن وسنت میں کہیں نہیں ہے۔ سو یہ قول (کہ وضو میں باقی اعضا دھو لینے چاہییں اور پٹیوں اور دوائی لگے حصے پر مسح کر لینا چاہیے کتاب وسنت سے عدم ثبوت کی وجہ سے) ساقط ہے۔''③

---

① ضعیف: سنن بیهقی : ١/ ٢٢٨۔ ولید بن مسلم تدلیس تسویہ کرتے ہیں اور ان کا مسلسل سماع ثابت نہیں۔

② صحیح بخاری : ٧٢٨٨۔ صحیح مسلم : ١٣٣٧۔

③ المحلی بالآثار لابن حزم: ٢/ ٦٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# حیض ونفاس کے احکام

## حیض کی تعریف:

حیض وہ سیاہ خون ہے جو بالغ عورتوں کو ہر ماہ معمول کے مطابق آتا ہے، عام طور پر اس کی مدت چھ سات دن ہوتی ہے اور عورتوں کے مزاج مختلف ہونے کی صورت میں ایام ماہواری میں کمی بیشی بھی ہوتی ہے، کچھ کے ایام ماہواری کم اور کچھ کے زیادہ ہوتے ہیں۔ ①

## حیض عورتوں کی فطری جبلت:

حیض عورتوں کی فطری جبلت ہے اور اکثر عورتیں حیض کے خون سے دوچار ہوتی ہیں، بہت کم عورتیں ہیں جو کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے حیض سے محروم رہیں۔ اس لیے حیض کی وجہ سے عورتوں اور مردوں کو بیزار نہیں ہونا چاہیے اور اس کے سدباب کے غیر شرعی و غیر فطری طریقوں کا استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ اس فطرتی مسئلہ کو تسلیم کرتے ہوئے، اس کے شرعی احکام کی تعلیمات سے آگاہی کے بعد ان پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم حج کے ارادہ سے نکلے اور جب ہم سرف مقام پر پہنچے تو میں حائضہ ہوگئی۔ پھر رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے تو میں رو رہی تھی۔ آپ نے

---

① تلخیص از مغنی لابن قدامة مع الشرح الکبیر: ۱/ ۳٤۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پوچھا: کیا حائضہ ہوگئی ہو؟ میں نے کہا: ہاں، آپ نے فرمایا:

«إِنَّ هَذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ، فَاقْضِي مَا يَقْضِي الْحَاجُّ، غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ» ①

''بلاشبہ یہ چیز اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں پر لکھ دی ہے۔ چنانچہ طواف بیت اللہ کے سوا حاجی جو مناسک ادا کرتے ہیں تو بھی ادا کر۔''

## فوائد:

۱۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ حیض کا تعلق آغاز انسانیت سے ہے، اس کا آغاز بنی اسرائیل کی عورتوں سے نہیں ہوا تھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حیض بنی اسرائیل کی عورتوں پر بطور سزا نازل ہوا تھا۔ یہ موقف درست نہیں، امام بخاری رحمہ اللہ نے اس موقف کی حدیث مذکورہ سے تردید کی ہے کہ حدیث نبوی قوت کے لحاظ سے مضبوط ہے۔ حیض کا آغاز بنی اسرائیل کی عورتوں سے نہیں ہوا بلکہ یہ عورتوں کی جبلت میں شامل ہے۔

۲۔ حیض کی وجہ سے حج اور عمرہ کے ارکان اور رمضان کے روزوں میں تاخیر کی رخصت ہے، ایام حیض میں ادویات سے تقدیم و تاخیر غیر فطری امر ہے۔ اس لیے شریعت کی تابعداری میں ایام حیض میں حیض کی بندش کے لیے ادویات کا استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ شرعی رخصتوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شریعت کی اتباع میں عبادات میں تقدیم و تاخیر کرنا اولیٰ اور افضل ہے۔

## حیض کے خون کی رنگت:

حیض کا خون استحاضہ کے خون سے ممتاز ہوتا ہے اور عورتوں کے لیے اس کی پہچان آسان ہے، لہٰذا اس خاص خون سے حیض کی پہچان ہو جاتی ہے اور حیض آنے پر اسے لباس اور معمولات تبدیل کر لینے چاہییں۔

---

① صحیح بخاری: ۲۹٤۔ صحیح مسلم: ۱۲۱۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فضیلۃ الشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے حیض اور استحاضہ کے خون میں چار فرق بیان کیے ہیں:

۱۔ حیض کا خون سیاہ اور استحاضہ کا خون سرخ ہوتا ہے۔ ۲۔ حیض کا خون گاڑھا اور استحاضہ کا خون پتلا ہوتا ہے۔ ۳۔ حیض کا خون گندا اور بدبودار ہوتا ہے جب کہ استحاضہ کا خون بدبودار نہیں ہوتا کیونکہ یہ عام رگ سے نکلنے والا خون ہے۔ ۴۔ حیض کا خون جاری ہونے کے بعد جمتا نہیں کیونکہ یہ رحم میں جما ہوتا ہے پھر جب جاری ہوجائے تو دوبار منجمد نہیں ہوتا جب کہ استحاضہ کا خون جمتا ہے کیونکہ یہ رگ سے نکلنے والا خون ہے۔

حیض اور استحاضہ کے خون کی یہ علامات معاصر ڈاکٹرز نے بیان کی ہیں۔ ①

## حیض کی کم اور زیادہ مدت:

حیض کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مدت کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے اور اس بارے میں علماء سے کئی مختلف اقوال منقول ہیں:

### پہلا موقف:

امام ترمذی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''علماء نے حیض کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مدت میں اختلاف کیا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ حیض کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے۔ سفیان ثوری، اہل کوفہ (احناف) اور عبد اللہ بن مبارک اس موقف کے قائل ہیں۔ ابن قدامہ کہتے ہیں کہ سفیان ثوری، ابوحنیفہ اور صاحبین (ابو یوسف اور محمد) کا یہی موقف ہے۔'' ②

### دلائل:

۱۔ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

① الشرح الممتع على زاد المستقنع: ۱/ ۴۸۷، ۴۸۸۔

② تحفة الأحوذی: ۱/ ۲۹۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



«لَا يَكُونُ الْحَيْضُ لِلْجَارِيَةِ وَالثَّيِّبِ الَّتِي قَدْ أَيِسَتْ مِنَ الْحَيْضِ أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَلَا أَكْثَرَ مِنْ عَشَرَةِ أَيَّامٍ، فَإِذَا رَأَتِ الدَّمَ فَوْقَ عَشَرَةِ أَيَّامٍ فَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ» ①

''کنواری اور شوہر دیدہ عورت جو حیض سے مایوس ہو چکی ہے اس کا حیض تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ جب وہ دس دن سے اوپر خون دیکھے تو وہ مستحاضہ ہے۔''

۲۔ سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَقَلُّ الْحَيْضِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَأَكْثَرُهُ عَشَرَةُ أَيَّامٍ» ②

''حیض کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے۔''

نیز اس معنی کی کئی دیگر روایات ہیں جو تمام ضعیف ہیں۔ حافظ عبدالرحمٰن مبارکپوری لکھتے ہیں: اس مفہوم کی تمام روایات ضعیف ہیں، جنھیں حافظ زیلعی نے نصب الرایۃ میں اور حافظ ابن حجر نے الدرایۃ میں بیان ضعف کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ③

## دوسرا موقف:

امام ترمذی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''بعض علماء بیان کرتے ہیں کہ حیض کی کم از کم مدت ایک دن اور رات اور زیادہ سے زیادہ مدت پندرہ دن ہے۔ عطاء بن أبی رباح، اوزاعی، مالک، شافعی، احمد اور ابوعبیدہ اس موقف کے قائل ہیں۔'' ④

---

① ضعیف: سنن دارقطنی: ۸۴۵، ۸۴۶۔ امام دارقطنی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد بیان کرتے ہیں کہ یہ روایت ضعیف ہے۔ اس میں عبدالملک اور علاء ضعیف راوی ہیں اور مکحول کا سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔

② ضعیف: سنن دارقطنی: ۸۴۷۔ تنقیح التحقیق للذهبی: ۱/ ۹۰۔ حماد بن منہال مجہول، محمد بن احمد بن انس ضعیف اور مکحول کا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔

③ تحفة الأحوذی: ۱/ ۲۹۲۔ ④ تحفة الأحوذی: ۱/ ۲۹۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس موقف کے قائلین نے درج ذیل روایت سے استدلال کیا ہے۔

❁ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

(( تَمْكُثُ اِحْدَاكُنَّ شَطْرَ دَهْرِهَا لَا تُصَلِّيْ )) ①

''تم میں سے کوئی ایک عورت نصف زمانہ (مہینا) رکی رہتی ہے نماز نہیں پڑھتی۔''

## راجح موقف:

راجح موقف یہ ہے کہ حیض کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مدت کی کوئی حد نہیں ہے، مدت حیض کا تعین عرف اور عورتوں کی عادت اور مزاج کے مطابق ہوگا۔ چنانچہ ہر عورت کی حیض کی مدت مختلف ہے سو ہر عورت اپنی عادت کے مطابق ایام ماہواری گزارے گی۔

ا۔ ابن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''(حیض کی اقل اور اکثر کوئی مدت مقرر نہیں) اس کی دلیل یہ ہے کہ شریعت میں حیض کا بیان بغیر تحدید کے ہوا ہے اور لغت میں اور شریعت میں اس کی کوئی حد نہیں ہے سو اس بارے میں عرف اور عادت کی طرف لوٹنا ہوگا۔ (چنانچہ عورتوں کے ہاں اس کی جو مدت معروف ہے، حیض کی وہی مدت ہوگئی)۔'' چنانچہ بعض عورتوں کو ایک دن حیض آتا ہے، بعض کو پندرہ دن، بعض کو صبح حیض آتا ہے اور شام کے وقت وہ حیض سے پاک ہو جاتی ہیں، بعض کو تین دن سے کم اور بعض کو دو دو سال حیض نہیں آتا۔ سو حیض کی مدت کا انحصار عورتوں کی عادت اور مزاج کا مرہون ہے جس کی جو عادت ہے وہی اس کی مدت حیض ہے۔'' ②

---

① موضوع: التذكرة في الأحاديث المشتهرة: ١/٧٠۔ التلخيص الحبير: ١١٢۔ المقاصد الحسنة: ٣٤٩۔ الفوائد المجموعة: ١٧۔ ابو عبداللہ بن مندہ کہتے ہیں: یہ روایت کسی طریق سے ثابت نہیں ہے۔ ابن جوزی کہتے ہیں: میں اس روایت سے واقف نہیں ہوں۔ نووی کہتے ہیں: یہ حدیث باطل ہے۔ بیہقی المعرفۃ والسنن میں بیان کرتے ہیں کہ اس روایت کو میں نے کتب حدیث میں بہت تلاش کیا لیکن مجھے اس کی کوئی سند نہیں ملی۔ التذكرة في الأحاديث المشتهرة: ١/٧٠۔

② تلخیص از مغنی ابن قدامة مع الشرح الكبير: ١/٣٥٤، ٣٥٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''حیض کی مدت کے بارے میں نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ثابت ہے اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے۔ مدت حیض کی تعیین کے لیے عورتوں کی عادت کی طرف رجوع کیا جائے گا۔'' ①

## حیض کے اختتام کی معرفت:

حیض کے اختتام کی صورت یہ ہے کہ جب عورت کو حیض کا خون آنا بند ہو جائے اور رحم سے خون اور مٹیالا یا زرد رنگ کے پانی کی مکمل طور پر بندش ہو جائے اور رحم سے خالص سفید رنگ کا مادہ خارج ہو تب عورت کو غسل حیض کرنا چاہیے۔ جب تک اس طرح کی واضح کیفیت نہ ہو عورت حائضہ ہی شمار ہوگی۔ دلائل حسب ذیل ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ﴾ [ البقرة : ٢٢٢ ]

''ان کے قریب نہ جاؤ، یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں۔''

۲۔ فاطمہ بنت منذر بیان کرتی ہیں کہ ہم سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی تربیت میں تھیں، چنانچہ ہم میں سے کسی کو حیض آتا پھر وہ پاک ہوتی اور غسل کر کے نماز پڑھ لیتی۔ پھر اسے تھوڑا سا زرد پانی آتا تو:

« فَتَأْمُرُنَا أَنْ نَعْتَزِلَ الصَّلَاةَ حَتَّى لَا نَرَى إِلَّا الْبَيَاضَ خَالِصًا » ②

''وہ (سیدہ اسماء) ہمیں حکم دیتی کہ ہم اس وقت تک نماز سے دور رہیں جب تک خالص سفیدی نہ دیکھ لیں۔''

۳۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

---

① مجموع فتاویٰ ابن تیمیة: ٦٢٣/٢١۔

② حسن: سنن دارمی: ٨٨٩۔ محمد بن اسحاق صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



«إِذَا رَأَتِ الدَّمَ فَلْتُمْسِكْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَرَى الطُّهْرَ أَبْيَضَ كَالْقَصَّةِ، ثُمَّ تَغْتَسِلْ وَ تُصَلِّي» ①

''جب عورت حیض کا خون دیکھے تو نماز سے رک جائے حتی کہ چونے کی طرح سفید طہر دیکھ لے، پھر غسل کرے اور نماز پڑھے۔''

## حیض کے بعد آنے والا زرد خون:

ایام ماہواری کی تکمیل اور انقطاع حیض کا یقین ہونے کے بعد اگر طہر کی مدت میں عورت کبھی زرد یا مٹیالے رنگ کا پانی دیکھے تو اسے طہر ہی شمار کرے، تذبذب میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

❁ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

«كُنَّا لَا نَعُدُّ الْكُدْرَةَ وَالصُّفْرَةَ شَيْئًا» ②

''حالت طہر میں ہم گدلے اور زرد خون کو کچھ بھی شمار نہیں کرتی تھیں۔''

## انقطاع حیض کے بعد جماع کا وقت:

انقطاع حیض کے بعد بیوی سے غسل سے پہلے ہم بستری مباح ہے یا غسل حیض کے بعد اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔

ا۔ امام شوکانی رحمہ اللہ بیان مختلف مذاہب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جمہور علماء کا موقف ہے کہ حائضہ عورت حیض کے انقطاع پر جب تک پانی سے غسل نہ کر لے خاوند کا اس سے وطی کرنا حلال نہیں۔ محمد بن کعب قرظی اور یحییٰ بن بکیر کہتے ہیں کہ جب عورت حیض سے پاک ہو اور پانی میسر نہ آنے کی صورت

---

① حسن: سنن دارمی: ۸۹۱۔ ارواء الغلیل: ۲۱۹/۱۔ سلیمان بن موسیٰ صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں۔
② صحیح بخاری: ۳۲۶۔ سنن أبی داوٗد: ۳۰۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں تیمّم کر لے تو خاوند کے لیے حلال ہے خواہ غسل نہ کرے۔ مجاہد اور عکرمہ کہتے ہیں: حیض کے انقطاع ہی سے عورت خاوند کے لیے حلال ہو جاتی ہے۔ ابوحنیفہ، ابو یوسف اور محمد کہتے ہیں: اگر حیض کے خون کی بندش دس دنوں کے بعد ہو تو خاوند کا اس کے غسل سے قبل وطی کرنا جائز ہے، لیکن اگر خون کی بندش دس دن سے پہلے ہو تو خاوند کے لیے اس مباشرت جائز نہیں جب تک وہ غسل نہ کر لے یا نماز کا وقت نہ گزر رے۔" ①

۲۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"یحییٰ بن بکیر مالکی اور ابوحنیفہ کے سوا تمام علماء کا اتفاق ہے کہ انقطاع حیض کے بعد عورت اپنے شوہر کے لیے اس وقت تک حلال نہیں ہوتی جب تک غسل نہ کر لے یا معذور ہے تو تیمّم نہ کر لے۔" ②

## راجح موقف:

جمہور علماء کا موقف راجح ہے کہ انقطاع حیض کے بعد عورت خاوند کے لیے غسل کرنے کے بعد حلال ہوگی یا اگر پانی موجود نہیں یا عورت کو کوئی بیماری لاحق ہے اور پانی کا استعمال ضرر کا باعث ہے تب تیمّم کر لے۔

❁ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۚ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ﴾ [ البقرة : ۲۲۲ ]

"اور تجھ سے حیض کے متعلق پوچھتے ہیں، کہہ دے وہ ایک طرح کی گندگی ہے، سو

---

① فتح القدیر للشوکانی : ۱/ ۲۵۹۔

② تفسیر ابن کثیر : ۱/ ۵۸۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حیض میں عورتوں سے علیحدہ رہو اور ان کے قریب نہ جاؤ، یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں پھر جب غسل کر لیں تو ان کے پاس آؤ جہاں سے اللہ نے حکم دیا ہے۔ بے شک اللہ ان سے محبت کرتا ہے جو بہت توبہ کرنے والے ہیں اور ان سے محبت کرتا ہے جو بہت پاک رہنے والا ہے۔"

## فوائد:

اس آیت میں دوران حیض بیویوں سے مباشرت حرام قرار دی گئی ہے اور انقطاع حیض پر غسل کرنے کے بعد بیویوں مباشرت کی اجازت دی ہے۔

۱۔ حافظ ابن جریر طبری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ حیض کے اوقات میں بیویوں سے جماع نہ کرو اور جب وہ حیض سے پاک ہو کر غسل کر لیں تو تب ان کے قریب جاؤ۔ نیز آیت میں مذکور لفظ " تَطَهَّرْنَ " کا معنی غسل کرنا ہے یعنی جب حائضہ عورتیں انقطاع حیض کے بعد پانی سے غسل کر کے اچھی طرح پاک ہو جائیں تب ان سے مباشرت کرو۔"[1]

۲۔ معروف مفسر قرآن مجاہد بن جبر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

((اَلْحَائِضُ إِذَا طَهُرَتْ مِنَ الدَّمِ لَا يَقْرَبُهَا زَوْجُهَا حَتَّى تَغْتَسِلَ ))[2]

" حائضہ عورت جب حیض کے خون سے پاک ہو تو اس کا خاوند اس وقت تک اس کے قریب نہ جائے جب تک وہ غسل نہ کر لے۔"

۳۔ محمد بن یوسف بیان کرتے ہیں کہ سفیان بن عینیہ سے پوچھا گیا: کیا انقطاع حیض کے

---

[1] تفسیر طبری: ٤/٣٨٥۔

[2] صحیح: سنن دارمی: ١١١٧۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بعد خاوند اپنی بیوی سے غسل کرنے سے پہلے جماع کرسکتا ہے؟ انھوں کہا: ''نہیں۔'' ①

۴۔ امام شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ تطہر کا معتبر معنی غسل کرنا ہے، حیض کی بندش نہیں۔ (لہٰذا بیوی غسل حیض کے بعد ہی خاوند کے لیے حلال ہوگی)۔ ②

۵۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''جب حیض کا خون رک جائے تو جب تک عورت غسل نہ کرلے شوہر اس سے مباشرت نہیں کرسکتا، اگر وہ غسل کرنے پر قادر ہے تو غسل کرے ورنہ تیمّم کرے (تب وہ خاوند کے لیے حلال ہوگی)۔ جیسا کہ جمہور علماء: مالک، احمد اور شافعی وغیرہ کا موقف ہے، اس بحث کے آخر میں لکھتے ہیں کہ جمہور کا موقف راجح اور قرین صواب ہے۔'' ③

## حالت حیض میں مباشرت کا کفارہ:

حالت حیض میں بیوی سے جماع کے کفارہ کے متعلق علماء کی مختلف آراء ہیں۔۱۔ ابن عباس، حسن بصری، سعید بن جبیر، قتادہ، اوزاعی، اسحاق اور احمد کا موقف ہے کہ حالت حیض میں جماع کا کفارہ دینار یا نصف دینا ہے۔۲۔ حسن بصری اور سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ اس صورت میں کفارہ گردن آزاد کرنا ہے۔۳۔ عطاء، ابن أبی ملیکہ، شعبی، نخعی، مکحول، زہری، ابو زناد، ربیعہ، حماد بن أبی سلیمان، ایوب سختیانی، سفیان ثوری، لیث بن سعد، ابوحنیفہ، شافعی اور جمہور علماء کا موقف ہے حالت حیض میں بیوی سے مباشرت کرنے والے پر کوئی کفارہ نہیں، اس پر توبہ اور استغفار واجب ہے۔ انھوں نے کفارہ حیض کے بارے میں مروی روایات کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ④

---

① صحیح: سنن دارمی: ۱۱۱۹۔ ② فتح القدیر للشوکانی: ۱/۲۵۹۔

③ مجموع فتاویٰ ابن تیمیة: ۲۱/ ۶۲۵، ۶۲۶۔

④ نیل الأوطار: ۱/ ۳۰۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حالت حیض میں مباشرت پر دینار یا نصف دینار کفارہ مقرر کرنے والوں کی دلیل درج ذیل روایات ہیں:

۱۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں، جو حالت حیض میں بیوی جماع کرے، فرمایا:

«يَتَصَدَّقُ بِنِصْفِ دِيْنَارٍ» ①

''وہ نصف دینار صدقہ کرے۔''

۲۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا كَانَ دَمًا أَحْمَرَ فَدِيْنَارٌ، وَإِذَا كَانَ دَمًا أَصْفَرَ فَنِصْفُ دِيْنَارٍ» ②

''(حالت حیض میں بیوی سے جماع کی صورت میں) اگر خون سرخ ہو تو (کفارہ) دینار اور اگر خون زرد ہو تو نصف دینار ہے۔''

۳۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

«إِذَا أَصَابَهَا فِي أَوَّلِ الدَّمِ فَدِيْنَارٌ، وَإِذَا أَصَابَهَا فِي انْقِطَاعِ الدَّمِ فَنِصْفُ دِيْنَارٍ» ③

''اگر حیض کے آغاز میں جماع کرے تو (کفارہ) دینار ہے اور اگر حیض کے اختتام پر جماع کرے تو نصف دینار کفارہ ہے۔''

---

① ضعیف: سنن أبي داوٗد: ٢٦٦۔ جامع ترمذی: ١٣٦۔ اس میں شریک بن عبداللہ قاضی کی تدلیس ہے اور خصیف کمزور راوی ہے۔

② ضعیف: جامع ترمذی: ١٣٧۔ سنن ابن ماجه: ٦٥٠۔ سنن بیهقی: ٣١٦/١۔ اس سند میں عبدالکریم بن ابی المخارق ضعیف راوی ہے۔ سنن أبي داوٗد: ٢٦٤۔ میں اسی مفہوم کی روایت ہے، وہ بھی باعتبار سند ضعیف ہے کیونکہ اس میں حکم بن عتبہ کی تدلیس ہے۔

③ ضعیف: سنن أبي داوٗد: ٢٦٥۔ ابوالحسن جزری مجہول راوی ہے۔ نیز اس مفہوم کی تمام روایات میں کلام ہے اور کوئی بھی روایت پایا ثبوت کو نہیں پہنچتی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## راجح موقف:

جمہور علماء کا موقف راجح ہے کہ حالت حیض میں بیوی سے جماع حرام ہے، لیکن اگر کوئی گناہ کا ارتکاب کر بیٹھے تو اس کا کفارہ توبہ اور استغفار ہے۔ دینار یا نصف دینار جرمانہ نہیں کیونکہ اس بارے میں مروی روایات ضعیف ہیں۔

❁ امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''اگر کوئی مسلمان حائضہ عورت سے جماع کی حلت کا عقیدہ رکھے تو وہ اس عقیدے سے کافر مرتد ہو جائے گا، لیکن اگر کوئی شخص اس عمل کو حرام جانے اور بھول کر، حیض کے بارے میں لاعلمی سے یا اس کی حرمت کے بارے میں جہالت سے یا مجبور کیے جانے پر حائضہ عورت سے مباشرت کر لے تو نہ اس پر کوئی گناہ ہے اور نہ کوئی کفارہ۔ لیکن اگر حیض کا علم ہونے اور اس کی حرمت کے بارے میں جاننے کے باوجود قصداً حائضہ عورت سے جماع کرے تو یہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوگا اور اس پر توبہ واجب ہے۔'' ①

## ایام حیض میں وقفے وقفے سے خون آنا:

اگر کسی عورت کے حیض کے معروف ایام ہیں اور ان کے پورا ہونے سے پہلے ایک یا دو دن کے لیے خون رک جائے تو وہ اسے طہر شمار نہیں کرے گی۔ بلکہ حیض کے پانچ، چھ، سات دن جتنی اس کی معروف عادت ہے ان کی تکمیل کے بعد ہی پاک ہوگی۔ اس لیے درمیان میں بندش حیض کے ایام کو طہر شمار نہیں کیا جائے گا۔

---

① شرح النووی: ۲۰۴/۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# نفاس کے احکام

## نفاس کی تعریف:

بچے کی ولادت یا اسقاط حمل کے بعد عورت کی شرمگاہ سے نکلنے والے خون کو نفاس کہا جاتا ہے۔[1]

## نفاس کی کم از کم مدت:

نفاس کی کم از کم مدت کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ سفیان ثوری اور شافعی بیان کرتے ہیں کہ نفاس کی کم از کم مدت کی کوئی حد نہیں ہے، یہ جب بھی طہر دیکھے غسل کر لے یہ پاک ہے۔ البتہ مستحب یہ ہے کہ خاوند چالیس دن کے بعد اس کے قریب نہ جائے، مالک اوزاعی اور ابو عبید کہتے ہیں کہ جب نفاس والی عورت خون نہ دیکھے تو غسل کر کے نماز پڑھے گی۔ محمد بن حسن اور ابو ثور کہتے ہیں کہ نفاس کی کم از کم مدت ایک گھڑی ہے اور ابو عبید کہتے ہیں کہ اس کی کم از کم مدت پچیس دن ہے۔[2]

ابو حنیفہ اور ابو یوسف کہتے ہیں کہ نفاس کی کم از کم مدت گیارہ دن ہے جیسے حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے۔ نفاس کی مدت میں ایک دن کا اضافہ حیض کی اکثر مدت

---

[1] فقه السنة : ۱/ ۸۰۔

[2] المغنی لابن قدامة مع الشرح الکبیر: ۱/ ۳۹۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے درمیان فرق کے لیے ہے اور امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کی کم از کم مدت تین دن ہے۔ ①

## راجح موقف:

راجح موقف یہ ہے کہ نفاس کی کم از کم کوئی مدت نہیں۔ نفاس والی عورت جب دیکھے کہ نفاس کا خون آنا مکمل طور پر بند ہو گیا ہے تو وہ غسل نفاس کر لے اور نماز وغیرہ دیگر شرعی احکام کا اہتمام کرے۔ نیز اس کا خاوند اس سے ہم بستری کر سکتا ہے۔ اب یہ طاہر عورتوں میں شمار ہو گی۔ کیونکہ نفاس کی کم از کم مدت کی کوئی شرعی حد متعین نہیں ہے۔ سو اس میں معتبر مدت نفاس کے خون کا انقطاع ہے۔

نیز وہ روایات جن میں منقول ہے کہ نفاس والی عورت کے چالیس دن سے پہلے پاک ہونے پر خاوند اس کے پاس نہیں جا سکتا ہے، ضعیف اور نا قابل احتجاج ہیں۔

۱۔ حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا عثمان بن أبی العاص رضی اللہ عنہ کی بیوی نفاس سے پاک ہوئی تو اس نے زیب و زینت اختیار کی۔ اس پر سیدنا عثمان بن أبی العاص رضی اللہ عنہما نے کہا:

(( أَلَمْ أُخْبِرْكِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنَا أَنْ نَعْتَزِلَ النُّفَسَاءَ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً )) ②

"کیا میں نے آپ کو بتایا نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم نفاس والی عورت سے چالیس دن الگ رہیں۔"

۲۔ سیدنا عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی بیوی نفاس سے تھی کہ وہ بیس دنوں کے بعد نفاس سے پاک ہو گئی، اس نے غسل کیا اور ان کے بستر پر آ گئی تو انھوں نے پوچھا:

---

① نیل الأوطار: ۱/ ۳۰۵۔

② ضعیف جدًا: سنن دارقطنی: ۸۵٤۔ ابوبکر ہذلی متروک راوی ہے اور حسن بصری کی تدلیس ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کیا معاملہ ہے؟ اس نے کہا: میں نفاس سے پاک ہوگئی ہوں۔ انھوں نے اسے پاؤں مارا اور کہا:

«إِلَيْكِ عَنِّي فَلَسْتِ بِالَّذِي تُعْزِبُنِي عَنْ دِينِي حَتَّى تَمْضِيَ لَكِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً» ①

''مجھ سے پرے چلی جا حتیٰ کہ چالیس دن گزار لے۔ تو مجھے میرے دین سے دور نہیں کر سکتی۔''

## نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت:

نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت کے بارے میں علماء کی مختلف آراء ہیں۔

❖ امام شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''علماء کا نفاس کی اکثر مدت پر اختلاف ہے۔ سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدہ عائشہ، سیدہ ام سلمہ، عطاء، ثوری، شعبی، مزنی، احمد بن حنبل، مالک، ہادی، قاسم، ناصر، مؤید باللہ اور ابو طالب (جمہور علماء) کا موقف ہے کہ نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے، شافعی کے دو قول ہیں۔ ۱۔ اکثر مدت ستر دن ہے۔ ۲۔ اکثر مدت ساٹھ دن ہے۔ حسن بصری کے نزدیک نفاس کی اکثر مدت پچاس دن ہے اور امامیہ کہتے ہیں کہ اس کی اکثر مدت بیس سے تیئیس دن ہے۔'' ②

## راجح موقف:

جمہور علماء کا موقف راجح ہے کہ نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے۔ دلائل حسب ذیل ہیں:

---

① ضعیف جدًا: سنن دارقطنی: ۸۵۹۔ سنن دارمی: ۹۹۶۔ ارواء الغلیل: ۲۲۷/۱۔ ہشام بن حسان کی تدلیس اور جلد بن ایوب متروک راوی ہے۔

② نیل الأوطار: ۳۰۴/۱، ۳۰۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۱۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

(( اَلنُّفَسَاءُ تَجْلِسُ نَحْوًا مِنْ أَرْبَعِينَ يَوْمًا )) ①

''نفاس والی عورت چالیس دن کے قریب بیٹھا کرتی تھی۔''

۲۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

(( النُّفَسَاءُ تَنْتَظِرُ نَحْوًا مِنْ أَرْبَعِينَ )) ②

''نفاس والی عورت چالیس دن کے قریب انتظار کیا کرتی تھی۔''

## فوائد:

۱۔ امام ترمذی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: صحابہ، تابعین اور سلف کا اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ نفاس والی عورت چالیس دن نماز چھوڑے رکھے گی۔ البتہ اگر اس سے پہلے پاکی دیکھ لے تو غسل کر کے نماز پڑھے گی اور اگر چالیس دن کے بعد نفاس کا خون دیکھے تو اکثر اہل علم کا موقف ہے کہ وہ چالیس دن کے بعد نماز ترک نہ کرے (اسے استحاضہ کا خون سمجھے) اکثر فقہاء اسی موقف کے قائل ہیں۔'' ③

۲۔ شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''دلیل کے لحاظ سے قوی ترین موقف یہ ہے کہ نفاس کی اکثر مدت چالیس دن اور کم از کم مدت کی کوئی حد متعین نہیں۔ چنانچہ جونہی نفاس کا خون آنا بند ہو تو وہ غسل کر کے نماز شروع کر دے۔'' ④

نیز مدت نفاس کی اکثر مدت کے بارے میں مروی تمام مرفوع روایات ضعیف ہیں۔

---

① صحیح: سنن دارمی: ۹۹۷۔

② صحیح: سنن دارمی: ۹۹۸۔

③ جامع ترمذی: تحت حدیث: ۱۳۹۔

④ عون المعبود: ۳٤٦/۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## مدت نفاس اور بے اعتدالی:

گزشتہ بحث سے معلوم ہوا کہ نفاس کی کم از کم مدت کی کوئی حد نہیں اور زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے۔ چنانچہ نفاس کا خون رک جائے تو نفاس والی عورت کو مدت نفاس میں ازخود طول نہیں دینا چاہیے، بلکہ خون کے انقطاع کے ساتھ ہی غسل کا اہتمام کر کے نماز وغیرہ کا اہتمام کرنا چاہیے۔ لیکن ہمارے معاشرے میں عورتوں کے ذہن میں یہ بات راسخ ہو چکی ہے کہ بچے کی ولادت کے بعد کم از کم سوا مہینا نفاس کی مدت پوری کرنا لازم ہے پھر غسل کر کے پاک ہوگی۔ اگر کوئی عورت سوا مہینا گزارنے سے پہلے نفاس کا خون بند ہونے پر غسل کر لے تو اس عمل کو معیوب سمجھا جاتا ہے اور ایسی عورت کے متعلق منفی پروپیگنڈہ کیا جاتا اور طرح طرح کے طعنے دیے جاتے ہیں۔ یہ روش جہالت کا شاخسانہ اور دینی تعلیمات سے دوری کا نتیجہ ہے۔ شرعی تعلیمات کی رو سے پندرہ، بیس، پچیس دن کے بعد یا اس سے کم وبیش مدت میں جس عورت کو نفاس کا خون آنا بند ہو جائے تو اسے فوراً غسل کر کے نماز کا اہتمام ضرور کرنا چاہیے۔ ورنہ خون کے انقطاع کے بعد جو نمازیں چھوڑے گی، اس کی وجہ سے وہ گناہ گار ہوگی اور ترک نماز اور سنت کی مخالفت کی وجہ سے اسے سخت خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ دوسری طرف اگر نفاس کا خون جاری ہو تب بھی سوا مہینے کے بعد غسل کر کے پاک ہونا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ اس رویے میں بھی نظر ثانی کی ضرورت ہے کیونکہ غسل نفاس نفاس کے اختتام پر مشروع ہے، جس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے۔

## چالیس دن کے بعد خون آئے تو:

اگر چالیس دن کے بعد بھی نفاس والی عورت کا خون جاری رہے تو یہ استحاضہ کا خون ہے، اسے مزید غسل میں تاخیر کرنے اور نمازیں چھوڑنے کی رخصت نہیں ہے۔ کیونکہ نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## نفاس کے احکام اور احکام حیض:

حیض و نفاس کی قلیل و کثیر مدت میں فرق ہے، اس کے علاوہ حیض و نفاس کے احکام مشترک ہیں۔ چنانچہ حالت حیض میں عورت کے لیے جو کام ممنوع اور حرام ہیں وہ چیزیں حالت نفاس میں ممنوع اور حرام ہیں اور جو احکام حالت حیض میں مباح اور مندوب ہیں وہ حالت نفاس میں بھی مسنون و مندوب ہیں۔ امام شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: علماء کا اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ نفاس کا حکم حلال و حرام اور مکروہ و مندوب احکام میں حیض کی مثل ہے۔ ①

## حیض و نفاس میں ممنوع کام:

حیض و نفاس میں عورت پر درج ذیل کام ممنوع ہیں۔ نماز، روزہ، طواف بیت اللہ، مباشرت اور مسجد میں داخل ہونا۔

## ۱،۲۔ نماز و روزہ کی ممانعت:

حیض و نفاس میں عورت سے نماز و روزہ کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔ دلائل حسب ذیل ہیں۔

۱۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ، فَذَلِكَ نُقْصَانُ دِيْنِهَا )) ②

"کیا ایسا نہیں ہے کہ جب عورت حائضہ ہوتی ہے تو نہ وہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے؟ (حالت حیض میں نماز و روزہ ترک کرنا) اس کے دین کے نقص کی دلیل ہے۔"

۲۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

---

① نیل الأوطار: ۱/۳۰۵۔

② صحیح بخاری: ۱۹۵۱۔ صحیح مسلم: ۷۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آئیں اور عرض کی: یارسول اللہ! میں مستحاضہ عورت ہوں، میں پاک نہیں رہتی کیا میں (استحاضہ کی وجہ سے) نماز چھوڑ دوں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَا إِنَّ ذَلِكِ عِرْقٌ، وَلَكِنْ دَعِي الصَّلَاةَ قَدْرَ الْأَيَّامِ الَّتِي كُنْتِ تَحِيضِينَ فِيهَا، ثُمَّ اغْتَسِلِي وَصَلِّي)) ①

''نہیں، یہ ایک رگ (کا خون) ہے، یہ حیض نہیں ہے۔ چنانچہ جو ایام تو حیض کے گزارہ کرتی تھی ان کے برابر نماز چھوڑ دے، پھر غسل کر اور نماز پڑھ۔''

حیض سے فارغ ہونے کے بعد عورت پر روزوں کی قضا لازم آتی ہے، حالت حیض میں چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا نہیں ہے۔ لہٰذا حیض سے فراغت کے بعد اسے فوت شدہ روزوں کی قضا دینی چاہیے۔

۱۔ معاذہ رحمہا اللہ کہتی ہیں کے ایک عورت نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ'' کیا ہم میں کوئی عورت حیض سے پاک ہوکر (حیض میں چھوڑی گئی) نماز کی قضا دے گی۔'' اس پر انھوں نے کہا:

((أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ؟ كُنَّا نَحِيضُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يَأْمُرُنَا بِهِ أَوْ قَالَتْ: فَلَا نَفْعَلُهُ)) ②

''کیا تو حروریہ (خارجی نظریات رکھنے والی) ہے؟ ہم نبی ﷺ کے دور میں حائضہ ہوتیں لیکن آپ ہمیں (حیض میں چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا کا) حکم نہیں دیتے تھے۔'' یا انھوں نے کہا کہ ہم نماز کی قضا نہیں دیتی تھیں۔''

۲۔ معاذہ رحمہا اللہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا: کیا وجہ ہے عورت (حیض میں فوت شدہ) روزوں کی قضا دیتی ہے اور نمازوں کی قضا نہیں دیتی؟'' انھوں

---

① صحیح بخاری: ۳۲۵۔ صحیح مسلم: ۳۳۳۔
② صحیح بخاری: ۳۲۱۔ صحیح مسلم: ۳۳۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نے کہا: کیا تو حروریہ ہے؟'' میں نے کہا کہ میں حروریہ نہیں ہوں، بلکہ (اس مسئلہ کے بارے میں) سوال کر رہی ہوں۔'' انھوں نے بیان کیا:

«كَانَ يُصِيبُنَا ذَلِكَ، فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ، وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ» ①

''ہمیں حیض آتا تو ہم روزے کی قضا کا حکم دی جاتی تھیں اور نماز کی قضا کا حکم نہیں دی جاتی تھیں۔''

## ۳۔ بیت اللہ کا طواف کرنا:

حیض و نفاس والی عورت دوران حج بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکتی، باقی ارکان حج کی ادائیگی جاری رکھے اور حیض سے پاک ہونے کے بعد طواف دہرا لے۔

❖ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ نکلے جب کہ ہم حج ہی کا ارادہ کرتے تھے، چنانچہ جب ہم سرف مقام پر پہنچے تو میں حائضہ ہو گئی۔ پھر نبی ﷺ میرے پاس آئے تو میں رو رہی تھی۔ آپ نے پوچھا: ''کیا تو حائضہ ہو گئی ہے؟'' میں نے عرض کی: ''ہاں۔'' آپ نے فرمایا:

«إِنَّ هَذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ، فَاقْضِي مَا يَقْضِي الْحَاجُّ، غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَغْتَسِلِي» ②

''یہ تو ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں پر لکھ دی ہے۔ تو وہ اعمال ادا کر جو حاجی ادا کرتا ہے، البتہ بیت اللہ کا طواف نہ کر جب تک تو غسل نہ کر لے۔''

---

① صحیح مسلم: ۳۳۵۔

② صحیح بخاری: ۳۰۵۔ صحیح مسلم: ۱۲۱۱۔ سنن أبی داؤد: ۱۷۸۲۔ سنن نسائی: ۲۹۰۔ سنن ابن ماجه: ۲۹۶۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## ۳۔ حیض ونفاس میں مباشرت کرنا:

حیض ونفاس میں بیوی سے مباشرت کرنا ناجائز ہے، لہٰذا ان عوارض میں خاوند بیوی سے جنسی ملاپ کے علاوہ اس کے ساتھ سوسکتا، لیٹ سکتا اور مباشرت کے علاوہ باقی جسم سے تلذذ کرسکتا ہے۔ دلائل حسب ذیل ہیں۔

۱۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ﴾ [ البقرة : ٢٢٢ ]

''اور تجھ سے حیض کے متعلق پوچھتے ہیں، کہہ دے وہ ایک طرح کی گندگی ہے، سو حیض میں عورتوں سے علیحدہ رہو اور ان کے قریب نہ جاؤ، یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں۔''

۲۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَنْ أَتَى حَائِضًا، أَوِ امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا، أَوْ كَاهِنًا، فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ » ①

''جس نے حائضہ عورت سے مباشرت کی، یا عورت کی پشت میں صحبت کی یا کسی کاہن کے پاس گیا اور اس کی بات کو سچ مان لیا تو اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کردہ شریعت کے ساتھ کفر کیا۔''

۳۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہود جب ان میں کوئی عورت حائضہ ہوتی تو نہ وہ اس کے ساتھ مل کر کھاتے تھے اور نہ ان کے ساتھ گھر میں ایک ساتھ رہتے تھے۔

---

① حسن: سنن أبي داوٗد: ٣٩٠٤۔ جامع ترمذی: ١٣٥۔ سنن ابن ماجه: ٦٣٩۔ حکیم اثرم صدوق اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (اس مسئلہ کے بارے میں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ﴿وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ ۙ﴾ [البقرة: ۲۲۲] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ۔ اور آپ نے فرمایا:

«اِصْنَعُوْا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا النِّكَاحَ» ①

''تم (حائضہ عورت سے) جماع کے علاوہ سب کچھ کر سکتے ہو۔'' یہ بات یہودیوں کو پہنچی تو انھوں نے کہا: ''یہ آدمی ہمارے دین میں سے ہر حکم کی مخالفت کرنا چاہتا ہے۔''

## ۴۔ مسجد میں داخل ہونا:

حیض و نفاس والی عورت مسجد میں داخل نہیں ہو سکتی، البتہ مسجد کے علاوہ باہر جانے کا کوئی اور راستہ نہ ہو تو مجبوری کی اس صورت میں گزرگاہ کے طور پر مسجد سے گزرنا مباح ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ان گھروں کے رخ مسجد سے پھیر لو، کیونکہ میں حائضہ اور جنبی کے لیے مسجد حلال قرار نہیں دیتا۔'' ②

## حیض و نفاس میں مباح کام:

حیض و نفاس میں درج ذیل امور مباح ہیں، جنھیں حیطۂ عمل میں لانے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔

---

① صحیح مسلم: ۳۰۲۔ سنن أبی داؤد: ۲۵۸۔ جامع ترمذی: ۲۹۷۷۔ سنن ابن ماجه: ٦٤٤۔

② حسن: سنن أبی داؤد: ۲۳۲۔ صحیح ابن خزیمة: ۱۳۲۷۔ افلت بن قیس صدوق اور جسرہ بن دجاجہ حسن الحدیث راویہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## ۱۔ قرآن پکڑ کر تلاوت کرنا:

حائضہ اور نفاس والی عورت قرآن پکڑ کر تلاوت کر سکتی اور اپنے تلاوت قرآن کے معمول کو برقرار رکھ سکتی ہیں۔ دلائل جنبی، حائضہ اور بے وضو شخص کا تلاوت کرنا کے تحت ملاحظہ کریں۔

## زبانی تلاوت کرنا:

حائضہ اور نفاس والی عورت قرآن کریم کی تلاوت کر سکتی ہے، دلائل جنبی، حائضہ اور بے وضو شخص کا تلاوت کرنا کے تحت ملاحظہ کریں۔

## ۳۔ سجدہ تلاوت کرنا:

حیض و نفاس والی عورت تلاوت کے دوران سجدہ کی آیت پڑھے یا آیت سجدہ سنے تو سجدہ تلاوت کر سکتی ہے، کیونکہ سجدہ تلاوت کے لیے حیض ونفاس سے پاک ہونا یا طہارت سے متصف ہونا شرط نہیں۔

❁ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ''نبی اکرم ﷺ نے سورہ نجم (کی تلاوت کے وقت) سجدہ کیا اور آپ ﷺ کے ساتھ مسلمانوں، مشرکوں اور جن وانس نے سجدہ کیا۔''[1]

### فائدہ:

یہ حدیث دلیل ہے کہ سجدہ تلاوت کے لیے حدث اصغر و اکبر سے پاک ہونا ضروری نہیں، کیونکہ حاضرین میں مسلمانوں کے باوضو ہونے اور مشرکین کے جنابت سے پاک ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ سو بے وضو شخص سمیت جنبی و حائضہ سجدہ تلاوت کر

---

[1] صحیح بخاری: ۱۰۷۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سکتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث سے بے وضو شخص کے لیے سجدہ تلاوت کے جواز کی دلیل لی ہے۔

## ۳۔ امور خانہ داری انجام دینا:

حیض و نفاس والی عورت خاوند کے ساتھ معاشرت اختیار کرے گی اور کھانا پکانے سمیت تمام امور خانہ داری انجام دے سکتی ہے۔

❁ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہود جب ان میں کوئی عورت حائضہ ہوتی تو نہ وہ اس کے ساتھ مل کر کھاتے تھے اور نہ ان کے ساتھ گھر میں ایک ساتھ رہتے تھے۔ چنانچہ صحابہ کرام نے (اس مسئلہ کے بارے میں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ﴿وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ ۙ﴾ [ البقرة : ۲۲۲ ] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اِصْنَعُوْا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا النِّكَاحَ »

"تم (حائضہ عورت سے) جماع کے علاوہ سب کچھ کر سکتے ہو۔" یہ بات یہودیوں کو پہنچی تو انھوں نے کہا: "یہ آدمی ہمارے دین میں سے ہر حکم کی مخالفت کرنا چاہتا ہے۔"[1]

یہ حدیث دلیل ہے کہ عورت گھر کے امور خانہ داری انجام دے سکتی ہے، اس کے لیے کھانا تیار کرنا، خاوند کو کھانا کھلانا جائز و مباح عمل ہے۔

## ۴۔ حائضہ کا جھوٹا:

حائضہ کا جھوٹا پاک ہے، سو خاوند بیوی کا بچا ہوا کھانا یا مشروب استعمال کر سکتا ہے۔

---

[1] صحيح مسلم: ۳۰۲۔ أبو داؤد: ۲۵۸۔ جامع ترمذی: ۲۹۷۷۔ سنن ابن ماجه: ٦٤٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں:

« كُنْتُ أَشْرَبُ وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ، فَيَشْرَبُ، وَأَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ »[1]

''میں پانی پیتی جب کہ میں حائضہ ہوتی پھر میں وہ پانی آپ کو دیتی اور آپ اپنا منہ میرے منہ والی جگہ پر رکھتے پھر پانی پیتے۔ میں حالت حیض میں ہڈی والی بوٹی سے گوشت نوچتی پھر میں وہ نبی ﷺ کو دیتی اور آپ اپنا منہ میرے منہ والی جگہ پر رکھتے۔'' (پھر وہ بوٹی کھاتے)۔

**فائدہ:**

امام شوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث دلیل ہے کہ حائضہ کا تھوک اور ماکول ومشروب میں سے جھوٹا بلا اختلاف پاک ہے۔[2]

## ۵۔ خاوند کی خدمت کرنا:

حائضہ اور نفاس والی عورت باقی ایام کی طرح ایام حیض و نفاس میں بھی خاوند کی خدمت جاری رکھے اور خاوند کی کوتاہی کا مرتکب نہ ہو۔ حالت حیض و نفاس میں خاوند کی خدمت کرنے کے جواز کے دلائل درج ذیل ہیں۔

۱۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں حالت حیض میں رسول اللہ ﷺ کے کنگھی کیا کرتی تھی۔''[3]

---

[1] صحیح مسلم: ۳۰۰۔ سنن أبی داوٗد: ۲۵۹۔ سنن ابن ماجه: ۶۴۳۔

[2] نیل الاوطار: ۳۴۹/۱۔

[3] صحیح بخاری: ۲۹۵۔ صحیح مسلم: ۲۹۷/۱۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ ہشام بن عروہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عروہ رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا: ''کیا حائضہ میری خدمت کرسکتی ہے اور کیا بیوی حالت جنابت میں میرے قریب ہوسکتی ہے؟'' عروہ رحمہ اللہ نے کہا: ''میرے لیے تو یہ مسائل معمولی ہیں اور حائضہ وجنبی بیوی میری خدمت کرتی ہے اور ان عوارض میں بیوی سے خدمت لینے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ مجھے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ وہ حالت حیض میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کنگھی کیا کرتی تھیں جب کہ آپ مسجد میں معتکف تھے۔ آپ ان کے قریب اپنا سر کرتے، وہ اپنے حجرے میں ہوتیں اور وہ حالت حیض میں آپ کو کنگھی کرتی تھیں۔''[1]

## ۶۔ حائضہ کا خاوند کے ساتھ لیٹنا بیٹھنا:

حیض ونفاس میں عورت جسمانی لحاظ سے پاک صاف ہے، لہٰذا دوران حیض خاوند بیوی کے ساتھ ایک بستر میں لیٹ سکتا اور اس کی گود میں سر رکھ سکتا ہے۔

۱۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چادر میں لیٹی تھی کہ میں حائضہ ہوگئی، میں کھسک کر اس چادر سے نکلی اور اپنے حیض کے کپڑے پہن لیے۔ آپ نے پوچھا: ''کیا تو حائضہ ہوگئی ہے؟'' میں نے عرض کیا: ''ہاں،'' پھر آپ نے مجھے بلایا اور میں آپ کے ساتھ چادر میں لیٹ گئی۔''[2]

۲۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت حیض میں میرے ساتھ لیٹتے تھے اس حال میں کہ میرے اور آپ کے درمیان (حیض کا) کپڑا ہوا کرتا تھا۔''[3]

---

[1] صحیح بخاری:۲۹۶۔
[2] صحیح بخاری: ۳۲۳۔ صحیح مسلم:۲۹۶۔
[3] صحیح مسلم :۲۹۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## فوائد:

امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ان احادیث سے کئی مسائل ثابت ہوتے ہیں۔

۱۔ حائضہ کے ساتھ سونا اور اس کے ساتھ ایک لحاف میں لیٹنا جائز ہے بشرطیکہ دونوں میں ایسا کپڑا حائل، جو بیوی کے گھٹنوں سے لے کر ناف تک جلد سے جلد ملنے یا شرم گاہ کے ملاپ سے رکاوٹ ہو۔ علماء بیان کرتے ہیں کہ حائضہ کے ساتھ لیٹنا، اس سے بوس و کنار کرنا اور ناف سے اوپر اس سے تلذذ کرنے میں کوئی کراہت نہیں۔۲۔ حائضہ عورت کا مائع چیزوں میں ہاتھ داخل کرنا مکروہ نہیں۔۳۔ حائضہ عورت کا خاوند یا محرم رشتہ دار کا سر دھونا اور کنگھی کرنا ناپسندیدہ نہیں۔۴۔ حائضہ کا روٹی پکانا اور آٹا گوندھنا مکروہ نہیں۔۵۔ عورت کا جھوٹا اور پسینہ پاک ہیں۔ یہ تمام مسائل بالاتفاق جائز ہیں۔'' ①

## ۷۔ حائضہ کی گود میں لیٹنا:

حائضہ کی گود میں لیٹنا اور گود میں لیٹ کر ذکر و اذکار کرنا اور قرآن کی تلاوت کرنا جائز ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں ٹیک لگاتے جب کہ میں حائضہ ہوتی پھر آپ قرآن کی تلاوت کرتے تھے۔'' ②

## فائدہ:

❁ امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث دلیل ہے کہ حائضہ کی گود میں ٹیک لگا کر قرآن پڑھنا اور نجاست والی جگہ کے قریب قرآن کی تلاوت کرنا جائز ہے۔ ③

---

① شرح النووی : ۲۷۰/۳۔ ② صحیح بخاری : ۲۹۷۔ صحیح مسلم: ۳۰۱۔

③ شرح النووی :۲۱۱/۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## ۸۔ جنسی ملاپ کے سوا ازدواجی تعلقات قائم کرنا:

حیض ونفاس میں خاوند بیوی سے جنسی ملاپ اور شب باشی کے سوا اس کے باقی جسم سے لذت حاصل کرسکتا ہے۔ دوران حیض ونفاس بیوی سے صرف جنسی ملاپ حرام ہے، اس کے ساتھ سونا، لیٹنا، معانقہ کرنا اور شرمگاہ کے سوا باقی جسم سے لطف اٹھانا جائز ہے۔ نیز بیوی سے تلذذ کے وقت عورت شرمگاہ پر کوئی لنگوٹ، انڈرویئر یا کوئی کپڑا وغیرہ باندھ لے کہ حیض کے خون سے بچا جا سکے اور حیض کے خون کی نجاست سے عورت یا مرد کے کپڑے یا جسم نجس نہ ہوں۔ نیز یہ رخصت اس شخص کے لیے جو جذبات پر قابو رکھ سکے اور جوش جذبات میں عورت سے دخول کر کے کبیرہ گناہ کا مرتکب نہ ہو۔ جو جذبات پر قابو نہ رکھ سکے اسے اس رخصت سے گریز کرنا چاہیے۔

۱۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہود جب ان میں کوئی عورت حائضہ ہوتی تو نہ وہ اس کے ساتھ مل کر کھاتے تھے اور نہ ان کے ساتھ گھر میں ایک ساتھ رہتے تھے۔ چنانچہ صحابہ کرام نے (اس مسئلہ کے بارے میں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ﴿وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ ۙ﴾ [البقرة: ۲۲۲] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ۔ اور آپ نے فرمایا:

(( اِصْنَعُوْا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا النِّكَاحَ ))

"تم (حائضہ عورت سے) جماع کے علاوہ سب کچھ کر سکتے ہو۔" یہ بات یہودیوں کو پہنچی تو انھوں نے کہا: "یہ آدمی ہمارے دین میں سے ہر حکم کی مخالفت کرنا چاہتا ہے۔"[1]

۲۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ "جب ہم میں سے کوئی حائضہ ہوتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] صحيح مسلم: ۳۰۲۔ سنن أبي داوٗد: ۲۵۸۔ جامع ترمذی: ۲۹۷۷۔ سنن ابن ماجه: ٦٤٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس سے مباشرت کرنا چاہتے تو اسے آغاز حیض میں تہہ بند باندھنے کا حکم دیتے پھر اس سے مباشرت کرتے۔'' وہ بیان کرتی ہیں: ''تم میں سے اپنی خواہش پر کون اس طرح قابو پا سکتا ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ اپنی خواہش پر قابو رکھتے تھے۔'' ①

۳۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تہہ بند کے اوپر سے اپنی بیویوں سے مباشرت کیا کرتے تھے جب کہ وہ حائضہ ہوتی تھیں۔'' ②

## فوائد:

❁ امام نووی رحمہ اللہ ان احادیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''بیوی سے مباشرت کی کئی اقسام ہیں ان میں سے ایک قسم عورت کی شرمگاہ میں جماع کرنا ہے۔ یہ صورت قرآن وسنت کے صریح دلائل کی رو سے حالت حیض میں بالاجماع حرام ہے۔ شافعیہ کہتے ہیں: اگر کوئی مسلمان شخص حیض میں بیوی کی شرمگاہ میں جماع کی حلت کا عقیدہ رکھے تو کافر مرتد ہو جائے گا۔ اگر وہ اس کی حلت کے عقیدہ کے برعکس اس فعل کا ارتکاب کرے اور وہ حیض کے وجود سے لاعلم ہو یا بھول گیا ہو یا حیض میں مباشرت کی حرمت سے جاہل ہو یا حالت حیض میں مباشرت پر مجبور کیا گیا ہو تو اس پر نہ کوئی گناہ ہے اور نہ کوئی کفارہ ہے۔ لیکن جو حیض کا علم ہونے پر، اس کی حرمت کا علم ہونے پر اختیاری طور پر جان بوجھ کر حائضہ عورت سے جماع کرے تو وہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو گا۔ امام شافعی نے نص بیان کی ہے کہ یہ عمل کبیرہ گناہ ہے اور ایسے شخص پر توبہ واجب ہے۔ مباشرت کی دوسری قسم یہ ہے کہ حائضہ عورت کی شرمگاہ اور دبر میں مباشرت کے سوا جسم کے باقی حصے سے تلذذ کیا جاسکتا ہے، یہ رخصت اس شخص کے لیے ہے جو

---

① صحیح بخاری: ۳۰۲۔ صحیح مسلم: ۲۹۴۔

② صحیح بخاری: ۳۰۳۔ صحیح مسلم: ۲۹۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تقویٰ یا شہوت کی کمزوری کی وجہ سے دخول سے بچ سکتا ہے۔ ①

## ۹۔ نماز عیدین میں شریک ہونا:

حائضہ اور نفاس والی عورتوں کا عیدین میں عیدگاہ میں حاضری دینا ضروری ہے۔ البتہ وہ عیدگاہ میں جائے نماز سے الگ رہیں۔

۱۔ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

«كُنَّا نُؤْمَرُ أَنْ نَخْرُجَ يَوْمَ العِيدِ حَتَّى نُخْرِجَ البِكْرَ مِنْ خِدْرِهَا، حَتَّى نُخْرِجَ الحُيَّضَ، فَيَكُنَّ خَلْفَ النَّاسِ، فَيُكَبِّرْنَ بِتَكْبِيرِهِمْ، وَيَدْعُوْنَ بِدُعَائِهِمْ يَرْجُوْنَ بَرَكَةَ ذَلِكَ اليَوْمِ وَطُهْرَتَهُ» ②

''ہمیں عید کے دن (عیدگاہ میں) جانے کا حکم دیا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ ہم دوشیزہ کو اس کی خلوت گاہ سے نکالتیں اور حائضہ عورتوں کو بھی نکالتیں تھیں۔ حائضہ عورتیں لوگوں کے پیچھے ہوتیں، وہ ان کی تکبیرات کے ساتھ تکبیرات کہتیں اور ان کی دعا کے ساتھ دعا کرتی تھیں اور اس دن کی برکت اور پاکی کی امید کرتی تھیں۔''

۲۔ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

« أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُخْرِجَ فِي الْعِيْدَيْنِ الْعَوَاتِقَ، وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ، وَأَمَرَ الْحُيَّضَ أَنْ يَعْتَزِلْنَ مُصَلَّى الْمُسْلِمِيْنَ » ③

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جوان عورتوں اور پردہ نشین دوشیزاؤں کو عیدین میں لے جانے کا حکم دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حائضہ عورتوں کو حکم دیا کہ وہ مسلمانوں کے جائے نماز سے دور رہیں۔''

---

① ملخص از شرح النووی: ۲۰۴/۳۔
② صحیح بخاری: ۹۷۱۔ صحیح مسلم: ۸۹۰۔ سنن أبی داؤد: ۱۱۳۸۔
③ صحیح بخاری: ۹۷۴۔ صحیح مسلم: ۸۹۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# استحاضہ کے احکام

## استحاضہ کی تعریف:

حیض ونفاس کے اوقات کے علاوہ یا حیض ونفاس سے متصل بعد عورت کی شرمگاہ سے معمول سے ہٹ کر خون جاری ہونا، استحاضہ ہے۔ استحاضہ ایک (عاذل نامی) رگ کے کٹنے سے لاحق ہوتا ہے۔ اس حالت میں بہنے والے خون کا رنگ سرخ ہوتا ہے اور جب تک رگ استحاضہ مندمل نہ خون رکتا نہیں ہے۔ ①

## استحاضہ کا حکم:

علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ مستحاضہ عورت پاک ہے، اس پر نماز اور روزہ ممنوع نہیں ہے۔ (نیز یہ خاوند کے لیے بھی حلال ہے)۔ ②

## استحاضہ میں مبتلا عورتوں کی کیفیات:

استحاضہ کے مرض میں مبتلا عورتوں کی تین کیفیات ہیں۔

## پہلی کیفیت:

''وہ عورتیں استحاضہ کا مرض لاحق ہونے سے قبل جنھیں ایام حیض کی پہچان ہو چکی

---

① صحيح فقه السنة : ١/٢١٦۔

② صحيح فقه السنة: ١/٢١٦۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے۔ استحاضہ کا مرض لاحق ہونے کے بعد ایسی عورتیں اپنے مخصوص ایام ماہواری کو حیض شمار کریں گی اور باقی ایام میں بہنے والا خون استحاضہ ہوگا۔ چنانچہ ایسی عورت ایام حیض کے ماسوا ایام میں نماز اور دیگر شرعی اعمال انجام دیں گی۔"

## دوسری کیفیت:

استحاضہ کا مرض لاحق ہونے کے وقت اس کے ایام ماہواری کی کوئی خاص روٹین اور معمول نہیں تھا۔ یہ اس لیے کہ یا تو وہ اپنے ایام حیض کا معمول بھول چکی ہے یا بالغ ہوتے ہی استحاضہ کے مرض سے دو چار ہوگئی۔ ایسی عورت حیض اور استحاضہ کے خون کی رنگت، بو اور گاڑھے پن اور پتلے پن کو دیکھ کر فیصلہ کرے گی۔ چنانچہ حیض کے خون کا دورانیہ گزرنے کے بعد یہ غسل کر کے پاک ہو جائے گی اور باقی ایام میں شرعی احکام پر عمل پیرا ہو گی۔

## مستحاضہ عورت کے غسل کی کیفیات:

استحاضہ عورت کا باقی عورتوں کی طرح حیض سے فارغ ہونے کے بعد غسل کرنا واجب ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا استحاضہ کے عارضہ میں مبتلا تھیں، اس نے اس بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

«ذَلِكَ عِرْقٌ وَ لَيْسَتْ بِحَيْضَةٍ، فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ وَ إِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِي وَ صَلِّي» [1]

"یہ ایک رگ (کا خون) ہے حیض نہیں ہے۔ چنانچہ جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دے اور جب حیض ختم ہو جائے تو غسل کر اور نماز پڑھ۔"

یہ حدیث دلیل ہے کہ مستحاضہ عورت کے لیے حیض کے اختتام پر غسل واجب ہے اس

---

[1] صحیح بخاری: ۳۲۰۔ صحیح مسلم: ۳۳۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے علاوہ استحاضہ کی وجہ سے اس پر غسل واجب نہیں ہے۔ امام نووی بیان کرتے ہیں:

"مستحاضہ عورت پر حیض کے اختتام پر ایک ہی مرتبہ غسل واجب ہے اس کے علاوہ کسی نماز کے لیے یا کسی وقت کے لیے غسل واجب نہیں ہے۔ سلف و خلف میں سے جمہور علماء کا یہی موقف ہے اور سیدنا علی، سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا عبداللہ بن عباس، سیدہ عائشہ، عروہ بن زبیر، ابوسلمہ، مالک، ابوحنیفہ اور احمد بھی اس موقف کے قائل ہیں۔"[1]

## پانچ نمازوں کے لیے تین غسل:

مستحاضہ کے لیے استحبابی غسل کی صورت یہ ہے کہ وہ دن رات میں پانچ نمازوں کے لیے تین غسل کرے۔ ۱۔ ظہر اور عصر کی نماز کے لیے ایک غسل کرے، نماز ظہر کو اس کے آخری وقت میں اور نماز عصر کو اس کے اول وقت میں ادا کرے۔ ۲۔ نماز مغرب اور نماز عشاء کے لیے غسل کرے اور وہ نماز میں تقدیم و تاخیر کرے۔ ۳۔ نماز فجر کے لیے غسل کرے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت عہد رسالت میں مستحاضہ ہوئی تو اسے حکم ہوا کہ وہ نماز ظہر کو مؤخر اور نماز عصر کو مقدم کرے اور دونوں نمازوں کے لیے غسل کرے، نماز مغرب کو مؤخر اور نماز عشاء کو مقدم کرے اور ان دو نمازوں کے لیے غسل کرے اور نماز فجر کے لیے غسل کرے۔[2]

## ہر نماز کے لیے غسل کرنا:

مستحاضہ کا ہر نماز کے لیے غسل کرنا نہ واجب ہے اور نہ باعث عزیمت فعل۔ یہ طریقہ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ازخود اختیار کیا تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ طلب کیا کہ میں مستحاضہ ہوں۔ اس پر آپ نے فرمایا:

---

[1] شرح النووی: ۱۹/۴۔

[2] صحیح: سنن أبی داوٗد: ۲۹۴۔ مسند أبی داوٗد طیالسی: ۱۵۲۲۔ سنن نسائی: ۲۱۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(( إِنَّمَا ذَلِكِ عِرْقٌ فَاغْتَسِلِي ثُمَّ صَلِّي فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ ))

''یہ تو ایک رگ (کا خون) ہے (حیض نہیں ہے، چنانچہ حیض کے اختتام پر) غسل کر پھر نماز پڑھ۔ تو وہ ہر نماز کے وقت غسل کیا کرتی تھی۔''

لیث بن سعد بیان کرتے ہیں کہ زہری نے یہ الفاظ بیان نہیں کیے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے ہر نماز کے وقت غسل کرنے کا حکم دیا تھا، بلکہ یہ کام وہ خود کیا کرتی تھیں۔'' ①

یہ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا ذاتی عمل تھا اور کسی صحابی، تابعی یا امتی کی ذاتی پسند ناپسند سے کچھ بھی ثابت نہیں ہوتا جب تک اس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف نہ ہو۔ نیز اس بارے میں جو مرفوع روایت بیان کی جاتی ہے وہ ضعیف ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

(( أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ اسْتُحِيضَتْ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهَا بِالْغُسْلِ لِكُلِّ صَلَاةٍ )) ②

''سیدہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا عہد رسالت میں مستحاضہ ہو گئیں تو آپ نے اسے ہر نماز کے لیے غسل کا حکم دیا۔''

## ہر فرض نماز کے لیے وضو کرنا:

مستحاضہ عورت کا ہر فرض نماز کے لیے وضو کرنا لازم ہے، اس وضو سے وہ اس وقت کی فرض نماز اور نوافل کا اہتمام کر سکتی ہے۔ پھر اگلی نماز کے لیے اسے الگ سے وضو کرنا پڑے گا۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تیرا حیض ختم ہو جائے تو غسل کر پھر نماز پڑھ اور ایک روایت میں فرمایا:

(( ثُمَّ تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلَاةٍ، حَتَّى يَجِيءَ ذَلِكَ الوَقْتُ )) ③

---

① صحیح مسلم: ٣٣٤۔

② ضعیف: سنن أبي داؤد: ٢٩٢۔ سنن دارمی: ٨٠٢۔ محمد بن اسحاق اور زہری کی تدلیس ہے۔

③ صحیح بخاری: ٢٢٨۔ جامع ترمذی: ١٢٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''پھر ہر نماز کے لیے وضو کرحتی کہ (حیض کا) وقت آ جائے۔''

## فوائد:

یہ حدیث دلیل ہے کہ مستحاضہ عورت جب نماز کو جمع کرنے کے بجائے الگ الگ وقت میں پڑھے گی تو اس کے لیے ہر فرض نماز کے لیے نیا وضو کرنا واجب ہے۔ نماز کا وقت شروع ہونے کے بعد وضو کرے اور اس وضو سے ایک فرض نماز اور اس کے پہلے اور بعد کے نوافل ادا کر سکتی ہے۔ اگلی نماز کا وقت شروع ہونے پر اس کا وضو ختم ہو جاتا ہے اور اگلی فرض نماز کے لیے اسے نیا وضو کرنے پڑھے گا۔ نیز اگر کوئی فوت شدہ فرض نماز ادا کرنی ہے تو اس فوت شدہ نماز کے لیے الگ وضو کرنا پڑھے گا، کیونکہ حدیث میں ہر فرض نماز کے لیے الگ وضو کرنے کا حکم ہے۔

۱۔ امام شوکانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: راجح بات یہ ہے کہ مستحاضہ کا ہر نماز کے لیے وضو کرنا واجب ہے۔ ①

۲۔ امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''مستحاضہ عورت ایک وضو کے ساتھ ایک سے زیادہ فرض نماز ادا نہیں کر سکتی، وہ فرض نماز ادا ہو یا قضا اور اس فرض نماز کے ساتھ اس سے پہلے اور بعد میں جتنے چاہے نوافل ادا کر سکتی ہے۔'' ②

## مستحاضہ عورت کے لیے مباح امور:

مستحاضہ عورت پاک ہے اور اس کا حکم پاک عورتوں والا ہے کہ اس کا خاوند اس سے مباشرت کر سکتا ہے، یہ نماز، روزہ، حج، اعتکاف، تلاوت قرآن، قرآن کو چھونا اور اٹھانا،

① نیل الأوطار: ۲۹۶/۱۔
② شرح النووی: ۱۸/٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سجدہ تلاوت اور سجدہ شکر کرنا اور دیگر فرضی عبادات انجام دے گی اور امور میں اس کا حکم پاک عورتوں والا ہے۔ ①

## مستحاضہ کا اعتکاف کرنا:

مستحاضہ عورت مسجد میں داخل ہوسکتی اور اعتکاف کرسکتی۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''نبی ﷺ کے ساتھ آپ کی بیویوں میں سے ایک بیوی نے اعتکاف کیا جو کہ مستحاضہ تھی اور (استحاضہ کا) خون دیکھتی تھی۔ بعض اوقات خون کی وجہ سے وہ اپنے نیچے برتن رکھ لیتی تھی۔'' ②

## سلس البول اور بواسیر کا مریض:

جس شخص کو سلسل البول (قطرے خارج ہونے) مسلسل ہوا خارج ہونے یا بواسیر کی ایسی بیماری ہے جس سے مسلسل خون رستا رہتا ہے تو ان بیماروں کا حکم بھی مستحاضہ عورت کی طرح ہے، یہ لوگ ہر فرض نماز کے وقت میں نیا وضو کریں گے اور ایک وضو سے اس وقت کی فرض ونفل نمازیں ادا کر سکتے ہیں۔

---

① تلخیص از شرح النووی: ۱۸/٤۔

② صحیح بخاری: ۳۰۹۔ ۳۱۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# جنبی، حائضہ اور بے وضو شخص کا قرآن پڑھنا

## جنبی اور حائضہ کا قرآن حکیم کو چھونا:

جنبی اور حائضہ قرآن حکیم کو پکڑ کر تلاوت کر سکتے ہیں، کیونکہ انھیں قرآن پکڑ کر تلاوت کرنے کی ممانعت کی کوئی دلیل ثابت نہیں ہے، لہٰذا محض ذاتی احتیاط کا شوق پالنے کی خاطر انھیں اس عظیم عمل سے روکنا درست نہیں۔ جنابت وحیض ایسے عوارض ہیں جن میں نماز، طواف، مسجد میں داخل ہونا، حائضہ کا روزہ رکھنا ممنوع افعال ہیں، ان ممنوع افعال کے علاوہ ان پر کسی قسم کی پابندی نہیں، جسمانی طور پر ان کی طہارت مسلمہ ہے، کیونکہ جنبی کے ساتھ ہاتھ ملانا، حائضہ عورت سے مباشرت کے علاوہ خاوند کا اس سے میل ملاپ، حائضہ کا کھانا پکانا اور دیگر امور خانہ داری انجام دینا یہ سارے عوامل اس بات کی دلیل ہیں کہ یہ جسمانی طور پر طاہر ہیں، بس جتنی طہارت متاثر ہوتی ہے انھیں اتنے اعمال سے روک دیا گیا ہے، جن کاموں سے نہیں روکا ان کے جواز کو تسلیم کیا گیا ہے۔ جنبی اور حائضہ کے جسمانی پاک ہونے کے دلائل درج ذیل ہیں۔

۱۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ملے جب کہ میں جنبی تھا، آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور میں آپ کے ساتھ چل دیا حتیٰ کہ آپ بیٹھ گئے، پھر میں کھسک گیا، میں گھر آیا، غسل کیا پھر میں آیا اور آپ (وہیں) بیٹھے تھے۔ آپ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پوچھا: ''ابو ہریرہ کہاں تھے؟'' میں نے آپ کو بتایا (کہ میں جنبی تھا) آپ نے فرمایا: ''ابو ہریرہ! تعجب ہے، بلاشبہ مومن نجس نہیں ہوتا۔''①

۲۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے کہ آپ نے فرمایا: ''اے عائشہ! مجھے کپڑا (مصلیٰ) پکڑایئے۔'' انھوں نے کہا: ''میں حائضہ ہوں۔'' آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے، پھر انھوں نے آپ کو (مصلیٰ) پکڑایا۔''②

۳۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر میرے قریب کرتے جب کہ میں اپنے حجرہ میں ہوتی اور میں آپ کو کنگھی کرتی جب کہ میں حائضہ ہوتی۔''③

۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ''میں حالت حیض میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر دھویا کرتی تھی۔''④

یہ احادیث دلیل ہیں کہ جنبی اور حائضہ کے ہاتھ اور جسم پاک ہیں اور یہ عام چیزوں سمیت قرآن حکیم کو بھی ہاتھ لگا لیں تو اس میں چنداں حرج نہیں، قرآن کو چھونے کی کہیں کوئی ممانعت نہیں ہے کہ جنبی و حائضہ کو قرآن پکڑنے سے روکا جائے۔ نیز جن روایات میں حائضہ و جنبی کو قرآن چھونے سے منع کیا گیا ہے وہ تمام روایات ضعیف ہیں۔ حافظ ابن حزم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

« وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ وَالسُّجُودُ فِيْهِ وَمَسُّ الْمُصْحَفِ وَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالَى جَائِزٌ كُلُّ ذَلِكَ بِوُضُوْءٍ وَبِغَيْرِ وُضُوْءٍ وَلِلْجُنُبِ وَالْحَائِضِ، بُرْهَانُ ذَلِكَ أَنَّ قِرَاءَةَ الْقُرْآنِ وَالسُّجُوْدَ فِيْهِ وَمَسَّ الْمُصْحَفِ وَذِكْرَ اللّٰهِ تَعَالَى أَفْعَالُ خَيْرٍ مَنْدُوْبٌ إِلَيْهَا مَأْجُوْرٌ فَاعِلُهَا، فَمَنِ ادَّعَى الْمَنْعَ فِيْهَا فِي بَعْضِ الْأَحْوَالِ كُلِّفَ أَنْ يَأْتِيَ بِالْبُرْهَانِ »⑤

---

① صحیح بخاری: ۲۸۵۔ ② صحیح مسلم: ۲۹۹۔
③ صحیح مسلم: ۲۹۷۔ ④ صحیح مسلم: ۲۹۷۔ ⑤ المحلی لابن حزم: ۹۵/۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''تلاوت قرآن، سجدۂ تلاوت، مصحف کو چھونا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا، یہ امور وضو اور بغیر وضو کے جنبی و حائضہ (سب) کے لیے جائز ہیں۔ ان کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ تلاوت قرآن، سجدۂ تلاوت، مصحف کو چھونا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا نیکی کے کام ہیں، جنھیں ادا کرنا مباح اور کارِ ثواب ہے۔ سو جو شخص بعض صورتوں میں ان اعمال سے منع کرنے کا دعویٰ کرتا ہے وہ دلیل پیش کرنے کا ذمہ دار ہے۔'' (چنانچہ حائضہ و جنبی کو قرآن چھونے اور تلاوت سے روکنے کی کوئی صحیح دلیل نہیں ہے، اس لیے محض دعویٰ سے لوگوں کو ان افعال خیر سے نہیں روکا جاسکتا۔)''

## مانعین کے دلائل اور غلط استدلال:

کچھ علماء حائضہ اور جنبی کے قرآن کو چھونے اور اسے پکڑ کر پڑھنے سے منع کرتے ہیں اور درج ذیل دلائل کو بطور ثبوت پیش کرتے ہیں۔

۱۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۝ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۝ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴾

''بلاشبہ یہ یقیناً ایک باعزت پڑھی جانے والی چیز ہے۔ ایک ایسی کتاب میں، جو چھپا کر رکھی ہوئی ہے۔ اسے کوئی ہاتھ نہیں لگاتا مگر جو بہت پاک کیے ہوئے ہیں۔'' [ الواقعة: ۷۷، ۷۸، ۷۹ ]

ان آیات سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ قرآن مقدس کو صرف پاک لوگ (حائضہ اور جنبی کے علاوہ لوگ) ہی چھو سکتے ہیں، حائضہ اور جنبی قرآن مجید کو ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ یہ استدلال باطل ہے کیونکہ سیاق کلام کی رو سے یہاں کتاب سے مراد انسانوں کے ہاتھوں میں موجود قرآن نہیں بلکہ یہ لوح محفوظ میں موجود قرآن ہے اور مطہرون سے مراد طاہر لوگ نہیں بلکہ مراد فرشتے ہیں۔ امام رازی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''راجح بات یہ ہے کہ یہاں کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے اور لَا يَمَسُّه میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ضمیر کا مرجع کتاب (لوح محفوظ) کی طرف ہے۔ اور اَلْمُطَهَّرُوْنَ سے مراد فرشتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انھیں آغاز سے پاک کیا اور اس پاکی پر قائم رکھا ہے اور ان کی عمریں طویل کی ہیں۔ اس سے مراد حدث (حیض، جنابت اور بے وضو ہونے سے) پاک لوگ نہیں ہیں۔"[1]

۲۔ تفسیر اشرف الحواشی میں لکھا ہے: "اکثر مفسرین کے نزدیک لَا يَمَسُّهُ میں "ہٗ" ضمیر لوح محفوظ کے لیے ہے۔ کہ لوح محفوظ کو وہی ہاتھ لگاتے ہیں جو پاک ہیں یعنی فرشتے۔ بعض مفسرین نے اس ضمیر کو قرآن کے لیے مانا ہے اور استدلال کیا ہے کہ قرآن کو بے وضو ہونے کی حالت میں چھونا جائز نہیں ہے مگر یہ استدلال صحیح نہیں ہے اور قرآن کو بے وضو چھونا جائز ہے گو بہتر یہ ہے کہ وضو کر لیا جائے۔ موطا مالک میں ہے کہ آنحضرت نے عمرو بن حزم کو جو خط لکھ کر دیا اس میں یہ بھی لکھا کہ " لَا يَمَسُّ الْقُرْآنَ إِلَّا طَاهِرٌ " کہ قرآن کو سوائے طاہر شخص کے کوئی نہ چھوئے۔ مگر یہ اپنے مفہوم میں صریح نہیں ہے کیونکہ اس کے معنی کفر و شرک سے پاک بھی ہو سکتے ہیں کیونکہ مسلمان تو جنابت کی حالت میں بھی پاک رہتا ہے: " سُبْحَانَ اللّٰهِ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَجْنُبُ "۔[2]

۳۔ امیر یمانی بیان کرتے ہیں:

"مفہوم کے لحاظ سے زیادہ واضح بات یہ ہے کہ آیت میں ضمیر کتاب مکنون ہے جس کا پیچھے ذکر ہوا اور مطہرون سے مراد فرشتے ہیں۔"[3]

۲۔ عبداللہ بن ابی بکر بن حزم بیان کرتے ہیں کہ وہ خط جو رسول اللہ نے سیدنا عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے لیے تحریر کیا تھا، اس میں یہ عبارت درج تھی:

---

① تلخیص از تفیسر الرازی: ۲۹۔ ۴۳۱، ۴۳۲۔

② اشرف الحواشی ص: ۶۴۰۔

③ سبل السلام: ۱/ ۱۱۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



«أَنْ لَا يَمَسَّ الْقُرْآنَ إِلَّا طَاهِرٌ» ①

''قرآن کو طاہر شخص ہی چھوئے۔''

۳۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَنْ لَا يَمَسَّ الْقُرْآنَ إِلَّا طَاهِرٌ» ②

''قرآن کو طاہر شخص ہی چھوئے۔''

## لفظ طاہر کو مقید کرنا:

گزشتہ حدیث اگرچہ اسنادی لحاظ سے کمزور ہے، اس لیے اس سے کوئی بھی مفہوم اخذ نہیں کیا جاسکتا۔ بالفرض اس کو صحیح بھی مان لیا جائے تو اس میں لفظ طاہر مطلق بیان ہوا ہے، اسے مطلق ہی رکھنا چاہیے۔ اس کی تقیید کے لیے دلیل درکار ہے۔ چونکہ یہاں کوئی ایسی دلیل موجود نہیں جس سے اس کے کسی ایک خاص معنی کا تعین کیا جا سکے۔ سو اس مطلق لفظ سے یہ مفہوم کشید کرنا کہ جنبی اور حائضہ قرآن کی تلاوت نہیں کر سکتے، سراسر باطل ہے۔ کیونکہ لفظ طاہر کا اطلاق چار معانی پر ہوتا ہے۔ ا۔ مومن۔ لفظ طاہر کا پہلا اطلاق مومن شخص پر ہوتا ہے اس کی دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے: إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ '' مشرک تو نجس ہیں۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''مومن نجس نہیں ہوتا۔'' (بخاری: ۲۸۵) اس سے تمام مومنوں کی طہارت ثابت ہوتی ہے۔ ۲۔ لفظ طاہر کا دوسرا اطلاق حدث

---

① ضعیف: مؤطا امام مالك: ٢٣٤۔ یہ روایت منقطع ہے کیونکہ عبداللہ بن ابی بکر بن حزم کی عمرو بن حزم سے ملاقات ثابت نہیں۔ اس معنی کی متصل روایات تمام کی تمام ضعیف اور کمزور ہیں۔ ان کی مکمل تفصیل کے لیے ارواء الغلیل: ۱۲۲ اور نیل الاوطار: ۱/ ۲۲٤۔ کا مطالعہ کیجیے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ ان تمام روایات اور ان کے اسباب ضعف بیان کرتے ہیں: اس روایت کی تمام سندیں ضعف سے خالی نہیں ہیں۔ ارواء الغلیل: ۱/ ۱٦۰۔

② ضعیف: طبرانی کبیر: ۱۱٦۲۔ ۱۳۲۱۷۔ ارواء الغلیل: ۱/ ۱۵۹۔ اس میں سعید بن محمد بن ثواب مجہول اور ابن جریج کی تدلیس ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اکبر (جنابت وغیرہ) پر ہوتا ہے۔اس کی دلیل یہ آیت ہے: ''وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا'' ''اور اگر تم جنبی ہو تو خوب پاکی اختیار کرو۔'' [ المائدہ : ٦ ]۔۳۔لفظ طاہر کا تیسرا اطلاق حدث اصغر (بے وضو ہونے) پر ہوتا ہے۔اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ان موزوں کو رہنے دے میں نے ان میں پاؤں داخل کیے تو پاؤں پاک (وضو سے) تھے، پھر آپ نے ان موزوں پر مسح کیا۔۴۔لفظ طاہر کا چوتھا اطلاق حسی اور حکمی نجاست سے پاک شخص پر ہوتا ہے۔اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ حسی و حکمی نجاست سے پاک شخص کو طاہر کہا جاتا ہے۔ ①

چونکہ لفظ طاہر کا اطلاق چار معانی پر ہوتا ہے اور اسے کسی خاص معنی پر محمول کرنے کے لیے کسی شرعی دلیل کی ضرورت ہے جو ناپید ہے۔اس لیے گزشتہ روایات صحیح بھی ہوں تو اس سے جنبی اور حائضہ کو قرآن پکڑنے سے روکنا ثابت نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم بالصواب!

## جنبی اور حائضہ کا قرآن کی تلاوت کرنا:

جنبی و حائضہ عورت جس طرح دیگر اذکار و اوراد کا اہتمام کر سکتے ہیں، اسی طرح قرآن کریم کی تلاوت کرنا چاہیں تو تلاوت بھی کر سکتے ہیں، کیونکہ دلائل کی رو سے جنبی و حائضہ کا تلاوت کرنا جائز ہے۔

۱۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر حالت میں اللہ کا ذکر کرتے تھے۔'' ②

ہر حالت میں طہارت و عدم طہارت، جنابت و عدم جنابت، بیٹھنا لیٹنا، چلنا، سوار ہونا یہ ساری حالتیں شامل ہیں، نیز تلاوت قرآن بھی ذکر کے قبیل سے ہے۔

علامہ البانی بیان کرتے ہیں: '' یہ حدیث جنبی کے تلاوت قرآن کے جواز کی دلیل ہے، کیونکہ قرآن بھی ذکر ہے، جیسا کہ ارشاد ہے ''ہم نے آپ پر ذکر نازل کیا (یہاں ذکر سے مراد قرآن ہے) چنانچہ آپ کا ہر وقت ذکر کرنا اس میں جنبی بھی شامل ہے۔'' ③

---

① نیل الأوطار: ١/ ٢٢٤۔

② صحیح مسلم: ٧٣٧٣۔ أبو داؤد: ١٨۔ جامع ترمذی: ٣٣٨٤۔ سنن ابن ماجه: ٣٠٢۔

③ سلسلة الأحاديث الصحيحة: ١/ ٧٦٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر میں معوذتین کی تلاوت کی اور مجھے فرمایا:

''تو جب بھی سوئے یا بیدار ہو ان سورتوں کی تلاوت کر۔'' ①

یہ حدیث دلیل ہے کہ جس نے اس فرمان نبوی پر عمل کرنا ہو وہ نیند سے بیدار ہونے پر ان صورتوں کی تلاوت کرے گا، خواہ جنبی ہے یا غیر جنبی، عورت حائضہ ہے یا غیر حائضہ، ان سب کے لیے اس حدیث پر عمل کرنا جائز و مباح ہے۔

۳۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ'' آپ (نماز تہجد کے لیے) بیدار ہوئے، نیند دور کرنے کے لیے منہ پر ہاتھ پھیرا اور سورۂ آل عمران کی آخری دس آیات تلاوت کیں۔'' ②

یہ حدیث بھی دلیل کہ جس شخص نے اس عمل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنی ہے، وہ جنابت و عدم جنابت ہر صورت میں اسے معمول بنائے گا، تب ہی حدیث نبوی پر عمل ہوگا۔

نیز امام بخاری رحمہ اللہ نے درج ذیل دلائل سے جنبی و حائضہ کے لیے تلاوت قرآن کو جائز قرار دیا ہے، تفصیل ملاحظہ کیجیے۔

« وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: لَا بَأْسَ أَنْ تَقْرَأَ الآيَةَ، وَلَمْ يَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِالقِرَاءَةِ لِلْجُنُبِ بَأْسًا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ وَقَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ: كُنَّا نُؤْمَرُ أَنْ يَخْرُجَ الحُيَّضُ فَيُكَبِّرْنَ بِتَكْبِيرِهِمْ وَيَدْعُوْنَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سُفْيَانَ، أَنَّ هِرَقْلَ دَعَا بِكِتَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَرَأَ فَإِذَا فِيهِ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَ ﴿قُلْ يَاأَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ﴾ [ آل

---

① صحيح : السنن الكبرىٰ للنسائي: ١٠٧٢٥۔ عمل اليوم و الليلة للنسائي: ٨٨٩۔

② صحيح بخاري: ٤٥٧٠۔ صحيح مسلم: ٧٦٣۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عمران:٦٤ ] الآيَةَ وَقَالَ عَطَاءٌ: عَنْ جَابِرٍ، حَاضَتْ عَائِشَةُ فَنَسَكَتْ الْمَنَاسِكَ غَيْرَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَ لَا تُصَلِّيْ ))[1]

''ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ حائضہ کے قرآن کی آیت پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ جنبی کے لیے قرآن کی تلاوت کچھ مضائقہ خیال نہیں کرتے اور نبی ﷺ ہر وقت اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہمیں حکم دیا جاتا تھا کہ حائضہ عورتیں نماز عید کے لیے (عید گاہ کی طرف) نکلیں اور باقی لوگوں کی تکبیرات کے ساتھ تکبیرات کہیں اور دعا کریں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ہرقل نے نبی ﷺ کا خط منگوایا، اسے پڑھا، جس میں یہ عبارت تھی: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ﴿قُلْ يَاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ﴾ [ آل عمران : 64 ] الآیۃ

(یعنی ہرقل جو غیر مسلم اور شرعی طہارت سے متصف نہیں تھا، اس نے قرآنی آیت کی تلاوت کی جو جنبی اور حائضہ کے لیے تلاوت کی مشروعیت کی بہت بڑی دلیل ہے) اور عطاء جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے بیان کیا: ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا (دوران حج) حائضہ ہو گئیں تو انھوں نے طواف اور نماز کے سوا تمام ارکان حج ادا کیے۔''[1]

نیز جن روایات میں جنبی اور حائضہ کو تلاوت کرنی کی ممانعت یا کراہت کا بیان ہے وہ تمام روایات ضعیف اور نا قابل احتجاج ہیں، جن میں سے بعض روایات مع سبب ضعف بیان کی جاتی ہیں اور باقی کی تفصیل کے لیے علامہ البانی کی کتابوں کا حوالہ بیان کر دیا جائے گا۔

۱۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

(( لَا تَقْرَإِ الْحَائِضُ، وَلَا الْجُنُبُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ ))[2]

---

[1] صحیح بخاری: کتاب الحیض، باب: تقضی الحائض المناسك كلها الا الطواف۔

[2] ضعیف: جامع ترمذی:١٣١۔ سنن ابن ماجه:٥٩٥، ٥٩٦۔ سنن بیهقی:١/٤٦١۔ ☜

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''حائضہ اور جنبی قرآن میں سے کچھ بھی تلاوت نہ کریں۔''

۲۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَخْرُجُ مِنَ الخَلَاءِ فَيُقْرِئُنَا الْقُرْآنَ، وَيَأْكُلُ مَعَنَا اللَّحْمَ وَلَمْ يَكُنْ يَحْجُبُه أَوْ قَالَ: يَحْجِزُهُ عَنِ الْقُرْآنِ شَيْءٌ لَيْسَ الْجَنَابَةَ» ①

''رسول اللہ ﷺ بیت الخلا سے نکلتے تو ہمیں قرآن پڑھاتے اور ہمارے ساتھ گوشت کھاتے تھے۔ جنابت کے سوا کوئی بھی چیز آپ ﷺ کو قرآن (کی تلاوت) سے نہیں روکتی تھی۔''

---

☜ ارواء الغلیل: ۱۹۲۔ اسماعیل بن عیاش کی غیر شامیوں سے روایت ضعیف ہے، اس سند میں یہ موسیٰ بن عقبہ مدنی سے روایت کر رہے ہیں، لہٰذا یہ روایت ضعیف ہے۔ امام ترمذی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ میں نے محمد بن اسماعیل بخاری سے سنا، وہ بیان کرتے تھے: اسماعیل بن عیاش اہل حجاز اور اہل عراق سے منکر روایات بیان کرتا ہے، یعنی انھوں نے اسماعیل بن عیاش کی حجازیوں اور شامیوں کی منفرد روایات کو ضعیف قرار دیا ہے۔ جامع ترمذی تحت حدیث: ۱۳۱۔ امام بیہقی یہ روایت نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ یہ حدیث کمزور ہے۔

① ضعیف: سنن أبی داوٗد: ۲۲۹۔ جامع ترمذی: ۱٤٦۔ سنن نسائی: ۲٦٦، ۲٦۷۔ سنن ابن ماجه: ٥۹٤۔ مستدرك حاكم: ۱/ ۱٥۲، سنن بیهقی: ۱/ ۸۸۔ المنتقیٰ ابن الجارود: ۹٤۔ ارواء الغلیل: ٤۸٥۔ عبداللہ بن سلمہ المرادی مختلط اور ناقابل احتجاج راوی ہے اور اس سے روایت کرنے والے راوی نے بعد از اختلاط روایت بیان کی ہے۔ ڈاکٹر بشار عواد عبداللہ بن سلمہ کے بارے میں لکھتے ہیں: ''یہ ضعیف راوی ہے، شواہد کی بنیاد پر یہ معتبر ہے (منفرد کی راویت قابل احتجاج نہیں)۔ امام بخاری نے کہا کہ اس کی حدیث قابل متابعت نہیں، شعبہ، ابو حاتم اور نسائی کہتے ہیں: اس کی راویات معروف و منکر (ملی جلی) ہیں، دارقطنی نے اسے ضعیف کہا ہے اور ابو احمد حاکم کہتے ہیں کہ اس کی حدیث ثابت نہیں ہے۔ (تحریر تقریب التهذیب: ۳۳۹)۔ یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ امام شعبہ نے اسے حدیث کے بارے میں بیان کیا کہ نَعْرِفُ وَنُنْكِرُ يَعْنِي أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَلَمَةَ كَانَ كَبِرَ حَيْثُ أَدْرَكَهُ عَمْرٌو (ہم اس کی روایات معروف منکر (اختلاط زدہ) پاتے ہیں یعنی عبداللہ بن سلمہ جب بوڑھے (اور مختلط) ہو گئے تب عمرو بن مرہ ان ☜

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے پاس آئے ہیں۔ ) المنتقیٰ ابن الجارود تحت حدیث : ۹۴۔ علامہ البانی بیان کرتے ہیں: شعبہ بن حجاج کے ان الفاظ میں یہ اشارہ ہے کہ عبداللہ بن سلمہ آخری عمر میں ان کا حافظہ بگڑ گیا تھا اور عمرو بن مرہ نے ان سے اس اختلاط کی حالت میں احادیث سنی ہیں۔ یہ صورت حال اس حدیث کو کمزور اور ضعیف قرار دیتی ہے اور اس کی صراحت کئی ایک ائمہ نے بھی کی ہے۔ ( ارواء الغلیل: ۲/ ۲۴۱) امام خطابی بیان کرتے ہیں: وكان أحمد بن حنبل يرخص للجنب أن يقرأ الآية ونحوها وكان يوهن حديث على هذا ويضعف أمر عبد الله بن سلمة (احمد بن حنبل جنبی کے لیے قرآن کی آیت یا اس کی مثل پڑھنے کی رخصت دیتے تھے اور وہ سیدنا علی کی اس روایت کو کمزور قرار دیتے اور عبداللہ بن سلمہ کی کیفیت کو ضعیف کہتے تھے ) ( معالم السنن: ۱/ ۷۶) ۔ ابوبکر بزار کہتے ہیں: وَكَانَ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَمَةَ، فَيَقُولُ: يُعْرَفُ فِي حَدِيثِهِ وَيُنْكَرُ ( عمرو بن مرہ عبداللہ بن سملہ سے روایت کرتے اور کہا کرتے تھے کہ اس کی حدیث میں معروف ومنکر کی آمیزش ہے ) (یعنی حافظے کے بگاڑ کی وجہ سے روایات میں استحکام نہیں ہے ) ( مسند البزار: ۷۰۸)۔

علامہ البانی بیان کرتے ہیں: ''شافعی، احمد، بیہقی اور خطابی نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے اور ان کی یہ بات دیگر محدثین سے درج ذیل وجوہ کی بنا پر مقدم ہے:

''یہ محدثین ان ( محدثین سے جو اس حدیث کو صحیح کہتے ہیں ) سے زیادہ اہل علم اور زیادہ ہیں۔۲۔ انھوں نے ضعف حدیث کی علت بیان کی ہے کہ اس کے راوی کا ذہن بگڑ گیا تھا اور اس نے اس ذہنی بگاڑ کی کیفیت میں حدیث بیان کی ہے۔ یہ مفسر جرح ہے، جس سے صرف نظر جائز نہیں۔۳۔ یہ حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے خلاف ہے، جس میں بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر وقت اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔'' ( صحیح مسلم، مستخرج ابی عوانہ ) (ذکر کا ) یہ طریقہ اپنے عمومی معنی کی رو سے جنابت اور جنابت کے علاوہ حالت کو شامل ہے نیز لفظ ذکر، تلاوت قرآن اور دیگر اذکار ( تمام اذکار ) کو شامل ہے۔'' ( تمام المنة ص: ۱۰۹)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

صحیح اور ٹھوس دینی رہنمائی تک رسائی کے لیے کتاب وسنت کے مستند دلائل پر مشتمل فقہی احکام کا سلسلہ شروع کیا جا رہا ہے، جس کا آغاز ہم مذکورہ کتاب ''طہارت کے فقہی احکام'' سے کر رہے ہیں۔ جس میں ہر مسئلے کے ثبوت کے لیے کتاب اللہ اور احادیث صحیحہ کو بنیاد بنایا گیا ہے، اس کے ساتھ فقہاء ومحدثین کی آراء اور جید علمائے کرام کے فتاویٰ جات اور شارحین کی تعبیرات سے مسائل کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ فقہی مذاہب کو دلائل کے ساتھ بیان کر کے راجح اور مرجوح موقف کی نشاندہی کی گئی ہے۔ نیز کسی مسئلہ کے لیے کسی مذہب کے لوگوں نے اگر ضعیف اور غیر ثابت روایات سے استدلال یا اجتہاد کیا ہے تو ان ضعیف احادیث کو مع سبب ضعیف بیان کیا گیا ہے تاکہ جو شخص مذہبی تنگ نظری اور مسلکی تعصب کے بغیر حق تک رسائی حاصل کرنا چاہے اس کے لیے آسانی ہو۔ کچھ مسائل عوام میں معروف اور زبان زد عام ہیں لیکن شرعی دلائل سے ثابت نہ ہونے کی وجہ سے وہ شرعی احکام کا درجہ حاصل نہیں کر پاتے، انھیں بھی پورے شرح وبسط سے بیان کیا گیا ہے، تاکہ خالص کتاب وسنت پر عمل کا ذوق اجاگر ہو، بلا دلیل احکام سے لوگوں کی شناسائی ہو اور بلا ثبوت مسائل واحکام کا تدارک ہو سکے۔

کتاب کی مزید افادیت تو اس کی ورق گردانی سے حاصل ہوگی جس کا قارئین دوران مطالعہ خود مشاہدہ کریں گے۔ ان شاء اللہ العزیز

فصل الخطاب للنشر والتوزیع
8074150

Al - Balagh
20248 Rs. 650
042-35942233-77
Taharat K Fiqhi Ahkam

Printers 03214167895, 4503606